

حضرت داتا گنج بخش لاہوری • حضرت ابوالخیر نور محمد ہزاروی

مولانا احمد رضا خاں بریلوی • مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ

اسلامی عقائد اور معمولات اہل سنت پر امیر حمزہ وہابی کے اعتراضات کا علمی تحقیقی جواب

شاہراہ اہل سنت

بجواب

شاہراہ بہشت

تالیف

ابو کلیم محمد صدیق فانی

تقریظ

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

اویسی بک سٹال جامع مسجد
0333-8173630

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : شاہراہِ اہلسنت بجواب شاہراہِ بہشت

مؤلف : ابوالکلیم محمد صدیق فانی

کمپوزنگ : طاہر کمپوزنگ سنٹر کوٹ قاضی حافظ آباد گوجرانوالہ

پروف ریڈنگ : محمد شکیل قادری عطاری خانیوال

نظر ثانی : مولانا ابو جلیل محمد خلیل خان فیضی

سن اشاعت : 14 جولائی 2006ء

ایڈیشن دوم : یکم جون 2011ء

صفحات : 592

ہدیہ : 350 روپے

ملنے کے پتے

نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور / جلالیہ صراط مستقیم گجرات

نظامیہ کتاب گھر جناح کالونی گوجرانوالہ / رضا بک شاپ گجرات

مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام مرکز روڈ گوجرانوالہ

مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر / مکتبہ فیضان اولیاء کاموکی

مکتبہ فیضان مدینہ گکھڑ / مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / کرمانوالہ بک شاپ دربار مارکیٹ لاہور

صراط مستقیم پبلی کیشنز 5,6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور / احمد بک کارپوریشن راولپنڈی

[illegible] گوجرانوالہ / مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی / صراط مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ

مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم ملتان / اویسی بک سٹال لاہور

فہرست

انتساب

شیخ کامل...جامع شریعت وطریقت...عمدۃ الصالحین...قدوۃ العارفین

محدث وقت...بیہقی زماں...آیت من آیات اللہ...فنا فی الرسول...شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رضوی نور اللہ مرقدہ

(وصال ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء)

کے نام

جو ہر وقت حسنِ مصطفےٰ ﷺ کی تجلیوں میں گم رہتے تھے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابو کلیم فانی

حرفِ اوّل

کچھ عرصہ قبل مولانا ابوالجلیل محمد خلیل خاں صاحب فیضی سکنہ کوہی والا (کبیر والا) غریب خانہ پر تشریف لائے اور امیر حمزہ (غیر مقلد) کی نئی تالیف "شاہراہِ بہشت" پیش کی اور ساتھ ہی محبت بھرے لہجے میں اس کا جواب لکھنے کی تمنا ظاہر کی۔ راقم نے وعدہ کرلیا اور کہا کہ دعا فرمائیں اللہ رب العزت اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

مولانا کے جانے کے بعد ناچیز نے اس کتاب کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ امیر حمزہ نے کوئی نئے گل نہیں کھلائے بلکہ وہی پرانی باتیں ہیں' جن کا علمائے اہل سنت بارہا تحریراً و تقریراً جواب دے چکے ہیں۔ اب اس دور میں اس قسم کا لٹریچر شائع کرنا فقط ملک میں افتراق و انتشار کو ہوا دینے' قومی یکجہتی اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

الحمدللہ! چند ماہ کی کوشش و سعی سے "شاہراہِ بہشت" کا جواب مکمل ہوا۔ اور مسودہ لے کر حضرت قبلہ مفتی محمد اشفاق احمد مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موصوف نے اس کا نام "شاہراہِ اہلسنت بجواب شاہراہِ بہشت" تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو منظور فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے اور بروزِ محشر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے...... (آمین)

آخر میں مندرجہ ذیل احباب کا بے حد مشکور و ممنون ہوں' جنہوں نے حوالہ جاتی کتب کی فراہمی اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ رب العزت انہیں دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور کرے۔

مولانا ابوالجلیل محمد خلیل خاں فیضی (خطیب جامع مسجد فیضان مدینہ اکمل والا (کوہی والا) ☆ خلیل احمد رانا...... (جہانیاں منڈی) ☆ ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی...... (جہانیاں منڈی) مولانا مبشر جمیل بن مولانا محمد اشفاق احمد رضوی...... (خانیوال)

کالونی نمبر ۱ مکان نمبر ۱۲/ ۱۷، گلی نمبر ۶،	ابوکلیم محمد صدیق فانی
خانیوال	۱۲ر جولائی ۲۰۰۴ء/۱۴۲۵ھ

تقریظ

بانی ادارہ صراط مستقیم پاکستان

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

عصر حاضر میں قلم وقرطاس کی عزت سے کھیلنے والے لوگوں کا یہ محبوب مشغلہ ہے کہ روزانہ نئے فتنے کا دروازہ کھولتے ہیں اور اُمت میں انتشار وافتراق پیدا کرتے ہیں۔ وہ اہل حق اہلسنت وجماعت کے خلاف زہر اُگلنے کے لئے باطل سے اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ سواد اعظم کے عقائد ومعمولات کو تنقید کا نشانہ بنانا اُن کا مرغوب مشغلہ ہے۔ ایسی ہی ایک مذموم کوشش کا نام "شاہراہ بہشت" رکھ کر حق کی جادہ پیمائی کروانے والوں کو گمراہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔

بھلا ہو راست فکر مصنف ابو کلیم محمد صدیق فانی صاحب کا جنہوں نے "شاہراہ اہلسنت" لکھ کر فکری آوارہ گردوں کی پوری خبر لی ہے اور اندھیروں کے تعاقب میں کافی دور تک اُنہوں نے قدم بڑھائے ہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب ظلمتوں کے خلاف بھرپور کردار ادا کرے گی۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کے قلب ونظر اور دست وقلم کو مزید ہمتیں عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

باب اوّل

عقائد اہلسنت

توحید باری تعالیٰ

صانع عالم جل مجدہ واجب الوجود ازلی ابدی ہے۔ اس کا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں۔ تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل وپرتو ہیں۔

وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت، باختیار خود تدبیر کائنات کلی وجزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

حیوۃ، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ صفات ذاتیہ حق سبحانہٗ کی ہیں۔ ان سب سے ازلاً متصف ہے۔ باقی صفات فعلیہ، نفسیہ، سلبیہ، اضافیہ ہیں۔

کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے پیشتر ویسا ہی کامل تھا، جیسا بعد میں (الآن کما کان)۔

شفائے مریض، عطائے رزق، ازالہ تکالیف ومصائب بطور استقلال وخلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

طبیب، بادشاہ ودیگر اسباب ظاہری وباطنی مثل دعا وہمت انبیاء واولیاء بہ عطائے الٰہی بطور تسبب امور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔

حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضہ ہے کہ یہ صفات وافعال الٰہیہ در پردہ اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ بداہۃً معلوم ہے کہ بے شمار معاش وتدابیر، مہمات ومدالحت مظاہر رزاقیت وغیرہ صفات الٰہیہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً وکشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا وہمت وبرکت وجودات مبارکہ مظہر فیضان عنایت الٰہی ہے۔ صرف اسباب کو مدنظر رکھنا اور مسبب جل شانہٗ کی قدرت کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر ومحدود کرنا کفر ہے اور اسباب کا کلیۃً نفی کرنا، ابطال حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین ودنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری وباطنی

(ولیوں مقربین) کو جلوہ گاہ صفات الٰہیہ مان کر ان سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔

جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، انتقال، تبدیل ذاتی و صفاتی، جہل، کذب، ممکنات سے مختص ہیں۔ ذات حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

استواعلی العرش، ضحک، وجہ، ید وغیرہ صفات منصوصہ کتاب کی مثل صفات ثمانیہ سمع، بصر، علم، ارادہ، کلام، قدرت، حیوۃ، تکوین، بے چون و بے چگون ہیں۔

ادراک حقیقۃ الٰہیہ میں نبی و ولی عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی و صفاتی و اسمائی، نصیب انبیاء و اولیاء حسب مراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔

رویت ذات حق آخرت میں اہل جنت کیلئے ثابت ہے، بلا کیف و بلا جہت۔

اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مرید ہے۔ لیکن راضی بالکفر والمعصیت نہیں ہے۔

تمام خیر و شر، خالق الکل جل شانہ کے ارادہ و خلق و تقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے۔ وہی ظاہر ہوتا ہے لیکن راضی صرف خیر پر ہے۔

تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتا کر اپنے افعال میں گونہ اختیار دیا ہے۔ جس کے سبب انسان اور حجر و شجر میں فرق بدیہی ہے جسے اصطلاحاً کسب کہتے ہیں۔ اسی کسب کے سبب وہ جزا اور سزا کا مورد ہے۔

بے نیاز ہے کسی کا اس پر حق نہیں ہے مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

اس کے تمام افعال، حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں۔ لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شئی اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، قبح و ظلم و سفہ و عبث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔

افعال کا باعث ثواب و عقاب اُخروی ہونا صرف اسی کے حکم سے ہے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت و عقل ادراک کر سکتی ہے اور کثر میں خبر انبیاء

کی محتاج ہے۔

ہر ایک صفت الٰہی بالذات واحد ہے اور بحسب تعلق غیر متناہی متعلقات حادث ہیں اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔

حق سبحانہ کے بہت سے نام ہیں جن کی خبر اس نے اپنے کلام پاک میں دی ہے۔ اہلسنت کے نزدیک دعا و اذکار الٰہی انہیں اسماء سے ہونا چاہیے جو شرع مطہرہ میں وارد ہیں یہ سب اسماء کلام الٰہی کی مانند قدیم ازلی و ابدی ہیں اور عباد کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔

اہلسنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہو اس کا ذات حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔

شرک

شرک و کفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس عبادت سے یہ ہے کہ بندگان حق تعالیٰ اور محبوبان الٰہی کی ان قابل عظمت و صفات کو جو عام نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشف بلا و شدت، استجابت دعا، تاثیر، تسخیر وغیرہ) صفات جناب باری تعالیٰ (ستجنہ، ستجنہ، ستجنہ) کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ) اور بنا بریں نہایت عجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کیے جائیں کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ معبود ہیں۔

شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفات عبود و صفات ربوبیت میں ما بہ الامتیاز ظاہر فرمانا بعثت رسل کا مہتم بالشان مقصد ہے۔

خواص عبد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا سلب ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہوتا ہے۔

محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص بشر کیلئے ثابت کی گئی ہے

اس کو ایسا منصب خیال کرنا جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں در حقیقت عنایات الٰہیہ کا ظہور جاننا عین ایمان و توحید ہے۔

ایسے ہی خوارق و کرامات اولیاء و اشراق باطنی سے ان کو مغیبات پر بلا ذریعہ عطیہ الٰہی مطلع تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوائے روحانی جو انبیاء و اولیاء کو عطا ہوتی ہیں ان امور کا علم اللہ تعالیٰ و عطا اللہ تعالیٰ کا مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

صفات عبودیت کو صفات ربوبیت میں شریک کرنے والا مشرک ہے اور ان کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق پر نگاہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔

اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ اعتقاد مومن ہونے کیلئے کافی نہیں، کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ یہ بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرمایا ہے وہ عطا کے بعد حکم خداوندی، ارادہ اور مشیت ایزدی کے ماتحت ہے۔ ہر آن خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے ساتھ متعلق ہے اور اس بندے کا ایک آن کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔

﴿عقائد اہلسنت (مطبوعہ) ... مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (ملخص)﴾

﴿مولانا حشمت علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ... صفحہ نمبر ۱۵ (طبع ... کانپور) وغیرہ﴾

حضور نبی اکرم ﷺ کا قول فیصل میری امت شرک میں مبتلا نہ ہوگی

حیات طیبہ کے آخری دور میں حجۃ الوداع سے واپسی پر ایک روز آپ شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے گئے اور رقت آمیز انداز میں ان کیلئے دعا فرمائی۔ پھر مسجد میں آ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حسب ذیل وصیت فرمائی۔

"إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي

أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا"۔

﴿بخاری کتاب المغازی باب احد ... جلد ۲ صفحہ نمبر ۵۸۵ طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی﴾

ترجمہ: میں تمہارے لئے سامان آخرت تیار کرنے کیلئے تم سے آگے جانے والا ہوں، میں تم پر گواہ ہوں۔ میں اس وقت بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں یا فرمایا زمین کی چابیاں (عطا کی گئی ہیں) واللہ! مجھے تمہارے بارے میں یہ خدشہ نہیں کہ تم شرک کرنے لگو گے۔ ہاں البتہ یہ کھٹکا ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے اور ایک دوسرے سے بڑھنے لگو گے"۔

﴿یہی حدیث شریف بخاری شریف کے مندرجہ ذیل مقامات پر بھی ہے۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۹، ۵۰۸، ۵۱۰ و جلد دوم صفحہ نمبر ۹۷۵، ۹۵۱، ۹۷۴۔ مسلم شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۲۵۰ ...﴾

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

أَنَّهُ بَكَى فَقِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فَذَكَرْتُهُ فَأَبْكَانِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُشْرِكُ أُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ أَمَا إِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُونَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا وَثَنًا وَلَكِنْ يُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ أَنْ يُصْبِحَ أَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهُ شَهْوَةٌ مِنْ شَهَوَاتِهِ فَيَتْرُكُ صَوْمَهُ"۔

﴿رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان ☆ مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الریاء والسمعۃ تیسری فصل صفحہ نمبر ۴۵۵﴾

ترجمہ: کہ وہ روئے تو ان سے کہا گیا کہ کیوں روئے؟ فرمایا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنی وہ بات مجھے یاد آ گئی تو اس نے مجھے رلایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، میں اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت سے ڈرتا ہوں۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ فرمایا: ہاں! لیکن وہ سورج یا چاند یا پتھروں یا بتوں کو نہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال کو

دکھائیں گے (یعنی ریاکار ہوں گے) اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں صبح کرے گا لیکن اپنی شہوت کے باعث روزہ توڑ دے گا۔ روایت کیا اسے احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں"۔

امیر حمزہ (وہابی) بتائیں کہ درج ذیل حدیث کا مصداق کون ہے؟

مسند ابو یعلیٰ موصلی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ اس (شخص) سے ڈرتا ہوں، جو قرآن پڑھے گا، جو اسلام کی چادر اوڑھے ہوئے ہوگا اور دینی ترقی پر ہوگا کہ ایک دم اس سے ہٹ جائے گا اسے پس پشت ڈال دے گا (یعنی دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرنا چھوڑ دے گا) پڑوسی پر تلوار لے دوڑے گا اسے شرک کی تہمت لگائے گا (یعنی پڑوسی مسلمان کو مشرک بتائے گا) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر پوچھا! اے اللہ کے نبی، شرک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ شرک کی تہمت لگایا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا آپ ﷺ نے فرمایا شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا زیادہ حقدار ہے۔ یہ سند جید ہے اور صلت بن بہرام ثقہ کوفی لوگوں میں سے ہے اور ارجاء کے سوا اس پر کسی قسم کی تہمت نہیں۔ امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور دیگر حضرات رحمہم اللہ نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر سورہ اعراف از ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ)

(امام ابو یعلیٰ جزیرہ(?) کے محدثین میں سے ہیں ان کا نام احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال تمیمی ہے۔ علی بن الجعد اور یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) اور دیگر محدثین کے شاگرد ہیں۔ ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ) ابو حاتم اور ابو بکر اسماعیل (متوفی ۳۷۱ھ) ان کے شاگرد ہیں۔ مخلوق کو ان کے صدق و دیانت، امانت اور علم و تقویٰ اور دیگر صفات محمودہ پر بڑا اعتماد تھا۔ جس روز ان کا انتقال ہوا موصل کے تمام بازار بند ہو گئے تھے اور تمام لوگ گریاں اور سوگوار ان کے جنازے کے ساتھ ساتھ تھے۔ ان کے ثلاثیات بھی ہیں۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ حافظ اسماعیل بن محمد بن الفضل (تمیمی) کہتے ہیں کہ میں نے مثل مسند عدنی اور مسند ابن منیع اور علاوہ ان کے بہت سی مسندات پڑھی ہیں، لیکن تمام مسندات ایسی معلوم ہوتی ہیں، جیسے نہریں اور ابو یعلیٰ کا مسند دریا ناپیدا کنار ہے۔ ۳۰۷ھ میں وفات پائی۔ (بستان المحدثین از مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۶۱)

محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اُس کے مقلدین کا کردار

علامہ سید محمد امین ابن عابدین حنفی شامی (م ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں۔

فی زماننا فی اتباع ابن عبدالوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علماءهم۔ (رد المحتار صفحہ نمبر ۳۹ جلد ۳)

ترجمہ: جیسا کہ ہمارے زمانے میں پیش آیا ہے کہ نجد سے ابن عبدالوہاب کے پیروکار اور انہوں نے حرمین پر قبضہ کر لیا۔ وہ اپنے آپ کو اگرچہ حنبلی کہتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں، جو بھی ان کے عقائد کے خلاف ہو وہ مشرک ہے بنا بریں انہوں نے اہلسنت کو اور ان کے علماء کو قتل کرنا مباح قرار دیا۔

سید احمد زینی دحلان مکی شافعی (متوفی ۳۰۴ھ) لکھتے ہیں۔

"جو کوئی اس کے ہاتھ پر بیعت کرتا اور اگر اس نے پہلے حج کر لیا ہوتا تو یہ اس کو کہتا، جا کر دوبارہ حج کرو کیونکہ پہلا حج تم نے جس وقت کیا تھا اس وقت تم مشرک تھے وہ حج تم سے مقبول نہ ہوگا اور نہ تم سے فریضۂ حج ساقط ہوگا اور جب کوئی اس کے دین میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا تو اس سے کلمۂ الشہادتین پڑھنے کے بعد کہتا تھا کہ اس بات پر گواہی دو کہ تم اس سے پہلے کافر تھے اور گواہی دو کہ وہ سب کافر تھے اگر وہ گواہی دے دیتا تو اس کا ایمان قبول کر لیتا ورنہ قتل کروا دیتا اور شیخ نجدی (محمد بن عبدالوہاب) اعلانیہ کہا کرتا تھا کہ چھ (۶) سو سال سے تمام امت کافر ہے اور وہ ہر اس شخص کی تکفیر کرتا تھا جو اس کی اتباع نہ کرے اگرچہ وہ نہایت پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ایسے تمام افراد کو مشرک قرار دے کر اس کو قتل کروا دیتا تھا اور ان کے مال و متاع کو لوٹنے کا حکم دیتا تھا اور جو شخص اس کی اتباع کر لیتا اس کو مومن قرار دیتا اگرچہ وہ بدترین فاسقوں میں سے ہو"۔

(خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام [illegible] تاریخ نجد و حجاز از مفتی عبدالقیوم [illegible] ۱۹۸۰ء)

علی طنطاوی جوہری مصری (متوفی ۱۳۵۹ھ) لکھتے ہیں......

شیخ نجدی (محمد بن عبدالوہاب) کا یہ کلام اس بات پر نص ہے کہ وہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتا تھا کیونکہ اس نے بصرہ کے مسلمانوں کو مشرکین سے تعبیر کیا ہے۔

﴿محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۱۹، از علامہ طنطاوی﴾

مزید لکھتے ہیں......

در جب میں سوچتا ہوں کہ شیخ نجدی اپنے موافقین کے سوا تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ حالانکہ تمام مسلمانوں نے نہ قبروں کی عبادت کی ہے اور نہ کوئی کفریہ کام کئے ہیں اگر کچھ کیا ہے تو عام لوگوں نے خصوصاً جب کہ مسلمانوں میں علماء اور مصلحین بھی موجود ہیں تو میں شیخ نجدی کی تکفیر کی صحت کیلئے کوئی عذر نہیں پاتا۔

﴿محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۳۶﴾

شیخ نجدی (محمد بن عبدالوہاب) خود لکھتا ہے......

وعرفت ان اقرارھم بتوحید الربوبیۃ لم یدخلھم فی الاسلام وان قصدھم الملائکۃ والانبیاء والاولیاء یریدون شفاعتھم والتقرب الی اللہ بذلک ھو الذی احل دماءھم واموالھم۔"

﴿کشف الشبہات از محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ نمبر ۵ طبع لاہور﴾

ترجمہ۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ توحید ربوبیت کے اقرار نے ان (مسلمانوں) کو اسلام میں داخل نہیں کیا اور وہ لوگ جو فرشتوں نبیوں یا ولیوں کا قصد کرتے تھے وہ صرف ان کی سفارش کے ذریعہ قرب خداوندی حاصل کرنا چاہتے تھے اسی عقیدہ کی رو سے ان کا مال مباح اور ان کو قتل کرنا حلال ٹھہرا۔

نیز لکھتا ہے

پس ہمارے اس دور کے مشرکین (یعنی مسلمان) ان اولیاء کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ اور مشرکین عرب ان کو لا کہتے تھے لہذا کسی شخص کا کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا وسیلہ کی تردید ولغی ہے۔ ﴿تفسیر کلمۃ التوحید از محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ نمبر ۶ طبع لاہور﴾

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخالفین کا یہ استدلال بھی عجیب مضحکہ خیز ہے کہ وہ شریک ثبوت توحید میں مشرکین کے کلام سے دلیل لاتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ مشرکین کا شرک قدرت و تصرف ہی میں منحصر نہ تھا بلکہ وہ استحقاق عبادت میں بھی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ان کا مقولہ مذکور ہے مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی۔ یہ آیت اس مفہوم میں بالکل صریح ہے کہ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے خواہ ان کی عبادت کا مقصد کچھ ہو مگر ان کا اپنے بتوں کی عبادت کرنا بہر حال ثابت ہے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ استحقاق عبادت میں غیر اللہ کو شریک مان کر "لا شریک" پورا کرتے تھے اور ان کا مشرک ہونا عطائی اوصاف کے اعتقاد کی وجہ سے نہیں بلکہ غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھنے کی بنا پر تھا لہذا محض تملیک اور عطائے کمالات کے عقیدہ پر مشرک ہونے کا دعویٰ کلام مشرکین سے بھی ثابت نہیں ہوا۔ ﴿مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۳۲۱، ۳۲۲ جلد ۲ طبع ملتان ۱۹۸۷ء﴾

خوارج کی نشانی صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زبانی

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔

﴿بخاری مترجم کتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج والملحدین صفحہ نمبر ۶۸۷ جلد ۳ مطبوعہ لاہور﴾

ترجمہ:۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان (خارجی) لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق خیال کیا کرتے تھے اور کہا کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور سند سے حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت میں سب سے زیادہ خوف اس شخص پر ہے جو شخص قرآن پاک کی غلط تاویل کر کے آیت قرآنی کو اس کے غیر محل پر چسپاں کرے گا۔

﴿خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام بحوالہ تاریخ نجد و حجاز از مفتی عبدالقیوم صفحہ نمبر ۳ مطبوعہ لاہور بار اول ۱۳۹۸ھ﴾

علامہ دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

فھذا وما قبلہ صادق علی ابن عبدالوھاب ومن تبعہ......الخ۔

﴿تاریخ نجد و حجاز صفحہ نمبر ۱۳۶﴾

اور اس سے پہلی حدیث دونوں کا مصداق محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکار ہیں

نیز لکھتے ہیں یہ اپنے متبعین میں سے کسی کو قرآن کریم کی تلاوت کا حکم دیتا پھر از خود اس کی تفسیر کرتا اس کو تمام علمی کتابوں اور تصریحات علماء پر مقدم رکھتا اور جو آیات قرآن کریم میں منافقین اور مشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں ان کو مسلمانوں پر منطبق کرتا۔ ﴿تاریخ نجد و حجاز صفحہ نمبر ۲۳﴾

صاحب تفسیر کشاف جاراللہ زمخشری معتزلی کا طریقہ استدلال اور اس کا انجام

غلام محمد حریری (غیر مقلد) لکھتے ہیں......

زمخشری کی اہلسنت دشمنی کا اندازہ اس سے لگائیے کہ جو قرآنی آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں وہ اہلسنت کو ان کا مصداق ٹھہراتا ہے۔

﴿تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۲۲۷ طبع لاہور ۱۹۷۸ء﴾

علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں ..

کشاف اپنے باب میں عظیم کتاب ہے اور اس کا مصنف امام فن ہے مگر وہ مبتدع ہے اور علانیہ اپنی بدعت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ انبیاء کا گستاخ ہے اور اہلسنت کے حق میں بدزبانی سے کام لیتا ہے۔ والد محترم علامہ تقی الدین السبکی مجھے کشاف پڑھایا کرتے تھے جب سورہ تکویر کی آیت "اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ" ﴿پ ۳۰ سورہ التکویر آیت نمبر ۱۹﴾ پر پہنچے تو کشاف پڑھنا بند کر دیا۔ آپ نے ایک رسالہ "سبب انکفاف عن اقراء الکشاف" نامی تحریر کیا۔ اس میں لکھا کہ میں نے سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۴۳ "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ" ﴿پ ۱۰ سورہ التوبہ آیت نمبر ۴۳﴾ اور سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۱ "لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ" کی تشریح کشاف میں ملاحظہ کی۔ مصنف نے سرور کائنات ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اس لئے میں نے اس کتاب کی تدریس نبی کریم ﷺ سے حیا

کرتے ہوئے ترک کر دی"۔ ﴿تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۲۲۷، ۲۲۸ طبع لاہور ۱۹۷۸ء﴾

زمخشری کا انجام

شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ علم النحو میں "مفصل" (یہ زمخشری کی علم نحو پر تصنیف ہے) پڑھنی چاہی انہوں نے والد صاحب سے اس کے بارے میں عرض کیا۔ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی (م ۶۶۶ھ) نے فرمایا کہ آج کی رات صبر کرو رات گزر لو۔ جب رات ہوئی تو شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شیخ قیدی ہے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور اسے گھسیٹ کر لے جایا جا رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ "مفصل" کا مصنف زمخشری ہے ہم اسے دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔

﴿فوائد الفواد (اردو) صفحہ نمبر ۲۲۵ طبع لاہور ملفوظات خواجہ نظام الدین دہلوی﴾

ایک حقیقت

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا......

قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔

﴿اقبال کے حضور سید نذیر نیازی صفحہ نمبر ۲۶۱ طبع کراچی﴾

وہابیت

قادیان...... دیوبند

امام الانبیاء ﷺ کی پیش گوئی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے......

اِنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ

الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ۔

﴿بخاری، کتاب التفسیر باب من ریا بقراءۃ القرآن، صفحہ نمبر ۶۵ جلد ۳ مترجم﴾

ترجمہ:- کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں ایک قوم نکلے گی جن کے مقابلہ میں تم اپنے نماز روزے اور اعمال کو حقیر سمجھو گے، لیکن وہ قرآن پڑھے گی جو ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ شکاری کو نہ پیکان میں کچھ معلوم ہوا اور نہ لکڑی میں کچھ لگا ہو محسوس ہوا اور نہ ہی پر پر کچھ اثر ہوا البتہ سوفار پر کچھ شبہ سا ہے۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ آخر زمانہ میں کم عمر لوگ ہلکی عقلوں کے پیدا ہوں گے جو رسول اللہ ﷺ کا قول بیان کریں گے اور وہ دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ جہاں تمہیں ملیں انہیں مار ڈالو کیونکہ مارنے والوں کو ان کے مارنے کا قیامت کے دن اجر ملے گا۔ ﴿بخاری، کتاب التفسیر صفحہ نمبر ۶۲ جلد ۳ مترجم﴾

باب دوم

اسلامی تصوف کی بنیاد کتاب وسنت پر مبنی ہے

تصوف کی اصل بلکہ اصل الاصول "لقاء رب" کی آرزو ہے۔ سالک یہ تمام مجاہدات، ریاضات اور مراقبات اس لئے برداشت کرتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کا دیدار کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ مقصد حیات "دیدار یار" ہے یہ اصل اس آیت سے ماخوذ ہے۔

"فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا"۔ ﴿پ ۱۶ سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۱۰﴾

ترجمہ:- "تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے"۔ ﴿کنز الایمان شریف﴾

تصوف کے عناصر ترکیبی

(الف)۔۔۔۔ کامل توحید

"هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ"۔

﴿پ ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر ۳﴾

ترجمہ:- "وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے"۔

﴿کنز الایمان﴾

(ب) کامل تقویٰ

"اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ"۔ ﴿پ ۱۴ سورۃ النحل ۱۲۸﴾

ترجمہ- "بے شک اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں"۔ (کنزالایمان)

(ج) ...کامل محبت الٰہی

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ"۔ ﴿پ۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۶۵﴾

ترجمہ "اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں"۔ (کنزالایمان)

نیز فرمایا (ترجمہ) "تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا"۔ (۹-۲۴) (کنزالایمان)

(د) قرب الٰہی

"وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ"۔ ﴿پ۳۰ سورۃ العلق آیت نمبر ۱۹﴾ (یہ آیت سجدہ ہے اس کے پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔)

ترجمہ- "اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ"۔ (کنزالایمان)

(س) ......رغبت الی اللہ

"فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ"۔ ﴿الم نشرح ۷، ۸﴾

ترجمہ "تو جب نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب کی طرف رغبت کرو"۔ (کنزالایمان)

(ص) معیت الٰہیہ

"وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ"۔ ﴿پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر ۴﴾

ترجمہ- "اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو"۔ (کنزالایمان)

"اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ"۔ ﴿پ۱۴ سورۃ النحل ۱۲۸﴾

ترجمہ- "بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں"۔ (کنزالایمان)

(ط) دستور عمل

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"۔ ﴿پ۲۸ سورۃ الجمعۃ آیت نمبر ۲﴾

ترجمہ- "وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں"۔ (کنزالایمان)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ- "اے جھرمٹ مارنے والے، رات میں قیام فرما، سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔ بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے بے شک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو وہ پورب کا رب اور پچھم کا رب، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو اور مجھ پر چھوڑ دو ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی مہلت دو"۔ ﴿سورۃ مزمل پ۲۹﴾

ابتدائی مراحل میں گوشہ تنہائی میں عبادت کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے پہلے وحی جو رسول اللہ ﷺ پر اتری شروع ہوئی وہ اچھے اچھے خواب تھے جو بحالت نیند آپ دیکھتے تھے۔ چنانچہ جب بھی آپ خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا، پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے اور قبل اس کے کہ گھروں کے پاس آنے کا شوق ہو، وہاں کئی راتیں بسر کرتے اس کیلئے توشہ لیتے، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آنے اور

اسی طرح توشہ لیتے یہاں تک کہ جب وہ غار حرا میں تھے حق آیا چنانچہ ان کے پاس فرشتہ آیا۔ الخ۔ ﴿بخاری، کتاب الوحی (مترجم) صفحہ نمبر ۸، جلد اول﴾

احسان کا مفہوم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا؟

"ما الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک"

﴿بخاری، کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی ﷺ﴾

﴿کتاب الایمان والاسلام والاحسان وعلم الساعۃ صفحہ نمبر ۳۰، جلد اول، مترجم طبع لاہور﴾

ترجمہ:- "احسان کیا چیز ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا یہ ہے کہ تم اللہ (جل شانہ) کی عبادت (اس خلوص اور خشوع سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت) نہ (حاصل ہو) کہ تم اسے دیکھتے ہو تو یہ خیال (رہے کہ) وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

افضل ترین جہاد

حضور ﷺ نے فرمایا:

"افضل الجهاد جهاد النفس"۔ ﴿مکاشفۃ القلوب ۱۰، از امام غزالی (م ۵۰۵ھ)﴾

ترجمہ:- "افضل ترین جہاد نفس کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے"۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"المجاهد من جاهد نفسه فی اللہ"۔

ترجمہ:- "مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اللہ کیلئے"۔

﴿رواہ الطبرانی فی الکبیر عن فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ جلد ۱۸، رقم الحدیث ۷۹۷﴾

﴿رواہ الترمذی ابواب فضائل جہاد عن فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ﴾

﴿رواہ ابن حبان عن فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ﴾

اسلامی تصوف کے خدوخال

پہلی فصل

تصوف کی تعریف اور اس کے موضوع کے متعلق شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن احمد انصاری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (آپ رحمۃ اللہ علیہ ۸۲۳ھ کو سنیکہ مصر کے ایک چھوٹے سے شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور ادب کی تکمیل اس دور کے نامور علماء کرام سے کی اور کم و بیش ڈیڑھ سو مشائخ وقت اور محدثین سے روایت حدیث کی اور اجازت حاصل کی علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد درس و تدریس کا شغل اختیار کیا "عہدہ قضاۃ پر بھی متمکن رہے۔ ۹۲۶ھ میں انتقال فرمایا اور تقریباً ۳۶ کے قریب تصانیف یادگار چھوڑیں۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ۲۰ سال تک ان کی خدمت میں رہا، میں نے کبھی ان کو غفلت میں نہیں پایا اور نہ کسی لایعنی کام میں مشغول پایا۔ موصوف فقہ و تصوف دونوں طریقوں سے۔ نکات علم میں ایک رکن تھے۔

(نقلا از مسائل الذہب صفحہ نمبر ۲۳، مطبع حالیہ ملتان) لکھتے ہیں۔

"علم کے معنی میں تصوف ایک علم ہے ان اصولوں کا جن کے ذریعہ تمام حواسوں اور قلب کی بہتری معلوم کی جاتی ہے۔ اور عمل کے معنوں میں تصوف جو کچھ بیان کیا گیا ہے (یعنی حواس و قلب) کی اصلاح کا نام ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ تصوف ہے اختیار کا ترک کر دینا اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب اپنے حواسوں کی نگہداشت اور اپنے انفاس پر نظر رکھنا اور کہا گیا ہے کہ وہ ہے ملک السلوک (اللہ تعالیٰ) کی طرف راستہ چلنے میں کوشش کرنا اور اس کے علاوہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ بعضوں نے یوں کہا ہے کہ تصوف ابتداء میں علم ہے وسط میں عمل اور آخر میں موہبت الٰہی (اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم و لطف و عنایات) ہے۔ تصوف کا موضوع تمام حواسوں اور قلب کی اصلاح"۔

دوسری فصل

ارکان تصوف اور سلوک الی اللہ۔ تصوف کے ارکان بعض بزرگوں کے نزدیک دس

(۱۰) ہیں۔

اس میں پہلا رکن تجرید التوحید یعنی توحید کو خالص کر لینا، اس کا مطلب یہ ہے کہ توحید میں نہ تو تشبیہ (یعنی مشابہت خلق) کی آمیزش ہو اور نہ تعطیل (انکار صفات باری تعالیٰ) کی گنجائش۔

دوسرا رکن ہے فہم سماع اور وہ اس طرح ہے کہ اس کو اس حال کے ساتھ سنے، علم کے ساتھ نہ سنے تیسرا رکن ہے حسن العشر یعنی لوگوں کے ساتھ حسن سلوک۔

چوتھا ہے ایثار الایثار اور وہ اس طرح ہے کہ اپنے غیر کو اپنے نفس پر ایثار کی صورت میں برتر قرار دے (یعنی دوسرے کی ضرورت کو اپنے اوپر ترجیح دے)

پانچواں رکن ہے ترک الاختیار یعنی اللہ تعالیٰ کے اختیار پر راضی ہونا اور اپنے اختیار سے دستبردار ہو جانا۔

چھٹا رکن ہے سرعۃ الوجد اور وہ یہ ہے کہ جو چیز وجد میں لاتی ہے اس سے اس کا دل (سر) خالی نہ ہو اور اس کا دل (سر) لبریز نہ ہو اس چیزوں سے جو حق کی زجر و توبیخ اور تنبیہ وملامت کو سننے سے روکتی ہوں۔ اور بادجد تو وہ ایک شعلہ ہے جو بھڑکتا ہے کسی اضطراب انگیز کے ادراک وشہود سے۔

ساتواں رکن ہے کشف الخواطر اور وہ اس طرح ہے کہ ہر اس خطرے (خیال) کی تحقیق وجستجو کرے جو دل میں پیدا ہوں اور پھر جو حق تعالیٰ کی طرف سے ہو اس کی پیروی کرے اور جو حق کیلئے نہ ہو اسے چھوڑ دے۔

آٹھواں رکن ہے کثرت سفر تاکہ کائنات کے مطالعہ سے عبرتیں اور نصیحتیں حاصل ہوں اور ریاضت نفس، تربیت وتزکیہ نفس۔

نواں رکن ہے ترک الاکتساب یعنی کسب کو چھوڑ دینا (مال ومنال کی فکر میں نہ رہنا) کہ اسی کا نام توکل ہے۔

دسواں رکن ہے مال کے جمع کرنے کو حرام سمجھنا سوائے اس قدر جو از روئے علم اور ظاہر شرع نے ضروری قرار دیا ہے۔

ور قرب الٰہی کے (اللہ کی طرف جانے والے) راستے تو مخلوقات کی سانسوں کی تعداد کے برابر ہیں۔ ان میں سے جو سب سے قریب اور سب سے واضح ہے ہم نے اس کے بیان کا قصد کیا ہے۔ اگرچہ یہ طریقے بہت ہیں پھر بھی تین نوع میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

ان میں پہلا طریقہ ارباب معاملات کا طریقہ ہے جس میں کثرت صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن وغیرہ ظاہری اعمال کی کثرت ہے یہ لوگ اخیار کہلاتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے ارباب مجاہدات کا طریقہ۔ انکے ہاں اخلاق کی تحسین، نفس کا تزکیہ، قلب کا تصفیہ اور جن امور کا باطن کی درستی وتعمیر سے تعلق ہو ان کیلئے کوشش کرنا یہ حضرات ہیں ابرار۔

تیسرا طریقہ ہے طریق السائرین الی اللہ (یعنی اللہ کی طرف ہمیشہ سیر وسلوک میں مشغول رہنے والوں کا) اور یہ لوگ اہل محبت میں سے شمار ہیں (یعنی اہل محبت میں سے ذوق وشوق میں سبقت لے جانے والے) اور یہ طریقہ ہے موت بالارادہ پر ہے۔ اور یہ صوفیاء کے اس قوت کی بنیاد پر ہے۔ جس میں آیا ہے کہ "موتوا قبل ان تموتوا" ﴿موضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۳۴۶ رقم ۵۰۷ طبع کراچی﴾ (مرنے سے پہلے ہی مرجاؤ) یہ طریقہ منحصر دس اصولوں پر ہے۔ اس میں سے پہلا ہے توبہ یعنی ندامت اس کی تکمیل (انسانیت کو) جڑ سے اکھاڑ دینے پر ہوتی ہے اس پختہ ارادے کے ساتھ کہ اس کا اعادہ نہ ہوگا اور اس کے تدارک کیلئے ہر ممکنہ تدبیر کی جائے۔

دوسرا اصول ہے "زہد فی الدنیا" یعنی دنیا میں زہد اختیار کرنا۔ ترک دنیا یعنی اسباب دنیا، مال وجاہ دنیا، شہوات دنیا سب سے کنارہ کشی کرنا اور یہ اخذ کیا گیا ہے اس حدیث سے "جس نے دنیا کو پسند کیا اس نے آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت کو پسند کیا اس نے دنیا کا نقصان کیا تو اس کو اختیار کرو جس کا نفع پائیدار اور دائمی ہے۔ اور اسے چھوڑ دو جو صرف چند روزہ ہے۔

﴿منہاج العابدین از امام غزالی (م ۵۰۵ھ) صفحہ نمبر ۵۹ طبع لاہور ۱۹۹۹ء﴾

تیسرا اصول ہے توکل علی اللہ۔ اکثر صوفیاء نے کہا ہے کہ توکل کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اسباب دنیا سے قطع نظر کر لینا اور بعض صوفیاء کا قول بھی اسی کے قریب ہے جنہوں نے کہا کہ جو شئے قدرت بشری سے باہر ہو اس کے حصول کی کوشش کو ترک کر دینا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ (سورۃ الطلاق آیت نمبر۳)۔ (جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا بس اللہ اس کیلئے کافی ہے)۔

بعض محققین نے اور ان کے علاوہ بھی دوسروں نے کہا ہے کہ توکل علی اللہ کے معنی ہے کہ اسباب مہیا ہونے کے باوجود ان سے قطع نظر کرنا۔ اس لئے جس شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کہا تھا ارسل ناقتی واتوکل او اعقلها واتوکل (میں اپنی اونٹنی کو چھوڑ دوں اور توکل کروں یا باندھ دوں اور توکل کروں) (تو اس شخص سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا اسے باندھ دے اور توکل کر) یہ روایت بیہقی وغیرہ میں ہے۔

چوتھا اصول ہے قناعت اور وہ ہے شہوات نفسانی سے نکل جانا (اور تعلقات حیوانیہ سے بالکل خارج ہو جانا سوائے اس کے کہ انسانی حاجات کے تحت اس کی ضرورت ہو) جیسے غذا، لباس اور مکان کی سی چیزیں۔

پانچواں اصول عزلت ہے (گوشہ نشینی) اور وہ یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ خلا ملا کر قطعاً ترک کر دینا۔ سوائے اپنے شیخ اور مربی کی خدمت کے۔ کیونکہ شیخ مربی کی مثال غسال کی سی ہے جو میت کو غسل دیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ سالک اس کے سامنے اس طرح رہے۔ جیسے میت غسال کے ہاتھوں میں، وہ جس طرح چاہے تصرف کرے۔ پس مرید کیلئے شیخ کامل ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف اس کی رہنمائی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ النحل آیت نمبر۴۳) (تو پوچھا اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے) اور جس نے اپنی رائے پر زور دیا اور اڑ گیا اور اپنے علم کے زعم میں سمجھا کہ مرشد کی تربیت سے بے نیاز ہو گیا تو وہ گویا شیطان کے ورغلانے میں آ گیا۔ اور ایسے ہی شخص کیلئے کہا گیا ہے جس کا کوئی شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے اور عزلت (گوشہ نشینی) کی اصل وغرض یہ ہے کہ خلوت میں رہ کر حواسوں کو اس طرح مجتمع کیا جائے کہ محسوسات میں تصرف نہ کر سکیں۔

اور چھٹا اصول یہ ہے کہ ملازمۃ الذکر یعنی مداومت ذکر غیر اللہ کو بھلا کر ماسوائے دائرے سے اس طرح نکل جائے کہ ہمیشہ اللہ کے مراقبہ میں ڈوبا رہے۔ جب مراقبہ دائمی حاصل ہو جائے تو پھر مشاہدہ ہونے لگتا ہے اور اس حالت میں ذکر کی حاجت نہیں رہتی۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ "بلکہ مشاہدہ کے ساتھ ذکر کا تصور بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ صورت نسیان کامل کی مقتضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ" (سورہ کہف آیت نمبر۲۴) ترجمہ (اس وقت رب کا نام لینا) بھول جاؤ تو (یاد آنے پر) اپنے رب کو یاد کرو۔ بہت سے لوگوں نے ظاہر پر نظر رکھتے ہوئے کہا کہ "اذا نسیت" کے معنی ہیں "نسیت غیر اللہ" (یاد کرو اپنے رب کو، بھول کر غیر اللہ کو) یہ تعلق بالمشیہ ہے۔ یعنی اگر ایسا کرو گے تو مشیت الٰہی ایسا کرے گی)۔ بہر حال ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ یہی بات "الذکر مع المشاہدہ" کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہے اور دوسری بات "الذکر بدون المشاہدہ" کے پیش نظر کی ہے۔

ذکر کے تین اصناف ہیں

۱)۔ ذکر لب و ذکر قلبی ہے کہ ایسے امتزاج و اس کی محبت کے سبب دل اسے بھولتا نہیں۔

۲)۔ ذکر نعوت المذکور اللہ تعالیٰ کی خوبیوں کا ذکر، اس طرح ہے کہ نفس ذاکر پر ان کا مشاہدہ یوں مستولی ہو جائے کہ وہ اپنی شدت شہود کی وجہ سے پوشیدہ ہو جائیں۔

۳)۔ اور تیسری صنف (قسم) ہے ذکر شہود المذکور یعنی اللہ تعالیٰ کے شہود کا ذکر اور وہ ذکر اس طرح پر ہے کہ اس ذکر کی شدت میں خود ذاکر بھی گم ہو جائے اصل ذکر ہے لا الہ الا اللہ اور یہ مرکب ہے نفی اور اثبات دونوں سے۔

نفی کے ذریعے وہ فاسدہ اوہام زائل ہوتے ہیں جن سے نفسانی اخلاق ذمیمہ اور

شہوانی اوصاف کی قلبی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور ثبات کے ذریعے اللہ کے نور سے صحت قلبی کے مادے حاصل ہوتے ہیں اور شواہد حق سے جلائے روح اور اس طرح کی دوسری باتیں حاصل ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا“ (سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۹) (چمک اٹھی زمین اپنے پروردگار کے نور سے) اور فرمایا ”فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ“ (پ ۲) (سو تم مجھ کو یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا)

ساتواں اصول ہے مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا اور ہر اس کھینچنے والی چیز کے حلقہ اثر سے نکل جانا جو غیر حق کی طرف بلائے یہاں تک کہ اس کیلئے کوئی مطلوب اور کوئی محبوب اور کوئی مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے باقی نہ رہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر طالب صادق اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ہزار برس بھی رہے مگر لمحہ بھر کیلئے اس سے غفلت اور اعراض ہو گیا تو بس سمجھو کہ جو نقصان ہوگا وہ اس سے کہیں زیادہ ہوگا، جو اس نے پایا۔

اور آٹھواں اصول ہے صبر یعنی ہوائے نفسانی کے اسباب کے مقابلہ میں اسباب دینی پر ثابت قدمی کے ساتھ قائم ہو جانا۔ اور پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجاہدہ فی الطاعت (عبادات میں مجاہدات سے کام لینا) اور نفس کی صفائی اور روح کی جلا کی خاطر نفسانی لذتوں کے دائرے سے باہر نکل جانے کا نام صبر ہے۔ لیکن صبر کی یہ تعریف اس کے بعض لوازم کے باعث ہے۔ پس صبر توکل کا ایک طریقہ ہے جس نے صبر اختیار کیا اور اس کو ترک کرنے کا بھی خیال تک نہ کیا وہ بلا و آزمائش کو پسند کرنے لگتا ہے اور اسی سبب سے کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو کسی بلا میں مبتلا کرتا ہے تو وہ ان کو عذاب میں نہیں ڈالتا بلکہ ان کی وجہ سے بلا خود عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ پس بلا عوام کیلئے عذاب ہے اور خواص خود بلا کیلئے عذاب ہیں اور یہ تخیلات شاعرانہ کی قسم سے ہے جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے۔

زمانے کی تلخیوں نے مجھے جام پہ جام پلائے
تو میں نے بھی اپنے صبر کے کڑوے جام ان کو پلائے

یہ بات غالب احوال کی بنا پر کی گئی ہے کیونکہ عوام بلا پر صبر نہیں کرتے اور (بغیر صبر کے کوئی چارہ کار بھی نہیں) ورنہ جیسے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے صبر تو ایسی مدد ہے جس سے اشیاء کو تقدیس ملتی ہے۔ یعنی پاکی اور صفائی ملتی ہے۔ صبر عوام کو گناہوں سے بچاتا ہے اور خواص کو غیر اللہ کی طرف مشغولیت کی آلودگی سے پاک کرتا ہے۔ پس عامیوں کیلئے عذاب بن جاتی ہے کہ وہ اس پر صبر نہیں کر سکتے۔

اور نواں اصول مراقبہ ہے اور اس سے مراد اپنی قوت اور قدرت کے دائرے سے اس طرح خارج ہو جانا ہے کہ نظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عنایات پر جمی رہے اور اس کے لطف و کرم کی خوشبوؤں کی طرف، ماسوا اللہ سے منہ موڑ کر اور اس کی طلب و آرزو کے اندر میں غرق ہو کر مائل رہے۔

دسواں اصول ہے رضا اور اس کے معنی ہیں اپنے نفس کی رضا سے خارج ہو جانا اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں داخل ہو جانا، احکام ازلیہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا اور بلا اعتراض و اعتراض، اپنے آپ کو تدبیرات ابدیہ کے سپرد کر دینا۔ پس جو کوئی بھی اس روش اصول پر ارادے اور استقلال کے ساتھ مداومت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو اپنے تجلیات سے فیض یاب کرے گا اور باطنی فتوحات و دینی علوم سے نوازے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ“ (سورہ انعام آیت نمبر ۱۲۲) (بھلا جو شخص پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا) اس کا مطلب ہے کہ جو شخص شجرہ نفسیہ میں اوصاف ظلمانیہ کی وجہ سے گویا مردہ ہو چکا تھا ہم نے اس کو اوصاف ربانیہ کے ساتھ زندہ کر دیا اور اس کے واسطے اپنے انوار جمال سے نور پیدا کر دیا اور وہ اس نور کے ساتھ تمام انسانوں کے باطن میں گھوم پھر لیتا ہے اور اس طرح کہ ان کے باطن میں اندر کر دیکھ لیتا ہے اور ان کے احوال کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ ان کی مثال گویا یہ ہے کہ وہ ان کے اندر ہیں، اس سے باہر نہیں نکلے یعنی ان لوگوں کی طرح ہیں جو شجرہ

انسانیت کی تاریکیوں میں باقی رہ گئے، ان سے باہر نہیں نکلے۔ رضا کیلئے تواضع لازم ہے اور تواضع کے مستحق ہیں علام الغیوب کے سامنے قلوب کو مکمل طور پر مطیع و منقاد کر دینا اور اسی طرح کا ایک لفظ خشوع ہے مگر خشوع تواضع سے زیادہ عام ہے خشوع کا لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا سوائے اس تعلق کے جو رب اور بندے کے مابین ہے اور تواضع صرف بندوں کے مابین ربط و تعلق میں استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ نہیں کہتے کہ بندہ فلاں بندے کے سامنے خشوع سے پیش آیا بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس کیلئے تواضع کی۔

تیسری فصل

توحید، اسلام اور ایمان کے بارے میں۔

توحید اور وہ یہ ہے کہ حق کی تفرید تم اس طرح کر لو کہ وہ تمام ماسوا سے الگ واحد و یکتا ٹھہرے، اس طور پر کہ وہ حق اپنے سوا ہر چیز سے، یہاں تک کہ خود تمہاری ذات (نفس) سے بھی تم کو الگ کر دے۔

ایمان کی دو قسمیں ہیں

① - ایمان حقیقی

② - ایمان کامل

ایمان حقیقی

تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ رسول کریم ﷺ لانے کا علم ہوا ہے اس کی دل سے تصدیق کرنا۔ ضروری طور پر اس شرط کے ساتھ کہ جو شخص شہادتین (یعنی) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کو زبان سے ادا کرنے پر قادر ہو وہ زبان سے بھی ادا کرے۔

ایمان کامل

اور ایمان کامل یہ ہے کہ باقی جو کچھ شرع میں وارد ہوا ہے نماز، روزہ میں سے ان

پر عمل کرنا اور اسلام کی بھی دو قسمیں ہیں۔

① - اسلام حقیقی

② - اسلام کامل

پس اسلام حقیقی یہ ہے کہ شہادتین پر قدرت رکھنے والا شخص اقرار لسانی کے ساتھ تصدیق قلبی سے بھی اعلان کرے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے، اور اسلام کامل یہ ہے کہ اس کے ساتھ شرعی احکام میں سے جو روزہ، نماز وغیرہ ہیں اُن کی بجا آوری کرنا۔

چوتھی فصل

علم لدنی اور علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے بیان میں۔

پس علم لدنی وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اس وقت سکھایا جب ان کو مخاطب کر کے کہا تھا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۷۲) اور وہ ہے ذات الٰہی اور صفات الٰہی کی معرفت مشاہدہ انوار کے ذریعے اور بصائر قلوب کے ذوق سے اور دلائل عقلی اور شواہد نقلی سے نہیں ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ علم لدنی معرفت الٰہی ذات حق تعالیٰ کا طریقہ ہے۔ اس لئے کہ معرفت ذات الٰہی اتنی ہی حاصل ہوتی ہے جو تعرف کی صورت میں اس نے عطا کی اور اللہ کی معرفت اس کے بندوں کو اسی قدر ہوتی ہے جس قدر اس نے ان کو علم لدنی سے نوازا ہے۔ اور جس نے اس کی واقفیت حاصل کی، اس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اور جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا وہ اپنے نفس کو بھول گیا۔ پس اس لئے تعرف کا تعلق معرفت نفس سے اور معرفت نفس متعلق ہے معرفت رب سے، اور معرفت رب متعلق ہے فراموشی نفس سے اور مشہور قول ہے "اعرفکم بنفسہ اعرفکم بربہ" (تم میں سے جو اپنے نفس کو زیادہ پہچاننے والا ہے وہ اپنے رب کو بھی زیادہ پہچاننے والا ہے)۔ ❁ یہ یحییٰ بن معاذ (م ۲۵۸ھ) کا قول ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۳۸) ❁

درعلم الیقین کہا ہے اور وہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے نہیں بلکہ ذوق ووجد کی گواہی سے حجابات بشری کے اٹھ جانے کے بعد قلب مومن پر نورِ حقیقت کا ظہور ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے قطعیت اور وقوع کی مطابقت سے اور مجازِ الیقین کا اطلاق حسکے پیچھے پر ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر وثوق واعتماد اور اطمینان قلب کا نام ہے۔ پس بندہ فوائد دنیوی کے حصول میں سعی وکوشش سے تھک کر استراحت میں چلا جاتا ہے اور یوں حقیقتاً وہ اس عالم میں ہوتا ہے جو علوم ومعارف کی قبیل سے ہے اور مجازاً اس عالم میں ہوتا ہے جو احوال ومعرفت کی قبیل سے ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (اس استراحت میں) علوم ومعارف دنیوی اور احوال ومقامات روحانی دونوں کیفیتیں مشترک رہتی ہیں

اور علم الیقین وہ ہے جو نظر واستدلال یعنی دانش سے حاصل ہوتا ہے۔

اور عین الیقین وہ ہے جو مشاہدہ اور عیان یعنی بینش سے حاصل ہوتا ہے۔

اور حق الیقین وہ ہے جو عیان یعنی بینش اور وصول الی اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔

پس اس میں سے پہلے کی مثال یہ ہے جیسے کسی نے جنت کے وجود کو دلیل سے حاصل کیا۔ اور دوسرے کی مثال یہ ہے کہ جنت کو اپنی نظروں کے سامنے پایا اور اسے دیکھا۔ اور تیسرا یہ ہے جیسے کسی نے اسے دیکھا بھی ہو اور داخل بھی ہو گیا۔ اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ علم الیقین حال فراق ہے۔ اور عین الیقین حال جمع اور حق الیقین جمع الجمع ہے

الشیخ ابو القاسم القشیری (متوفی ۴۶۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فراق ہے اللہ کے غیر کا شہود اور جمع ہے اللہ کے غیر کو اللہ کے ساتھ دیکھنا اور جمع الجمع ہے غلبہ حقیقت کے باعث غیر اللہ سے شعور کا کلیۃً فنا ہو جانا اور ہم نے "رسالہ قشیریہ" کی شرح میں اس کو پھیلا کر بیان کیا ہے۔

مذکورہ بالا چاروں اگرچہ متفاوت ہیں لیکن چاروں کی اصل ایمان ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔

پانچویں فصل

الہام، وحی اور فراست کے بارے میں۔

الہام ازروئے لغت کسی شئے کا دل میں گزرنا اور واقع ہونا ہے۔ جس طرح کہتے ہیں "الهمه الله الصبر" اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں صبر ڈال دیا اور ازروئے اصطلاح الہام اس کے معنی ہیں، کسی شئے کا قلب میں اس طرح واقع ہونا کہ اس کا سینہ اطمینان اور سکون سے بھر جائے۔ یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ اپنے اصفیاء کو عطا فرماتا ہے، اور صوفیاء اسی کو خاطر حقانی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وحی لغت میں۔ چند معانی کیلئے بولی جاتی ہے ان میں سے ایک ہے "پوشیدہ اطلاع" اور ایک ہے "کتابت وتحریر" اور عرف عام میں (وحی کا معنی یہ ہے) اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کو کسی واسطے (حضرت جبرئیل علیہ السلام) یا بغیر کسی واسطے سے شریعت کی خبر دینا۔ کبھی اس لفظ (وحی) کا اطلاق اس کے اسم مفعول یعنی موحیٰ (وحی کیا ہوا) پر کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ کلام اللہ جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوا اس کو وحی کہتے ہیں۔ اور فراست کہتے ہیں آثار صوری میں نور ربانی کی مدد سے نظر ظاہر کا غائب کر احوال باطن کو دریافت کر لینا۔ اور اسی کو "معاینہ مغیبات" بھی کہتے ہیں اور اس کی اصل یہ حدیث شریف ہے۔

"اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله"۔

ترجمہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مدد سے دیکھتا ہے

﴿رواه الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامة (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۶۹ جلد ۱۰) نیز اس حدیث کو امام ... مولوی محمد اسماعیل نے اپنی تالیف "منصب امامت" صفحہ نمبر ۸۸ طبع لاہور ۱۹۸۸ء پر نقل کیا ہے﴾

چھٹی فصل

حضور وکشف اور مکاشفہ ومشاہدہ ومعاینہ کے بیان میں۔

حضوری تو یہ ہے کہ حجابات کے پیچھے سے حق کے ساتھ حضوری قلب ہو اور کشف ... کے ساتھ حضوری قلب بھی ہوتا اور حجابات کے پیچھے سے اسرار الٰہی کی خوشبو میں

بھی سوگھتا ہے۔ اور کشف کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) - کشف نفس

(۲) - کشف قلب

(۳) - کشف سر

پہلے کو یعنی کشف نفس کو علم الیقین کہتے ہیں۔ اور دوسرے یعنی کشف قلوب کو عین الیقین اور کشف سر کو حق الیقین کہتے ہیں۔ اور یہ تینوں علوم ہیں کیونکہ یہ اپنی معلومات کے اعتبار سے علم کی تین قسمیں ہیں۔

کرامات ظاہری سے متعلق ہو تو وہ علم الیقین ہے یا ذات باطنی سے متعلق ہو تو عین الیقین ہے۔ اور اگر حق تعالیٰ سے متعلق ہو تو حق الیقین ہے۔ اور ان سب کا بیان گزر چکا ہے۔ اور مکاشفہ ہے دلائل و براہین کے ذریعے مکمل بیان کی صورت کے ساتھ حضوری قلب مع الحق ہونا۔

اور مشاہدہ ہے وجود حق کا بلا شک و شبہ کے مشاہدہ کرنا۔

اور معاینہ ہے اس ذات کی معرفت کی تحقیق جس کے ساتھ ہزار وجوہ درست قرار نہیں پاتے اور ان میں سے ہر ایک اپنے ماقبل سے کامل تر ہے۔ اس کے باوجود کہ بعض باتوں میں یہ ایک دوسرے کے خلاف ہیں (لیکن) کوئی شک نہیں کہ ان الفاظ کے معنی ماورائے عقل ہیں جن کا عرفان سوائے ان لوگوں کے کسی کو نہیں ہوتا جن پر عنایات ربانی ہوں گے۔ کیونکہ ان معانی کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کی توحید سے اور اللہ تعالیٰ کی توحید متعلق ہے اس کی ذات اور صفات سے اور یہ صحیح نہیں ہے کہ ذات و صفات تمام عقلوں کے ادراک میں آ جائیں۔

ساتویں فصل

شریعت، طریقت اور حقیقت کے بیان میں۔

پس شریعت عبودیت کے تمام لوازم کے ساتھ پابندی احکام کا نام ہے۔ اور یہ بھی

کہا جاتا ہے کہ وہ سلوک الی اللہ کی معرفت ہے۔

اور حقیقت ہے ربوبیت کا مشاہدہ کرنا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حقیقت "ایک راز معنوی" ہے جس کی نہ کوئی حد ہے نہ جہت اور جن لوگوں نے ان دونوں کے اتحاد کے بارے میں گفتگو کی ہے تو ان کی مراد ان دو کے اتحاد سے مفہوماً نہیں بلکہ مصداقاً ہے

اور طریقت شریعت کے راستے پر چلنا ہے۔ یعنی وہ اعمال شرعیہ ہیں اور ان کے حدود مقرر ہیں۔ جیسے نماز کہ اس میں دو رکعت ہوتی ہیں یا تین یا چار) اور اس کی حیثیت و وضعیت کیا ہے مثلاً فرض ہے یا نفل، وقت معین پر ہے یا غیر معین پر اور یہ تینوں (طریقت، شریعت اور حقیقت) ایک دوسرے سے مربوط و ملزوم ہیں کیونکہ طریق الی اللہ کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، پس جو اس کا ظاہر ہے وہ شریعت اور جو اس کا باطن ہے وہ حقیقت ہے پس حقیقت، شریعت و طریقت میں اسی طرح پوشیدہ ہوتی ہے۔ جیسے مکھن دودھ میں پوشیدہ ہوتا ہے اور دودھ سے مکھن بغیر اس کو بلوئے حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس ان تینوں سے مراد اس عبودیت کا قیام ہے جو عبد کی عبودیت کا مقصود و مراد ہے۔

آٹھویں فصل

سعادت اور شقاوت کے سبب کے بارے میں۔

محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ سعادت اور شقاوت کا سبب افعال نہیں ہوتے بلکہ ان دونوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے اور یہ کہ اعمال عبودیت کا شعار ہیں اور رفتار مشیت کے تابع ہیں جو ان پر حاکم ہے۔ مگر اس سبب کے باوجود اس پر سب محققین کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمال پر ثواب و عذاب دیتا ہے۔ کیونکہ اس نے اعمال صالح پر وعدہ اور اعمال سیئہ پر وعید فرمائی ہے۔ پس وہ اپنے وعدے کو پورا فرماتا ہے۔ اور اپنی وعید کو سچ کر دکھاتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور اس کی خبر سچی ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ جب اعمال کا اثر نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ پر تکیہ کرنے کا فائدہ؟ تو ہم کہیں گے کہ اعمال کا حالانکہ تعمیل حکم کی نیت سے واجب ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "اعملوا و کل

میسر لما خلق له " (رواہ بخاری کتاب التوحید پ ۳۰) (عمل کرو کہ سب جس مقصد سے پیدا کئے گئے ہیں اس کی توفیق ان کو بخشی گئی ہے) اس کے باوجود کہ اعمال چاہے حقیقتاً مؤثر نہ ہوں مگر ان کا اثر عرفاً و دنیا ور عملاً ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

"تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ"۔ ﴿سورۃ الاعراف آیت نمبر ۴۳﴾

ترجمہ "یہ ہے وہ جنت جس کے وارث تم ہو بسبب اس کے جو عمل تم کرتے رہے"۔

اور ارشاد ہے کہ "وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ"۔ ﴿سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۳۰﴾

ترجمہ "اور جو مصیبت تمہیں پہنچی وہ کرنی تھی تمہارے ہاتھوں کی"۔

اور فرمایا کہ "بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ"۔ ﴿سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۵﴾ (بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر مہر لگا دی)۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يعلم" ﴿رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ عنہ (ضعیف) احیاء علوم الدین مع تخریج عراقی جلد اول﴾ (جس نے عمل کیا اپنے علم کے مطابق اسے اللہ وارث کر دیتا ہے اس علم کا جسے وہ نہیں جانتا)۔ اور یہاں اتنا مقصود کے مطابق کافی ہے۔ البتہ جو شخص اس علم میں تبحر حاصل کرنا چاہے تو اس کو لازم ہے کہ ہماری اس شرح کی طرف توجہ کرے جو امام ابو القاسم قشیری (اللہ ان پر رحمت فرمائے اور ان کے علوم سے سب کو نفع عطا فرمائے) کے رسالے کی ہم نے کی ہے۔

(نوٹ) عند المحدثین اعمال والفضائل میں حدیث ضعیف قابل قبول ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱) الموضوعات الکبریٰ از ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) صفحہ نمبر ۱۲ طبع کراچی۔

۲) مقدمہ ابن صلاح از امام ابی عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن (م ۶۴۳ھ) صفحہ نمبر ۳۰ طبع ملتان۔

۳) تدریب الراوی از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۲۹۸ جلد اول طبع لاہور۔

۴) کتاب الاذکار از امام نووی (م ۶۷۶ھ) صفحہ نمبر ۳۶ جلد اول طبع کراچی۔

۵) مسک الختام از نواب صدیق حسن خان (غیر مقلد) (م ۱۳۰۷ھ) صفحہ نمبر ۷ جلد اول۔

نویں فصل

خطرات کے بیان میں اور وہ چار ہیں۔

ایک وہ خیال یا خطرہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں آئے، دوسرا وہ جو فرشتے کی طرف سے ہو۔ تیسرا وہ جو نفس کی طرف سے ہو اور چوتھا وہ جو شیطان کی جانب سے ہے۔ پس پہلا خطرہ یا خیال تو تنبیہ ہے اور وہ کسی حیرت کی طرف نہیں لے جاتا اور دوسرا وہ ہے جو طاعت پر ابھارنے والا ہے اور تیسرا (خطرات نفس) شہوانی مطالبہ ہوتا ہے۔ اور چوتھا خطرات شیطانی تو یہ معصیت کو خوش نما بیان کرتا ہے۔ اور یہ سب حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلا یعنی خطرات ربانی تو بے واسطہ براہ راست ہوتے ہیں اور باقی بالواسطہ ہوتے ہیں۔

اور پہلے کو خاطر ربانی کہا جاتا ہے اور دوسرے کو خاطر ملکی اور تیسرے کو خاطر نفسانی اور چوتھے کو خاطر شیطانی اور ان دو خواطر کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان دو میں سے پہلا طلب اور اصرار و الحاح کیلئے ہوتا ہے۔ اور دوسرا بغیر اس کے کیونکہ نفس جب شہوات میں سے کسی شئے کا طالب ہوتا ہے تو اس کی طلب میں اس طرح ابھارتا ہے جس طرح کسی چیز کیلئے مچلنے لگتا ہے۔ چنانچہ نفس اس چیز کی طلب میں برابر اصرار و الحاح کئے جاتا ہے تا آنکہ وہ اپنی مراد کو پالے۔ اور شیطان جب کسی لغزش اور گناہ کی طرف بلاتا ہے تو پھر وہ اس کو انسان کیلئے ایسا خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے مگر جب آدمی اس کو چھوڑنے کی مخالفت کرنے لگتا ہے تو وہ کسی دوسری لغزش کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور کسی معین گناہ پر حتماً نہیں کیونکہ کسی معین گناہ کی خصوصیت سے کوئی غرض اس کی وابستہ نہیں ہوتی اس کی غرض تو صرف اتنی ہے کہ جس طریقے سے بھی ممکن ہو بس بہکاتا رہے اور گمراہ کرتا رہے۔

ان چار خطرات میں سے پہلے دو کا حق یہ ہے کہ انہیں قبول کیا جائے اور آخری دو کو رد کیا جائے۔ اور ورع (پرہیزگاری) کا تقاضا یہ ہے کہ ان چاروں میں سے کسی پر بھی شرع کی اجازت کے بغیر اقدام نہ کرنا چاہیے۔

اور کہنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ پہلے کو خاطر، دوسرے کو الہام، تیسرے کو ہاجس (اندیشہ وگمان) اور چوتھے کو وسواس کہا جاتا ہے۔ بعض محققین نے ان چاروں خواطر پر دو کا مزید اضافہ کیا ہے۔ (۱) خاطر عقل، (۲) خاطر الیقین۔ پس خاطر عقل ان چاروں کے وسط میں ہے اور کبھی پہلے یا آخری دو کے ساتھ ہوتا ہے اور بندے پر یہ حجت قائم کرتا ہے کہ یہ دونوں اگر تابع ہو جائیں تو یقیناً سزا ساقط ہو جائے۔ اور کبھی پہلے دو کے ساتھ ہو کر یہ ثابت کرتا ہے کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہے، لہٰذا ثواب کا مستحق ٹھہرے گا اور خاطر یقین ایمان کی روح ہے اور علم کو بڑھانے والا ہے۔

دسویں فصل

بیعت لینے، خرقہ پہنانے اور ذکر کی تلقین کرنے کے بارے میں۔

جب شیخ مرید سے بیعت لینے کا ارادہ کرے تو خود پاک ہو اور اس کو ہر برائی اور ناپاکی سے پاک ہونے کا حکم دے، تاکہ طریقت کے شرائط میں سے جو کچھ اسے تلقین کیا جائے وہ اسے قبول کرنے کیلئے تیار ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرے کہ دونوں کو قبول فرمائے اور پھر اس معاملہ میں نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پکڑے کیونکہ وہی واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان اور وہ اپنا سیدھا ہاتھ مرید کے سیدھے ہاتھ پر رکھے۔ اس طرح کہ اپنی ہتھیلی اس کی ہتھیلی پر ہو اور اس کا انگوٹھا اپنی انگلیوں سے پکڑے اور کہے.....

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

اور مرید اس کو اس کے ساتھ ساتھ دہراتا جائے اس کے بعد کہے......

"اَللّٰهُمَّ انی اشهدک واشهد ملائکتک وانبیائک ورسلک و اولیائک انی قد قبلته ولدا لی فی الله فاقبله واقبل علیه وکن له ولا تکن عنه ثبته و ایده"

ترجمہ: "اے اللہ میں گواہ کرتا ہوں تجھے اور تیرے ملائکہ کو تیرے انبیاء کو تیرے رسولوں کو اور تیرے اولیاء کو کہ میں نے اس کو اللہ کی راہ میں اپنا بیٹا قبول کیا، پس تو بھی قبول فرمانا اور اس پر توجہ فرمانا اور اس کا (ناصر) ہو جا اور اس کو اپنی توجہ سے محروم نہ کر، اس کو ثابت قدم رکھ اور اس کی مدد فرما"۔

پھر کہے کہ اے بیٹا، میں اس پر عہد لیتا ہوں تجھ سے کہ تو کبھی گناہ کبیرہ کے قریب نہ جائے گا اور گناہ صغیرہ پر کبھی اصرار نہ کرے گا۔ اور یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرے گا۔ اور یہ کہ تو شریعت اور حقیقت کو ملا کر رکھے گا۔ اس پر مرید کہے کہ میں نے قبول کیا۔ پھر شیخ دونوں کے واسطے دعا کرے اور تمام مسلمانوں کے حق میں دعا کرے۔ اور اپنی دعا میں یہ کہے کہ اے اللہ پاک ہماری اصلاح فرما اور ہمارے ذریعہ اصلاح کو عام فرما، ہماری ہدایت فرما اور ہمارے ذریعے ہدایت کو جاری فرما۔ اے اللہ! ہمیں حق کو حق کے طور پر دکھا اور ہمیں اس کے اتباع کی توفیق دے۔ ہمیں باطل کو باطل کر دکھا اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ پاک! جو ہمیں تجھ سے کاٹنے والا ہو اس کو ہم سے کاٹ کر الگ کر دے۔ ہمیں اپنے آپ سے نہ کاٹ اور ہمیں اپنے غیر میں مشغول ہو کر اپنے سے دور مت ہونے دے۔ اور پھر کہے کہ.....

"وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ"۔ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۶۶) "يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا"۔ (سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ: "اور جو کچھ ہم نے کہا اللہ اس کا وکیل ہے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، پس جس نے عہد کرنے کے بعد اسے توڑا اس نے اپنی ذات کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنے عہد کو پورا کیا تو اللہ پر ہے کہ وہ اس کو اجر عظیم فرمائے"۔

اور جب ارادہ کرے مرید کو خرقہ پہنانے کا تو پہلے خود پاک ہو پھر مرید کو پاک ہونے کا حکم دے جیسے اوپر گزرا۔ پھر دونوں ہاتھوں پر خرقہ رکھا جائے اور اس پر فاتحہ پڑھی جائے اور شیخ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نیابت کی نیت کر کے اپنے ہاتھوں سے

مرید کو خرقہ پہنائے۔ اس کے بعد مرید کے سامنے خرقے کی نسبت بیان کرے اور یوں کہے مجھے میرے شیخ فلاں نے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا اور ان کو ان کے شیخ فلاں نے اور اس طرح آخیر تک (تمام نام لے کر بیان کرے)۔

﴿الفتوحات الالٰہیہ (عربی) از شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری شافعی رحمۃ اللہ علیہ
(المتوفی ۹۲۶ھ) اردو ترجمہ جناب خالد حسن قادری) (تحفہ قلیل)﴾

تصوف پر اعتراضات

۱۔ تصوف کا سرچشمہ غیر اسلامی تصورات وعقائد وافکار ہیں۔
۲۔ تصوف بنی نوع آدم کیلئے بمنزلہ افیون ہے۔
۳۔ تصوف زندگی کے حقائق سے گریز کی تعلیم دیتا ہے۔
۴۔ تصوف نے مسلمانوں کے قوائے عملی کو مردہ بنا کر کم از کم ضعیف کر دیا ہے۔
۵۔ تصوف نے بدعت ضلالۃ کا دروازہ کھول دیا ہے۔
۶۔ تصوف نے مشرکانہ عقائد کی اشاعت کی ہے۔

﴿جواب﴾

جو تصوف مسلمانوں میں شائع ہوا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

1. اسلامی تصوف جو قرآن وحدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ماخوذ ہے۔
2. غیر اسلامی تصوف جو قرآن وحدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہے۔

انتہائی افسوس ہے کہ تصوف کے مخالفین نے (جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں علماء کے شریک ہیں) اسلامی تصوف پر اعتراض کرتے ہوئے غیر اسلامی تصوف کو مد نظر رکھا اور اس طرح حق وصداقت ہی کا خون نہیں کیا، بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو تصوف کی برکات سے محروم رکھا۔ ان ناآشنا لوگوں نے نتائج تو مد نظر رکھے غیر اسلامی تصوف کے اور نشانہ بنایا اسلامی تصوف کو تصوف سے بدظن کرنے کیلئے حق ناشناسوں نے تصوف کی

امی اور غیر اسلامی قسم کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔

ان حضرات نے اس قسم کے جتنے اعتراضات کیے ہیں وہ غیر اسلامی یا عجمی تصوف پر وارد ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسلامی تصوف کا دامن ان تمام اعتراضات سے پاک و مبرا ہے۔ مسلمان یعنی حقیقی صوفیاء کرام نے ہر زمانہ میں ان بدعات کی جو غیر اسلامی تصوف کی وجہ سے رونما ہوئیں، نشاندہی بھی کی اور ان کے سد باب کی سعی وکوشش بھی کی۔

نوٹ: میر حمزہ نے جتنی آیات قرآنی تصوف کے رد میں نقل کی ہیں ان کا تعلق غیر اسلامی تصوف سے ہے۔ انہیں اسلامی تصوف پر چسپاں کرنا سراسر جہالت وحماقت ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد فرماتے ہیں۔۔۔۔

اگر ناعاقبت اندیش صوفیاء نے غیر اسلامی باتیں تصوف میں شامل کر لیں تو اس کو حقیقت تصوف سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس کی ذمہ داری خود ان پر ہے۔ خالص تصوف نے جو اسلامی تصوف ہے اس کی نشوونما قرآن وحدیث کی آغوش میں ہوئی ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ خارجی اور داخلی۔ اسی طرح اسلام کے بھی دو پہلو ہیں۔ خارجی پہلو کو شریعت کہتے ہیں اور داخلی پہلو کو طریقت (اور یہ کوئی شریعت سے علیحدہ چیز نہیں بلکہ شریعت کو برتاؤ میں لانے کا نام طریقت ہے (شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات، طبع امرتسر، ۱۳۳۸ھ صفحہ نمبر ۹۰ جلد اول) پھر شریعت کو دو شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے: عبادات ومعاملات۔ عبادات اسلامی معتقدات اور خالق و مخلوق کے درمیان رابطے سے عبارت ہے اور معاملات انسانوں کے باہمی معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی روابط سے عبارت ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علم طریق آخرت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مکاشفہ دوسرا علم معاملہ۔ قسم اول کا نام علم باطن (تصوف) ہے۔ اور وہ سب علوم کی تہہ اور علت غائی ہے اور یہ علم مکاشفہ

صدیقوں اور مقربوں کا علم ہے اور وہ ایک نور ہے کہ جب دل اپنی صفتوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اس وقت اس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی غایت یہ ہے کہ خدائے پاک کی ذات اس کی صفات کا مدوائی اور اس کے افعال کی معرفت حقیقی حاصل ہو۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔۔۔۔

کہ حظ نفسانی کو ترک کرنے کا نام تصوف ہے، اور صوفی وہ ہوتا ہے جو خواہش نفسانی سے پاک اور اس کی روح کدورت بشری سے منزہ ہو۔

شریعت و طریقت کے علاوہ ایک تیسری چیز حقیقت ہے یہ کوئی علم نہیں، کشف ہے، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ طریقت سے جو نور حاصل ہوتا ہے اور اس کی روشنی میں جو کچھ نظر آتا ہے محسوس کیا جاتا ہے یا ادراک کیا جاتا ہے وہ "حقیقت" ہے۔

﴿بلوچستان میں تحریک تصوف از ڈاکٹر انعام الحق کوثر صفحہ نمبر ۱۲، ۱۴ طبع کوئٹہ ۱۹۹۵ء﴾

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تصوف، شریعت، طریقت اور حقیقت کے مجموعے کا نام ہے۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ تصوف کو عیسائیت، نوافلاطونیت، ہندومت، مجوسیت وغیرہ کسی سے بھی اساسی تعلق نہیں۔

حقیقت تصوف سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے پروفیسر نکلسن اور پروفیسر میکڈانلڈ کو اس میں عیسائی رہبانیت اور یونانی الہیت نظر آتی ہے باوجود کہ اس کو تسلیم ہے کہ اس کا مبداء اولین قرآن پاک ہے۔ پروفیسر ماسینون نے تصوف کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

Demived from the Quran and the practice of the prophet.

﴿بلوچستان میں تحریک تصوف صفحہ نمبر ۱۸﴾

باب سوم

قبور المسلمین اور اُن کا احترام

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا"۔

﴿صحیح مسلم مترجم صفحہ نمبر ۳۹۸ حصہ اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت پہلی فصل﴾

ترجمہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبر پر نہ بیٹھو اور اس کی طرف نماز نہ پڑھو"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ"۔

﴿صحیح مسلم مترجم صفحہ نمبر ۳۹۸ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت پہلی فصل﴾

ترجمہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی ایک انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کی کھال تک پہنچے تو بھی بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے"۔

نبی اکرم ﷺ نے عمرو بن حزم کو ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا تو فرمایا

"لَا تُؤْذِ صَاحِبَ ھٰذَا الْقَبْرِ"۔

﴿مشکوٰۃ مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت تیسری فصل صفحہ نمبر ۱۴۹ طبع مکتب مدار یہ ملتان﴾

ترجمہ "صاحب قبر کو ایذا (تکلیف) نہ دے"۔

حاکم و طبرانی عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا اور فرمایا

"انزل من القبر لاتوذی صاحب القبر ولایوذیك"۔

ترجمہ "اے قبر والے قبر سے اتر، نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے اور نہ وہ تجھے"۔

﴿شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور از سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۳ طبع کراچی ۱۹۹۹ء﴾

﴿مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۶۱ جلد ۳، المستدرک صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد ۳، الترغیب والترہیب صفحہ نمبر ۳۷۴ جلد ۴﴾

حضرت ابراہیم (نخعی) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔

"کان عبداللّٰہ بن مسعود یقول لان اطا علی جمرة احب الی من ان اطا علی قبر متعمدا"۔ ﴿کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۱۳۷﴾

ترجمہ "ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بے شک چنگاری پر کھڑا ہونا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں جان بوجھ کر قبروں کو روندوں"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) سے کسی نے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا

"جس طرح زندہ مسلمان کی ایذا مجھے ناپسند ہے اسی طرح مردہ (مسلمان) کی ایذا بھی ناپسند کرتا ہوں"۔

﴿بہجت الارباب اردو مسائل القبور والقباب صفحہ نمبر ۲۰ طبع لاہور از قاضی برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ﴾

امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جان بوجھ کر قبروں کو روندنا مکروہ ہے۔ اور امام ابو حنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ہے۔ (کتاب الآثار صفحہ نمبر ۲۷)

﴿امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر یہود و نصاریٰ امام محمد کی تصنیف دیکھیں (یعنی پڑھ لیں) تو سب اختیار ایمان لے آئیں۔ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۱۵۳ طبع لاہور)﴾

(ابو جلیل فیضی غفرلہ)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان المیت یتاذی بما یتاذی به الحی"۔

﴿فتاوی شامی صفحہ نمبر ۱۵۶ جلد ۳﴾

ترجمہ: "جس چیز سے زندوں کو ایذا ہوتی ہے اس سے مردے بھی ایذا پاتے ہیں"۔

مشاہدات

قبر سے آواز کا آنا

حافظ ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں ابو عثمان ہندی کا بیان ہے کہ ایک دن ابن ساس ایک جنازے کے ہمراہ تھے معمولی کپڑے زیب تن تھے، کہتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کے قریب دو رکعت نماز پڑھی پھر میں اس سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ واللہ میرا دل بیدار تھا۔ قبر سے آواز آئی یہاں سے ہٹ جاؤ۔ مجھے تکلیف نہ دو۔ تم لوگ عمل کر سکتے ہو مگر یہاں کے حالات کی خبر نہیں رکھتے ہو اور ہم حالات کی خبر رکھتے ہیں مگر عمل نہیں کر سکتے۔ مجھے تمہاری جیسی دو رکعت فلاں فلاں چیز سے زیادہ بہتر ہے۔

﴿کتاب الروح از ابن قیم صفحہ نمبر ۱۸ طبع لاہور ۱۹۹۷ء﴾

صاحب قبر کا شکوہ کرنا

حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں: ابو قلابہ نے بیان کیا کہ میں شام سے بصرے آیا اور ایک جگہ ٹھہر گیا۔ رات کو میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں قبر والے کو دیکھا کہ شکایت کر رہا ہے کہ آج رات تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ الخ۔ ﴿کتاب الروح (مترجم) صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹ طبع لاہور ۱۹۹۷ء﴾

احادیث نبویہ میں معنوی تحریف اور امیر حمزہ (وہابی)

موصوف نے مسلم شریف کی درج ذیل احادیث لکھ کر معنوی تحریف کی ہے۔

① ۔ولا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیھا (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ہی ان پر سجادہ نشین بن کر بیٹھ جاؤ۔

② ۔مسلم شریف کی اس حدیث مبارکہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں تو یہ (آگ) اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر سجادہ نشین بنے۔

③ ۔مسلم شریف کی اس حدیث نبوی میں "یقعد علیہ" کا ترجمہ مجاوری کیا ہے۔

﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۶۔۳۷﴾

﴿جواب نمبر ۱﴾

حدیث نمبر ۱، حدیث نمبر ۲ کو امام مسلم نے "کتاب جنائز باب النہی عن الجلوس علی القبر" میں نقل کیا ہے۔

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) لکھتے ہیں جلس کے معنی نشست کے ہیں مقعد کو سخت زمین پر رکھنے کے ہیں۔ پھر محض بیٹھنے کو جلوس اور بیٹھنے کی جگہ کو مجلس کہا جاتا ہے۔ ﴿مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۸۸ طبع لاہور ۱۹۷۱ء﴾

"اس لئے ولا تجلسوا علیھا" اور "ان یجلس علی قبر" کا ترجمہ سجادہ نشین کرنا سراسر غلط اور معنوی تحریف ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کے "باب النہی عن الجلوس علی قبر" سے ظہر من الشمس ہے۔

﴿جواب نمبر ۲﴾

علامہ وحید الزمان (غیر مقلد) نے بھی "ان یجلس علی قبر اور ولا تجلسوا علیھا" کا ترجمہ قبر پر بیٹھنا ہی کیا ہے۔

﴿مسلم شریف مترجم اردو از وحید الزمان صفحہ نمبر ۳۹۸ حصہ ۲ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

اور یقعد کا ترجمہ مجاوری کرنا بھی درست نہیں بلکہ اس کا ترجمہ قبر پر بیٹھنا ہے۔ جیسا کہ وحید الزمان (غیر مقلد) اور مولوی عبد التواب ملتانی (غیر مقلد) نے کیا ہے۔

﴿مسلم شریف مترجم اردو از وحید الزمان صفحہ نمبر ۳۹۸ حصہ ۲ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

مولوی عبد التواب ملتانی لکھتے ہیں۔

(و ان یقعد علیہ) اور اس سے کہ بیٹھیں اوپر اس (قبر) کے۔

﴿بلوغ المرام مترجم از مولوی عبد التواب ملتانی طبع ۱۳۴۳ھ﴾

اور مجاوری کے معنی ہیں۔

وہ خدمت جو مجاور (مزاروں کا خادم) انجام دیتا ہے۔

﴿لغت اردو از مقبول بدخشانی صفحہ نمبر ۳۳۶ طبع لاہور ۱۹۲۶ء﴾

محمد عبد اللہ خویشگی لکھتے ہیں۔۔۔

درگاہ کی خدمت (کرنے کو مجاوری کہتے ہیں)۔

﴿فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۵۰۲ طبع اسلام آباد﴾

مزارات پر گنبد بنانا

مسلمان دو طرح کے ہیں ایک تو عام مومنین اور دوسرے علماء و مشائخ اولیاء اللہ، جن کی تعظیم و توقیر کرنا کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ عامۃ المسلمین کی قبروں کو پختہ یا ان پر قبہ وغیرہ بنانا چونکہ بے فائدہ ہے۔ اس لئے منع ہے اور علماء و مشائخ اولیاء اللہ جن کے مزارات پر خلقت کا ہجوم ہوتا ہے لوگ وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی اور فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ لوگوں کی آسائش (یعنی گرمی و سردی) طوفان و آندھی اور بارش وغیرہ سے بچ سکیں) اور صاحب قبر کی عظمت کیلئے اس کی قبر کے آس پاس (لوگوں کیلئے سایہ) کے واسطے گنبد بنانا شرعاً جائز ہے۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زینب بنت جحش کی قبر کھودنے والوں پر گزرے وہ گرمی میں قبر کھود رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، اگر میں ان پر خیمہ لگا دوں (تو بہتر ہوگا) اور یہ پہلا خیمہ تھا جو (بقیع قبرستان) میں لگایا گیا۔

﴿مستدرک للحاکم (م ۴۰۵ھ) صفحہ نمبر ۳۶ جلد ۴ طبع بیروت﴾

اس سے معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کیلئے قبر پر خیمہ لگانا درست ہے۔

جب امام حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اس کی زوجہ (فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا) نے ان کی قبر پر قبہ (خیمہ) لگایا۔ ایک سال کے بعد اٹھا دیا تو ہاتف سے آواز آئی کیا انہوں نے جو کچھ گم کیا تھا پالیا دوسرے نے جواب دیا بلکہ ناامید ہوئے اور واپس ہو گئے۔ ﴿بخاری شریف (مترجم) صفحہ نمبر ۵۰۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

اس حدیث سے قبر پر (قبہ) خیمہ لگانا جائز ثابت ہوتا ہے۔ گر منع ہوتا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی دختر یہ کام ہرگز نہ کرتی اور ہاتف کا پکار کر کہنا منع کی دلیل نہیں بن سکتا بلکہ تسلی و صبر کیلئے ہے کہ سال بھر قبر پر ڈیرہ ڈالنے سے کیا حاصل ہوا آخر ناکام واپس ہونا پڑا۔ جو میت تھی وہ تو واپس نہ آسکی۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ لگایا۔

پھر آگے فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی قبر پر خیمہ لگایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اتار دیا۔

(ف) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ ہیں بدرجہ افضل ہیں ان کے قول و فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل پر ترجیح ہے۔

پھر لکھتے ہیں محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ لگایا۔

﴿عینی شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۳۳ جلد ۸ طبع بیروت﴾

بخاری شریف میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ (خیمہ) دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو علیحدہ کر دو کیونکہ ان پر ان کے اعمال سایہ کر رہے ہیں۔ ﴿بخاری جلد اول صفحہ نمبر ۵۵۱ طبع فرید بک سٹال لاہور﴾

ثابت ہوا کہ اگر میت پر سایہ کرنے کیلئے قبہ (خیمہ) لگایا تو منع ہے کیونکہ میت پر اس کا سایہ کافی ہے۔ زائرین کی سہولت کیلئے بنایا تو جائز ہے۔

علامہ بدر الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

قبر پر خیمہ نصب کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے میت کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پر نیک اعمال نے سایہ کیا ہوا ہے۔

﴿عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۸۳ جلد ۸ طبع بیروت﴾

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"اذا كانت الخيمة لفائدة مثل ان يقعد القراء تحتها فلا تكون منهية (الى قوله) وقد اباح السلف البناء على قبر المشائخ والعلماء المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس فيه"

﴿مرقات صفحہ نمبر ۶۹ جلد ۴ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

ترجمہ "جب (قبر پر) خیمہ کسی فائدہ کی بنا پر لگایا جائے مثلاً تا کہ خیمہ کے نیچے قاری بیٹھ کر قرآن مجید پڑھیں تو پھر اس کی (حدیث میں) ممانعت نہیں ہے اور سلف

علامہ کرمانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ آج کل کے غیر مقلدین سے زیادہ کتاب وسنت کے جاننے والے تھے جو کہ قاضی عضد الدین ایجی کے پاس بارہ سال زیر تعلیم رہے۔ علاوہ ازیں علماء مصر، شام، حجاز اور عراق سے بھی مستفیض ہوئے۔ اور تیس سال تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اگر قبر پر بنا (عمارت) بنانے کا جو مقصد غیر مقلدین دیتے ہیں وہی ہوتا تو امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز اپنی زندگی میں گنبد نما عمارت اپنے دفن کیلئے بناتے۔ علاوہ ازیں دفن کے وقت جلیل القدر محدثین وعلماء موجود تھے لیکن کسی نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ ان کو اس جگہ دفن نہ کرو۔

محدث محمد طاہر الصدیقی الہندی (متوفی ۹۸۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وقد اباح السلف البناء علی القبور الفضلاء الاولياء والعلماء ليزورهم الناس ويستريحون فيه۔

﴿مجمع بحار الانوار الشهير صفحہ نمبر ۱۲۸ جلد ۲ طبع سعودی عرب ۱۹۹۳ء﴾

علامہ ذہبی، علامۃ المغرب امام تابعی معافری فروی کے حالات میں لکھتے ہیں:

حاتم کہتے ہیں آپ نے ربیع الآخر ۳۰۳ھ میں قیروان میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس دن آپ کو سپرد خاک کیا گیا بہت سے لوگوں نے آپ کی قبر پر رات بسر کی اور ان کو سردی سے بچانے کیلئے خیمے نصب کئے گئے۔۔۔الخ

﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۳۲۷ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء (مترجم)﴾

معلوم ہوا ضرورت کے پیش نظر قبر پر خیمہ لگانا یا قبر کے ارد گرد عمارت بنانا تاکہ زائرین گرمی و سردی سے محفوظ رہ سکیں جائز ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قبہ تعمیر کروانا

حضرت مجدد الف ثانی کی نماز جنازہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد صاحبزادہ مرحوم خواجہ محمد صادق کے پہلو میں دفن کیا گیا یہ وہی مقام تھا جہاں حضرت نے اپنی زندگی میں ایک نور دیکھا تھا اور وصیت فرمائی تھی میرے بیٹے کی قبر کے قریب رکھ کر وہاں میں جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری دیکھ رہا ہوں۔ (چنانچہ

الصالحین نے مشہور علماء اور مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور آرام سے بیٹھیں"۔

علامہ عبد الوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

میرے شیخ علی اور بھائی افضل الدین عام لوگوں کی قبروں پر گنبد بنانے، تابوت رکھنے اور چادریں چڑھانے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ قبروں پر گنبد اور چادریں صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہیں۔۔۔رہے ہم! تو ہمیں ان لوگوں کے قدموں کے پیچھے رستے میں دفن کر دینا۔ ﴿لواقح الانوار القدسیہ صفحہ نمبر ۹۹۳ مطبوعہ مصر ۱۳۸۱ھ﴾

شیخ عبد الحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آخر زمانہ میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے ہیں۔ مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر کچھ چیزوں کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ وہاں مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت و شوکت ظاہر ہو۔ خصوصاً ہندوستان میں جہاں ہندو اور کفار بہت سے دشمنانِ دین ہیں۔ ان مقامات کی بلندی شان ظاہر کرنا کفار پر رعب اور طاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے ہیں۔

﴿شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۲۷۲ طبع سکھر ۱۹۷۸ء﴾

شیخ عبد الغنی نابلسی حنفی (متوفی ۱۱۴۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قبوں کا علماء وصلحاء کی قبروں پر بنانا جائز ہے جبکہ اس میں عام لوگوں کی نظروں میں تعظیم کا قصد ہوتا کہ لوگ قبر والے کو حقیر نہ سمجھیں۔ ﴿کشف النور عن اصحاب القبور صفحہ نمبر ۱۵ طبع استنبول ۱۳۹۳ھ﴾

شرح کرمانی بر بخاری کے مصنف شیخ محمد بن یوسف بن علی بن عبد الکریم کرمانی کے ترجمہ میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

۷۸۶ھ کو بمقام روض مہنا میں آپ کا انتقال ہوا۔ وہاں سے ان کی نعش بغداد پہنچائی گئی۔ آپ نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی کے مزار کے جوار میں بنا لیا تھا۔ اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرا لیا تھا چنانچہ اسی جگہ دفن کئے گئے۔ ﴿بستان المحدثین صفحہ ۱۰۹ طبع کراچی﴾

اس جگہ آپ نے ایک قبہ تعمیر کرایا)۔ اسی قبے میں پہلے فرزند مرحوم خواجہ محمد صادق (م ۱۰۲۵ھ) کو رکھا گیا اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو۔

﴿سیرت مجدد الف ثانی از ڈاکٹر محمد مسعود احمد صفحہ نمبر ۲۲۸ طبع کراچی ۱۹۸۳ء﴾

ابن سعود نجدی اور سنت فاروقی کی خلاف ورزی

محبوب کبریا ﷺ نے فرمایا۔

"میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو" ... الخ

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۰ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

شاہ عبدالعزیز محدث لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں: الشیخ الامام المحدث عبدالعزیز بن غلام احمد اللکھنوی احد العلماء المشہورین ... وکان من اکابر العصر وبعدہ اللکھنو الخ (نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۲۸۵ جلد ۸) "بشارت محمدیہ" کے صفحہ نمبر ۹۹۸ پر فرماتے ہیں

مولانا احمد بن حسن ترکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "مصباح الظلام" میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ملک شام کو فتح کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر اور ان کے سوا اور انبیاء کی قبروں پر جو قبے تھے ان کو ڈھانے کا حکم نہیں دیا۔

﴿فتاوٰی مظہری صفحہ نمبر ۲۲۷، ۲۲۸ طبع کراچی ۱۹۷۰ء﴾

اس لئے سعودی حکمران کو چاہیے تھا کہ وہ عرب پر قبضہ کرنے کے بعد سنت فاروقی پر عمل کرتے ہوئے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مقامات کے مزارات منہدم نہ کرتے، مگر انہوں نے مزارات کو تباہ و برباد کر کے سنت فاروقی کی سراسر خلاف ورزی کی ہے۔

مکہ معظمہ میں مقابر و مساجد کی بے حرمتی

۱۹۲۵ء میں حرم مکہ میں سعودی افواج نے جو شرمناک اور بہیمانہ حرکات کیں ... اسلام ﷺ کے مزارات و مقابر کو جس بے دردی سے شہید کیا گیا اس کی منظر کشی کرتے ہوئے سردار حسنی لکھتے ہیں۔ "چنانچہ شہر مکہ میں امن و امان کا اعلان کر دیا گیا اور ... سجادہ شیخ عبداللہ نے عارضی طور پر شہری نظم و نسق سنبھال لیا۔ لیکن امن و امان ... جانے کے بعد اخوان بپھر گئے تھے۔ انہیں اصرار تھا کہ اگر مکہ کے مشرکین (یعنی مسلمان جو عقائد میں نجدیوں سے متفق نہ تھے) بچ جائیں لیکن مقابر و مزارات ضرور گرا دیئے جائیں گے۔ اور مسجد کی آرائشیں ختم کر دی جائیں گی۔ کیونکہ ان کے ... کے مطابق ان چیزوں کے وجود میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حرم کے وہ ... مزارات جو صدیوں سے زائرین کے مرجع رہے تھے آن کی آن میں تباہ و برباد کر دیئے گئے"۔ ﴿حیات سلطان ابن سعود صفحہ نمبر ۵۵ از سردار حسنی﴾

جنت المعلیٰ کی بے حرمتی پر ایک زائر کا اضطراب

پاکستان کے مشہور صحافی جناب شورش کشمیری ایڈیٹر چٹان، فیصل کے دور میں ۱۹۶۹ء ... مقدس حاضر ہوئے۔ سعودیوں کی شقاوت قلبی کے بھیانک مناظر نے انہیں تڑپا کر ... دیا تھا۔ انہوں نے اپنے تاثرات اپنی مشہور تصنیف "شب جائے کہ من بودم" میں جمع ... کیے ہیں۔ جنت المعلیٰ کی مقدس سرزمین پر حاضر ہو کر انہوں نے سعودیوں کے بارے ... تاثرات کا اظہار کیا ہے اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

تاثر و مشاہد کی کیفیت

تاثر، مقابر اور مشاہد کے بارے میں لکھتے ہیں...

۱) سعودی حکومت نے عہد رسالت کے آثار صحابہ کرام کے مقابر اور اہل بیت ... اس طرح مٹا دیئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر محفوظ کرنی چاہیے تھیں...

ڈھونڈ ڈھونڈ کر محو کر دی گئی ہیں۔ کہیں کوئی قبر یا نشان نہیں لوگ بتاتے ہیں اور ہم مان لیتے ہیں۔ حکومت کے نزدیک ان آثار و نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے۔ عقیدۂ توحید کے منافی ہے، سنتِ رسول کے خلاف ہے لیکن عصر حاضر کی ہر بدعت جدہ ہی میں نہیں پورے حجاز میں موجود ہے۔ کیا قرآن و سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟

۲)۔ جس حصہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کے افراد خاندان آرام فرما ہیں یا حضور کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا، حضور ﷺ کے لختِ جگر حضرت قاسم مدفون ہیں وہاں کوئی دروازہ نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ، ٹوٹی پھوٹی قبریں، مٹی کی ڈھیریاں ہو گئی ہیں۔ کسی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ نہیں۔ دھوپ کا چھڑکاؤ ضرور ہے پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی قبرستان بے کسی کی حالت میں نہ ہوگا۔

میں اور کنیل ایک پہاڑی پر چڑھ گئے وہاں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر نگاہ کی، ام المومنین کا مزار...؟ میں کانپ اٹھا میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بنا ڈالے لیکن جس عورت کو پیغمبر آخر الزماں کی پہلی شریک حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ماں تھیں۔ وہ ایک قبر ویران میں پڑی ہے میں اپنے تحمل ضبط نہ کر سکا، آنکھوں میں بدلیاں آ گئیں۔ میں نے کہا کنیل اعرابیوں کا مزاج ہی ان کیلئے سزا ہے۔ حضور ﷺ کو بعثت سے پہلے ستایا گیا، ام المومنین کو اب ستایا جا رہا ہے... حضور مدینہ میں، ام المومنین مکہ میں اس عورت... عظیم عورت کا انسانیت پر کتنا بڑا احسان ہے؟

"یہ قرآن و سنت نہیں اہانت ہے"

۳)۔ جو لوگ اس کا نام قرآن و سنت رکھتے ہیں وہ خود کس منہ سے تاج شہی پہنتے ہیں۔ اونچے اونچے محل بناتے ہیں، محمد عربی (ﷺ) کی دولت سمیٹتے اور اس کا نام خوشحالی رکھتے ہیں۔ جس ذات اقدس کے صدقے میں عزتیں پالیں ہیں۔ اس کے آثار اقدس کی یہ بے حرمتی! یہ قرآن و سنت نہیں اہانت اور صریح اہانت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمینیں اور دفینے سب اللہ کا مال ہیں اس کی مخلوق کا مال ہیں۔ کسی فرد کو یہ حق حاصل

...انسانوں کو لگ رہے ہے، خود جو وہاں بیٹھے، گوشت کھاتے، لکھ لیں جو والے سوت ... دنیا نہیں چھوڑتی جو موت کی اس طرح جنگ کر رہے ہیں موت ان سے بھی ... ہے، لیکن جنت المعلیٰ میں وہ لوگ سو رہے ہیں جو ہمیں زندہ کر گئے، ہمیں بنا گئے، جو منہ پھیر کر شاہوں پر نگاہ کرتے تو ان کی کوڑیوں سے خلعت فاخرہ کانپ ... تیرے سعودی حکومت عشق اور شرک میں فرق نہ کر سکی ہے۔ ...رحمت ان قبروں میں ... والوں پر۔

اسلام اپنے مولد و منشا میں اجنبی
تیرا غضب کہاں ہے خداوند ذوالجلال

﴿شب جائے کہ من بودم از شورش کشمیری صفحہ نمبر ۱۸۰،۱۷﴾

مدینہ منورہ میں مقابر و مساجد کی بے حرمتی

۱۹۲۶ء میں مدینہ منورہ میں گو سعودی حکومت نے انتہائی چالاکی سے کام لیتے ... عالم اسلام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی مگر اپنی خباثت قلبی کا اظہار کئے ... رہ سکے اور تمام وعدوں کے باوجود مدینہ منورہ کے تمام مزار و مقابر حتیٰ کہ مقدس ... ہو بھی ان شقی القلب کے ہاتھوں شہید کی گئیں۔

سید رشید رضا ایڈیٹر "المنار" مصر لکھتے ہیں

یہی لوگ تیرہویں صدی ہجری کے آغاز میں حرمین شریفین پر قابض تھے۔ لیکن ... نے حجرہ شریف کو نہیں گرایا۔ بلکہ بعض مورخین کا قول ہے کہ انہوں نے حرم نبوی ... کے اوپر سے سونے کا ہلال اور کروا اتار لیا تھا اور وہ قبہ کو بھی گرانا چاہتے تھے لیکن ان ... میں سے جو ہلال اور کرہ کو اتارنے کیلئے اوپر چڑھے تھے۔ دو آدمی نیچے گر کر ... گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے قبہ کو گرانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

﴿تجدید حجاز صفحہ نمبر ۱۱۲،۱۱۱ سید رشید رضا﴾

رپورٹ خلافت کمیٹی

وفد کے ارکین نے مدینہ طیبہ کے منہدم شدہ مزارات کی جو فہرست قلمبند کی ہے ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر اس کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

مزارات شہزادیاں خاندان نبوت

① — بنت رسول حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔
② — بنت رسول حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا۔
③ — بنت رسول حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔
④ — بنت رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا۔
⑤ — حضرت فاطمہ صغریٰ بنت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہا۔

مزارات ازواج مطہرات

① — ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔
② — ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔
③ — ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کل نو ازواج پاک کے مزارات۔

مزارات مشاہیر اہل بیت

① — شہزادہ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ۔
② — حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ۔
③ — جگر گوشہ رسول سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔
④ — عم النبی حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔
⑤ — حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔
⑥ — حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ۔

مزارات مشاہیر صحابہ و تابعین

① — امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔
② — حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ۔
③ — حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ۔
④ — حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔
⑤ — حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ۔
⑥ — حضرت امام نافع رضی اللہ عنہ۔

﴿رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ نمبر ۸۰ تا ۹۸﴾

نجد کے قاضی کا خطاب

ایک اجتماع میں نجد کے قاضی نے علمائے مدینہ کو مخاطب کر کے کہا

"یا اهل الحجاز انتم اشد کفرا من هامان و فرعون نحن قاتلنا کم مقاتلة المسلمین مع الکفار انتم عباد حمزه و عبدالقادر"

﴿رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ نمبر ۸۵﴾

ترجمہ: "اے باشندگان حجاز تم ہامان اور فرعون سے بھی بڑھ کر کافر ہو۔ ہم تمہارے ساتھ اسی طرح قتال کریں گے جس طرح کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ تم امیر حمزہ اور عبدالقادر (جیلانی) کے پجاری ہو"۔

ارکان وفد کے نجدی قوم کے متعلق یہ تاثرات بھی قابل یادداشت ہیں

"ملک گیری کیلئے جو آسان کے پاس ہے یعنی قوم نجد، اس کو ایک صدی سے زیادہ یہی سکھایا گیا ہے کہ اس کے علاوہ سب مسلمان مشرک ہیں اور نجدیوں کی گزشتہ صدی کی تاریخ بھی بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے گئے۔ جس قدر خونریزی انہوں نے کی ہے وہ صرف مسلمانوں کی کی ہے۔

﴿رپورٹ وفد خلافت صفحہ نمبر ۱۰۵﴾

جنت البقیع شریف کی بے حرمتی پر پاکستان کے ایک صحافی کے جذبات قلب

پاکستان کے مشہور صحافی شورش کشمیری ۱۹۶۹ء میں حجاز مقدس کی سرزمین پر حاضر ہوئے تھے۔ نجدی تباہ کاریوں اور بربادیوں کی قیامت خیز داستان کو انہوں نے اپنی کتاب "شب جائے کہ من بودم" میں جمع کر کے اپنے جذبات قلب کا اظہار کیا ہے۔ پڑھئے اور ان کے قلب کی کیفیت کا اندازہ کیجئے۔

① — جنت البقیع جو خاندان رسالت کے دو تہائی افراد کا مدفن ہے۔ شروع اسلام کے درخشندہ چہروں کی آخری آرام گاہ اور ان گنت شہدائے اسلام و صحابۂ امت اور اکابر دین کے سفر آخرت کی منزل ہے ایک ایسی اہانت کا شکار ہے کہ دیکھتے ہی خون کھول اٹھتا ہے۔ دامن یزداں چاک کرنے کا حوصلہ نہیں۔ کلاہ سلطانی تک رسائی نہیں اپنا گریبان چاک کرنے سے فائدہ نہیں۔

② — وہ شہداء جنہیں حضور ﷺ نے خود دفنایا تھا ان کی قبریں آج وارثان سنت کے ہاتھوں پامال ہو چکی ہیں۔ تاریخ کے وہ عظیم آثار محو ہوتے جا رہے ہیں جنہیں عتبہ و ابو جہل نہ مٹا سکے۔ انہیں ہم اپنے ہاتھوں محو کر رہے ہیں۔

میں جھنجھلا گیا، یہ قرآن و سنت نہیں، یہ سنگینی اور سنگدلی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کی یادگاریں مٹائی جائیں، اور اپنی یادگاریں کھڑی کی جائیں۔ کیا عرب اس اہانت اور بغاوت کی سزا نہیں پا رہے؟ عربوں کو شرف انسانی کن سے حاصل ہوا۔ کس کی بدولت۔

نجدی حکمران کے نام مولانا شوکت علی کا تار

صحابہ کرام کے مزارات کی بے حرمتی کے متعلق پریشان کن خبریں مشہور ہو رہی ہیں۔ مہربانی کر کے صحیح اطلاع دیجئے۔ (شوکت علی)

سلطان نجد کا جواب، مولانا شوکت علی صاحب کے نام اور وعدہ خلافی

اسلامی مزارات اور خصوصاً صحابہ کے مزارات ہمارے لئے بہت زیادہ قابل احترام ہیں۔ آپ اطمینان کیجئے ہماری فوجیں مقدس قوانین کی خلاف ورزی نہیں کریں

گی ﴿مہاجر عزیز سلطان نجد﴾ ﴿ماخذ. بشارات محمد علی، مولانا محمد علی جوہر صفحہ نمبر ۲۸﴾

مگر سلطان نجد نے وعدہ خلافی کی اور مزارات و مساجد کو منہدم کرا دیا۔ جیسا کہ ناظرین کرام اوراق گزشتہ میں مطالعہ فرما چکے ہیں۔

مولانا محمد علی جوہر کا خطاب

ان تمام واقعات کے عینی شاہد مولانا محمد علی جوہر نے حجاز سے واپسی پر دہلی کی جامع مسجد میں خطاب کیا۔ ان کی تقریر کا یہ حصہ کتنا بے لاگ اور حقیقی تاثرات میں ڈوبا ہوا ہے۔

"میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں، مجھے ابن سعود سے ذاتی عداوت نہیں، نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر ہے، جو کچھ میں نے دیکھا وہی کہوں گا اور صاف صاف کہوں گا، خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش۔ سلطان ابن سعود اور ارکان حکومت بار بار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی رٹ لگاتے تھے۔ لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو دنیا کمانے کیلئے آلہ بنا رکھا ہے، جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں، چوری کرتے ہیں، برا کرتے ہیں، لیکن جو لوگ قرآن کو آڑ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں۔ چوروں ڈاکوؤں سے بھی برا کرتے ہیں"۔ ﴿مقالات محمد علی صفحہ نمبر ۹۵، ۹۶ جلد اول﴾

سعودی حکمرانوں سے کروڑہا فرزندان توحید کا سوال

آج عقیدتوں کی دنیا سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے؟ کیا مولد النبی ﷺ کی در و دیوار لائق توقیر نہیں تھیں؟ اس کی زمین محبتوں کی بوسہ گاہ نہ تھی؟ مولد فاطمہ کے بام و در قابل تعظیم نہ تھے؟ خدا کے آخری نبی کا عبادت خانہ اور وحی الٰہی کا مقام نزول، باعث عزت و تکریم نہ تھا؟ کیا اسلام کی اولین خاتون اور ان کا قبہ قابل تکریم نہ تھا؟ کیا ام ہانی کا مکان حق التقدس نہ تھا؟ اگر تھا اور یقیناً تھا تو ان مقامات مقدسہ کی بقا اور تحفظ کا معقول اور مناسب انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ دولت کی فراوانی نے عقیدوں میں افلاس پیدا کر دیا ہے شاہراہوں کی کشادگی نے دلوں میں تنگی پیدا کر دی ہے۔ عمارتوں کی بلندی نے عقیدتوں میں پستی پیدا کر دی ہے۔ نیز کنڈیشنڈ مکانات نے ان مکانوں کی عظمت و تقدس ختم کر دی ہے۔ بجلیوں کے رنگین جب نے محبتوں کی دنیا کو تاریک کر دیا ہے، کیا وسعت حرم کی مہم نے صاحب حرم کی عظمت و محبت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دنیا کان کھول کر سن لے کہ ان کے گنہگار غلاموں کو پر شکوہ عمارتیں نہیں، ان کے قدموں سے لگا ہوا کھنڈر چاہیے۔ نیز جب نہیں سیدہ طاہرہ کی مقدس چکی کا ٹکڑا چاہیے۔ کوئی عبدالعزیز نہیں، ام ہانی کے نام کی عظمت چاہیے۔ خدا کیلئے اپنی تمام مادی آسائشیں واپس لے لو، ہماری روحانی یادگاریں اور ایمانی نشانیاں دے دو''۔

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور انہیں

﴿ماہنامہ استقامت کانپور شوال ۱۳۹۸ھ﴾

امیر حمزہ کی پیش کردہ احادیث کا مفہوم

حدیث نمبر ۱

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لا تتخذوا قبری عیدا''

ترجمہ ''میری قبر پر عرس (میلہ) نہ لگانا''۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۶﴾

﴿جواب﴾

عید کا ترجمہ عرس، میلہ کرنا صریح غلط ہے، بلکہ لفظ عید کے معنی درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی لکھتے ہیں

عیداً عید، خوشی کا دن، عید جو بار بار لوٹ کر آئے۔ جمع اَعْیَاد، عید عَوْد سے

ماخوذ ہے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔

﴿قرآن مجید کا معربی اردو لغت صفحہ نمبر ۳۰، ناشر مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد﴾

مقبول بیگ بدخشانی لکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔

عید: لفظی معنی جو بار بار آئے۔ مسلمانوں کے دو تہوار، ایک وہ ماہ رمضان ختم ہونے پر آتا ہے اور دوسرا حج کے دوسرے دن ہوتا ہے۔

﴿اردو لغت صفحہ نمبر ۱۸۱ طبع ۱۹۹۶ء﴾

محمد عبداللہ خویشگی لکھتے ہیں۔۔

عید: مسلمانوں کے خوشی منانے کا ایک معین دن، فرحت، جشن، سرور، شادمانی، خوشی۔ ﴿فرہنگ عامرہ، صفحہ نمبر ۳۳۳ ناشر مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد﴾

شیخ الاسلام الفقیہ، محدث تقی الدین سبکی شافعی (متوفی ۷۵۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

کہ زیارت قبر مکرم کیلئے کوئی خاص دن نہ مقرر کیا جائے بلکہ جب بھی موقع ہو کر لی جائے۔ جس طرح کہ بعض لوگ ایک خاص دن مقرر کرکے زیارت کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کی قبر مقدس کی زیارت کیلئے کوئی خاص دن معین کرنا جیسے عید وغیرہ ہے بلاشبہ درست نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ میری قبر (مقدسہ) کو خاص اسی طور پر جیسے کہ لوگ عید کے دن کرتے ہیں رونق کیا جائے، بلکہ صرف زیارت کی جائے، دعا مانگی جائے اور واپس ہو جائیں۔۔ ﴿شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام صفحہ نمبر ۱۰۲ طبع لاہور﴾

امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، احتمال ہے کہ آپ کی مراد قبر شریف کی کثرت زیارت پر رغبت کرنا ہو اور اس بات کی جانب اشارہ ہو کہ آپ سرور ﷺ کی زیارت عید کی طرح مت بناؤ کہ ہر سال میں ایک دو مرتبہ سے زائد نہ آؤ۔ اور سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد زیارت کیلئے تعیین وقت کی ممانعت ہے جیسا کہ عید کیلئے وقت مقرر ہے۔ بلکہ تمام سال اور پوری زندگی زیارت کا وقت ہے۔ یا عید سے تشبیہ دینے کا مقصد یہ ہو کہ اس میں زینت و آرائش اور اجتماع سے پرہیز کیا جائے (جس میں نسیان اللہ

اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیتا ہے) جیسا کہ ہند میں رسم ہے ۔بلکہ چاہیئے کہ زیارت وسلام اور دعا پر ہی بس کریں" انتہی " اس بات سے یہ لازم نہیں آتا کہ مرقد شریف پر بصفت سکون ووقار، شوق ومحبت سے اور ادب وانکسار کے ساتھ حاضر ہونے اور دعا مانگنے اور کثرت سے زاری اور التجا کرنے میں کوئی کراہت ہو۔

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۲۳،۲۲۴ طبع کراچی﴾

عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ

"ان ابن عمر سفر جاء قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصلی علیہ و دعائم انصرف"۔﴿مؤطا امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ) صفحہ نمبر ۳۹۶ طبع کراچی﴾

ترجمہ "ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس آتے تو نبی کریم ﷺ کی قبر مکرم کے پاس آتے درود پڑھتے اور دعا کرتے پھر واپس آتے"۔

حدیث نمبر ۲

"لاتصلوا الی القبور ولاتجلسوا علیہا"

ترجمہ "قبروں کی طرف رُخ کرکے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر سجادہ نشین بن کر بیٹھو"۔﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۶﴾

جواب

علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے اس حدیث کا درج ذیل ترجمہ کیا ہے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قبر پر نہ بیٹھو اور نہ اسکی طرف نماز پڑھو"

﴿صحیح مسلم مترجم صفحہ نمبر ۲۹۸ حصہ ۲ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

ہمارے نزدیک قبروں کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔

مولانا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ "صاحب بہار شریعت" لکھتے ہیں ...

نماز اللہ ہی کیلئے پڑھی جائے اور اسی کیلئے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو اگر کسی نے معاذ اللہ

کعبہ کیلئے سجدہ کیا حرام وگناہ کبیرہ ہے۔ اگر عبادت کعبہ کی نیت سے کی، جب تو کھلا کفر ہے۔ کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔﴿بہار شریعت صفحہ نمبر ۹۷، جلد اول طبع لاہور﴾

اور "تجلسوا" کے معنی قبر پر بیٹھنے کے ہیں سو کہ سجادہ نشینی کے اس مسئلہ کے متعلق ہم اوراق گزشتہ میں تفصیلی گفتگو کرچکے ہیں۔

صاحب "ردالمحتار" فرماتے ہیں ...

قبر پر نماز پڑھنا یا اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے، حدیث میں اس سے روکا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ" ﴿بخاری کتاب الصلوٰۃ﴾

ترجمہ "اللہ تعالیٰ یہود کو مار ڈالے، انہوں نے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا"۔

یعنی نماز کا قبلہ بنایا، جس کی طرف وہ نماز میں رُخ کرتے تھے۔ یا ان کی قبروں پر مسجدیں بنائی جن میں وہ نماز پڑھتے تھے۔

یاد رہے جس حدیث میں قبور کو مسجد بنانے کی ممانعت ہے وہ فقط قبور کو سجدہ گاہ بنانے کے بارے میں ہے۔ نہ کہ یہ کہ صلحاء کی قبور کے جوار میں بھی مسجد نہ بنائی جائے۔

﴿نور الایمان صفحہ نمبر ۵۳ از مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی (متوفی ۱۲۸۵ھ)﴾

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں...

لیکن کسی نبی یا ولی کے مزار کے قریب مسجد بنانا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے، جبکہ مقصد نہ قبر کی تعظیم اور نماز میں قبر کی طرف رُخ نہ ہو بلکہ مقصود یہ کہ ان کی روح پاک کی برکت سے عبادت کی تکمیل ہو۔

﴿شرح مشکوٰۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

﴿نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن از مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی صفحہ نمبر ۵۳﴾

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۲۵ھ)

قرآن کریم کی آیت: "قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا"۔

ترجمہ: "کہنے لگے وہ لوگ جو غالب تھے اپنے کام پر کہ ہم تو ضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے"۔

کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کے قریب ان سے تبرک حاصل کرنے کیلئے مسجد بنانا جائز ہے۔ اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ جن احادیث میں مسجد بنانے کی ممانعت مذکور ہے وہاں مراد یہ ہے کہ قبروں کی طرف سجدہ نہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو۔ ﴿تفسیر مظہری، تفسیر سورۃ کہف﴾

حدیث نمبر ۳

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے اور وہ انگارہ اس کے کپڑوں کو جلا دے پھر اس کے بدن کو جا لگے تو یہ (آگ) اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر سجادہ نشین بنے"۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۶﴾

«جواب»

اس حدیث پاک میں فی نفسہ قبر پر بیٹھنے کے متعلق وعید آئی ہے نہ کہ سجادہ نشینی کے بارے میں اور یجلس کا ترجمہ سجادہ نشینی کرنا دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔

حدیث نمبر ۴

حضرت جابر سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی کہ اس پر مجاوری کی جائے اور اس پر عمارت تعمیر کی جائے اور اس پر لکھنے سے (کتبہ لگانے سے) بھی منع فرمایا۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۷﴾

«جواب نمبر ۱»

بلاشبہ بغیر کسی ضرورت کے عامۃ المسلمین کی قبور کو پختہ بنانا جائز نہیں۔ فتاویٰ کبریٰ (شیخ عمر بن عبدالعزیز معروف بہ صدر الشہید المتوفی ۵۳۶ھ (طبقات حنفیہ صفحہ نمبر ۳۳۳ طبع ۲۱۳ھ)) میں ہے "کہ لوگوں نے قبر کو اکھڑ جانے سے محفوظ رکھنے کیلئے پکی اینٹ سے وہاں شہر کی طرح (قبر) بنانے کی عادت کر لی ہے اور اس کو اچھا سمجھا ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان جس بات کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔ (ردالمحتار صفحہ نمبر ۲۳۳ جلد ۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان) اور اگر کوہان کی طرح بنانے اور اس پانی چھڑکنے کے باوجود بھی اکھڑ جانے کا خوف ہو تو حرج نہیں کہ پتھر یا پختہ اینٹ رکھی جائے۔ اور پختہ اینٹ ظاہر قبر پر مکروہ نہیں ہے۔ قنیہ میں اسی پر فتویٰ ہے۔

﴿تحفۃ السلف، البناء علی قبور المشائخ والعلماء صفحہ نمبر ۷ طبع لاہور﴾

اولیاء اللہ کی قبور کو اس لئے پختہ بنایا جاتا ہے تاکہ وہ زیادہ دیر تک قائم و دائم رہیں، لوگ ان کی زیارت کرتے رہیں اور کاملین ان سے استفادہ کر سکیں۔

قبر پر بیٹھنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لاتجلسوا علی القبور الخ

اس حدیث مبارکہ میں فی نفسہ قبر پر بیٹھنے کی ممانعت ہے نہ کہ مجاوری کی۔ "تجلسوا" کا معنی مجاوری سر اسر حدیث مبارکہ میں تحریف معنوی ہے۔

قبور پر عمارت تعمیر کرنا

بے شک عامۃ الناس کی قبور پر عمارت تعمیر کرنا مکروہ ہے اور علماء و اولیاء کاملین کی قبور پر کسی مصلحت کے تحت عمارت بنانا جائز ہے۔

علامہ طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) لکھتے ہیں

"وقد اباح السلف البناء علی القبور الفضلاء الاولیاء والعلماء

لیزورھم الناس ویستریحون فیه"۔

﴿مجمع بحار الانوار صفحہ نمبر ۲۲۸ جلد ۵ طبع سعودی عرب ۱۹۹۴ء﴾

بعض فقہاء نے بنا سے مراد بناء للسکونۃ مراد لی ہے اپنی سکونت کیلئے قبور پر گھر وغیرہ بنانا درست نہیں کہ اس میں اہل اسلام کی قبور کی اہانت ہے۔ اور بعض فقہاء نے حق کے حقیقی معنوں میں نفس قبر پر بنا منع سمجھی ہے نہ کہ حول قبر (یعنی قبر کے اردگرد) اور ظاہر ہے کہ قبے حول قبر پر ہوتے ہیں نہ نفس قبر پر اور بعض فقہاء نے قبور عوام المسلمین پر حمل کیا ہے اور علماء ومشائخ کی قبور کو اس سے مستثنیٰ سمجھا اور وہ بھی بہ نیت فخر وتکبر وزینت و قندیل میت ہو تو منع ہے اور گرد زائرین وقارئین کی استراحت کیلئے یا علامت کیلئے ہو کہ لوگوں کو صلحاء کے مزارات کا پتہ لگ جائے تو جائز ودرست ہے اور بعض نے بنا سے مراد وہ بناء ہے جو مشرکین قبور صالحین پر بناتے تھے جن میں تصاویر ہوتی تھیں۔ اس قول کی صحیح بخاری کی حدیث سے تائید ہوتی ہے جس میں امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"اذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجداً وصوروا فيه تلك الصور"۔ ﴿صحیح بخاری صفحہ نمبر ۵۰۵ (مترجم) جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

یہ حدیث اس حدیث کی تفسیر ہے جس میں بنا کی ممانعت ہے اسی بنا سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اور اسی بنا پر حضور علیہ السلام نے یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائی۔ نہ وہ بنا جو کہ مشائخ وعلماء کی قبور پر بنائی جاتی ہیں نہ اس میں تصویریں ہوتی ہیں نہ کوئی مسلمان قبروں کی عبادت کرتا ہے بلکہ یہ قبے اور بنائیں محض بطور علامت ہوتے ہیں کہ لوگوں پر اہل اللہ کی قبور کا نشان رہے اور علامت کا رکھنا حدیث عثمان بن مظعون (مشکوٰۃ) سے ثابت ہے اور آیت شریفہ ذلك ادنى ان يعرفن فلا يؤذين کی حکمت جلیلہ پر غور کیا جائے تو صاف سمجھ آجاوے کہ بنائے قبہ جات بھی اسی لئے ہے کہ اہل اللہ کا مزار پہچانا جائے اور روندا نہ جائے۔ علاوہ اس کے احادیث میں بیشتر تو ایسے وارد ہیں جو محض تنزیہی ہیں، اور کئی ایسے امور ہیں جو بلفظ نہی رسول اللہ ﷺ احادیث میں نہی آئی ہے۔

محدثین میں سے کسی نے ان امور کو ناجائز وحرام نہیں کہا۔ مثلاً روزانہ کنگھی کرنا، حمام غسل میں پیشاب کرنا، کمر پر ہاتھ رکھنا، کھڑے ہو کر پانی پینا، گرم طعام کھانا، ...س کپا کھانا، اسی طرح بنا علی القبور بنانا جائز یا حرام نہیں۔ غایتہ مافی الباب مکروہ تنزیہی ہوگے اور مکروہ تنزیہی جواز کے مخالف نہیں۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ثانی صفحہ نمبر ۳۷۲ میں لکھا ہے:

"قد اباح السلف البناء على قبر المشائخ والعلماء المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس فيه"۔

ترجمہ: "علماء ومشائخ کی قبور پر تعمیر بنا، اس لئے کہ لوگ زیارت کریں اور استراحت کریں، سلف اس کی اباحت کے قائل ہوئے ہیں"۔

﴿جواب نمبر ۲﴾

کوہان نما قبر بنانا۔۔۔

حضرت ابراہیم نخعی تابعی (متوفی ۹۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو جس نے حضرت محمد ﷺ کی قبر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبر اونٹ کی کوہان کی طرح زمین سے ابھری ہوئی دیکھی اس پر سفید مٹی کے ٹکڑے تھے۔

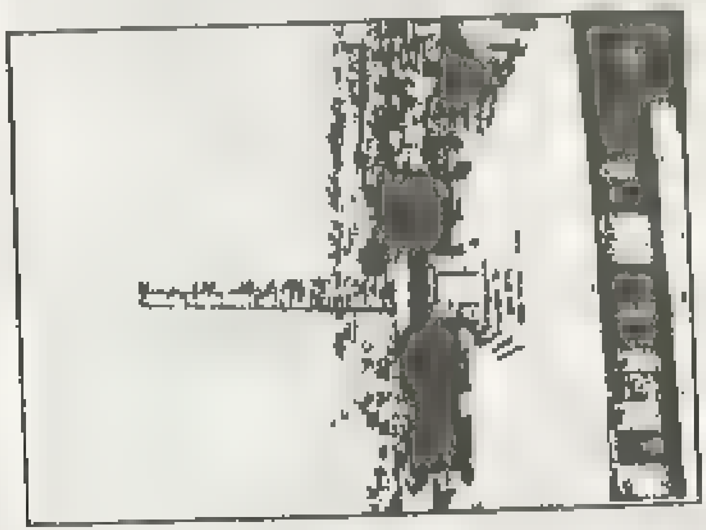
﴿کتاب الآثار بروایت امام محمد بن حسن شیبانی صفحہ نمبر ۱۲۶﴾

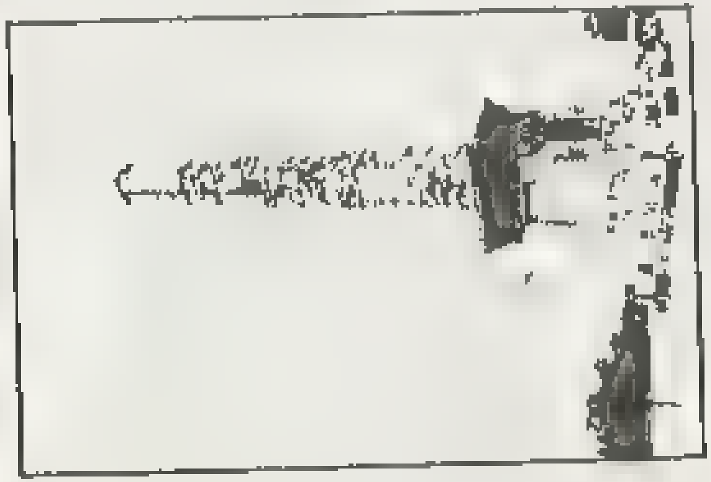
علامہ ابن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔۔۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن عیاش سے روایت کیا کہ سفیان تمار نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی قبر کو دیکھا وہ کوہان کی شکل میں بنی ہوئی تھی اور ابن ابی شیبہ نے سفیان سے روایت کیا کہ میں اس حجرہ میں داخل ہوا جس میں نبی محترم ﷺ کی قبر مبارک ہے۔ میں نے دیکھا نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں کوہان کی شکل میں تھیں۔ ﴿فتح القدیر جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر﴾

﴿بخاری شریف صفحہ نمبر ۵۴۲ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

لہٰذا یہود و نصاریٰ کی طرح قبر پر پتھر اٹھا کر اس پر مینار تعمیر کرنا، جیسا کہ ہمارے ملتان میں قلعہ کہنہ کے اوپر عیسائی جرنیل کی ستون نما قبر موجود ہے۔ یا قبور پر صلیب کا نشان بنانا اور تصویریں رکھنا یہود و نصاریٰ کا فعل ہے، ایسی ہی قبور کو حدیث میں برابر کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ تصویر ملاحظہ ہوں۔





قبر پر لکھنا

بے شک بلا ضرورت قبر پر لکھنا منع ہے اور ضرورت کی وجہ سے قبر پر لکھنا جائز ہے۔ ...میں ہے اگر ضرورت ہو تو قبر پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ قبر کا اثر محو نہ ہو۔ ...ن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لکھنے کی ممانعت اگرچہ حدیث صحیح سے ثابت ہے ...ں لکھنے کے ثبوت پر اجماع عملی موجود ہے۔ حاکم نے (المستدرک صفحہ نمبر ۵۲۵، ۱ امام ... (متوفی ۴۰۵ھ) جلد اول طبع بیروت ۱۳۹۱ھ) لکھنے کی ممانعت میں احادیث وارد کی ہیں ...ہے کہ یہ احادیث اگرچہ صحیح ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہے۔ کیونکہ مشرق سے لے کر ...تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھا جاتا ہے۔ (رد المحتار صفحہ نمبر ۶۶ جلد ۳) علامہ شامی ...کے نظریہ کی سنن ابوداؤد کی اس حدیث سے تقویت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ...یک پتھر اٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے رکھا اور فرمایا میں اس ...ساتھ اپنے بھائی عثمان کی قبر پر علامت بناتا ہوں کیونکہ لکھنا بھی قبر کی پہچان ہے بال...ت ظاہر ہے کہ یہ (لکھنے کے ثبوت پر) اجماع عملی کی رخصت اس صورت پر محمول ...جب اس کی ضرورت ہو جیسا کہ محیط میں ہے کہ اگر قبر پر لکھنے کی ضرورت ہو تاکہ اس ...آثار محو نہ ہوں تو لکھنے میں کوئی حرج نہیں (تاکہ صاحب قبر کے عزیز و اقارب اس کی ...یارت کر سکیں اور اس کیلئے دعائے مغفرت کریں)۔

نیز قبر پر صاحب قبر کا نام لکھنے کی ممانعت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ...اسمائے گرامی اور آیات قرآنی لکھنے کی ممانعت ہے۔ جیسا کہ محدث محمد طاہر ہندی ...(متوفی ۹۸۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے......

ویکرہ کتابۃ اسم اللہ واسم رسولہ والقرآن علی القبر ... الخ

﴿مجمع البحار الانوار صفحہ نمبر ۶۲۸ جلد ۸ طبع سعودی عرب ۱۹۹۴ء﴾

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی درج ذیل سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

سوال: کتابت بر قبر برائے بقاء نشان چہ حکم دارد؟

جواب: مضائقہ ندارد ..... الخ ﴿مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۱۶ جلد ۲ مطبع فرنگی محل ۱۹۲۵ء﴾

حدیث نمبر ۵

نهى رسول الله ﷺ ان يزاد عليها غير ترابها۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۷﴾

اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ قبر پر اپنی مٹی کے علاوہ اس پر مزید مٹی کا اضافہ کیا جائے۔

جواب

اہلسنت و جماعت کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔۔۔

"جتنی مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے"

﴿بہار شریعت جلد اوّل صفحہ نمبر ۹۰۲ مطبع لاہور﴾

نیز جب حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب کیا اور فرمایا ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے اموات کو دفن کریں گے۔

﴿مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۱۴۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

حضرت خارجہ فرماتے ہیں ہم زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ میں تھے۔ ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو پھلانگ جاتا۔

﴿بخاری شریف جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۱ مطبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

ان دونوں روایات سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان رکھنے کیلئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سرہانے کی طرف قبر پہ لگایا جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث مبارکہ میں لفظ نہی آیا ہے جو کہ تنزیہی ہے اور کئی بے

الفاظ کی رسول اللہ ﷺ سے احادیث میں نہی آئی ہے لیکن محدثین میں سے کسی نے ان امور کو ناجائز و حرام نہیں کہا مثلاً

نهى عن النفخ فى الشراب۔ ﴿موطا امام مالک مترجم صفحہ نمبر ۷۷۱ مطبع لاہور ۱۹۸۳ء﴾

"رسول اللہ ﷺ نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا"۔

نهى رسول الله ﷺ ان يصلى الرجل مختصراً۔

"رسول اللہ ﷺ نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا"۔

﴿صحیح مسلم (مترجم) صفحہ نمبر ۱۱۹ جلد اوّل مطبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

نهى رسول الله ﷺ عن اكل البصل والكراث۔

﴿صحیح مسلم (مترجم) صفحہ نمبر ۱۱۹ جلد اوّل مطبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

"رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا"۔

اسی طرح کسی ضرورت کے پیش نظر قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ ڈال دینا جائز ہے، ناجائز نہیں۔

علامہ شیخ احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مصر کے لوگ قبروں پہ پتھر رکھنے کے عادی ہیں تاکہ وہ مٹنے اور اکھڑنے سے محفوظ رہ "وقد اعتاد اهل المصر وضع الاحجار حفظا للقبور"۔۔ الخ

﴿طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ نمبر ۳۳۵ مطبع کراچی﴾

امام الانبیاء ﷺ کا عمل

"انَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ"

﴿مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت دوسری فصل﴾

ترجمہ: "یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پہ پانی چھڑکا اور اس پہ کنکریاں ڈالیں"۔

﴿اخرجہ الشافعی فی المسند ۲۱۵/۱ ☆ رواہ البغوی فی شرح السنۃ کتاب الجنائز﴾

﴿مشکوٰۃ المصابیح از خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ ☆ فتاویٰ شامی صفحہ نمبر ۱۴۲ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

حدیث نمبر ۲

تین مساجد کے علاوہ کسی بھی جگہ کی طرف سفر کا سامان نہ باندھا جائے۔ مسجد حرام (بیت اللہ) مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد (مسجد نبوی)۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۲۷﴾

﴿جواب نمبر ۱﴾

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت یعنی جن لوگوں کا دیکھنا زندگی میں موجب برکت ہے تو ان کے مرنے کے بعد ان کی قبروں کی زیارت باعث برکت ہے اور اس غرض کیلئے سفر کرنا درست ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

"لاتشد الرحال الالی ثلثة مساجد مسجد الحرام و مسجدی هذا و مسجد الاقصی"۔

ترجمہ "سواریاں نہ کسی جگہ جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ"۔

اس سفر کے مانع نہیں اس لئے کہ یہ حکم مسجد کے باب میں ہے کہ ان تینوں کے سوا (ثواب میں) سب یکساں ہیں۔ ورنہ یہ تو معلوم ہی ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی زیارت میں اصل فضیلت یکساں ہے گو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جتنا ان کے مدارج میں فرق ہے اسی قدر فضیلت میں بھی متفاوت ہوتی ہے۔ ﴿احیاء علوم الدین صفحہ نمبر ۳۹۸ جلد ۲ طبع لاہور﴾

امام المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ کی زیارت کیلئے سفر کرنا اور اس سعادت عظمیٰ کیلئے اونٹوں کے کجاوے کسنا۔ اب جبکہ زیارت کی فضیلت اور اس کا مستحب ہونا ثابت ہو گیا تو سفر کا جواز اور اس کا استحباب بھی لازم آیا۔ وسائل کے عام ہونے کی وجہ سے قرب اور بعد دونوں ایک ہی حکم میں ہیں۔ لیکن حدیث مت کسو تم اپنے کجاووں کو مگر تین مسجد کی

طرف۔ الخ

اس حدیث سے مراد ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کیلئے سفر کرنے کی نفی ہے۔ جیسا کہ نحو کا قاعدہ ہے کہ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ کے جنس سے ہونا چاہیے بس مطلق سفر کی ممانعت جو ان مساجد کے علاوہ ہو لازم نہیں آتی اور ان تین مسجدوں کے علاوہ سفر کرنا کس طرح منع ہو سکتا ہے۔ حالانکہ باتفاق سفر حج، سفر جہاد اور دار کفر سے ہجرت کرنا، نیز تجارت اور تمام مصالح دینویہ کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔

بعضوں نے کہا کہ تین مسجدوں کے علاوہ جو سفر کرنے کی ممانعت کی گئی ہے وہ بہ اعتبار تعظیم و فضیلت اور ثواب دو چند ہونے کی غرض سے ہے جیسا کہ ان مساجد کی بابت میں ہے۔ ورنہ اس اعتقاد کے بغیر کوئی ممانعت اور کراہت نہیں۔ اور جو مساجد دوسرے شہروں کے قریب ہوں ان کی سوار یا پیادہ زیارت کرنا جائز ہے۔

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۲۹ طبع کراچی﴾

شیخ الاسلام الفقیہ محدث تقی الدین سبکی شافعی (متوفی ۷۵۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کیلئے سامان سفر نہ باندھا جائے۔ میں فی الحقیقت یہ بات ہے کہ ان تین مساجد پر کسی دوسری مسجد کو فضیلت حاصل نہیں ورنہ اسے اسی پر محمول کیا جائے گا۔ اس سے دوسری مساجد کی زیارت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ حدیث اس بات کے منافی نہیں کہ ان مساجد کے علاوہ دیگر کی زیارت مباح (جائز) نہیں ہے۔ ﴿شفاء السقام فی زیارت خیر الانام صفحہ نمبر ۱۵۶﴾

امام المحدثین امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وقال الشیخ ابو محمد الجوینی من اصحابنا یحرم شد الرحال الی غیرها وهو غلط"۔ الخ

ترجمہ "اور کہا شیخ ابو محمد جوینی نے کہ سوا ان تین مساجد کے سفر کرنا حرام ہے مگر یہ محض غلط ہے"۔ ﴿صحیح مسلم مع شرح الکامل للنووی صفحہ نمبر ۴۴۷ جلد اول طبع کراچی﴾

امام الفقیہ مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی (متوفی ۱۲۸۵ھ) قدس سرہ لکھتے ہیں

حدیث کا لفظ "لاتشد" نہی کے معنی میں ہے یعنی ان مسجدوں کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے رخت سفر نہ باندھو۔

لیکن اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اس مسلک کے باطل ہونے پر علامہ قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں، ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۲ھ) نے "فتح الباری" میں اور امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے اس کے غلط ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے۔

اور یہ ہونا بھی چاہیے، اس طرح کہ زیارت قبر کا حکم مطلقاً واقع ہوا ہے۔ اور اصول فقہ کے مقررہ ضابطے کے مطابق، مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہے گا، اس لئے زیارت قبور جائز ہوگی۔ خواہ قبر قریب ہو یا بعید مسافت سفر کے بقدر ہو یا اس سے کم۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو (اب) تم ان کی زیارت کرو، اس لئے کہ یہ قبریں دُنیا سے بے رغبت کرتی اور آخرت کو یاد دلاتی ہیں"۔

﴿ابن ماجہ باب ما جاء فی زیارۃ القبور صفحہ نمبر ۱۱۴ جلد اول﴾

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء علوم الدین میں لکھا ہے (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا "شد رحال" استدلال کرنے والے انبیاء کرام حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے مزارات کی زیارت سے کیوں روکتے ہیں اس سے منع کرنا بالکل محال ہے۔ اور جب انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات کی زیارت جائز قرار پائی تو اولیاء، علماء اور بزرگوں کے مزارات بھی انہیں کے حکم میں ہیں۔

علماء کی زندگی میں جس طرح ان سے ملاقات ایک مستقل مقصد سفر ہوا کرتی ہے اسی طرح ان کے مزارات کی زیارت بھی ایک مستقل مقصد سفر ہو سکتی ہے۔ اس میں استبعاد نہیں۔ حدیث "شد رحال" کا جواب ضابطے سے یہ ہے کہ مستثنیٰ اس میں مفرغ ہے اس میں مستثنیٰ منہ کی تقدیر لازمی ہے اور وہ مسجد ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی....

"لاتشد الرحال الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد"۔

ترجمہ: "تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کا سفر نہ کیا جائے گا"۔

جمہور محدثین اور بخاری و مسلم کے شارحین جیسے علامہ عینی، علامہ قسطلانی، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام نووی، فقہائے حنفیہ اور شافعیہ نے اس تقدیر کو تسلیم کیا ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب باندھا ہے "فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ" اس میں یہ حدیث روایت کی ہے۔ (یعنی لاتشد الرحال والی) اس بات کی کامل دلیل ہے کہ ان مساجد ثلاثہ کے اندر نماز نسبتاً دوسری مسجدوں کے غیر معمولی فضیلت رکھتی ہیں۔

جن کا مدعا یہ ہے کہ دنیا کی کسی مسجد کا نماز چند گنا ہزار گنا ثواب کے مقصد سے سفر ناجائز ہے خواہ مسجد قبا ہو، مسجد خیف اور دہلی کی مساجد اولیاء ہی کیوں نہ ہو ممنوع ہے۔ صرف ان تین مسجدوں کا سفر کیا جا سکتا ہے۔ جن کے بارے میں یہ حدیث موجود ہے۔ اس پر قیاس کی کوئی گنجائش نہیں۔

یہ حدیث کسی فضیلت والی مسجد مثلاً مسجد قباء وغیرہ کے سفر کی بھی نفی نہیں کرتی۔ ہاں ان میں عبادت کا چند گنا ہزار گنا ثواب نہ ملے گا۔ ورنہ بعض مساجد کی فضیلت حدیث سے ثابت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسجد قباء میں دو رکعت کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ ﴿نور العرفان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن صفحہ نمبر ۹۲ تا ۹۳ طبع ساہیوال﴾

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں....

نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ ابو محمد نے کہا کہ سوا ان تین مساجد کے اور طرف سفر کرنا حرام ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے "احیاء علوم الدین" میں ہے کہ بعض علماء متبرک مقامات اور قبور علماء کی زیارت کے سفر باندھنے کو منع کرتے ہیں جو مجھ کو تحقیق ہوئی وہ یہ ہے کہ ایسا نہیں بلکہ زیارت قبور کا حکم ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ "الا فزوروھا" ان تین مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ تمام مسجدیں یکساں ہیں لیکن مقامات متبرکہ برابر نہیں بلکہ ان کی برکات بقدر درجات ہیں کیا یہ مانع انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور کے سفر سے بھی منع کرے گا۔ جیسے حضرت ابراہیم و موسیٰ و یحییٰ علیہم السلام، اس سے منع کرنا سخت دشوار ہے اور اولیاء بھی انبیاء کے حکم میں ہیں۔ پس کیا بعید ہے کہ ان کی طرف سفر کرنے میں بھی کوئی خاص غرض ہو، جیسا کہ علماء کی زندگی میں

ان کی زیارت کرنا۔ ﴿مرقاۃ صفحہ نمبر ۹۰ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

علامہ شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وہ آیا زیارت قبور کیلئے سفر کرنا مستحب ہے، جیسے آج کل حضرت خلیل رحمن علیہ السلام اور سید بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے سفر کرنے کا رواج ہے۔ میں نے اپنے ائمہ میں سے کسی کی تصریح نہیں دیکھی۔ بعض شافعی علماء نے منع کیا ہے مسجدوں پر قیاس کرکے لیکن امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس منع کی تردید کردی ہے۔ فرق واضح فرمادیا۔ نیز فرماتے ہیں. لیکن اولیاء اللہ تقرب الی اللہ زائرین کو نفع پہنچاتے ہیں۔

﴿ردالمحتار صفحہ نمبر ۵۰ جلد ۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں.

مساجد ثلثہ کے علاوہ طلب علم، تجارت، بزرگوں سے ملاقات، دوسری زیارت گاہوں اور اہل عرب کے ملنے کیلئے سفر کرنا منع میں داخل نہیں۔ ﴿نور الایمان صفحہ نمبر ۶۵ طبع ساہیوال﴾

امام شمس الدین محمد عبد الرؤف مناوی شافعی (متوفی ۱۰۳۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

مساجد ثلثہ کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے مثلاً علم یا زیارت کیلئے سفر دراصل کسی جگہ کا نہیں ہوتا بلکہ صاحب مقام کیلئے ہوتا ہے۔ ﴿فیض القدیر شرح جامع صغیر بحث "لا تشد الرحال"﴾

﴿جواب نمبر ۲﴾

بعض احادیث بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔ چنانچہ مسند امام احمد میں شہر بن حوشب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب ان کے پاس کوہ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

کسی مسجد کیلئے (زیادتی ثواب کی نیت سے) اس میں نماز کے ارادے سے رخت سفر باندھنا نہیں، سوائے مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔

﴿ارشاد الساری بشرح صحیح البخاری صفحہ نمبر ۳۴۴ جلد ۲ طبع بیروت العلامہ ابن حجر قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ)﴾

﴿نور الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمن صفحہ نمبر ۶۵ ناشر مکتبہ رضویہ ساہیوال از مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ﴾

حدیث نمبر ۷

ابوالہیاج فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا میں تجھے اس مشن پر روانہ کروں۔ جس پر مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے روانہ فرمایا تھا۔ وہ مشن یہ ہے کہ کسی تصویر کو نہ چھوڑ مگر اسے مٹا دے، ورنہ ہی کسی اونچی قبر کو چھوڑ مگر اسے برابر کردے۔

﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۹۰﴾

﴿جواب نمبر ۱﴾

علامہ ابن ترکمانی (متوفی ۷۴۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں.

"قلت الظاهر ان المراد قبور المشركين بقرينة عطف التمثال عليها وكانوا يجمعون عليها الانصاب و لا ابنية فاراد عليه السلام ازالة آثار الشرك"۔ ﴿السنن الکبریٰ وفی ذیلہ الجوہر النقی صفحہ نمبر ۲ جلد ۴ طبع بیروت﴾

ظاہر یہ ہے کہ حدیث علی رضی اللہ عنہ میں مراد قبور مشرکین ہیں۔ دلیل پر قرینہ یہ ہے کہ تمثال (تصویر) کا عطف قبر پر ڈالا گیا ہے اور مشرکین، قبروں پر بت (مورتیاں) بنایا کرتے تھے۔ تو حضور علیہ السلام نے شرک کے آثار مٹانے کیلئے قبور مشرکین کے تسویہ (مٹانے) کا حکم دیا۔

حدیث کی حدیث سے شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو انہوں نے ارض حبشہ میں دیکھا۔ تو انہوں نے تصویریں دیکھیں ان کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا

"أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ"۔

﴿بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی البیعۃ صفحہ نمبر ۵۰ جلد اول (مترجم) طبع لاہور﴾

یہ ایک قوم ہے جب ان میں سے کوئی صالح بندہ فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں بناتے، یہ لوگ اللہ کے نزدیک شر الخلق ہیں۔

اس حدیث مبارکہ سے پہلی حدیث کی شرح ہو گئی کہ مشرکین قبروں پر مسجدیں اور تصاویر بناتے تھے، اس لئے ان ہی قبور کو گرانے اور تصاویر مٹانے کا حضور ﷺ نے حکم دیا کیونکہ مشرکین کی قبور کی کوئی عزت نہیں۔ خود سرور عالم ﷺ نے مسجد کے واسطے قبور مشرکین کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔

"فامر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقبور المشرکین فنبشت ثم بالخرب "۔ ..... الخ ﴿بخاری صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"اما الکفرۃ فانہ لا حرج فی نبش قبورھم اذ لا حرج فی اھانتھم"۔

﴿فتح الباری صفحہ نمبر ۲۶ جلد ۲﴾

ترجمہ: کافروں کی قبریں اکھیڑنے اور ان کی اہانت میں کوئی حرج نہیں"۔

مسلمانوں کی قبریں قابل احترام ہیں

حاکم طبرانی نے عمارہ بن حزم سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا اور فرمایا:

"انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک"۔

ترجمہ: "قبر سے اتر جا نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے"۔

مسلم شریف میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ" ......الخ (مسلم صفحہ نمبر ۳۱۲ جلد اول طبع کراچی؛ مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت پہلی فصل) ترجمہ: "قبروں پر مت بیٹھو" ......الخ

﴿جواب نمبر ۲﴾

زیر بحث حدیث سے قبروں کا زمین کے برابر کرنا ثابت ہوتا ہے جو کہ حدیث شبر

احادیث تسنیم کے و حدیث اشبر بھا قبر نبی کے خلاف ہے۔ نیز یہ امام محمد کی مسند ہے کہ کہا جاتا تھا کہ قبر اونچی کرو یہاں تک کہ پہچانی جائے کہ وہ قبر ہے پس وہ روندی نہ جائے۔

(۱)، (۲) عن سفیان التمار انہ رای قبر النبی ﷺ و قبر ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما مسنمۃ ... التسنیم وقد جاء فی ذلک اخبار و آثار وقیل السنۃ ان یرفع القبر شبر وقد روی ابن حبان قبر النبی ﷺ کذلک ذکرہ الشیخ المحدث الدہلوی فی اللمعات ۲۔

۲ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۴۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان

۳ کتاب الآثار صفحہ نمبر ۱۲۶ بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۴۹ حاشیہ نمبر ۳)

﴿جواب نمبر ۳﴾

صحیح مسلم میں زیر بحث حدیث کی سند یوں مذکور ہے۔

"حدثنی یحیی بن یحیی و ابوبکر بن ابی شیبہ و زھیر ابن حرب قال یحیی انا وقال الاخران نا وکیع عن سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی وائل عن ابی الھیاج الاسدی قال قال لی علی" ... الخ

﴿مسلم صفحہ نمبر ۳۱۲ جلد اول مطبوعہ کراچی﴾

اس روایت میں حبیب بن ابی ثابت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس راوی کے متعلق لکھتے ہیں

قال ابن حبان فی الثقات کان مدلسا۔

نیز فرماتے ہیں قال ابن خزیمۃ فی صحیحہ کان مدلسا۔

یعنی ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ) نے ثقات میں، ابن خزیمہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے صحیح میں لکھا ہے کہ حبیب مدلس تھا۔

﴿تہذیب التہذیب صفحہ نمبر ۱۷۸ جلد ۲ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ﴾

نیز حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اسی راوی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

"قال ابن جعفر کان یقول اذا حدثنی رجل عنک بحدیث ثم حدثت

بہ حدثت کنت صادقا"۔ ﴿تہذیب التہذیب صفحہ نمبر ۱۷۱ جلد ۲ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ﴾

ابن جعفر فرماتے ہیں کہ حبیب کہا کرتا تھا جب میرے پاس کوئی شخص تجھ سے روایت کرے پھر میں اس کو ساقط کر کے تجھ سے روایت کروں تو میں صادق ہوں گا۔

دیکھیے اس میں بھی حبیب کو تدلیس کا اقرار ہے اور اصول حدیث میں مصرح ہے کہ مدلس کی معنعن حجت نہیں۔ ﴿المقدمۃ للامام النووی من شرح صحیح مسلم صفحہ نمبر ۱۸ طبع کراچی﴾

ایک شبہ کا ازالہ

محدث کوٹلوی مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ یہ راوی صحیح مسلم کا ہے اور صحیحین میں جو مدلس ہیں ان کا کسی نہ کسی طریق میں سماع ثابت ہے۔ میں کہوں گا کہ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی (غیر مقلد) نے حدیث واذا قرء فانصتو۔ کو جو صحیح مسلم کی حدیث ہے اسی تدلیس کے سبب قابل حجت نہیں سمجھا۔ وہاں یہ خیال نہ آیا کہ یہ مسلم کی حدیث ہے۔ علاوہ اس کے ہم نے جہاں تک ہو سکا حدیث علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کسی طریق میں حبیب نے تصریح سماع نہیں کی۔ اس لئے بھی یہ حدیث قابل حجت نہیں ہو سکتی۔

انعام

اگر کسی مسلمان کی قبر کو مسجد نبوی میں گرایا گیا ہو تو اس کا نام اور پتہ لکھنے پر فی قبر ۱۰۰ روپیہ انعام دیا جائے گا۔ (هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ)

اور بخاری شریف میں صراحۃً مذکور ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت حضور ﷺ نے مشرکوں کی قبروں کو کھودنے کا حکم دیا اور وہ کھود ڈالی گئیں۔ درختوں کو کاٹ دیا گیا اور زمین ہموار کر دی گئی۔ ﴿بخاری صفحہ نمبر ۲۳۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

حدیث نمبر ۸

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قبروں کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ یہ آخرت کی یاد

دلاتی ہیں"۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۴۳﴾

جواب

امام الانبیاء ﷺ کا یہ ارشاد گرامی کہ قبروں کی زیارت کیا کرو اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے بالکل برحق ہے۔

اسی طرح اولیاء اللہ کے مزارات خداوند قدوس کی طرف راغب ہونے کا ذریعہ ہیں۔ جب انسان اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ صاحب مزار کو اس دنیا سے گئے ہوئے سینکڑوں سال یا کم و بیش ہو گئے ہیں مگر ان کی قبر پر اب تک زائرین کا ایک ہجوم ہے۔

کوئی تلاوت قرآن مجید کر رہا ہے۔

کوئی تکبیر و تہلیل میں مصروف ہے۔

کوئی استغفار اور درود شریف پڑھ رہا ہے۔

اور کوئی اس ولی اللہ کے توسل سے بارگاہ قدس میں دعا مانگ رہا ہے۔

تو انسان کے دل میں اطاعت و محبت خداوندی کا جذبہ موجزن ہوتا ہے اور نیک لوگوں کا وہاں حاضر ہونا ترقی درجات کا سبب ہے۔

علامہ شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "واما الاولیاء فانہم متفاوتون فی القرب من اللہ تعالی ونفع الزائرین بحسب معارفہم واسرارہم"۔

﴿رد المحتار صفحہ نمبر ۱۵۱ جلد ۳ ناشر مکتبہ حقانیہ ملتان﴾

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہونا

جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس کے باشندوں سے صلح کر لی اور کعب احبار آکر مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام لانے سے بے انتہا مسرت ہوئی اور اس کے وقت ان سے فرمایا اے کعب اگر چاہو تو ہمارے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور سرور انبیاء ﷺ کے

روضے) کی زیارت کرو۔ مدینہ منورہ میں آنے کے بعد سب سے پہلا کام جو امیر المومنین نے کیا وہ پیغمبر خدا ﷺ پر سلام تھا۔

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۲۱ طبع کراچی﴾

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہونا

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے بلال! یہ کیا ظلم ہے کہ کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتے۔ اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی سواری کے ارادے مدینہ کے قصد سے روانہ ہوئے۔ جب قبر شریف پر پہنچے تو اشکبار ہو کر عاجزی کے ساتھ روئے منہ زخاک پر رکھا۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما حجرہ مبارک سے باہر نکلے ان کو گود میں لے کر سر و چشم کو چوما۔ الخ ﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۲۰ طبع کراچی﴾

حضور پُر نور ﷺ کا خواب میں آ کر حضرت جارودی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کا حکم فرمانا

حضرت امام ابو عبداللہ الذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام جارودی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

آپ سب علوم اور خصوصاً علم حدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔ دنیا سے بہت کم تعلق تھا۔ عفت اور پاکبازی کی زندگی بسر کرتے تھے ورع اور پرہیزگاری میں منفرد تھے۔ بعض لوگوں کو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ نے وصیت فرمائی کہ جارودی کی قبر کی زیارت کرو وہ سنت کے پابند اور فقیر آدمی تھے۔ جارودی رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۱۳ھ میں وصال فرمایا۔ ﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۹۰ جلد ۳ (مترجم) از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) طبع لاہور ۱۹۸۰ء﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی"۔

﴿متفق علیہ مشکوۃ صفحہ نمبر ۳۹۴ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی قبور کی زیارت کرنا باعث برکت اور حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا امام ابو حنیفہ تابعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کرنا

علامہ ابن حجر مکی (متوفی ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں تھے تو آپ کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں ابو حنیفہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت پڑھ کر ان کی قبر کے پاس آتا ہوں اور اس کے پاس اللہ سے دعا کرتا ہوں تو وہ حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے ﴿الخیرات الحسان از علامہ ابن حجر مکی صفحہ نمبر ۲۰۳ طبع کراچی﴾

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا فتویٰ

جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہیں، حدود اللہ اور اوامر و نواہی پر جس کی نگاہ ہے ایسے علماء میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے یہ لکھا ہو کہ محض زیارت قبر مکرم یا کسی اور قبر کیلئے سفر باندھنا جائز ہے بلکہ جید علمائے کرام نے ایسے سفر کو حرام قرار دیا ہے۔ جس کا راہی بھی گناہگار اور وہ نماز میں قصر کیسے کر سکتا ہے ہاں ایسا شخص قصر نہ کرے۔

﴿جواب الباہر فی زوار المقابر صفحہ نمبر ۲۵ طبع فیصل آباد﴾

نعوذ باللہ کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ حرام فعل کے مرتکب ہوئے تھے۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ"۔

﴿مشکوۃ باب مناقب الصحابہ تیسری فصل (مترجم) صفحہ نمبر ۲۱۸ جلد ۳ طبع لاہور﴾

ترجمہ: "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے راہ ہدایت پاؤ گے"۔

"اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِهٖ"۔

﴿مشکوۃ باب مناقب عمر دوسری فصل (مترجم) صفحہ نمبر ۲۳۵ جلد ۳ طبع لاہور﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق رکھ دیا وہ حق کہتا ہے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے ساتھ

برگزیدہ اور نگہبان ہوتے ہیں، میرے چودہ ہیں، ہم نے کہا وہ کون ہیں؟ فرمایا علی اور میرے دونوں بیٹے (حسن وحسین) جعفر، حمزہ، ابوبکر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبداللہ بن مسعود، ابوذر، مقداد رضی اللہ عنہم۔ ﴿مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۲۷۸ جلد ۳ طبع لاہور﴾

حدیث نمبر ۹

آپ ﷺ نے ایک مسافر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وہ لمبا سفر کرتا ہے، پراگندہ حال، گرد آلود، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب پھیلائے ہوئے کہتا ہے رب میرے، اے میرے پروردگار، حالانکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام اور اس کا پہننا حرام اور حرام مال ہی سے وہ پلا ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہو۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۵، ۳۶)

مذکورہ بالا حدیث میں رزق حلال کی اہمیت اور دعا کے قبول نہ ہونے کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور حضور پرنور ﷺ کا یہ پیغام تمام امت مسلمہ کے نام ہے اس سے فقط سجادہ نشینوں اور اہل اللہ کو نشانہ بنانا ظلم عظیم ہے اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا

"جو گوشت غذائے حرام سے تیار ہو اس کیلئے آگ میں جلنا ہی بہتر ہے"۔

﴿منہاج العابدین اردو مہران صفحہ نمبر ۱۳۸ طبع کراچی ۱۹۷۳ء﴾

نیز حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

بہت سے رات عبادت میں کاٹنے والے ایسے ہوتے ہیں جن کو بیداری کی مشقت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جن کو دن بھر کے روزے سے سوا بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

﴿منہاج العابدین اردو امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) صفحہ نمبر ۱۳۸ طبع کراچی ۱۹۷۳ء ۱۹۷۲ء اخرجہ ابن ماجہ، باب ماجاء فی الصیام عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ رواہ ابن خزیمۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ رقم الحدیث ۱۹۹۷ء (بحر تکمیل)﴾

یعنی حرام اور شبہ کی غذا کھانے والا شخص نیک کام سے محروم ہوتا ہے اور یہ شخص ... کی اس مزدوری میں جو وقت اور قوت صرف کرتا ہے، اس سے بے فائدہ مشقت، ... رنج، محنت اور وقت ضائع کرنے کے سوا اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

"لایقبل اللہ صلوٰۃ امرء فی جوفہ حرام"۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۳۸)

ترجمہ "اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے شکم میں غذائے حرام ... ہو"۔

محبوب کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حلال غذا تجھے نہیں ملے گی مگر معمولی گزارے کے موافق اور حرام تیرے پاس ... آئے گا"۔ ﴿منہاج العابدین صفحہ نمبر ۱۴﴾

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"فرائض دین ادا کرنے کے بعد کسب حلال تلاش کرنا فرض ہے"۔

﴿تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی صفحہ نمبر ۶۱۸ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

جناب امیر حمزہ صاحب درج ذیل حدیث کو بھی غور سے پڑھیں جس میں حلال و ...ب غذا کھانے والے اہل اللہ کا ذکر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کتنے ہی ...گندہ بال غبار آلودہ قدموں والے، پرانے کپڑوں میں ملبوس ایسے ہیں جن کی پرواہ نہیں کی جاتی (یعنی مخلوق ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے) اگر وہ اللہ پر قسمیں کھا لیں ... تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دے۔ ان میں براء بن مالک ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی ... اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔ ﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۷۶ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور﴾

نیز ملاحظہ ہو!

( ) رواہ المسلم کتاب البر والصلۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

(۲) ... رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر ۲۹ جلد ۳۔

حدیث نمبر ۱۰

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! میری قبر کو وثن نہ بننے دینا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ اس قوم پر اللہ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے جو اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتی ہیں۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ ۳۲﴾

حدیث نمبر ۱۱

مومنوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ پر بھی موت کی کیفیت طاری ہوئیں تو آپ اپنی چادر کو چہرے پر ڈالتے پھر جب گھٹن محسوس کرتے تو چادر ہٹا دیتے، اسی حالت میں آپ (ﷺ) نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں، عیسائیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا۔

﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۵۱﴾

حدیث نمبر ۱۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک لوگوں میں سے بدترین ہوں گے وہ لوگ جنہیں قیامت آئے گی اور وہ زندہ ہوں گے اور ایسے وہ لوگ ہوں گے جو قبروں کو عبادت گاہ بناتے ہیں"۔

﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۵۲﴾

﴿جواب﴾

حدیث نمبر ۱۰ اصل ہے: اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسْجِدًا۔

﴿بخاری کتاب الجنائز﴾

حدیث نمبر ۱۱ اصل ہے: اتخذوا قبور انبیاءهم مساجد۔

حدیث نمبر ۱۲ اصل ہے: والذین یتخذون القبور مساجد۔

حدیث نمبر ۱۰ و حدیث نمبر ۱۱ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا تھا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ سورۃ کہف کی آیت "قال الذین غلبوا علی امرهم لنتخذن علیهم مسجدا" (پ ۱۵) کے تحت فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کے قریب ان سے تبرک حاصل کرنے کیلئے مسجد بنانا جائز ہے۔ هذه الاية تدل علی جواز بناء المسجد المصلی فی عند مقابر اولیاء الله قصدا للتبرك۔

اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں:

کہ جن احادیث میں مسجد بنانے کی ممانعت وارد ہے وہاں مراد ہے کہ قبروں کی طرف سجدہ کیا جائے۔ ومعنی اتخذوا قبور انبیائهم مساجد یسجدون الی القبور کما هو صریح فی الحدیث ابی المرثد الغنوی قال قال رسول الله ﷺ لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها۔

﴿تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۵ جلد ۶ طبع دہلی ۱۳۸۷ھ﴾

(مسلم شریف (مترجم) صفحہ نمبر ۳۹۸ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

حدیث مبارکہ لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها کے تحت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ قبر کو سجدہ کیا جائے اور شرک کے دوسرے مراسم بجا لائے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۶۷ طبع کراچی)

اور حدیث نمبر ۱۲ کا مطلب یہ ہے کہ قرب قیامت میں دیندار ختم ہو جائیں گے اور شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کسی قسم کی کوئی بھلائی نہیں ہوگی۔ اور وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے یعنی یہودی اور نصرانی بن جائیں گے اور اپنے بزرگوں کی قبروں کو مساجد بنائیں گے یعنی ان کی طرف سجدہ کریں گے۔

زیر بحث حدیث کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا سراسر جہالت ہے۔ درج ذیل احادیث ہمارے دعویٰ کی مؤید ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۳۵ جلد ۳ طبع لاہور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ (رواہ مسلم)، (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۶ جلد ۳ (مترجم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے۔ رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ لات اور عزیٰ کی پوجا کی جانے گی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول میرا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مطلب یہ ہے۔ کہ بت پرستی ختم ہو جائے گی "اللہ وہ ہے جس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اپنا رسول بھیجا تا کہ وہ سب دینوں پر اس کو غالب کر دے، اگر چہ مشرک اس بات کو ناپسند سمجھیں"۔ آپ نے فرمایا "جب تک اللہ چاہے گا اسی طرح ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نیک ہوا بھیجے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ فوت کر دیا جائے گا (یعنی مسلمان ایماندار ختم ہو جائیں گے) اور ایسے لوگ رہ جائیں گے جن میں کسی قسم کی کوئی بھلائی نہ ہوگی وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے"۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۶ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

یاد رہے کہ زیر بحث حدیث میں انہیں لوگوں کو بدترین مخلوق کہا گیا ہے نہ کہ مسلمانوں کو۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔ آمین

حدیث نمبر ۱۳

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ بوانہ نامی مقام پر جا کر چند اونٹ ذبح کرے گا۔ تو نذر ماننے والے نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا وہاں جاہلیت کی پوجی جانے والی جگہوں میں سے کوئی جگہ تھی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا نہیں! آپ نے پوچھا، کیا ان مشرکوں کے میلوں میں سے کوئی میلہ (عرس) وہاں لگتا تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم

نے کہا نہیں تب آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کر۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۵)

جواب

مشرکین مکہ اپنے میلوں میں رنگ رلیاں کرتے تھے شراب پیتے تھے جوا کھیلتے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دیگر جرائم کا ارتکاب کرتے تھے۔ جبکہ عرس کے مصطلح معانی یہ ہیں کہ بزرگان دین کے مزارات پر یا کسی مسجد وغیرہ میں ان کے وصال کے دن مریدین و معتقدین کا اکٹھ ہو کر قرآن مجید ختم کرنا، علماء کا لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا اور زائرین وغیرہ میں کھانا تقسیم کرنا ہے اور ان تمام نیک امور کا ثواب صاحب مزار کی روح کو پہنچانا ہے (جس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں) جیسے کہ یہ تمام امور باعث برکت و ثواب ہیں اور دوسرے دنوں میں جائز ہیں تو وہ ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ عرس کو لہو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، اور لوگوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو اس کا وبال انہیں کے ذمہ ہوگا۔ ﴿بہار شریعت صفحہ نمبر ۱۱۸ جلد ۳ از مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ طبع لاہور﴾

اس لئے عرس بزرگان دین کو مشرکین کے میلہ پر قیاس کرنا باطل اور قیاس مع الفارق ہے اور عرس کی اصل واضح دلیل احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں

دوسری صورت یہ ہے کہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع ہوں اور ختم قرآن شریف اور شیرینی یا کھانا پر فاتحہ کریں اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں۔ ایسا معمول زمانہ پیغمبر ﷺ و خلفائے راشدین میں نہ تھا لیکن ایسا کرنے میں مضائقہ بھی نہیں۔ اس واسطے کہ اس میں کوئی برائی نہیں، بلکہ اس میں احیاء و اموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

﴿فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۶ طبع کراچی ۱۹۷۲ء ۱۳۹۲ھ﴾

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء احد کی زیارت کو جاتے تھے جب

قبور کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّار" اور حضرت ابوبکر حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی ہر سال شہداء احد کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔

(البدایہ والنہایہ ☆ شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ نمبر ۱۵ ☆ جذب القلوب ۲۰۲ طبع دہلی)

طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مر جائے تو اسے روکے نہ رکھو بلکہ جلدی سے لے جاؤ قبر کی طرف، اور اس کے سر کی جانب سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ اور اس کی قبر کی بائیں جانب سورۃ بقرہ کی آخری آیات۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ نمبر ۱۰۲ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

حافظ ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں۔۔۔

سلف صالحین کے ایک گروہ نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وصیت کی بعد از دفن ان کی قبر کے پاس قرآن پڑھا جائے۔ عبدالحق سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کیا تھا کہ میری قبر پر سورۃ بقرہ تلاوت کی جائے۔ معلی بن عبدالرحمٰن کی بھی یہی رائے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں قائل نہ تھے کیونکہ یہ اثر انہیں نہیں پہنچا تھا مگر اس کے بعد وہ قائل ہوگئے تھے۔ علاء ابن اللجلاج نے کہا کہ میرے باپ نے وصیت کی کہ جب میں انتقال کر جاؤں۔ تو مجھے لحد میں دفن کرنا اور مجھے لحد میں اتارتے ہوئے "بسم اللہ وعلیٰ سنۃ رسول اللہ" پڑھنا اور مٹی ڈال کر قبر کے سرہانے سورۃ بقرہ کی پہلی آیات تلاوت کرنا کیونکہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

قبر پر قرآن خوانی

عباس دوری سے مروی ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ قبر پر قرآن خوانی کے بارے میں کوئی روایت محفوظ ہے تو انہوں نے کہا نہیں اور جب یحییٰ بن معین (م ۲۳۳ھ) سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ علی بن

[illegible] حداد سے مروی ہے کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ [illegible] ایک جنازے میں شریک تھا۔ دفن سے فارغ ہو کر ایک نابینا قبر کے پاس [illegible] تلاوت کرنے لگا، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، کہ قبر کے پاس [illegible] قرآن بدعت ہے۔ پھر جب ہم قبرستان سے باہر آئے تو محمد بن قدامہ نے امام [illegible] حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مبشر حلبی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ انہوں نے [illegible] ثقہ ہے۔ دریافت کیا، آپ نے ان سے کچھ روایت نقل کی ہیں۔ کہا ہاں۔ میں نے [illegible] مجھے مبشر نے عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج سے اور انہوں نے اپنے والد سے خبر [illegible]۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ دفن کرنے کے بعد ان کے سرہانے سورۃ بقرہ کا پہلا اور [illegible] رکوع پڑھا جائے اور کہا تھا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا تھا کہ آپ [illegible] بھی یہی وصیت کی تھی۔ پھر ان سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نابینا سے جا کر [illegible] دو کہ وہ قرآن کی تلاوت کرے۔ حسن بن صباح سے مروی ہے کہ میں نے امام [illegible] شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قبر کے پاس قرآن خوانی کے بارے میں دریافت کیا، فرمایا کوئی حرج نہیں۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴ھ) نے کہ جب انصار کا کوئی عزیز فوت ہو جاتا تو وہ [illegible] کی قبر کے پاس آ کر تلاوت قرآن مجید کیا کرتے تھے۔

حافظ ابن قیم مزید لکھتے ہیں۔ حسن بن جروی نے کہا کہ میں نے اپنی ہمشیرہ کی قبر کے پاس سورہ ملک پڑھی پھر ایک آدمی نے مجھ سے آ کر کہا کہ میں نے تمہاری بہن کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین صلہ دے ان کی قرآن خوانی نے مجھے نفع پہنچایا۔ (کتاب الروح (مترجم) از حافظ ابن قیم صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

مساجد میں قرآن خوانی

امام [illegible] نبی ﷺ نے فرمایا، جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتی ہے، اور ایک دوسرے کو اس کا درس دیتی ہے تو فرشتے [illegible] [illegible] کو گھیر لیتے ہیں، ان پر طمانیت نازل ہوتی ہے۔ رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے

اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں کرتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ (مترجم) صفحہ نمبر ۹۶ جلد اوّل طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

جمہور سلف اور ائمہ مجتہدین میت کیلئے قبر پر قرآن پڑھنے سے ثواب پہنچنے کے قائل ہیں وہ کہ جب حج، صدقہ، وقف، دعا، قرأۃ کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو دوسری عبادت کا ثواب بھی پہنچ سکتا ہے۔ اگرچہ یہ احادیث ضعیف ہیں لیکن ان کی مجموعی حیثیت سے ایصال ثواب کی اصل ہو سکتی ہے۔ نیز قدیم سے مسلمان مردوں کیلئے جمع ہو کر قرآن پڑھتے رہے ہیں اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ اس سے اجماع مسلمین بھی ثابت ہوتا ہے۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام ایصال ثواب کے قائل نہ تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بعض لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ دنیا میں ایصال ثواب کے قائل نہ تھے اب کیا حال ہے؟ تو کہا کہ ہاں پہلے تو یہی کہتا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے ثواب ملتا ہے اور اب میں نے رجوع کر لیا۔

زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں لکھا ہے کہ زیارت کرنے والے کیلئے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآن پڑھے اور دعا کرے۔ اس پر امام شافعی کی تصریح بھی ہے اور ان کے اصحاب بھی اس پر متفق ہیں۔ اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر قرآن کریم ختم کریں تو افضل ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پہلے اس کا انکار کرتے تھے کیونکہ ان کو اس مسئلہ میں کوئی حدیث نہ ملی تھی لیکن انکو جب ابن عمر رضی اللہ عنہما اور علاء بن اللجلاج کی روایت مل گئی جو حدیث مرفوع ہے تو انہوں نے رجوع کر لیا۔

﴿شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ نمبر ۲۹۲، ۲۹۳ طبع کراچی ۱۹۲۹ء﴾

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ترغیب دیتے رہتے تھے کہ اموات کو عزیز و اقارب کی طرف سے دعا، صدقہ اور (نفلی) عبادت

... پہنچاتا چاہیے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان میں سے ہر چیز اموات کو نفع دیتی ہے۔

﴿کشف الغمہ از عبدالوہاب شعرانی صفحہ نمبر ۱۷۸، جلد اوّل﴾

ایک شبہ کا ازالہ

منکرین ایصال ثواب درج ذیل آیت قرآنی سے استدلال کرتے ہیں۔

"لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" ترجمہ "انسان کو اس کی کوشش کا بدلہ ملے گا"

جواب

امام المفسرین علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اوّل: تو یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ" "اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے بعد ان کی ذریت آئی۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بیٹوں کو باپ کی نیکی سے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

دوم: یہ کہ یہ آیت قوم ابراہیم (علیہ السلام) و موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ خاص ہے۔ یہ امت مرحومہ تو اس کو وہ بھی ملے گا جو خود کرے گی اور وہ بھی جو اس کیلئے کیا جائے گا یہ قول حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

تیسرے: یہ کہ انسان سے مراد یہاں کافر ہیں اور مومن اس سے مستثنیٰ ہیں یہ ارشاد ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

چوتھے: یہ قانون عدل ہے اور دوسرے کے کہنے سے فائدہ پہنچنا اس کا فضل ہے۔ یہ حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

پانچویں: لام بمعنی علیٰ ہے کہ انسان کو ضرر اس کے کیے ہوئے گناہ کا ہوگا نہ کہ دوسرے کا۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ نمبر ۲۹۲)

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے ورنہ جہاں چاہے پڑھے کہ خدا تعالیٰ ہر جگہ کی قرأۃ سننے والا ہے۔

﴿شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ نمبر ۳۰۲ طبع لاہور﴾

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

واختلف في العبادات البدنية، كالصوم وقراءة القرآن والذكر فذهب ابو حنيفة (م ۱۵۰ھ) رحمه الله واحمد وجمهور السلف رحمهم الله الى وصولها۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۲۰۳،۱۳۶ طبع کراچی)

ختم قرآن کے بعد دعا کرنا

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھنے والے کی قرآن حکیم ختم کرنے پر دعا قبول ہوتی ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۲۹۵ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

عکرمہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں۔ ابن عباس اور دوسرے صحابہ کرام سے حدیث کی سماعت کی۔ ایک بڑی جماعت نے ان سے روایت کی۔ ۱۰۷ھ میں انتقال ہوا۔

مشہور تابعی ہیں۔ ان کا شمار مفسرین تابعین میں ہوتا ہے۔ ۱۲۰ھ میں وصال ہوا۔

قرہ بن سوید سے منقول ہے کہ حمید عرج نے کہا کہ جو شخص قرآن پڑھ کر دعا کرتا ہے چار ہزار فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (دارمی صفحہ نمبر ۴۲۹ طبع کراچی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا سو آدمی جب کسی شخص کیلئے (بخشش) کی شفاعت کی دعا کرتے ہیں تو اس کے حق میں ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

﴿دارمی صفحہ نمبر ۱۲۱ طبع کراچی﴾

حضرت ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا۔

"اذا ختم القرآن نزلت الرحمۃ"۔ (تحفۃ الذاکرین از شوکانی صفحہ نمبر ۲۴۳ طبع بیروت)

ترجمہ "جب ختم قرآن کیا جائے تو اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے"۔

قبر کے قریب وعظ و نصیحت کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم بقیع میں ایک جنازہ میں بیٹھے تھے۔ ہمارے پاس نبی کریم تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ تو ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے اور آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ اسے زمین پر مارنے لگے اور فرمانے لگے کہ تم میں سے ہر جاندار کیلئے اس کی جگہ جنت یا جہنم لکھ دی ہے اور نیک بخت یا بد بخت ہونا لکھا جا چکا ہے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ پھر ہم اپنے لکھے پر اعتماد کریں، اور عمل چھوڑ دیں۔ ہم میں سے جو شخص اہل سعادت میں سے ہوگا وہ اہل سعادت کے کام کرے گا اور جو بد بخت ہوگا وہ بد بخت عملوں کی طرف جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نیک بخت لوگوں کیلئے نیک بختی کے اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں اور بد بختوں کیلئے بد بختی کے عمل آسان کر دیے جائیں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت "فاما من اعطی آخر تک پڑھی"۔

﴿بخاری شریف صفحہ نمبر ۳،۵۱۲ ۵ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء﴾

علماء و مشائخ کا مقام

۱۔ "اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا"۔ (سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ "اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"۔

۲۔ "وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا"۔ (سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ "اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کیلئے سجدے اور قیام میں"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین و آسمان میں جتنی چیزیں ہیں عالم کیلئے مغفرت مانگتی ہیں حتی کہ دریا کی مچھلیاں بھی (ابن ماجہ (مترجم) جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۰ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک فقیہ (عالم دین) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ابن ماجہ (مترجم) جلد اول صفحہ نمبر ۹۵ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل

کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوت سامعہ بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۷، بخاری صفحہ نمبر ۹۶۳ جلد ۲ طبع کراچی﴾

شیخ شہاب الدین سہروردی (متوفی ۶۳۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نفوس قدسیہ (یعنی اولیاء اللہ) کی بدولت افلاک بھی تھمے ہوئے ہیں۔

﴿عوارف المعارف صفحہ نمبر ۱۰۳ طبع لاہور ۱۹۶۲ء﴾

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ان البقاء العالم ببركة العلماء العاملين والعباد الصالحين وعموم المؤمنين" الخ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۳۲ جلد ۱۰)

ترجمہ "یعنی کائنات عالم باعمل علماء اور نیک بندوں اور عام مومنین کی برکت کی وجہ سے قائم و دائم ہے"۔

انبیاء کرام اور علماء و مشائخ اولیاء کے مزارات کی زیارت کرنا

طبرانی نے اوسط میں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپسی پر حضرت مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کی قبروں پر ٹھہرے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے نزدیک زندہ ہو۔ تو اے لوگو! ان سے ملاقات کرو (یعنی ان کی زیارت کیا کرو) انہیں سلام کرو، کیونکہ یہ قیامت تک جواب دیتے رہیں گے۔

﴿شرح الصدور صفحہ نمبر ۱۸۶ طبع کراچی ۱۹۲۹ء﴾

امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) امام جارودی ہروی (متوفی ۴۱۳ھ) کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: آپ سب علوم، خصوصاً علم حدیث میں بے مثال آپ تھے۔ دنیا سے بہت

[کم تعلق] رکھتے تھے۔ عفت اور پاکبازی کی زندگی بسر کرتے تھے، متورع اور پرہیزگار [تھے]۔ بعض لوگوں کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ تو آپ نے [فرمایا: ابو الفضل] جارودی کی قبر کی زیارت کیا کرو (کیونکہ) وہ سنت کے پابند اور فقیہ آدمی ہیں

﴿تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی صفحہ نمبر ۱۰۷۰ جلد ۳ طبع لاہور ۹۸ء﴾

امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عتبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ایک [اعرابی] آیا اور اس نے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ پر سلام ہو، میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان [سنا ہے کہ جب] لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اگر وہ آپ کے پاس آتے اور خود بھی اللہ تعالیٰ سے [استغ]فار کرتے اور رسول بھی ان کیلئے استغفار کرتے تو وہ اللہ کو خوب توبہ قبول کرنے والا رحم [کرنے] والا پائیں گے۔ میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی مغفرت کیلئے آیا ہوں اور اپنے [پرورد]گار کے یہاں آپ کو اپنا سفارشی بناتا ہوں پھر اس نے یہ شعر پڑھے۔

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه	فطاب من طيبه القاع و الاكم
نفسي الفداء لقبر انت ساكنه	فيه العفاف و فيه الجود والكرم

ترجمہ: جو لوگ میدانوں میں دفن کئے گئے ہیں ان میں سے سب سے بہترین وہ [ذات] معظم [ذ]ات جس کی خوشبو سے میدانوں اور پہاڑوں میں خوشبو پھیل گئی۔ میری جان اس قبر پر فدا ہو، جس میں آپ رہتے ہیں، اس قبر میں پاکدامنی، سخاوت اور کرم ہے۔

عتبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اعرابی چلا گیا اور میری آنکھ لگ گئی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اس اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے یہ بشارت سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کی مغفرت فرما دی۔ ﴿کتاب الاذکار علامہ نووی، مترجم) صفحہ نمبر ۲۵۰ جلد دوم طبع کراچی﴾

مالک، عبد اللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس آتے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آتے درود پڑھتے اور دعا کرتے پھر واپس آتے۔ ﴿مؤطا امام محمد (متوفی ۱۸۹ھ) صفحہ نمبر ۳۹۶ طبع کراچی﴾

علامہ سمہودی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا، ایک شخص (بلال بن حارث صحابی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا یا رسول اللہ اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمائیں وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہو کہ وہ نرمی اختیار کریں۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو دیئے، پھر کہا۔ اے رب میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز سے جس سے میں عاجز ہوں۔

(وفاء الوفا از علامہ سمہودی (سید علی بن احمد م ۹۱۱ھ))

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں

ابن ابی شیبہ صحیح سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ ایک مرد (صحابی) قبر شریف پر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ استسق لامتک فانھم قد ھلکوا (آپ اپنی امت کیلئے اللہ سے پانی طلب کیجئے۔ بے شک لوگ ہلاک ہو گئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے پاس خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ جاؤ عمر کو خوشخبری دو کہ بارش ہوگی۔ نیز دیکھیے

(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۳۸ طبع کراچی، خلاصہ الوفا باخبار دار المصطفیٰ م ۹۱۱ھ صفحہ نمبر ۴۴)

(ف) یہ طریقہ طلب دعا کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پروردگار سے دعا کرنا تاکہ یہ حاجت پوری ہو جائے جس طرح حالت حیات میں تھا، اسی طرح عالم برزخ میں بھی ہے۔

امام ذہبی امام ابو عوانہ اسفرائنی نیشاپوری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

امام حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں ابو عوانہ فن حدیث کے عالم و مہارت کار ہیں۔ میں نے ان کے صاحبزادے محمد سے سنا ہے کہ ان کا ۳۱۶ھ میں انتقال ہوا۔ دوسروں نے کہا ہے کہ آپ کی قبر اسفرائن شہر کے اندر ہے اس پر گنبد بنا ہوا ہے۔ اور زیارت گاہ عام ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۵۲۳ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

امام کہتے ہیں کہ میرے والد ابن عساکر دمشقی نے ۱۱ رجب المرجب ۵۷۱ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا... ان کی قبر باب الصغیر میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد ۴ صفحہ ۸۹۸ طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۴ رجب ۶۷۶ھ میں وصال کیا۔ آپ کو شہر نویٰ میں سپرد خاک کیا گیا، جہاں آپ کی قبر زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۰۰ جلد ۴ طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

صاحب ظفر المحصلین صاحب شاطبیہ علامہ محمد قاسم (م ۵۹۰ھ) کے متعلق لکھتے ہیں۔

لوگ اب بھی آپ کی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور برکات حاصل کرتے ہیں۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا آپ کی قبر کی زیارت کی ہے۔ وہاں دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ (ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۹ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

(ف) معلوم ہوا، انبیاء و صلحاء کی قبور کی زیارت کرنا قدیم سے مسلمانوں کا طریقہ چلا آرہا ہے

حدیث نمبر ۱۳

حضرت قزعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کوہ طور کی طرف زیارت کیلئے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق پوچھا کہ ایسا کرنا کیسا ہوگا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین مقامات کے علاوہ کسی اور جگہ کی طرف ثواب کے ارادہ سے زیارت کیلئے جانے سے منع فرمایا، وہ تین مقامات مسجد الحرام (بیت اللہ) مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) اور مسجد نبوی ہیں۔ اس لئے اے قزعہ تو زیارت کیلئے کوہ طور پر نہ جا۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۸)

جواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کوہ طور پر نماز میں زیادتی و ثواب کی غرض سے جانا چاہتا تھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا بیت اللہ، بیت

المقدس اور مسجد نبوی کے علاوہ دنیا کی تمام مساجد میں نماز پڑھنے کا برابر ثواب ہے۔ اس لئے تو اس نیت سے کوہ طور کی طرف سفر نہ کر۔ اس رائے کا مدار اس پر ہے کہ بعض حادیث جن کی تفسیر کرتی ہیں۔ چنانچہ مسند احمد میں شہر بن حوشب سے روایت ہے " کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب ان کے پاس کوہ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لاینبغی للمطی ان یشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوۃ غیر مسجد الحرام و المسجد الاقصی و مسجدی هذا"۔

﴿قسطلانی شرح بخاری صفحہ نمبر ۳۴۲ جلد ۲ طبع بیروت بحوالہ نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن صفحہ نمبر ۶۵﴾

ترجمہ: "کسی مسجد کیلئے اس میں نماز کے ارادے سے رخت سفر باندھنا مناسب نہیں سوائے مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے"۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں۔

مساجد ثلثہ کے علاوہ طلب علم، تجارت، بزرگوں سے ملاقات، دوسری دوست احباب اور رشتہ داروں سے ملنے کیلئے سفر کرنا منع میں داخل نہیں۔

﴿نور الایمان صفحہ نمبر ۶۵ ناشر مکتبہ فریدیہ ساہیوال﴾

نیز یہ حدیث کسی فضیلت والی مسجد مثلاً مسجد قباء وغیرہ کے سفر کی بھی نفی نہیں کرتی۔ جب ان میں عبادت کا چند گنا ہزار گنا ثواب نہ ملے گا۔ ورنہ بعض مساجد کی فضیلت حدیث سے ثابت ہے حضرت اسید بن ظہیر الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"صلوۃ فی مسجد قباء کعمرۃ" (سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۱۰۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

ترجمہ: "مسجد قباء میں نماز پڑھنا عمرہ کے برابر ہے"۔

امام الانبیاء ﷺ کا پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء کا سفر کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ آنحضرت ﷺ کبھی پیدل اور کبھی سواری پر (مسجد) قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۸۲، جلد اول از علامہ ذہبی طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

نیز اس مسئلہ کی تفصیل کیلئے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

فتح الباری شرح بخاری از حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔

عمدۃ القاری شرح بخاری از علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ)

نووی علی المسلم از علامہ نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ)۔

احیاء علوم الدین از امام محمد غزالی شافعی (متوفی ۵۰۵ھ)۔

جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی (متوفی ۱۰۵۲ھ)۔

ارشاد الساری شرح بخاری از ابن حجر قسطلانی شافعی (متوفی ۹۲۳ھ)۔

نور الایمان از بحر العلوم مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی حنفی (متوفی ۱۲۸۵ھ)۔

شیخین جلیلین کا حجرہ مقدس میں دفن ہونا

حضور پرنور ﷺ کے ارشاد کے مطابق انبیاء کرام جہاں وصال فرماتے ہیں ان کو وہیں دفن کیا جاتا ہے۔ ﴿الطبقات الکبریٰ۔ ابن سعد صفحہ نمبر ۲۹۳ جلد ۲ طبع بیروت﴾

﴿مختصر سیرۃ الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ نمبر ۴۷۱﴾

چونکہ آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں وصال فرمایا۔ اس لئے آپ کو وہاں پر دفن کیا گیا۔ اور صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی موجودگی میں (بلا انکار احدے) شیخین جلیلین کا اس میں دفن ہونا مشروع با جماع ہے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے جوار میں ان کے خلفاء کو دفن کرنا ان کی عظمت کے پیش نظر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قریب میں دفن ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ غیر انبیاء میں جو زاہد، متقی، ورع اور پرہیزگار ہو اس کے جوار میں دفن ہونا باعث برکت ہے۔ جیسا کہ جلیل القدر علماء اسلام نے اولیاء اللہ کے قریب میں دفن ہونے کی وصیت فرمائی تھی۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر انبیاء میں سے صلحاء امت کی قبر کے گرد بنا بنانا یا پہلے سے بنی ہوئی عمارت میں دفن کرنا جائز ہے۔ ورنہ صحابہ کرام

اور اہل بیت عظام بھی کبھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حجرہ مقدس میں دفن نہ ہونے دیتے۔ اور بعض محدثین کا اس پر عمل بھی کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں۔

امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) امام المحدثین حضرت امام مفید بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں رقم طراز ہیں۔ آپ نے ۱۳ ربیع الاول ۳۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ جب آپ کو غسل دیا گیا تو آپ کے منہ میں آنحضرت ﷺ کے تین بال مبارک رکھے گئے جو آپ نے زر کثیر خرچ کر کے حاصل کئے تھے۔ آپ کے جسد خاکی کو مدینہ منورہ لایا گیا اور اس مکان میں جو آپ نے مسجد نبوی کے بالکل قریب خرید رکھا تھا۔ سپرد خاک کر دیا۔ ﴿تذکرۃ الحفاظ ۱۹۰ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا حجرہ بھی تمام حجرات مصطفویہ کی طرح کھجور کی چھال سے تعمیر ہوا تھا۔ اور حکم الٰہی کے بموجب سرور انبیاء ﷺ کا مدفن بھی یہی قرار پایا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی میں اضافہ کیا تھا تو اس حجرہ مبارک کو کچی اینٹوں سے تعمیر کروا دیا تھا۔ ولید کی تعمیر کے زمانہ تک یہ حجرہ مبارک برقرار رہا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ولید بن عبد الملک کے حکم سے اس کو منہدم کر کے منقش پتھروں سے تیار کیا۔ اور اس کی پشت پر ایک دوسرا احاطہ بنایا اور ان دونوں عمارتوں میں سے کسی میں کوئی دروازہ نہیں چھوڑا

﴿جذب القلوب از شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۲۵، ۱۲۶ طبع کراچی﴾

جناب امیر حمزہ صاحب ذرا قلم کو حرکت دیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی تحریر فرمائیں کہ ان نفوس قدسیہ کے متعلق ان کا کیا فتویٰ ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مکرم اور محدثین کی آرزو

امام العارفین حضرت خواجہ بشر حافی بن حارث بن عبد الرحمٰن حضرت امام احمد بن

(متوفی ۲۴۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے مشہور بزرگ ہیں۔ جب امام صاحب کے ... آپ ان کی بے حد تعظیم کرتے ۲۲۰ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا۔ قبر آپ کی ... ہے۔

محدث خطیب بغدادی کی آرزو

حج کے موقعہ پر جب چاہ زم زم پر گئے تو چونکہ اس وقت کی دعا مستجاب (قبول ہونے والی) ہے۔ تین مرتبہ اس پانی سے سیراب ہو کر خدا تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا مانگی۔ ... یہ کہ "تاریخ بغداد" کی مقبول ہو کر لوگ اس کی روایت کریں۔ دوسرے یہ کہ جامع ... میں جو بغداد کی بہترین جگہ ہے۔ تعلیم حدیث اور اس کی املاء میں مشغول رہوں۔ ... یہ کہ میری قبر حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے متصل ہو۔ "سو الحمد للہ" ان کی یہ دعا ... ہوئی اور تینوں حاجتیں پوری ہو گئیں۔ ۴۶۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

﴿بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۱۸ طبع کراچی﴾

محدث حمیدی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی آرزو

۱۷ ذی الحجہ ۴۸۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ ابوبکر شاشی نے جو مشہور شافعی فقیہ ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نزدیک ان کو دفن کیا گیا وفات سے قبل کئی بار مظفر کو جو بغداد کا رئیس تھا یہ وصیت کی تھی کہ مجھ کو بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دفن کرنا۔ اس نے کسی وقتی مانع کے سبب سے ان کی وصیت کے خلاف عمل کیا تو یہ خواب اس نے دیکھا کہ حمیدی مجھ کو اس امر کا گلہ اور شکایت کرتے ہیں ناچار ماہ صفر ۴۹۱ھ میں اس جگہ سے منتقل کر کے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔ یہ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے کہ ان کا کفن تازہ اور بدن بالکل صحیح و سالم تھا اور بہت دور تک ان کی خوشبو مہک رہی تھی۔

﴿بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۳۳ طبع کراچی﴾

اعتراض

کسی بزرگ کی قبر کو قبرستان سے الگ بنانا شرک کو قدم جمانے کی دعوت دیتا ہے۔

جواب

خود وہابیہ غیر مقلدین کے درج ذیل علماء کی قبریں، قبرستان سے علیحدہ بنی ہوئی ہیں۔

ابوالاعلیٰ مودودی (لاہور)
صوفی عبداللہ (ماموں کانجن)
مولوی عبداللہ (بڈھیمالوی)

اور ان کا اقرار خود امیر حمزہ نے اپنی تالیف "شاہراہ بہشت" کے صفحہ نمبر ۳۱ پر کیا ہے۔

اگر اہلسنت اپنے کسی بزرگ یا عالم دین کو مدرسہ یا قبرستان سے علیحدہ دفن کر دیں تو وہ شرک کو جنم دے رہے ہیں۔ اور گروہ وہابیہ غیر مقلد یہ کام کریں تو وہ توحید پرست کے توحید پرست ہی رہیں۔ یہ کونسی شریعت کا قانون ہے جو وہابیوں کیلئے اور ہو، اور اہلسنت کے لئے اور۔

ذرا ہوش و حواس کو برقرار رکھتے ہوئے امیر حمزہ صاحب درج ذیل محدثین، صوفیاء کرام اور علمائے عظام کے متعلق بھی فتویٰ صادر فرمائیں کہ ان پر شریعت کا کون سا قانون نافذ ہوگا تا کہ آپ کی حقانیت و جرأت عوام الناس پر آشکار ہو سکے۔

حفاظ حدیث

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں آپ کا دیر سمعان میں انتقال ہوا اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ عوام ہے۔ ﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء﴾

امام محمد بن جریر بن کثیر طبری رحمۃ اللہ علیہ
کے متعلق ابن کامل کا بیان ہے کہ علامہ موصوف نے ۳۱۰ھ میں ماہ شوال ختم ہونے سے دو دن پہلے اتوار کے روز شام کے وقت جان، جان آفرین کے سپرد کی اور رحبہ یعقوب میں اپنے گھر ہی میں سپرد خاک کئے گئے۔
﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۷۹ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸ء﴾

امام ابو عوانہ اسفرائنی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ
کے متعلق امام حاکم فرماتے ہیں ابو عوانہ فن حدیث کے عالم اور پختہ کار ہیں۔ ان کے پوتے ابو حمزہ اور دوسروں سے سنا کہ ان کا ۳۱۶ھ میں انتقال ہوا۔ دوسروں نے کہا کہ آپ کی قبر اسفرائن شہر کے اندر ہے اس پر گنبد بنا ہوا ہے۔ اور زیارت گاہ عام ہے۔
﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۲۵ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

امام مفید بن حربویہ بغدادی نزیل مصر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں،
آپ نے ۱۳ ربیع الاول ۳۹۱ھ میں انتقال فرمایا۔ جب آپ کو غسل دیا گیا تو آپ کے منہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال (مبارک) رکھے گئے، جو کہ آپ نے زر کثیر خرچ کر کے حاصل کئے تھے اور سونے کی ایک ڈبیہ میں جس میں کستوری سے مہر لگائی گئی محفوظ تھے۔ آپ کے جسد خاکی کو مدینہ منورہ دیا گیا اور اس مکان میں جو آپ نے مسجد نبوی کے بالکل قریب خرید رکھا تھا سپرد خاک کیا گیا۔
﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۹۰ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
موصوف نے آخری مرتبہ دمشق سے رخت سفر باندھا اور بیت المقدس کی زیارت کے بعد اپنے گاؤں کی طرف مراجعت کی۔ وہیں اپنے والد ماجد کے ہاں بیمار ہوئے اور اسی جگہ آخری وقت آپہنچا اور ۲۴ رجب المرجب ۶۷۶ھ میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپکو شہر کے باہر سپرد خاک کیا گیا جہاں آپکی قبر زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔
﴿تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۰۰ جلد ۴ طبع لاہور ۱۹۸۱ء﴾

صوفیاءِ کرام

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا وصال ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ چنانچہ آپ کے بارے میں علامہ خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ "قبر معروف تجرب لقضاء الحوائج" یعنی معروف کرخی کا مزار مقدس حاجتیں پوری ہونے کیلئے مجرب ہے۔ (یعنی انکے توسل سے بارگاہ قدس میں جو نیک دعا مانگی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت بخشتا ہے)۔

﴿تاریخ بغداد صفحہ نمبر ۱۲۳،۱۲۲ جلد اول﴾

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں آپ کی (حضرت معروف کرخی) قبر بغداد میں مشہور و معروف ہے، زائرین اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ (صفۃ الصفوۃ صفحہ نمبر ۱۸۳ جلد دوم) (ابو الخلیل فیضی طارق)

حضرت امام ابوالحسن علی ہاشمی بکاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۳۳۶ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک بغداد شہر میں بکار گاؤں میں مرجع خلائق ہے۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۳۱ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۲۹۸ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مقدس مقام شونیزیہ میں ہے جو کہ بغداد میں مرجع خلائق ہے۔ ﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع لاہور ۱۹۸۹ء﴾

حضرت ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا وصال بغداد شریف میں ۵۱۳ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مقدس بغداد میں آپ کے قائم کردہ مدرسہ باب الازج میں مرجع خلائق ہے۔

﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع لاہور ۱۹۸۹ء﴾

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۵۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مقدس آپ کے مدرسہ عالیہ کے صحن باب الازج کے نزدیک بغداد شریف میں واقع ہے۔

﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۵۶ طبع لاہور ۱۹۸۹ء﴾

حضرت سید محی الدین ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بغداد میں ۶۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار مقدس بغداد میں اپنے مدرسہ کے احاطہ میں مرجع خلائق ہے۔

﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۲۹۹ طبع لاہور ۱۹۸۹ء﴾

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

آپ کا مزار مقدس شہر بغداد میں بمقام کاظمین شریف واقع ہے۔ ۱۸۳ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے مزار مقدس کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر انور دعا قبول ہونے کے لئے اکسیر و مجرب ہے۔

﴿مشکوٰۃ باب زیارت القبور حاشیہ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۲﴾

ابو علی خلال جو مشہور محدث ہیں۔ تمام محدثین کے نزدیک ثقہ معتبر اور حافظ حدیث میں اپنے زمانے کے سردار ہیں۔ ۴۳۹ھ میں وفات پائی۔

﴿بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۱۵۸﴾

جو مشہور محدث گزرے ہیں فرماتے ہیں۔ جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے اور میں حضرت موسیٰ ابن جعفر کاظم کی قبر پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے دعا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میری مراد بھر لاتا ہے۔ ﴿تاریخ بغداد، بحوالہ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ ۹۳﴾

امام علی رضا رضی اللہ عنہ

آپ نے ۲۰۳ھ میں ۵۵ سال کی عمر میں شہادت پائی۔ آپ کا مزار پر انوار طوس میں بمقام سناباد جو قریب بغداد میں ہے اور جسے اب مشہد مقدس کہتے ہیں۔ زیارت گاہ خلائق ہے۔ ﴿تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۷۵﴾

علمائے اسلام

صاحبِ شاطبیہ علامہ ابو محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

علامہ موصوف ۲۸ جمادی الاول (یا جمادی الثانی) بروز یکشنبہ ۵۹۰ھ بعد العصر باون یا ترپن برس کی عمر میں مصر کے شہر قاہرہ میں وفات پائی۔ پیر کے دن مقطم پہاڑ کے قریب قرافہ صغریٰ میں اسی مقبرہ میں دفن ہوئے جو قاضی فاضل نے بچے کے لئے بنوایا تھا۔ علی ضباع اپنی شرح ارشاد مرید میں فرماتے ہیں آپ کی قبر اب بھی مشہور و معروف ہے ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ لوگ اب بھی آپ کی قبر کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں، اور برکات حاصل کرتے ہیں۔ علامہ جزری (متوفی ۸۳۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا آپ کی قبر کی زیارت کی، وہاں دعا بڑی جلد قبول ہوتی ہے۔ ﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۷۰ طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

امام اعظم ابو حنیفہ تابعی کوفی رضی اللہ عنہ

آپ نے ۱۵۰ھ میں انتقال فرمایا، اور بغداد کے علاقہ اعظمیہ میں (قبرستان سے الگ) آپ کا مزار مقدس بنا ہوا ہے۔ جس پر ایک پرشکوہ گنبد ہے۔ (۹۷۳ء میں راقم زیارت سے مشرف ہوا تھا) مزار کے ملحق ایک عظیم الشان مسجد بھی تعمیر ہے۔

صاحبِ مقدمہ جزریہ ابو الخیر شمس الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے شیراز میں ۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ میں وصال فرمایا۔ اور "اپنے قائم کردہ مدرسہ "دار القرآن" میں دفن ہوئے۔ آپ کے جنازہ کو بہت سے اشراف نے برکت کے خیال سے بوسہ اور کندھا دیا۔

﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۷۳ طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

صاحبِ صحیح مسلم محدث ابو الحسین مسلم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

موصوف نے ۲۵ رجب ۲۶ھ میں بروز یکشنبہ وفات پائی۔ دوشنبہ کو جنازہ اٹھایا گیا اور نیشاپور کے باہر نصیر آباد میں دفن کئے گئے ابو حاتم رازی نے خواب میں دیکھا اور

دریافت کئے فرمایا خدا تعالیٰ نے میرے لئے جنت کو مباح کر دیا۔

﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹۰ طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

علامہ طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۳۲۱ھ میں وصال فرمایا، شارع شافعی سے دائیں جانب جانے والی، پر شارع طحاویہ کے سامنے ایک بڑے گنبد کے نیچے یہ آفتاب علم محو خواب ہے۔

﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

صاحبِ نور الانوار ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۱۱۳۰ھ میں وصال فرمایا۔ پچاس روز کے بعد نعش مبارک دہلی سے لے جا کر آپ کے مدرسہ میں دفن کی گئی۔

﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۲۱۹ طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

صاحبِ شمس بازغہ علامہ محمود رحمۃ اللہ علیہ

علامہ نے ۱۰۶۳ھ میں شہر جونپور (انڈیا) میں وفات پائی، قبر شہر سے باہر ہے، مشہور ہے۔ ﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۲۷۵ طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

صاحبِ ہدیہ سعیدیہ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۷۸ھ میں آپ نے جزیرہ انڈیمان (انڈیا) میں وصال فرمایا آپ کا مزار (قبرستان سے الگ) اب تک مرجع انام اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۲۷۹ طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

صاحبِ قانون ابو علی حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ۴۲۸ھ میں انتقال فرمایا۔ اور ان کا لاشہ ہمدان سے اصفہان لایا گیا اور شیخ کے مکان سکونت "کوئے گنبد" کے بڑے پھاٹک پر دفن ہوئے اور یہ مکان خاص شیخ کے مدرسے کا تھا۔ ﴿ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۲۹۰ طبع کراچی ۱۹۸۶ء﴾

امیر حمزہ نجدی سوچ سمجھ کر جواب دیں کہ کیا تمام محدثین، صوفیائے کرام اور علمائے عظام کی قبور معاذ اللہ شرک کے اڈے ہیں یا انوار و تجلیات الٰہیہ کے مراکز ہیں۔

فرقہ وہابیہ اور خداوند قدوس کی ناشکری

اس حقیقت کا انکار وہابیہ بھی نہیں کر سکتے کہ برصغیر پاک و ہند میں صوفیاء کرام کی جدوجہد اور سعی و کوشش سے اسلام کی شمع روشن ہوئی۔ جیسا کہ مولوی محمد سلیمان منصور پوری (غیر مقلد) نے لکھا ہے اور رب کعبہ ارشاد فرماتا ہے۔

"هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ"۔ (پ ۲۷ سورۃ الرحمٰن)

ترجمہ: "نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی"۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اس فرمان خداوندی کے پیش نظر چاہیے تو یہ تھا کہ ہم ان ذوات قدسیہ کا ذکر خیر کرتے اور ان کے کارنامے بیان کرتے تاکہ آنے والی نسلیں ان کے کارہائے نمایاں سے بہرہ ور ہوتیں۔ اور ان کے اسماء گرامی قیامت تک زندہ رہتے۔ مگر وہابیہ اس کے برعکس شب و روز تحریر او تقریر ان کی توہین پر تلے ہوئے ہیں اور ان کی قبور مقدسہ کو شرک کو جنم دینے والے اڈوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ (تحفظ والا مان)

مولوی محمد سلیمان منصور پوری لکھتا ہے۔

مناسب مقام سے میں اس جگہ چند بزرگوں کا جو داعیان اسلام کی حیثیت رکھتے ہیں ذکر کروں گا۔

۱)۔ سنام میں ایک پیر صاحب "[illegible]" کی قبر ہے۔ یہاں کے مجاوروں کا بیان ہے کہ یہ صاحب حضرت شریف زندنی کے خلیفہ تھے اگر یہ صحیح ہے تو ان کے ورود کا زمانہ بالضرور محمود سبکتگین کے حملے سے پیشتر ہے۔

۲)۔ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جو عوام کی زبان پر داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں۔ لاہور میں پانچویں صدی میں پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی تبلیغ سے پنجاب کے مسلموں کا سلسلہ دامان کوہ شوالک اور ملتان تک پہنچ گیا تھا۔

۳)۔ سید اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ شہاب الدین غوری کے حملہ اول سے پیشتر آئے ہوئے تھے اور انہوں نے لاہور میں ٹھہر کر تبلیغ کو بہت وسعت دی تھی۔

۴)۔ شیخ بہاؤالدین ملتانی جو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ہیں سندھ کے داخل کرنے میں اور اسلام حقہ کی اشاعت کرنے میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔

۵)۔ سید معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۲ھ) وہ بزرگ ہیں جنہوں نے یوپی، راجپوتانہ، دکن، بہار میں تنظیم کے ساتھ سلسلہ تبلیغ کو شروع کیا۔

۶)۔ ان کے مرید و خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ربیع الاول ۶۳۳ھ) دہلی میں اور خود خواجہ صاحب اجمیر میں اس تنظیم کی نگرانی کرتے تھے۔

۷)۔ قطب صاحب کے خلیفہ بابا فریدالدین شکر گنج فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۶۸ھ) نے پاک پتن کو اپنا مرکز بنایا اور اپنے تین مشہور خلفاء کو تین مشہور مقامات میں اور خواجہ بزرگ کے طریق کو مستحکم اور مضبوط کیا۔

(۱)۔۔۔۔ حضرت خواجہ نظام الدین دہلی میں۔

(۲)۔۔۔۔ حضرت مخدوم علی صابر رڑکی میں۔

(۳) حضرت قطب جلال الدین صوبہ آگرہ میں۔

۸)۔ سلسلہ نظامیہ میں سید محمد گیسو دراز وہ بزرگ ہیں جنہوں نے دکن میں ٹھہر کر [illegible] کو اسلام سے روشناس کرایا اور سید یحییٰ منیری نے اودھ کو اسلام کا پیرو بنایا۔

۹)۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے کارنامے آج تک سکھر زمین کو یاد ہیں۔

۱۰)۔ کاشمیر میں اشاعت اسلام سید علی ہمدانی اور درویش بلبل شاہ کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ (رسائل عشرۃ التصانیف مولوی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ نمبر ۲۷۔ ۱۶۶۔ طبع ۱۹۰۲ء)

صدرِ مملکت پاکستان سے اپیل

نبی کریم ﷺ کے رہائشی مکانات (یعنی حجرات مبارکہ کی ہیئت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

جس وقت سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ نے مسجد نبوی شریف کی بنیاد رکھی اس وقت آپ کے نکاح میں دو بیویاں تھیں۔ ان کیلئے دو حجرے بنائے تھے۔ سودہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ان کے بنانے میں ہاتھ بٹایا تھا۔ بعد ازاں جتنے نکاح کیے ہر ایک کیلئے ایک نیا حجرہ بنا دیا تھا۔ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک انصاری تھے ان کا مکان مسجد شریف کے قریب تھا۔ ایک مدت گزرنے کے بعد انہوں نے اپنا کل مکان آنحضرت ﷺ کو دے دیا۔ کثر مکانات سرورِ کائنات ﷺ نے بنائے جو عرب میں جرید نخل سے تھے۔ کمبل سے ڈھکے ہوئے، کمبل ہی دروازے پر لٹکا ہوتا تھا اور سب مکان بجانب قبلہ اور مشرق و شام تھے۔ مسجد کے غربی جانب کوئی گھر نہ تھا۔ بعضے مکان سنگی بنت کے بھی تھے۔ ہر مکان میں ایک حجرہ تھا جو کھجور کی چھال سے بنا ہوا تھا۔ جس پر کہگل کی ہوئی تھی۔ اکثر گھروں کے دروازے مسجد کی طرف تھے۔ چھت کی بلندی قدم آدم سے ایک ہاتھ اونچی رکھی ہوئی تھی۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۱۱۰ طبع کراچی)

دورِ نبوی ﷺ میں مسجد نبوی کا نقشہ

حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ (مدینہ منورہ میں) مسجد کی بنیاد رکھ رہے تھے تو جبریل علیہ السلام خداوند قدوس کی جانب سے حکم لائے کہ اس کی عرش موسیٰ کلیم اللہ کے عرش کے مطابق بنایئے۔ اس کی بلندی سات گز سے زیادہ نہ ہو اور اس کی تزئین اور آرائش میں تکلف سے کام نہ لیجئے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں مسجد کی چھت ایسی تھی کہ اگر بارش ہوتی تو اوپر سے لوگوں کے سر پہ مٹی گر کرتی تھی۔ جب پہلے پہل مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی گئی تو اس کی نیو کا طول قبلہ حد شمال تک چوّن (۵۴) گز اور مشرق سے مغرب تک تریسٹھ (۶۳) گز

تعمیر کے بعد سنہ سات ہجری میں اس کی تجدید کر دی گئی اور ہر طرف سے صد در صد (۱۰۰) کر دیا گیا۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۹۹ طبع کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد نبوی حضور ﷺ کے زمانے میں اینٹ اور کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ مجاہد (تابعی) نے کہا اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ (ابوداؤد صفحہ نمبر ۳ ۲ طبع لاہور ۱۹۸۷ء)

علامہ احاج عباس کرارہ مصری لکھتے ہیں۔

(مسجد نبوی کی) جب پہلی تعمیر ہوئی تھی تو ۱۰۰x۱۰۰ سے کم تھی پھر جب دوبارہ تعمیر ہوئی تو اس میں اضافہ کر دیا گیا اور اس میں مراد ہاتھ کے سوا کچھ نہیں لیا جا سکتا اس تعمیر کے بعد طول و عرض میں دوسو (۲۰۰) ہاتھ (یعنی ۱۰۰ گز) تک پہنچ گئی وہ ان کی مسجد نبوی کی تقریباً آتی ہی ہے۔ الخ۔

(تاریخ حرمین شریفین از عباس کرارہ مصری صفحہ نمبر ۲۷ حصہ دوم طبع لاہور)

احادیث نبویہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"ما امرت بتشييد المساجد"۔ مجھے حکم نہیں ہوا مسجدوں کے بلند کرنے کا۔

(مشکوٰۃ مع شرح مرقات ۲۰۵ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

مولوی عبد تواب ملتانی غیر مقلد وہابی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

(مسجد میں) رنگ آمیزی اور نقش و نگار کرنا حرام ہے۔ اور یہ کام سب سے پہلے ولید بن عبدالملک نے کیا۔ اسی طرح مسجد کی چھت پر مینار بنانا بھی ثابت نہیں بلکہ بعض احادیث میں منع آئی ہے۔ (بلوغ المرام مترجم از مولوی عبد التواب حاشیہ نمبر ۲ طبع ۱۳۲۳ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

"لتزخرفنها كما زخرفت اليهود والنصارى"۔

(ابوداؤد صفحہ نمبر ۳ ۲ جلد اول، مترجم) طبع لاہور ۱۹۸۷ء)

ترجمہ "تم مسجدوں کو ایسے آراستہ کرو گے جیسا کہ یہود اور نصاریٰ نے کیا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرا خیال ہے تم اپنی مسجدوں کو ایسے ہی بلند و بالا بناؤ گے جیسے نصاریٰ اور یہود (اپنے کلیساؤں اور گرجوں کو بناتے تھے)"۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۲۳۰ جلد اول طبع لاہور ۹۸۳،

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی قوم کا عمل برا نہیں ہوا مگر اس نے اپنی مسجدوں کو مزخرف کیا"۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۲۳۰ جلد اول طبع لاہور ۹۸۳،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"ابنوا المساجد واتخذوها جما"۔

ترجمہ "مسجدیں منڈی بناؤ، ان میں کنگرے اور مینار نہ رکھو"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۳۳۴ جلد اول ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ...

"نهانا او نهينا ان نصلي في مسجد مشرف"۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۰۷ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان،

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مسجد (کے قریب) سے گزرے جو کہ مزخرف یعنی مزین و آراستہ تھی، فرمایا۔ خدا تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ کام کیا یعنی جس نے مسجد کو مزین و آراستہ کیا۔ (مشکوٰۃ مع مرقات الملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) صفحہ نمبر ۲۰۶ جلد ۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی رات بھوکے گزار دیتے تھے۔ کہ رات کو کھانے کیلئے کچھ موجود نہیں ہوتا تھا اور اکثر غذا آپ کی جو کی روٹی ہوتی تھی۔

﴿شمائل ترمذی مع شرح باب ما جاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۵۱۱ طبع کراچی﴾

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ نَمْكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ

اِنْ هُوَ اِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ"۔ (شمائل ترمذی مع شرح باب ما جاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۵۱۸ طبع کراچی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم آل محمد ہیں، ہم پر پورا مہینہ گزر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ تک نہیں جلتی تھی سوائے پانی اور کھجور کے اور کوئی غذا نہ تھی"۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے" کہ دو مہینے کامل گزر جانے کے بعد تیسرے مہینے کا چاند طلوع ہوتا اور حضور علیہ السلام کے گھروں میں مطلقاً آگ جلنے کی نوبت نہ آتی تھی"۔

(شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۳۲۳ طبع کراچی)

انصار صحابہ کی مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کیساتھ ہمدردیاں اور مواخات

مدینہ منورہ میں ہجرت فرمانے کے بعد جو زمینیں بے آباد اور غیر مملوکہ تھیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خود تقسیم فرما دیں اور قطعات میں انصار کے منازل و مکانات تھے وہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیئے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین صحابہ کو عطا فرما دیئے۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکانات بطور ہدیہ پیش کئے۔

مہاجرین کی تعداد ۴۵ یا ۵۰ تھی۔ آپ ہر دو فریق میں سے دو دو کو بلا کر فرماتے گئے یہ اور تم بھائی بھائی ہو، آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ در حقیقت بھائی بن گئے۔

﴿سیرت رسول عربی صفحہ نمبر ۹۰ از پروفیسر نور بخش توکلی طبع لاہور﴾

﴿مختصر سیرۃ الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ نمبر ۱۸۷﴾

ہم مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں حکومت پاکستان سے درج ذیل مطالبات کی اپیل کرتے ہیں۔

﴿۱﴾ - غیر مقلدین کی مساجد اور رہائشی مکانات کا سروے کر کے ان کو سنت نبوی کے مطابق دوبارہ تعمیر کیا جائے۔

﴿۲﴾ اور زرعی زمینوں کو (زندگی گزارنے کیلئے) ان غیر مقلدین کو حسب ضرورت دے کر باقی زمینوں کو غریب کسانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

﴿۳﴾ نیز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد

"ہم پر پورا پورا مہینہ گزر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ تک نہیں سلگتی تھی سوائے کھجور اور پانی کے اور کوئی غذا نہ تھی"۔

کے پیش نظر

غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کے سوئی گیس کے کنکشن کاٹ دیئے جائیں اور لکڑیاں جلانے پر پابندی لگائی جائے۔

باب چہارم

حقیقت ولایت

ور گھروں میں بزرگوں کی تصویریں آویزاں کرنا

حقیقت ولایت

حقیقت ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان و اعمال صالحہ کے یقین و عرفان ... ذات حق بطور وجدان ببرکت ذکر و تلاوت و صوم و صلوٰۃ دائمی طور پر جب عبد کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینے میں پیدا ہوتے ہیں۔

اخلاص، تواضع، توبہ، زہد، صبر، شکر، خوف، رجا، توکل، رضا، فقر، محبت۔ پس وہ ... حق کے معرض ہوتا ہے اور خوف و رجائے الٰہی میں مستغرق۔ اس حالت میں ان ... کے آثار، افراد بشر پر دو طرح سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خوارق و تربیت مریدان۔ ... کو وحی و عصمت کے بجائے (جو کہ خواص انبیاء ہیں) کشف صادق و گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے جس کے باعث وارث انبیاء و خلیفہ برحق قرار پاتا ہے اور لفظ ... کا مصداق بن جاتا ہے۔

سلاسل صوفیاء کرام جو مسلسل حضور ﷺ سے متصل ہیں ان کے معارف و مقامات ... انوار رسالت سے ماخوذ ہیں۔

طریق استفادۂ باطنی و بیعت جو معمول مشائخ کرام ہے۔ ہر ایک مومن طالب ... ایمان کیلئے سنت (مستحبہ) اور ضروری ہے۔

(عقائد اہلسنت از مولانا محمد حشمت علی خان علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۱۲، ۱۳ ... ۱۳۶۲ھ)

مولانا احمد رضا بریلوی (متوفی ۱۹۲۱ء) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بیعت اس ولی اللہ سے کرنی چاہیے جس میں یہ چار باتیں ہوں، ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔

(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو۔

(۲) کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی مدد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے۔

(۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک متصل ہو، منقطع نہ ہو۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (یعنی داڑھی وغیرہ منڈاتا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے فرامین کا پابند ہو)۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳، حصہ دوم طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں۔

داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے۔ فرض ہو یا تراویح، کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ (احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۳۰، حصہ دوم)

جب ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا کیونکر جائز ہوگا۔

مزید لکھتے ہیں:

اور اشد کے قریب ہے، فاسق معلن، مثلاً داڑھی منڈا یا خشخشی رکھنے والا یا کترواکر حد شرع (یعنی ایک قبضہ) سے کم کرنے والا الخ

﴿احکام شریعت صفحہ نمبر ۲۸، حصہ اول طبع کراچی﴾

بزرگوں اور علماء کی تصاویر گھروں یا دوکانوں وغیرہ میں آویزاں کرنا

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک گدا خریدا، جس پر تصویریں تھیں، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہوگئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ انہوں نے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار دیکھے تو عرض گزار ہوئیں۔ یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوگیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس گدے کا کیا حال ہے؟ عرض کیا کہ اسے میں نے آپ کیلئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے

کا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان تصویر والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنائیں اس میں جان ڈالو۔ پھر فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (موطا امام مالک ص ۸۰۰ طبع لاہور (مترجم) طبع ۱۹۸۳ء)

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابو عمر زاہد بغدادی (متوفی ۳۴۵ھ) کے واسطے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص تصویر بناتا ہے، اسے قیامت کے روز حکم دیا جائے گا کہ جس چیز کی تو نے تصویر بنائی ہے اسے زندہ کرو۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۰۶ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

حضور ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا ہے۔ اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کی ہیں اور ان کے دور کرنے اور مٹانے کا حکم دیا ہے۔ احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں.....الخ

(احکام تصویر، فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۱ طبع کراچی)

مفتی اعظم ہند، شیخ الاسلام الحاج شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال: مکان یا بیٹھک میں قد آدم تصاویر یا سینہ سے نصف بالائی حصہ جسم کی تصاویر لگانا شرعاً جائز ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ مستفتی، میر محمد اللہ صدیقی ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء

الجواب: تصویر پوری ہو یا سینہ تک بہرحال اس کا اپنے پاس رکھنا یا مکان وغیرہ کی دیواروں پر لگانا ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے متواتر احادیث میں فرمایا کہ "لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب و لا صورۃ"۔ "رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو"۔ ہاں اگر تصویر کا سر نہ ہو تب تو کراہت مرتفع ہے کہ تصویر جاندار میں چہرہ ہی اصل ہے اور اگر چہرہ موجود ہو اور دوسرے اعضاء نہ ہوں تو جواز کا حکم نہ دیا جائے گا۔ اس لئے کہ جاندار کی تصویر میں مقصود چہرہ ہوتا ہے نہ دوسرے اعضاء۔ نیز صرف چہرہ کی بھی عبادت کی جاتی ہے اور فقہاء نے ان تصاویر پر

جن کی عبادت کی جاتی ہے کراہت کا حکم فرمایا۔ پس اس پر بھی کراہت کا حکم کیا جائے گا

فقط واللہ تعالیٰ اعلم محمد مظہر اللہ غفرلہ

امام مسجد جامع فتح پوری دہلی

قبلہ مفتی صاحب ایک اور سوال کے جواب میں فرماتے ہیں

ظاہر ہے کہ جو شخص تصویر کھنچوائے گا وہ اسے زمین پر ڈال کر روندنے کیلئے نہ کھنچوائے گا بلکہ اس کو چوکھٹ میں لگوا کر مکان کی دیوار پر لگائے گا یا اسے پرنٹ کرا کر اپنے عزیزوں اور احباب کو تحفہ بھیجے گا اسے صندوق وغیرہ میں احتیاط کے ساتھ رکھے گا ان تمام صورتوں میں اس کی تعظیم ہے اور اس کی تعظیم ہی موجب حرمت ہے۔ الخ

محمد مظہر اللہ ۔۔ امام مسجد جامع فتح پوری دہلی

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

امام اہلسنت مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی

حضور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو تصویر کیمرے سے بنائی جائے وہ جائز ہے البتہ ہاتھ کے ساتھ برش وغیرہ سے جو تصویر بنائی جائے ناجائز ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میری تحقیق یہ ہے کہ کیمرہ اور ہاتھ ایک ہی چیز ہے۔ تصویر بالکل منع ہے بالکل منع ہے۔ جلسوں اور محافل نعت میں ویڈیو بنانا سب ناجائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فتنوں سے بچائے۔

(استاذ العلماء صفحہ ۱۳۲ (ملخص) طبع ۱۹۹۹ء ناشر بزم انوار اسد جوہر آباد)

ایک ضروری وضاحت

اخبارات پڑھنے والے احباب پر یہ بات مخفی نہیں کہ ہر روز کسی نہ کسی علاقہ کی خبر ضرور شائع ہوتی ہے کہ آج فلاں جگہ زنا کرتے پکڑے گئے۔ فلاں علاقہ میں رشوت لیتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا اور کسی جگہ ڈاکہ [illegible] کی خبر شائع ہوتی ہے۔ نیز اسی طرح مسلمانوں کے دیگر بد افعال کو دیکھ کر کوئی غیر [illegible] یہ کہے کہ یہ ہیں اسلام کی تعلیمات

اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرے تو اس کے جواب میں پس ہم یہی کہیں گے کہ اسلام ہرگز ان برے افعال کی اجازت نہیں دیتا اور بعض افراد سے ایسے قبیح افعال کا ارتکاب ان کا ذاتی فعل ہے۔ جن کے وہ خود قیامت کو جوابدہ ہوں گے۔ موجودہ دور کے مسلمانوں کے برے اعمال کو اسلام کی صحیح و درخشاں تعلیمات پر قیاس نہ کریں۔

اسی طرح ہم مخالفین سے مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ بعض جہلاء کے افعال کو بہانہ بنا کر مذہب حقہ اہلسنت کو بدنام مت کریں۔ ہمارے عقائد و نظریات وہ ہیں جو ہمارے معتبر و مستند علماء کرام نے اپنی اپنی تصانیف میں تحریر فرما دیئے ہیں اور جن علماء نے [illegible] کی وجہ سے اہلسنت کا تشخص قائم ہے۔ ہمارے مذہب حقہ اہلسنت کے خلاف بعض جہلاء کے غیر شرعی حرکات ان کے ذاتی افعال ہیں جن کے وہ خود جوابدہ ہوں گے۔

باب پنجم

مسئلہ نذر و نیاز
وما اھل لغیر اللہ بہ
کی صحیح تفسیر

نذر کی دو قسمیں ہیں
① ۔ نذر شرعی۔
② ۔ نذر عرفی۔

نذر شرعی کا مفہوم

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں.
اَلنَّذْرُ کے معنی کسی حادثہ کی وجہ سے غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینے کے ہیں، چنانچہ محاورہ ہے نَذَرْتُ لِلّٰهِ نَذْرًا "میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے نذر مانی۔
قرآن کریم میں ہے۔

"انی نذرت للرحمن صوما "۔(پ ۱۶ سورۃ مریم)
ترجمہ "میں نے خدا کیلئے روزے کی نذر مانی"۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۰۳۸ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

معلوم ہوا کہ نذر شرعی کے معنی عبادت کے ہیں۔ عبادت لفظ اللہ جل جلالہ کیلئے خاص ہے اور استحقاق عبادت کیلئے صفات مستقلہ لازم ہیں۔ چونکہ صفات مستقلہ مناط استحقاق عبادت ہیں اس لئے ان کا وجود، وجود الوہیت کو مستلزم ہوگا۔
تمام عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو مستحق عبادت کہنا اس کیلئے استقلال ذاتی

۔ ۔ رنا ہے اور کسی کو مستقل بالذات ماننا اسے مستحق عبادت قرار دینا ہے جو کہ صریح

نذر عرفی کا مفہوم

کسی صاحب تعظیم انسان مثلاً ولی اللہ یا عام روحانی کی خدمت میں نقدی اور روپے وغیرہ پیش کرنے کو ہمارے دیار میں نذر یعنی ہدیہ، نذرانہ کہتے ہیں۔ دراصل ۔ ۔ ۔ رگان دین کیلئے نذر شرعی مان کر اس کا ثواب ان کی روح مقدسہ کو تحفۃً ہدیۃً ۔ ۔ یا جاتا ہے اسے عرف عام میں "نذر عرفی" کہتے ہیں۔
حضرت شاہ رفیع الدین (متوفی ۱۲۳۳ھ) بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۔ ۔ ھ) لکھتے ہیں۔
نذر کہ ایں جا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعی ست چہ عرف ایں ست کہ آنچہ پیش ۔ کان مے برند نذر و نیاز مے گویند۔

(رسالہ نذور بزرگان از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۱ طبع دہلی)

جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ بمعنی شرعی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔
حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
اگر کوئی شخص ملیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کے فاتحہ کیلئے پکا کر کھلا دے اور اس سے اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ جائز ہے اور جو کھانا اللہ تعالیٰ کی نذر ہو تو اس کا کھانا مالدار کیلئے حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نذر کا کھانا یہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا میرا فلاں شخص جو مسافرت میں ہے آ جائے یا میرا فلاں کام ہو جائے تو خدا کی نذر کا اس قدر کھانا میرے ذمہ ہو جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کیلئے نذر ہوئی۔ اور اگر کوئی چیز کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ کی جائے تو اس کا کھانا مالدار کیلئے جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ ﴿فتاوی عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۸ طبع کراچی ۱۹۷۳ء، ۱۳۹۳ھ﴾

نوٹ: "رسالہ نذورِ بزرگان" اور اس کے علاوہ شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزید ۸ فارسی رسائل کو ایک مجموعہ کی صورت میں "مجموعہ رسائل تسعہ" کے نام سے مولوی سید ظہیر الدین ولی اللہی نے مطبع احمدی دہلی سے شائع کیا تھا۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان از حکیم محمود احمد برکاتی صفحہ نمبر ۱۰۰ طبع لاہور)

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (متوفی ۱۱۴۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اولیاء کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے مریض کی شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے تو وہ نذر مجاز ہے اس سے اولیاء اللہ کے قبور پر خادمین کیلئے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔ (حدیقہ ندیہ بحوالہ مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۳۸۶ جلد ۲ طبع ۱۳۱۸ھ)

غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب (علی جہۃ العبادۃ) کا ارادہ کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں میت ہی متصرف ہے نہ اللہ تعالیٰ تو اس کی نذر باطل اور حرام ہے اور اس کا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس نے اس نذر سے تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا اور اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کی نیت کی اور وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے تاکہ اس کے مقاصد حل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کا ذبیحہ حلال و طیب ہے۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوریں اور دودھ پینے کے جانور وغیرہ پیش کرتے تھے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

"اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیْبُ عَلَیْھَا"۔

(شمائل ترمذی مع شرح باب ماجاء فی عیش النبی ﷺ صفحہ نمبر ۱۸۰ طبع کراچی)

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہدیہ قبول فرماتے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ لوگ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو حضور ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش

کرتے آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے اللّٰھم بارک لنا فی ثمرنا ... الخ اس کے بعد جس بچے کو دیکھتے اس کو مرحمت فرما دیتے۔ (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۵۱۰ طبع کراچی)

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراء نے تازہ کھجوروں کا طبق جس میں چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں دے کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ کو ککڑی مرغوب تھی۔ میں جس وقت وہ طباق لے کر حاضر خدمت ہوئی تو آپ ﷺ کے پاس بحرین کے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے حضور ﷺ نے ان میں سے ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔ (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۵۰۲ طبع کراچی)

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک طبق کھجوروں اور چھوٹی روئیں دار ککڑیوں کا لے کر گئی۔ تو آپ ﷺ نے مجھ کو ہاتھ بھر کر سونا یا زیورات مرحمت فرمایا۔ (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۵۰۲ طبع کراچی)

وصال شریف کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا آپ ﷺ کی خدمت میں ثواب کا ہدیہ پیش کرنا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے ایک نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے۔ آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا نبی ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔ میں ہمیشہ یہ ہی کرتا رہوں گا کبھی نہ اسے چھوڑوں گا۔ (ترمذی صفحہ نمبر ۲۷۶ جلد اول طبع کراچی)

حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ ۱۲ ربیع الاول کو حسب دستور قدیم میں نے قرآن کریم پڑھا اور آنحضرت ﷺ کی نیاز تقسیم کی اور موئے مبارک کی زیارت کی۔ تلاوت کے دوران ملاء اعلیٰ حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی روح پرفتوح نے اس فقیر پر اور فقیر کے دوستوں کی طرف التفات فرمایا۔ الخ (القول الجلی صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور ۱۳۲۰ھ)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

چند سال پہلے فقیر کا یہ معمول تھا کہ قدرے طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا کی ارواح پاک نذر کر دیتا، جس میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرات امامین رضی اللہ عنہما کو شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام نیاز عرض کیا تو آپ نے فقیر کی طرف توجہ نہ کی بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانا کھاتا ہوں، جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک طعام نہیں کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام امہات المومنین کو اہل بیت میں شمار کر لیتا ہوں۔ اور تمام اہل بیت کو اپنے لئے وسیلہ بناتا ہوں۔ (مسلک مجدد صفحہ نمبر ۲۸ طبع اشتنبول ۱۹۷۶ء)

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ اس روز ہم نے حکم کیا کہ قسم قسم کے کھانے پکائے جائیں جو نیاز نبوی کیلئے ہوں اور ایک خوشی کی محفل قائم کی جائے۔

(مکتوبات شریف جلد ۳ طبع کراچی)

اسی طرح اولیاء کاملین اور علماء ربانیین کی خدمت میں نذر (بصورت نقدی اور پھل وغیرہ) پیش کرنا موجب رحمت و برکت ہے۔ اور دفع بلیات و آفات کا ذریعہ ہے۔ اور بعد از وصال ثواب کا تحفہ نذرانہ پیش کرنا جائز اور مستحسن عمل ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ابن جعفر سے روایت کیا کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے (برائے ایصال ثواب) غلام آزاد کرتے تھے۔ (شرح الصدور صفحہ نمبر ۱۲۹ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

ابن سعد نے قاسم بن محمد سے روایت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کے ایصال ثواب کیلئے ایک غلام آزاد کیا۔

(شرح الصدور صفحہ نمبر ۱۲۹ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

... کا ثواب حضرت امامین (امام حسن، امام حسین) کو پہنچایا جائے اور اس پر درود شریف پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۲۷ طبع کراچی ۱۳۹۳ھ)

... الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

... کے بعد ۳۶۰ مرتبہ سورہ الم نشرح تک اور پھر ۳۶۰ بار وہی دعا پڑھے اور ختم ... اور تھوڑی سی شیرینی پر فاتحہ تمام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی ... اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اس طرح ہر روز کرے (انشاء اللہ) چند روز میں مقصد ... ہوگا۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء صفحہ نمبر ۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نذر و نیاز

حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں حضرت امیر و ذریت او تمام امت برمثال ... امر شدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می ... نذر و فاتحہ و درود و صدقات و ... بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ ...

... یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد پاک کو تمام افراد امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں۔ امور تکوینیہ کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ و درود و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ تمام اولیاء کا یہی طریقہ ... ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ (فارسی) صفحہ نمبر ۲۱۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۸۰ء)

"تحفہ اثنا عشریہ" کے اردو ترجمہ میں وہابیہ کی تحریف

مشہور دیوبندی مقلد وہابی ناشر، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے "تحفہ اثنا عشریہ" کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں اس عبارت کا ترجمہ غائب کر دیا ہے جو کہ ... کی اہل بیت کرام سے بغض و حسد کی بین دلیل ہے۔

حدیث مبارکہ

۱) حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے پھاڑا دانہ اور پیدا کیا ذی روح کو، کہ نبی ﷺ نے عہد کیا میری طرف یہ کہ دوست نہیں رکھے گا مجھ کو مگر مومن، اور دشمن نہیں رکھے گا مگر منافق۔

(مشکوٰۃ (مترجم) ۲۳۸ جلد ۳ طبع لاہور)

۲)۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔ (مشکوٰۃ (مترجم) ۲۳۹ جلد ۳ طبع لاہور)

۳)۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا۔ (مشکوٰۃ (مترجم) ۲۴۱ جلد ۳ طبع لاہور)

۴)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آخری حج میں عرفہ کے دن اپنی قصواء اونٹنی پر بیٹھ کر خطبہ فرما رہے تھے۔ اے لوگو! میں تم میں ایک چیز چھوڑ چلا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت کرام۔

﴿رواہ الترمذی (مشکوٰۃ (مترجم) ۲۵۲ جلد ۳ طبع لاہور﴾

وما اہل لغیر اللہ بہ کی صحیح تفسیر

یہ قرآن کریم کی درج ذیل آیت کا ایک حصہ ہے۔

"إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ"۔ (سورۃ نحل آیت نمبر ۱۱۵)

ترجمہ "اس نے تم پر حرام کیا ہے صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر بلند کیا گیا ہو غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت، پس جو مجبور ہو جائے (ان کے کھانے پر بشرطیکہ) وہ لذت کا جویاں نہ ہو ورنہ حد سے بڑھنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں) بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اس آیت کا یہ حصہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کیونکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے باعث ملت اسلامیہ میں افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اور بڑی شد و مد سے ان تمام جانوروں کو حرام و مردار کہا جاتا ہے جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کیلئے ذبح کیا گیا ہو خواہ انہیں ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیا گیا ہو۔ آیئے اس آیت کو اپنی آراء اور اہواء کا کھلونا نہ بنائیں۔ بلکہ اسے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ حقیقت عیاں ہو جائے"۔ آیت کا جو مفہوم سلف الصالحین اور علماء محققین نے سمجھا ہے اور ہمیں بتایا ہے وہ تو یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے۔ جس طرح مشرکین "باسم اللات والعزیٰ" کہہ کر جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۱۰۵ جلد ۱ طبع قدیم لاہور)

امام ابوبکر جصاص حنفی (متوفی ۳۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر "احکام القرآن" میں آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"ولا خلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحة اذا اهل بها لغیر الله عند الذبح"۔ (تفسیر احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۳ جلد اول طبع بیروت)

ترجمہ "یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے"۔

واضح رہے کہ اجماع امت کے خلاف قول کرنا گمراہی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس سے اہلسنت کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ مجھے امام سمعانی تمیمی مروزی (متوفی ۵۱۰ھ) کے واسطہ سے ابوالطفیل کی یہ حدیث ملی ہے۔

قال قلت لعلی رضی اللہ عنہ هل ترك رسول الله ﷺ كتابا عندكم؟

قال ما ترك كتابا نكتمه الا انه في علاقة سيفي فوجد صحيفة صغيرة

فيه: لعن الله من تولى غير مواليه لعن الله من ذبح لغير الله لعن الله من سرق منار الارض (اخرجہ مسلم عن حدیث شعبہ عن ابی بردۃ)۔

❖ تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۹۸، ۲۶۷ جلد ۲ (عربی) ☆☆ صحیفہ علی بن ابی طالب صفحہ نمبر ۱۷، ۲۰ طبع بیروت ❖

کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کوئی تحریر دے گئے ہیں، بولے بجز اس رقعہ کے جو میری تلوار کی حمائل سے بندھا ہوا ہے آپ ہمیں کوئی تحریر نہیں دے گئے۔ ہم نے دیکھا تو وہ ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا جس میں لکھا تھا جو شخص اپنے آزاد کرنے والے آقا کے سوا اپنی نسبت کسی اور کی طرف کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اس پر بھی خدا کی لعنت اور جو شخص زمین کی حد مٹا کر اپنے قبضہ میں شامل کرتا ہے اس پر بھی خدا کی لعنت۔ اس حدیث کو امام مسلم نے شعبہ عن ابی بردہ کے واسطے سے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

مسلم شریف کی اس حدیث کے اس حصہ "لعن الله من ذبح لغير الله" کے تحت امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اور ذبح لغیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر کوئی ذبح کرے، جیسے کسی نے بت یا صلیب کیلئے ذبح کر دیا۔ یا موسیٰ یا عیسیٰ (علیہم السلام) کیلئے یا کعبہ وغیرہ کیلئے ذبح کر دیا تو سب حرام ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں اور برابر ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی، امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور ہمارے اصحاب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر اس ذبیحہ غیر اللہ کے ساتھ اس غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت بھی مقصود ہو تو یہ کفر ہے۔ اور اگر ذبح کرنے والا پہلے مسلمان تھا تو اس ذبیحہ کے بعد مرتد ہو جائے گا اور شیخ ابراہیم مروزی نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں ذکر فرمایا کہ سلطان کے استقبال کے وقت اس کی طرف تقرب حاصل کرنے کیلئے جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں، اہل بخارا نے ان کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ کہ وہ وما اهل لغير الله سے ہیں۔ امام

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جانور، جو لوگ امیر کے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں تو وہ بچہ پیدا ہونے کے وقت عقیقہ کے ذبح کی طرح ہے اور ایسا ذبح حرمت (حرام ہونے) کو واجب نہیں کرتا۔ (نووی بر مسلم صفحہ نمبر ۱۶۱ جلد ۲)

علامہ نووی کے اس کلام سے حدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ اس سے مراد ذبح بغیر اسم اللہ ہے۔ علاوہ ازیں قارئین کرام مندرجہ ذیل تفاسیر کا مطالعہ فرمائیں۔

۱)۔ تفسیر ابن عباس، از عبداللہ بن عباس (صحابی) رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ سلطان المفسرین، ترجمان القرآن، حبر الامت ان کے القاب تھے۔

۲)۔ تفسیر ابن منذر از امام ابوبکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری (متوفی ۳۱۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۳)۔ تفسیر مجاہد از حضرت ابوالحجاج مجاہد بن جبیر (متوفی ۱۲۳ھ) تابعی رحمۃ اللہ علیہ۔

(نوٹ)۔ یہ تفسیر کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

۴)۔ تفسیر قتادہ از حضرت قتادہ بن دعامہ (متوفی ۱۱۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۵)۔ تفسیر ابن جریر از ابوجعفر ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۶)۔ تفسیر نیشاپوری از شیخ ابوالقاسم حسن بن محمد (متوفی ۴۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۷)۔ تفسیر معالم التنزیل از شیخ ابی محمد حسین بن مسعود البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۸)۔ تفسیر کبیر از امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی (متوفی ۶۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۹)۔ تفسیر مدارک التنزیل از امام ابوالبرکات عبداللہ حافظ الدین نسفی بن احمد (متوفی ۷۱۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ

۱۰)۔ تفسیر خازن از شیخ ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی (متوفی ۷۴۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱)۔ تفسیر قرطبی از شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲)۔ تفسیر بیضاوی از قاضی ابی سعید ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۳)۔ تفسیر جامع البیان از سید معین الدین بن صفی الدین (متوفی ۸۸۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴)۔ تفسیر در منثور از امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۵)۔ تفسیر ابوالسعود از ابوسعود محی الدین محمد بن مصطفیٰ عمادی (متوفی ۹۸۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۶)۔ تفسیرات احمدیہ از ملا جیون اٹھوی حنفی (متوفی ۱۱۳۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۷)۔ تفسیر روح البیان از شیخ اسماعیل حقی آفندی (متوفی ۱۱۲۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۸)۔ تفسیر موضح القرآن از شاہ عبدالقادر دہلوی (متوفی ۱۲۳۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۹)۔ تفسیر روح المعانی از علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی بغدادی (م ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ

چند شبہات اور اُن کا ازالہ

موجودہ دور کے بعض افراد اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام دیا جائے اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا، بلکہ حرام ہوگا۔ جس طرح کتے اور خنزیر کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام دے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے۔ وہ اپنے اس مفہوم کی تائید میں کہتے ہیں کہ لغت عرب میں اور عرف عام میں اہل کا معنی ذبح کرنا نہیں کوئی شعر کوئی عبارت ایسی پیش نہیں کی جا سکتی جس میں کسی فصیح و بلیغ نے اہل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو۔ بلکہ اہل لغت کے نزدیک اہل کے معنی آواز بلند کرنا ہے اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے تو یہ کسی طرح مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صاف تحریف آیت ہے۔

قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں……

آیت کریمہ کا جملہ "ما اہل بہ لغیر اللہ" سورہ بقرہ میں آیا ہے اور جملہ "وما اہل لغیر اللہ بہ" تین جگہ سورۃ مائدہ، سورۃ انعام اور سورۃ نحل میں آیا ہے۔ اور چاروں جگہ باب تحریم کے لفظ "حرم" فعل ماضی معلوم صیغہ واحد مذکر غائب اور "حرمت" فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مؤنث غائب اور محرمات سے آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میتہ دم مسفوح لحم خنزیر اور ما اہل بہ لغیر اللہ چاروں چیزیں قطعاً حرام ہو گئیں۔

پہلی تین چیزیں میتہ، دم مسفوح اور لحم خنزیر کے حرام قطعی ہونے کی بات تو واضح ہے ا جب کسی جانور کا میتہ ہو جانا محقق ہو گیا تو اب اس کا کسی طرح حلال ہونا ناممکن ہو گیا۔ اور جب کسی خون کا دم مسفوح ہونا ثابت ہو گیا تو اب اس کا حلال ہونا محال ہو گیا اور جب کسی گوشت کا لحم خنزیر ہونا طے ہو گیا تو اس کا حلال ہونا محال ہو گیا۔ تو اب ان تینوں چیزوں کو کوئی چرا کر لے جائے یا مالک ہبہ کر دے یا فروخت کرے تو بھی یہ تینوں چیزیں کسی طرح کہیں جا کر بھی دوبارہ حلال نہیں ہو سکتیں۔ اب رہ گیا چوتھا جملہ "ما اہل بہ لغیر اللہ یا ما اہل لغیر اللہ بہ" تو اس سے اہلال بوقت ذبح مراد لے کر اس کی جان کا بھی اسی تکبیر کے ساتھ نکل جانا مراد نہ لیا جائے بلکہ پہلے سے نامزد ہونے کو پہلی تین چیزوں کی طرح حرام قطعی تصور کر لیا جائے تو یہ معنی ثابت نہیں ہو سکتا۔

اول……اس لئے کہ نذر نے پہلے غیر خدا کیلئے نامزد کیا پھر اس کو معلوم ہوا کہ غیر خدا کیلئے نامزد کرنا صحیح نہیں تو اس نے استغفار کر کے نیت صحیح کر لی اور اس کے بعد ذبح کیا تو یہ جانور بالاتفاق حلال ہے۔ تو اگر یہ پہلی نامزدگی سے حرام قطعی ہو چکا ہوتا تو پھر حلال کس طرح ہو گیا۔

دوم……ناذر نے پہلے غیر خدا کیلئے نامزد کیا پھر اس کو فروخت کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا اس نے جانور کو ذبح کر دیا، خود کھایا، بانٹ دیا، فروخت کر دیا تو وہ گوشت بالکل حلال ہے۔ اگر وہ پہلی صورت میں حرام قطعی ہو چکا تو حلال کیسے ہوا۔

سوم……ایک کافر نے ایک بکرا غیر خدا کیلئے نامزد کیا اور پھر اسی غیر خدا کا نام لے کر اسے ذبح کرنے کیلئے لٹایا اور بکرا بھڑک کر بھاگ نکلا، آگے کسی مسلمان کو مل گیا اس نے اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو وہ جانور بالکل حلال ہے اور اگر محض نامزدگی کی خنزیر کی طرح حرام ہو چکا ہے تو پھر ان تمام صورتوں میں بالفرض بکرے کی جگہ اگر خنزیر کھا جائے تو اس کو حلال ہونا چاہیے تھا مگر وہ کسی صورت میں بھی حلال نہیں ہو سکتا تو یہ بکرا ان صورتوں میں کیسے حلال ہو گیا۔

اسی لئے تمام مفسرین اور محدثین نے "وما اہل بہ لغیر اللہ" کی تفسیر میں آیت

کا معنی "ما ذبح فی ذبحہ لغیر اللہ اور ما ذبح عند ذبحہ لغیر اللہ" سے کیا ہے۔ اور حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی نے "فوائد موضح القرآن" میں سورۃ انعام والی آیت میں کہا ہے کہ "جو خدا کے نام کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا گیا ہو"...... ملا جیون حنفی نے بھی "تفسیرات احمدیہ" میں لکھا ہے کہ اولیاء کی منت مانی ہوئی گائے حلال وطیب ہے کیونکہ اس کی ذبح میں غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اور شرح مسلم میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے آیت کریمہ "وما اہل بہ لغیر اللہ" کی تفسیر میں بالکل یہی لکھا ہے کہ رفع الصوت عند ذبحہ لغیر اللہ تعالیٰ اور مزید یہ کہ جانور کے حلال ذبح ہونے کیلئے چار باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

① بوقت ذبح قلبی نیت اللہ کیلئے ہو۔

② ذبح اللہ کے نام سے ہو۔

③ اس تکبیر کے ساتھ فوراً ذبح بھی کر دیا جائے۔

④ ذبح میں جانور کی چار میں سے اکثر رگیں بھی کٹ جائیں۔

(تجلیات مہر انور از شاہ حسین گردیزی صفحہ نمبر ۸۸۷)

علامہ سید محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں.....

ہم بصد ادب ان (حضرات) کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر اہل کا معنی وہ لیا جائے جو تم نے کیا ہے کہ آواز بلند کرنا یا شہرت دینا تو چاہیے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر غیر خدا کا نام لے دیا جائے یا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے نامزد کر دیا جائے تو وہ ابدی حرام ہو جائیں اور اگر تکبیر پڑھ کر ان کے گلے پر چھری پھیر دی جائے تب بھی وہ حلال نہ ہوں حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ بحیرہ، سائبہ، وغیرہ جانور وہ اپنے بتوں کیلئے نذر مانتے تھے اور ان سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے تھے۔ حالانکہ اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں۔ ان جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد بھی کیا گیا۔ انہیں کے نام سے وہ مشہور بھی ہوئے حالانکہ اگر انہیں تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ اس کے باوجود حلال ہیں۔

"فتاویٰ عالمگیری" میں صراحۃً مرقوم ہے کہ اگر کسی مجوسی نے اپنے آتش کدہ کیلئے

یا مشرک نے اپنے باطل خداؤں کیلئے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اسے اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا کیونکہ مسلمان نے اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا۔ (فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح)

اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے دینے سے وہ حرام نہیں ہو جاتی۔ نیز ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ "اہل" کا لفظ ذبح کے معنی میں لغۃً اور عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے "اہل" کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے آپ کا ارشاد ہے یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھا لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

﴿روح البیان جلد اول صفحہ نمبر ۲۳۳ ☆ احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد اول طبع بیروت﴾

آپ کے اس قول میں یہلون (اذا سمعتم الیہود والنصاریٰ یہلون لغیر اللہ فلا تاکلوا واذا لم تسمعوہم فکلوا فان اللہ قد احل ذبائحہم وہو یعلم ما یقولون۔ (احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد اول طبع بیروت)) یہلون بمعنی یذبحون مستعمل ہے اس لئے ان کا یہ کہنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا غلط ہوا۔

قدماء مفسرین نے بھی "اہل" کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اہل" کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن اب عرف میں یہ ذبح کرنے کے معنی میں یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لغت کے امام اصمعی سے "اہل" کی تحقیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اصمعی نے کہا کہ اہلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا مُہِل کہلائے گا۔ یہ اہلال کا لغوی معنی ہے۔ محرم کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ احرام باندھتے وقت وہ بلند آواز سے تلبیہ (لبیک اللہم لبیک) کہتا ہے۔ اور ذبح کرنے والے کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بلند آواز

سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے

علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرۂ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"واصل الاھلال رفع الصوت وکل رافع صوتہ فھو مھل وکذلک قولہ عزوجل وما اھل لغیر اللہ بہ ھو ما ذبح للآلھۃ وذلک لان الذابح کان یسمیھا عند الذبح فذلک ھو الاھلال"۔

علاوہ ازیں صاحب تفسیر خازن، ابن عباس، امام مجاہد اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس لفظ کے یہی معنی کئے ہیں۔ ان ائمہ کی ان واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا اہل ذبح کے معنی میں شاذ و نادر استعمال ہوتا ہے سراسر حق و انصاف سے اعراض کرنا ہے۔
(تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ نمبر ۵۰۰ (الف) ۵۰۰ (ب) طبع قدیم لاہور)

امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔۔۔۔

اھل الھلال کے معنی چاند نظر آنے کے ہیں اور استھل کے معنی رویت ہلال ہیں۔ لیکن کبھی احھلال بمعنی ہلال بھی آجاتا ہے۔ جیسے استجابہ بمعنی اجابہ۔ الاھلال کے معنی چاند نظر آنے پر آواز بلند کرنے کے ہیں۔ پھر یہ لفظ عام آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اسی سے تعمل اھل الصبی کا محاورہ ہے۔ جس کے معنی ہیں بچے نے آواز بلند کی۔ اور آیت وما اھل بہ لغیر اللہ (۱۷۳:۲) جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے کے معنی ہیں کہ جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے یعنی جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ (مفردات القرآن از امام راغب اصفہانی صفحہ نمبر ۱۲۶ طبع لاہور ۱۹۸۷ء)

نیز مخالفین کا یہ کہنا کہ "ما اھل لغیر اللہ بہ" کا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر خدا کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ علامہ نووی (متوفی ۶۷۶ھ) شارح مسلم نے حدیث شریف کے ان الفاظ "لعن اللہ" کا یہ معنی کیا ہے۔ لا اللہ من ذبح لغیر اللہ ان یذبح باسم غیر اللہ۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی نام سے ذبح کیا جائے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۵۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ترجمہ میں اس

یہی ترجمہ کیا ہے۔ "و آنچہ ذکر کردہ شدہ نام غیر خدا بروقت ذبح وے" یعنی ذبح کے وقت اس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے۔

کیا اس تحریف کا الزام آپ ان حضرات پر بھی عائد کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں۔

حدیث: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی اب کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا! پانی، انہوں نے کنواں کھدوایا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔ (یعنی اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے) یعنی اس کا نام بیر (کنواں) ام سعد رکھا گیا تھا۔
(سنن ابوداؤد نمبر ۱۶۸۱ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۴۰۳ھ)

اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔

مشہور حنفی عالم دین ملا جیون (م ۱۱۳۰ھ) زیر آیت وما اھل بہ لغیر اللہ لکھتے ہیں:

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال و طیب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ نمبر ۴۵ طبع پشاور)

قول فیصل

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کے لیے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور جب خون بہانا اللہ کیلئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عزیزی (فارسی) صفحہ نمبر ۴۷ جلد اول مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۴۱ھ)

ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان (اہلسنت) اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح نہیں کرتا، بلکہ ان کے پیش نظر ایصال ثواب ہوتا ہے بغرض محال اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی وجہ سے کرتا ہے تو اسے فوراً تائب ہونا چاہیے۔ محض جہلاء

کے افعال کو پیش نظر رکھ کر مذہب حقہ اہلسنت پر طعن و تشنیع کرنا اور انہیں کافر و مشرک کہنا سراسر گمراہی و بے دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے۔

مزید ایک ضروری وضاحت

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی "تفسیر عزیزی" کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کر دی جائے وہ حرام ہے اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔

﴿جواب نمبر ۱﴾

قطب عالم سید مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں.....

اور جو حوالہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی کا اس سلسلہ میں دیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کے شاگرد حضرت مولانا رؤف احمد (مولانا رؤف احمد حضرت مجدد الف ثانی کے خاندان سے تھے۔ ۱۲۰۰ھ میں رام پور میں پیدا ہوئے۔ دوسرے علماء کے علاوہ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے علوم اخذ کئے۔ ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی، حضرت غلام علی شاہ دہلوی انہیں دین کا ستون فرمایا کرتے تھے) (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۹۰ سے ۴۹۲) نے تفسیر رؤفی میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کا یہ مسلک نہیں تھا کہ جو جانور منذور لغیر اللہ ہو اور پھر تکبیر کے ساتھ ذبح کیا جائے وہ حرام ہے یہ کسی نے بعد میں ان کی تفسیر میں الحاق کر دیا ہے۔

(تجلیات مہر انور صفحہ نمبر ۸۸۹)

﴿جواب نمبر ۲﴾

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی اور فتاوی عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے گا، محض کسی بزرگ کی نسبت کر دینے سے

ہم کنار ہوتا۔ ذیل میں علامہ موصوف کے رسالہ مبارکہ "التصریح المقال فی حل [illegible]" سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے "تفسیر عزیزی" میں انواع شرک کے مشرکین کے چند فرقے شمار کئے ہیں، ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے، اس متعلق محدث دہلوی نے فرمایا، چوتھا گروہ پیر پرست ہے جب کوئی بزرگ کمال ریاضت اور مجاہدہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہو کر جہان سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے جو شخص اس کے تصور کو واسطہ فیض بنا لے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل تام کرے۔ (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے)

"یا در مکان نشست و برخاست او یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید"۔

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور اس کے حق میں دنیا اور آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔

(تفسیر عزیزی صفحہ نمبر ۱۲۷ (سورۃ بقرہ) مطبوعہ لال کنواں دہلی)

یہ گروہ واقعی مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"العبادۃ عبارۃ عن الخضوع والتذلل"

(ردالمحتار (عربی) مطبوعہ مصر صفحہ نمبر ۲۵ جلد ۲)

ترجمہ: "خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں"۔

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند اہلسنت و جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مسلمین عبادت انتہائی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مانتے ہیں۔ کسی دوسرے کیلئے نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا روئے سخن اس گروہ مشرکین کی طرف ہے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان پیر کی نذر، شیخ سدو وغیرہ کیلئے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے۔ پھر اسی نیت کے تحت

شیخ سدو وغیرہ کیلئے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے تھے، ظاہر ہے کہ یہ ذبیحہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا۔ کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کیلئے تین دلیلیں پیش کی ہیں۔

پہلی دلیل۔ یہ حدیث ہے "ملعون من ذبح لغیر اللہ" ملعون ہے جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا"۔ اس حدیث میں صراحتاً لفظ ذبح مذکور ہے۔

دوسری دلیل۔ عقلی ہے اس میں یہ تصریح ہے "وجان ایں جانور را از غیر قرار دادہ کشتہ اند"۔ یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح کیا ہے۔

اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

1)۔ جانور کی جان غیر کیلئے مملوک قرار دی۔

2)۔ اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لئے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر خدا کیلئے ذبح کیا گیا۔

تیسری دلیل۔ تفسیر نیشاپوری کی ایک عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت سے بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے۔ ثابت ہوا کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض کسی اللہ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کیلئے ذبح کرنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔ اور یہی تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔ نیز شاہ صاحب نے اہل کا ترجمہ اصل لغت کے اعتبار سے کیا ہے کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو لیکن اس

سے ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو۔ نیز شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کیلئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور جب خون بہانا اللہ کیلئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عزیزی (فارسی) صفحہ نمبر ۴۷ جلد اول مطبوعہ دہلی ۱۳۲۲ھ)

امیر حمزہ اور آیت قرآنی میں تحریف بالمعنی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون"۔ (المائدہ ۵:۹۰)

ترجمہ: "اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے بچو۔ تاکہ تم کامرانی حاصل کر سکو"۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۴۰)

لفظ انصاب کا معنی آستانے کرنا سراسر آیت قرآنی میں تحریف بالمعنی ہے جبکہ انصاب کے معنی بت ہیں۔

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لفظ نصب پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: اس کی جمع انصاب بھی آتی ہے چنانچہ فرمایا: والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان (۵:۹۰) اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیاطین سے ہیں۔

﴿مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۰۵۳ طبع لاہور ۱۹۸۷ء﴾

حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۰ھ) نے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"اے ایمان والو! یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے"......الخ۔ ﴿ترجمہ قرآن اردو شاہ عبد القادر دہلوی صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع لاہور﴾

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ کا درج ذیل ترجمہ کیا ہے۔

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں"…الخ

(تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۴۷۶ جلد اول طبع لاہور)

نیز علامہ الازہری فرماتے ہیں: النصب ان پتھروں کو کہا جاتا تھا، جو حرم کعبہ کے گرد گاڑ کر نصب تھے اور کفار ان کیلئے جانور ذبح کرتے تھے اور ان کا خون ان پتھروں پر مل دیتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۴۷۶ جلد اول طبع لاہور)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث آیت قرآنی کی تفسیر کرتے ہوئے طویل گفتگو کی ہے اور اس ضمن میں درج ذیل احادیث نقل فرمائی ہیں جن میں اس طرف اشارہ ہے کہ انصاب کا معنی بت ہیں۔

اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان عن علی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لم یزل جبریل ینہانی عن عبادۃ الاوثان وشرب الخمر وملاحاۃ الرجال۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان رسول اللہ ﷺ قال کان اول ما نہانی عنہ ربی ونہانی بعد عبادۃ الاوثان وشرب الخمر وملاحاۃ الرجال۔ (تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۳۲۲ جلد ۲ طبع ایران)

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں.....

الوثن: (بت) اس کی جمع اوثان ہے اور اوثان ان پتھروں کو کہا گیا ہے جن کی زمانہ جاہلیت میں پرستش کی جاتی تھی۔ قرآن کریم میں ہے: "انما اتخذتم من دون اللہ اوثانا"۔ (۲۹/۲۵) کہ خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۰۹۲ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

امام ابی سعود محمد بن عمادی (متوفی ۹۵۱ھ) لکھتے ہیں....

"الانصاب ای الاصنام المنصوبۃ للعبادۃ"۔ (تفسیر ابی سعود صفحہ نمبر ۷۵ جلد ۳ طبع بیروت)

امام ابی عبداللہ محمد بن احمد انصاری القرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) لکھتے ہیں۔

"والانصاب قیل ھی الاصنام" (الجامع لاحکام القرآن صفحہ نمبر ۲۸۶ جلد سادس طبع بیروت)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

"والانصاب ھی الصنم التی نصبوھا تعبدونھا"۔ (تفسیر الکبیر صفحہ نمبر ۷۹ جلد ۱۲)

شیخ علی بن محمد ابراہیم (متوفی ۷۴۱ھ) بغدادی لکھتے ہیں۔

"والانصاب ھی الحجارۃ التی کانوا ینصبونھا للعبادۃ ویذبحون"۔

(تفسیر خازن ۲۹۱ جلد اول طبع بیروت)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما میں منقول ہے: "والانصاب عبادۃ الاوثان"۔

(تفسیر ابن عباس مرتبہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)

علامہ محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں "والانصاب: التی تذبحون عندھا" (تفسیر جامع البیان صفحہ نمبر ۲۱ جلد ۷ طبع بیروت)

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی لکھتے ہیں: "انصاب: بت"

(قرآن مجید کا عربی اردو لغت صفحہ نمبر ۴۱۱ ناشر مقتدرہ اردو زبان اسلام آباد)

معلوم ہوا.... انصاب سے مراد پتھر کے بت ہیں جن کی مشرکین مکہ عبادت کرتے تھے اور ان کے نزدیک جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ (یعنی بتوں کی خوشنودی ورضا کیلئے)۔

باب ششم

نعت کا مفہوم

نعت گوئی خیر قرون سے دور حاضر تک

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد الیاس قادری کے اشعار کی مختصر اور جامع شرح

نعت کے لغوی معنی

نعت: تعریف، صفت، جمع نعوت۔

(فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۵۴۸ طبع ۱۹۸۹، ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)

ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں......

نعت (ن ع ت) بالفتح (مؤنث) عربی زبان کا ایک مادہ ہے۔ جو عام طور پر وصف کے مفہوم میں مستعمل ہے۔ لیکن اگر اس لفظ کے لغوی مفہوم کی تلاش میں عربی لغت نگاروں کے خیالات کا بنظر غائر جائزہ لیں تو اس لفظ کی کئی معنوی پرتیں ابھر کے سامنے آتی ہیں۔

اس لفظ پر سب سے تفصیلی بحث "تاج العروس" کے مصنف نے کی ہے اور اس مادہ کی مختلف نحوی صورتوں کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ وہ النعت کے ضمن میں کہتے ہیں۔ نعت صوتی اعتبار سے منع کی طرح ہے یعنی اس کا کلمہ عین (درمیانی حرف) ماضی اور مضارع دونوں میں مفتوح ہوتا ہے۔

نعت کے معنی وصف کے ہیں، خصوصاً جب آپ کسی چیز کے وصف میں مبالغہ سے کام لیں تو اس وقت نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے، وصف میں جو کچھ کہا جائے اسے بھی نعت ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وصف بیان کرنے والے کو ناعت کہتے ہیں اور اس کی جمع نعوت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے کو نعت کہتے ہیں، جیسے کہ آپ کی نعت بیان کرنے والا کہتا ہے۔ "لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ" میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد آپ جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا۔

(نقوش رسول نمبر لاہور صفحہ نمبر ۹۱۰ جلد ۴ شمارہ نمبر ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

عشقیہ انداز نعت

توصیفی انداز نعت سے مختلف نعت کا ایک پسندیدہ انداز عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والہانہ تجربات و واردات سے عبارت ہے۔ اس انداز کی نعتوں میں آپ کی مدح و توصیف پر آپ سے محبت و شیفتگی کا جذبہ غالب رہتا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ستائش و ثنا سے زیادہ شاعر کو آپ کی ذات مبارکہ سے وابستہ جذبات و احساسات اور واردات قلبی کا اظہار زیادہ ہوتا ہے۔

نعت کا یہ انداز جذب و شوق اور کیف و مستی میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ شاعر نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ شیفتگی کا اظہار کرتا ہے بلکہ آپ کے صحابہ کرام، آپ کا خاندان و معاشرت اور آپ کے متعلقات (لباس، پسینہ، نعلین مبارک وغیرہ) کا بھی محبت سے ذکر کرتا ہے۔ مسجد نبوی کی فضا (گنبد خضریٰ، روضہ مبارک کی جالیاں، مواجہ شریف پر درود و سلام) کے پرکیف منظر کا احترام و عقیدت سے بیان کرتا ہے۔ آپ کے شہر (مدینہ کے در و دیوار، گلی کوچے، سنگ و خشت اور خار و خس) کو دنیا جہان سے افضل جانتا ہے۔ خاک مدینہ کو اپنے لئے کحل بصر خیال کرتا ہے اور اس شہر کے ماحول و فضا کو جنت سے بڑھ کر سمجھتا ہے۔ سگان مدینہ سے اپنی نسبت ٹھہراتے ہوئے بھی اس شہر مقدس و منور کی شان میں بے ادبی خیال کر کے منفعل ہوتا ہے۔

اس انداز کی نعت میں مدینے سے دوری کا احوال، روضہ رسول پر حاضر ہونے کا بے پایاں شوق، لوگوں کو روضہ رسول کی طرف جاتے ہوئے دیکھنا، اپنی بے بسی کا ذکر، دربار رسول میں مرنے کی تڑپ اور خواہش کا اظہار اور محبت رسول کے مظہر اسی طرح کے

دوسرے حوالِ قلبی کا بیان ملتا ہے۔ وارداتِ عشقِ رسول سے متعلقہ دلی جذبات ، بھرپور اظہار کے سبب اس انداز کی نعتوں کی فضا پُر کیف اور روح پرور ہوتی ہے اور پڑھنے والے پر ایک خاص تاثر چھوڑتی ہے۔

ثانوی حیثیت میں تو نعت کا یہ معیار کم و بیش ہر تخلیقی نعت نگار کے ہاں کسی نہ کسی جذبہ و شکل میں نظر آتا ہے۔ مگر علامہ بوصیری ، مولانا جامی ، بیدم وارثی ، مولانا احمد رضا ، علامہ اقبال ، بہزاد لکھنوی ، حفیظ تائب اور حافظ مظہر الدین کی نعتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا یہ انداز کافی نمایاں اور مؤثر طریقے سے اظہار میں منعکس ہوا ہے۔ (نقوش رسول نمبر لاہور صفحہ نمبر ۲۵ جلد دہم شمارہ نمبر ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری

ارباب علم و دانش کی نظر میں

حکیم محمد سعید دہلوی کی نظر میں

مولانا شریعت و طریقت دونوں کے رموز سے واقف تھے۔ اگر ایک طرف ان [illegible] نے عرب و عجم میں ان کی دینی و علمی بصیرت کی دھاک بٹھادی تھی تو دوسری طرف عشق رسول نے ان کی نعتیہ شاعری کو فکر و فن کی بلندی پر پہنچا دیا تھا۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۱۴۹ طبع لاہور)

نعیم صدیقی کی نظر میں

مولانا کی جو نعتیں پڑھنے یا سننے میں آئیں۔ ان میں خصوصی طور پر والہیت کی روح کارفرما ہے۔ زبان پر قدرت ہے۔ ان کا تخیل نئی نئی کونپلیں نکالتا ہے اور تشبیہات و تلمیحات سے خوب کام لیتے ہیں۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۱۴۱ طبع لاہور)

ڈاکٹر سلام سندیلوی شعبہ اردو گورکھپور یونیورسٹی (انڈیا)

حضرت امام احمد رضا نے اپنی نعت میں خلوص کی مہک بھر دی ہے۔ یہ خلوص ان کے ذاتی تجربہ پر مبنی ہے ، انہوں نے ہر نفس پر بوئے محمد کو محسوس کیا۔ [illegible] کی موجیں ہم کو ان کی شاعری میں نظر آتی ہیں۔ (ماہنامہ المیزان بمبئی ۱۹۷۶ء امام احمد رضا نمبر صفحہ نمبر ۳۶۳)

پروفیسر محمد ایوب قادری کی نظر میں

مولانا بریلوی شعر و شاعری کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے ، ان کی بعض نعتیں تو بڑی پیاری ہیں۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۱۴۱ طبع لاہور)

حفیظ جالندھری کی نظر میں

مولانا کے قلم سے چند ابیات نعت نے میرے قلب میں محبت حضور ﷺ کی نئی توانائی بخشی ... میں ان کو عشاق رسول کے زمرے میں صف اوّل پر دیکھتا ہوں۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۹۱ طبع لاہور)

پروفیسر محمد طاہر فاروقی صدر شعبہ اردو پشاور یونیورسٹی کی نظر میں

اعلیٰ حضرت عشق رسول میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اور وہی جذبہ ان کی نعت گوئی کی سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔ اسی لئے ان کے اشعار میں "از دل خیزد بر دل ریزد" کا صحیح عکس نظر آتا ہے۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۹۳ طبع لاہور)

ملک زادہ منظور لکھنؤ یونیورسٹی کی نظر میں

(علم و فضل) کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کا جو ملکہ انہیں حاصل تھا اس کی غمازی "حدائق بخشش" میں شامل وہ نعتیں اور منقبتیں کرتی ہیں جو آج بھی گھر گھر پڑھی جاتی ہیں۔ (ماہنامہ المیزان بمبئی ۱۹۷۶ء امام احمد رضا نمبر صفحہ نمبر ۳۷۹)

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی نظر میں

عشق رسول کا جذبہ ان کی نثر و نظم میں ہر جگہ موجود تھا اور چونکہ اس کی بنیاد جذبے کی صداقت اور موضوع کی لطافت پر ہے اسی لئے اس کا اثر آفریں ہونا قدرتی امر ہے۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۷۰ طبع لاہور)

ماہر القادری کی نظر میں

مولانا دینی علم و فضل کے ساتھ شیوہ بیان شاعر تھے اور ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ مجازی رنگ سخن سے الگ ہٹ کر صرف نعت رسول کو اپنے افکار کا موضوع بنایا۔

(ماہنامہ فاران کراچی ۱۹۷۴ء صفحہ نمبر ۴۴)

مولانا کوثر نیازی کی نظر میں

مولانا کی امتیازی خصوصیت ان کا عشق رسول ہے۔ جس میں سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے۔ یہاں کا نعتیہ کلام بھی سوز و گداز کی کیفیتوں کا آئینہ دار ہے۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۹۰ طبع لاہور)

پروفیسر سلیم چشتی کی نظر میں

مولانا احمد رضا بریلوی نے سرکار ابد قرار، زبدۂ کائنات فخر موجودات حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں جو منظوم سلام پیش کیا ہے اسے یقیناً شرف قبولیت حاصل ہو گیا ہے۔ کیونکہ پاک میں شاید ہی کوئی عاشق رسول ایسا ہو جس نے اس کے دو چار شعر حفظ نہ کر لئے ہوں۔

(۔۔۔ حق، جون ۔۔۔ صفحہ نمبر ۳۶)

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی

علوم دینیہ میں انہیں جو دسترس حاصل تھی وہ فی زمانہ عدیم المثال تھی۔ دوسرے علوم میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ ان کا دل چونکہ عشق نبوی میں کباب تھا اس لئے نعت میں خلوص اور سوز ہے جو بغیر عمیق جذبات پیدا نہیں ہوتا۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۳۳ طبع لاہور)

ڈاکٹر جمیل جالبی وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی کی نظر

مولانا احمد رضا خاں بریلوی چودھویں صدی ہجری کے بلند پایہ فقیہ، متبحر عالم، بہترین نعت گو صاحب شریعت و طریقت بزرگ تھے۔

(معارف رضا صفحہ نمبر ۱۲ جلد چہارم مطبوعہ کراچی)

ڈاکٹر فرمان علی فتح پوری صدر شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی

ان کی شاعری کا محور آنحضرت ﷺ کی زندگی و سیرت تھی مولانا صاحب شریعت بھی تھے اور صاحب طریقت بھی، صرف نعت و سلام و منقبت کہتے تھے۔ اور بڑی

درد مندی و دل سوزی کے ساتھ کہتے تھے۔ (پیغامات یوم رضا طبع دوم لاہور صفحہ نمبر ۳۵)

احسان دانش کی نظر میں

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اکیلے نہیں اس خاندان سے شعر و ادب اور خصوصاً نعت گوئی نے راہیں پائی ہیں۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۴۴ طبع لاہور)

احمد ندیم قاسمی کی نظر میں

نعت گوئی میں ان کا مرتبہ دیگر نعت نویسوں کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ مرحوم کی بے پناہ اور بے کنار عقیدت و محبت منفرد ہو جاتا ہے۔

(خیابان رضا صفحہ نمبر ۴۴ طبع لاہور)

پروفیسر سید یحییٰ احمد ہاشمی کی نظر میں

ان کے اشعار عشق رسول سے بھرپور، کی شخصیت نے اپنے زمانے کو بہت متاثر کیا۔ (خیابان رضا صفحہ نمبر ۶۷ طبع لاہور)

ڈاکٹر نسیم قریشی، شعبہ اردو، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (انڈیا)

حسان الہند کے لقب سے یاد کئے بغیر ان کے بے پناہ جذبہ عشق، ان کی وجد آفریں نعت گوئی کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا۔ محمدی لوائے عظمت ابد کی چوٹیوں پر سرمدی شان سے لہرا رہا ہے اور اس مقدس سائے میں حضرت رضا بریلوی جاوداں، کامرانیوں سے سرفراز و شادکام ہو رہے ہیں۔ (ماہنامہ المیزان بمبئی ۱۹۷۶ء امام احمد رضا نمبر صفحہ نمبر ۵۳۹)

نعتیہ شاعری کی ابتداء

ڈاکٹر شاکر علی لکھتے ہیں۔۔

نعتیہ شاعری کی ابتداء خود حضرت محمد ﷺ کے زمانے سے شروع ہوئی۔ اس سلسلہ میں حضرت حسان بن ثابت اور حضرت کعب بن زہیر کا نام سرفہرست آتا ہے۔ ان صحابہ نے جو کچھ نعت کے ضمن میں بیان کیا وہ قرآن کریم اور آنحضرت کے اقوال سے مشتق ہے۔ اس سے نہ صرف نعت گوئی کا پتہ چلتا ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کے اثرات بھی اسی وقت سے شاعری پر مرتب ہونے شروع ہو گئے تھے۔ (نقوش رسول نمبر لاہور صفحہ نمبر ۴۲ جلد دہم شمارہ نمبر ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

شعرائے بارگاہ رسالت ﷺ

حضور ﷺ کے شعرائے کرام میں سے جو حضرات کافروں کے شر کو، اسلام اور مسلمانوں سے دفع کرتے اور باز رکھتے تھے وہ تین اشخاص شمار کئے گئے ہیں۔

◇۱◇ — حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

◇۲◇ — حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔

◇۳◇ — اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔

روضۃ الاحباب میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خدام شعراء مردوں میں سے ایک سو ساٹھ تھے اور عورتوں میں بارہ تھیں۔ مشہور شعراء کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱)۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

۲)۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔

۳)۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔

۴)۔ حضرت ابو سفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ۔

۵)۔ حضرت عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ۔

۶)۔ حضرت عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ۔

7)۔ حضرت حمید بن ثور الہلالی رضی اللہ عنہ۔

8)۔ حضرت ایمن بن خریم اسدی رضی اللہ عنہ۔

9)۔ حضرت اعشیٰ بن مازن رضی اللہ عنہ۔

10)۔ حضرت سواد بن شریح رضی اللہ عنہ۔

11)۔ حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ۔

12)۔ حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ۔ {مدارج النبوۃ (اردو) حصہ دوم}

نعت گوئی قرونِ اولیٰ سے دورِ حاضرہ تک

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۳۴ء)

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب ... وزین المعاشر فی المشھد

ترجمہ: "اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا اور وہ نہ رہا، جو زینت وہ یک عالم تھا"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (ش ۶۴۴ء)

واصلہ من اہل مکۃ بعدما ... تداعوا الی امر من الغی فاسد

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضور ﷺ سے، جب ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی"۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (ش ۶۵۰ء)

فیا عینی ابکی ولا تسامی ... وحق البکاء علی السید

ترجمہ: "تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک، اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آ چکا"۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ (ش ۶۲۵ء)

و احمد مصطفی فینا مطاعا ... فلا تغشوہ بالقول العنیف

ترجمہ: "اور احمد ﷺ ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے لہٰذا تم ان

نے ناملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا"۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا (متوفی ۶۳۳ء)

یا خاتم الرسل المبارک صنوہ ... صلی علیک منزل القرآن

ترجمہ: "اے آخری رسول ﷺ، آپ برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں آپ پر قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود بھیجا ہے"۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (متوفی ۶۷۷ء)

متی یبد فی الداجی البھیم جبینہ ... یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

ترجمہ: "اندھیری رات میں انکی پیشانی نظر آتی ہے، تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ"۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۶۲ء)

ان الرسول لسیف یستضاء بہ ... مھند من سیوف اللہ مسلول

ترجمہ: "بے شک رسول اللہ ﷺ وہ تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں"۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبدالمطلب

فقبر ابیک سید کل قبر ... وفیہ سید الناس الرسول

ترجمہ: "(اے فاطمہ) آپ کے والد کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے جس کے اندر تمام انسانوں کے سردار رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں"۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ

رایتک یا خیر البریۃ کلھا ... نشرت کتابا جاء بالحق معلما

ترجمہ: "اے کائنات ارضی کی سب سے بہتر مخلوق! میں نے دیکھا کہ آپ نے

وہ احکام الٰہی پھیلائے، جس سے حق کو بالکل آشکار کر دیا"۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۲۹ء)

روحی الفداء لمن اخلاقہ شھدت ... بانہ خیر مولود من البشر

ترجمہ: "میری روح قربان ہو اس ذات پر جس کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں سب سے بہتر فرد ہیں"۔

علامہ ابن حجرم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۳۸ء)

کریم بالحیا من راحتیہ ... یجود فی المحیا بالحیاء

ترجمہ: "وہ ایسے سخی ہیں کہ آپ کے دونوں ہاتھوں سے بخشش وعطا کا مینہ برس رہا ہے اور چہرہ انور پر حیا و شرم نمایاں رہتی ہے"۔

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ تابعی کوفی (متوفی ۱۵۰ھ)

واللہ یا خیر الخلائق ان لی ... قلبا مشوقا لا یروم سواک

ترجمہ: "اللہ کی قسم اے بہترین خلائق، میرا دل صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز ہے وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں"۔

شیخ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۳۰ء)

وانت باب العطاء والجود یا املی ... بک الالہ علی طول المدی یھب

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم باب جود و کرم ہیں۔ اے میرے سہارے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کو نوازتا رہتا ہے"۔

علامہ ابن العربی ابو بکر محی الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴۰ء)

الا بابی من کان ملکا وسیدا ... وآدم بین الماء والطین واقف

ترجمہ: "سنو میرے ماں باپ قربان اس فرمانروا اور سردار کون تھا جب آدم علیہ السلام

ں کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے"۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲۴ء)

جرتم علی فلی غیاث ... بباب المصطفیٰ خیر الانام

جمہ: "اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جور و ستم کیا تو میرا فریادرس موجود ہے، بارگاہ ں صورت میں جو ساری دنیا سے اچھے ہیں"۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۳ء)

سید و سرور محمد نور جاں ... مہتر و بہتر شفیع مجرماں

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹۰ء)

م و لوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ ... آمدہ مجموع در ظلال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۳ء)

... ہمہ قدسیاں جبیں سادت ... بر نعلین عرش سائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مولانا بیدم وارثی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴۳ء)

عبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ... مصحف ایماں روئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت بہزاد لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۵۵ء)

دیا میری ذکر مدینہ دین میرا دیں شہ بطحا ... ایمان میرا روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۲ء)

سلام اے سرو حشمت اے سراج بزم ایمانی

تجھے یہ عزت افزائی، رہے تشریف ارزانی

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۲۱ء)

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کیلئے تھے

مولانا حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۰ء)

حسنِ تخلیق و باعثِ تخلیق — نازشِ دو جہاں ، قرارِ حرم

مولانا کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ (شہید ۱۸۵۸ء)

عرش بریں ایوانِ محمد ﷺ — خلد سرا بستانِ محمد ﷺ

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۳۸ء)

لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب — گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

مولانا نظام محمد ترنم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۵۹ء)

گلشنِ عالم کے گوشوں میں گونج رہا ہے نام محمد ﷺ
ڈالی ڈالی پتا پتا دیتے ہیں پیغام محمد ﷺ

(نقوش رسول نمبر ش ۱۳۰، جنوری ۱۹۸۲ء طبع لاہور (انتخاب))

علامہ سید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۶ء)

جلوۂ دلکشی دیکھتے رہ گئے — حسنِ بدر الدجیٰ دیکھتے رہ گئے
روئے روشن پہ زلفِ سیہ دیکھ کر — ہم ضحیٰ اور دجیٰ دیکھتے رہ گئے

(ضیائے حرم ماہنامہ لاہور جولائی ۱۹۸۶ء صفحہ نمبر ۲۳)

مولانا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور مولانا محمد الیاس قادری کے اشعار کی مختصر اور جامع شرح

ہم ان صفحات میں فقط ان شخصیات کے اشعار کی مختصر اور جامع شرح کریں گے جن کی وجہ سے اہل سنت کا تشخص قائم ہے۔ ایرے غیرے نعت گو شعراء کے ہم ذمہ دار نہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حقیقۃً نعت شریف لکھنا بہت مشکل کام ہے، جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔

﴿ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۱۳۰ جلد دوم طبع لاہور﴾

﴿نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۲۳ جلد دہم شمارہ ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۲ء﴾

لہٰذا ایسے محتاط نعت گو شاعر کے کلام پر تنقید کرنا جہالت ہے اور علم عروض (تشبیہ و استعارات وغیرہ سے) ناآشنا ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حل لغات: مالک: صاحب، خداوند، آقا، خاوند۔

حبیب: دوست، محبوب۔

محب: محبت کرنے والا

اس شعر میں مالک کا دوسرا لفظ ذات باری تعالیٰ کیلئے استعمال ہوا ہے۔ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے: صانع عالم جل مجدہ واجب الوجود ازلی ابدی ہے اس کا کوئی مثل نہ

ذات میں ہے نہ صفات میں، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اسی کی ذات
مقدس سے مختص ہیں۔ وہ تمام کائنات عالم کا مطلق مالک و مختار ہے۔ اور انبیاء کرام اور
اولیاء عظام کو انکے درجات کے مطابق ملکیت عطا فرماتا ہے اور انکا تصرف اللہ تعالیٰ کی
مشیت، اذن اور رضا کے تحت ہوتا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"میں تمہارے لئے حوض کوثر پر آگے جانے والا ہوں اور تمہارے اوپر گواہ ہوں
اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں
مرحمت فرمائی گئی ہیں اور اللہ کی قسم مجھے یہ ہرگز خطرہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرنے
لگو گے بلکہ مجھے تو اس چیز کا خطرہ ہے کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے۔

(الشفاء، از قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) صفحہ نمبر ۲۵۷ جلد اوّل طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا

قیامت کے روز میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، میں یہ فخریہ نہیں کہتا۔ الخ

(دارمی شریف صفحہ نمبر ۲۲ طبع کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،
چھ باتوں کی مجھ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت ہے۔ میں جوامع الکلم دیا گیا ہوں۔ رعب
کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ غنائم میرے لئے حلال کر دی گئی ہیں۔ زمین میرے لئے
مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی ہے۔ میں سب لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میرے
ساتھ انبیاء ختم کئے گئے ہیں۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۱۷ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

تیسری صدی ہجری کے مشہور عالم عارف باللہ حکیم محمد بن علی ترمذی اوپر والی
حدیث کی مثل دوسری حدیث کے تحت لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ ساری مخلوق کی طرف
ایک سربراہ مملکت کی حیثیت سے مبعوث فرمائے گئے ہیں، جسے امارت، ولایت اور رعایا
دی جاتی ہے ... جن کو زمین پر بسنے والی ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے۔ خواہ وہ
انسان ہوں یا جنات، وہ ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں... جب

… ﷺ چونکہ بنی آدم کیلئے رسول ہیں تو یقیناً آپ کو خزانے بھی ایسے ہی عطا
… کئے ہوں گے جو تمام لوگوں کیلئے کافی ہوں۔ الخ

… صرف طخارستان کا امیر بنایا جائے تو اسے ضروریات کی اشیاء کا بہت ہی تھوڑا
… ملے گا۔ لیکن جس کو خراسان کا والی بنایا جائے اس کی ضروریات اور رعایا کے
… لوازمات بہت زیادہ ہوں گے۔ جو امیر المؤمنین ہو اس کی ضروریات ان
… سے بھی زیادہ ہوں گی۔ لیکن جس کی بادشاہی مشرق سے مغرب، شمال سے
… (اور عرش معلیٰ سے تحت الثریٰ تک ہو) اس کیلئے تو بہت زیادہ خزانے درکار ہیں
… اپنی مملکت کا بخیر و خوبی انتظام و انصرام کر سکے۔ ... اور ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ وہ
… مبارکہ ہیں جن کو زمین پر بسنے والی ساری مخلوق کی جانب بھیجا گیا ہے خواہ انسان
… یا جنات۔ الخ

(جواہر البحار (اردو) از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۹۳، ۹۷ جلد اوّل (تلخیص) طبع لاہور ۱۹۷۵ء)

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بے شک نبی کریم ﷺ ساری مخلوق کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے
افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ آپ سے اونچا مرتبہ اور کسی کا نہیں۔

(جواہر البحار (اردو) از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۳۸ جلد اوّل (تلخیص) طبع لاہور ۱۹۷۵ء)

خواجہ محمد معصوم سرہندی (متوفی ۱۰۷۷ھ) نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
ہر چند کہ وہاب مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن جس کسی کو فیض پہنچتا ہے وہ حضور
ﷺ کے وسیلے سے پہنچتا ہے۔ اور مہمات، ملک و ملکوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہتمام سے
انصرام پاتی ہیں۔ (مقامات امام ربانی صفحہ نمبر ۱۱۳)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
حضور ﷺ کو عرش کے خزانے عطا کئے گئے ہیں جو آپ کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں
ہوئے۔ (الخصائص الصغریٰ صفحہ نمبر ۱۳ طبع لاہور ۱۳۰۶ھ)

عرش کی رفعتیں

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سات آسمانوں اور سات زمینوں کی مثال (اللہ تعالیٰ کی) کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے بیابان میں انگوٹھی پڑی ہوئی ہو اور یہی حقیقت عرش کے مقابلہ میں کرسی کی ہے۔ (معارف القرآن صفحہ نمبر ۹۸۶ طبع لاہور)

حضور پرنور ﷺ کا مقام محبوبیت پر فائز ہونا

۱۔ حضرت عمرو بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن اول ہوں گے اور ایک بات بغیر فخر کے کہتا ہوں ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور موسیٰ علیہ السلام اس کے مقبول ہیں اور میں اس کا حبیب ہوں ساتھ (سنن دارمی از ابو محمد عبداللہ سمرقندی (م ۲۵۵ھ) صفحہ نمبر ۲۳)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چند صحابی بیٹھے ہوئے آپ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ باہر تشریف لائے یہاں تک کہ جب ان کے قریب پہنچے تو سنا کہ وہ کچھ بات کر رہے تھے، تو آپ نے ان کی بات سنی۔ ایک شخص کہہ رہا تھا کہ تعجب ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ بنایا تو ابراہیم اس کے خلیل ہوئے اور ایک اور نے کہا اس آیت سے تعجب خیز کوئی بات نہیں "وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا" اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور ایک اور نے کہا تو عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور اس کی روح ہیں اور ایک اور نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم میں سے چن لیا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ میں نے سن لیا تمہارا کلام اور تمہارا یہ تعجب کرنا کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں وہ ایسے ہی ہیں، اور یہ کہ موسیٰ اس کے ہمراز ہیں وہ ویسے ہی ہیں اور یہ کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے (تمام عالم میں سے) چن لیا، وہ ویسے ہی ہیں۔ لیکن جان لو کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا ساتھ

﴿سنن دارمی صفحہ نمبر ۲۱ طبع کراچی ☆ الشفا صفحہ نمبر ۳۲۱ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں ﷺ سے فرمایا کہ تمہیں اپنا خلیل بنایا ہے اور توریت میں تمہارے متعلق لکھ دیا ہے کہ تم رحمٰن کے حبیب ہو

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا اپنے بندوں سے محبت کرنے کا مفہوم

قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، رب العزت جل جلالہ کا بندے سے محبت کرنا یہ ہے کہ سعادت مندی کے کاموں پر اسے قائم کر دیتا ہے۔ اس سے اس کی حفاظت کرتا ہے، نیکیوں کی توفیق بخشتا ہے، اپنے قرب کے اسباب اسے مہیا کر دیتا ہے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ محبت کی انتہا یہ ہے کہ دل سے پردے ہٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے اپنے دل سے دیکھتا ہے اور چشم بصیرت کے ساتھ اس کی جانب دیکھتا ہے

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث شعر میں فرماتے ہیں،

اے میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ میں تو آپ کو مالک ہی کہوں گا کیونکہ آپ مالک خلق جل شانہ کے حبیب ہیں اور مقام محبت میں محبوب اور محب میں میرے تیرے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ درج ذیل آیات قرآنی اس بات پر شاہد ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما سے وعدہ الٰہی اتمام نعمت کے بارے میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا اور آپ کی حیات مبارکہ کی قسم فرمائی اور آپ کی شریعت مطہرہ سے دیگر شرائع کو منسوخ کر دیا۔ آپ کو ہر سرخ و سفید یعنی جملہ بنی آدم کا نبی بنایا، آپ کیلئے مال غنیمت کو حلال قرار دیا۔ آپ کو گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا اور شفاعت کا ماذون و مختار بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا آپ کو سردار بنایا۔ اور آپ کے ذکر کو اپنے ذکر سے اور آپ کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ ملایا۔ اور آپ کو عقیدہ توحید کا ایک رکن قرار دیا ہے

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے "اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ" فرمایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنے

وسیلے قرار دیتے ہوئے آگے فرمایا ہے کہ "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" "ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے" یہ استعارہ اور تجنیس کلام کے طور پر ہے۔ اس سے عقد بیعت کو مؤکد کرنا اور بیعت لینے والے کے منصب کی رفعت کا اظہار کرنا مقصود ہے۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے یوں بھی ارشاد فرمایا ہے۔ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (پ ۹ سورۃ انفال آیت ۱۷)

ترجمہ: "تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔ اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی وہ تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی"۔

یہ کلام حقیقت پر مبنی ہے کہ فی الحقیقت، اللہ رب العزت ہی قاتل و رامی ہے۔ کیونکہ افعال عباد کا خالق وہی تو ہے۔ کنکریاں اور مٹی پھینکنا بھی تو اسی کی قدرت اور مشیت کے تحت تھا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے فرمایا "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ" "جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا"۔

(الشفاء، قاضی عیاض، مالکی اندلسی صفحہ نمبر ۳۰ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

چونکہ فرقہ وہابیہ نجدیہ مقام محبت سے بے خبر ہے اس لئے ان کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے زیر بحث شعر پر طعن وتنقید کرنا بیجا ہے۔

پروفیسر ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں

من لم یذق حرق الھوی
لم یدر ما جھد البلاء

جس نے عشق کی سوزش کا مزا نہیں چکھا، وہ محبت کی ان کیفیتوں کو کیا جانے۔

(بحوالہ "سیدی ابی" بہاولپور صفحہ نمبر ۱۳ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

امیر حمزہ کے چچا زاد بھائی سید نور الحسن بخاری مقلد وہابی (یعنی دیوبندی) درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔ "رسول کا عمل خدا کا عمل"

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے بعض اعمال وافعال کو اپنی طرف نسبت دیتے ہوئے انہیں اپنا فعل وعمل قرار دیا۔ ارشاد فرمایا وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (پ ۹ سورۃ الانفال آیت نمبر ۱۷)

جب آپ نے (جنگ بدر میں مٹھی بھر خاک) پھینکی (در حقیقت) آپ نے نہیں پھینکی لیکن وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ غزوہ بدر میں جنگ کی شدت کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مٹی اور کنکریوں کی مٹھی بھر کر لشکر کفار کی طرف پھینکی۔ قدرت خداوندی سے مٹی کا ذرہ ہر کافر کی آنکھ میں پہنچا، وہ آنکھیں ملنے لگے، ادھر اصحاب رسول نے دھاوا بول دیا اور اسلام کی فتح ہوگئی۔

تو گو بظاہر کفار کی طرف مشت خاک آپ ہی نے پھینکی تھی، لیکن در حقیقت خدا کا ہاتھ کار فرما تھا۔ اور قدرت خداوندی ہی سے مٹھی بھر کنکریوں نے مسلح فوج کے منہ پھیر دیئے۔ اس لئے فرمایا کہ آپ نے نہیں در اصل ہم نے خود وہ مشت خاک پھینکی تھی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (پ ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۰) یہ حقیقت ہے جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ (در اصل) اللہ سے بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں کے اوپر خدا کا ہاتھ ہے۔

چونکہ نبی خدا کی طرف سے بیعت لیتا ہے اور اطاعت خداوندی ہی کی بیعت لیتا ہے اس لئے نبی سے بیعت کرنا گویا خدا سے بیعت کرنا ہے اور نبی کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہے۔ اور جو لوگ نبی کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اللہ کی رضا حاصل کر لیتے ہیں۔ در حقیقت خدا کا دست رحمت وحمایت انکے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے۔

(اسلام میں صحابہ کرام کا مقام۔ از نور الحسن بخاری صفحہ نمبر ۱۹۱-۱۹۰)

جس کو شایاں ہے عرش خدا پہ جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

رہے عزت و اقبال محمد
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد (فاضل بریلوی)

حل لغت: شایاں: لائق۔ جلوس: بیٹھنا۔ سلطان: والی۔ سرور، آقا۔ والا: بلند مرتبہ۔ زہے: کلمہ تحسین، واہ واہ۔ عزت: توقیر، منزلت۔ علا: اونچا ہونا، بلند ہونا، اعلیٰ ہونا۔ عرش حق: عرش خدا۔ پا: پاؤں۔ زیر: نیچے۔

امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) لکھتے ہیں۔ عرش الٰہی سے صرف نام کی حد تک ہم واقف ہیں۔ اور اس کی حقیقت انسان کے فہم سے بالاتر ہے۔ اور بادشاہ کے عرش کی طرح نہیں ہے جیسا کہ عوام خیال کرتے ہیں کیونکہ اس صورت میں تو عرش باری تعالیٰ کا حامل قرار پائے گا۔ نہ کہ محمول، حالانکہ ذات الٰہی اس سے بالاتر ہے۔ (کوئی چیز اسے اٹھائے) ارشاد باری تعالیٰ ہے: "رَفِيعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ" (پ ۲۴ سورۃ المومن)

ترجمہ: "وہ مالک درجات عالی اور صاحب عرش ہے"۔

اور ان کے ہم معنی دیگر آیات ہیں۔ بعض نے کہا کہ ان سے حق تعالیٰ کی سلطنت اور حکومت کی طرف اشارہ ہے۔ ورنہ اس کے یہ معنی نہیں کہ عرش باری تعالیٰ کا ٹھکانہ اور مسکن ہے۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۶۸۹ طبع لاہور ۱۹۸۷ء)

حضرت امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمن تیمی (م ۱۳۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر استواء کا کیا معنی ہے؟ فرمانے لگے استواء معلوم ہے کیفیت مجہول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغام دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچا دیا ہے ہمارا کام تصدیق کرنا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۱۵۸ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں۔

عزوالی اللہ ہے، جس نے عرش پر قہر جلال کا غضب فرمایا کہ قانون الٰہیہ کا مرکزی مقام، انوار اللہ کا مخزن عرش کو بنایا۔ مگر یہ بھی تمہاری نظر، نگاہ، عقل اور فہم و شعور سے پوشیدہ ہے۔ (تفسیر نعیمی صفحہ نمبر ۲۳۹ جلد ۱۳ طبع لاہور ۱۹۹۳ء)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا استواء معلوم ہے، کیفیت غیر معلوم ہے۔ اس پر ایمان واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۴۷ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

عرش کے متعلق وہابیہ کا عقیدہ

نواب صدیق الحسن غیر مقلد لکھتے ہیں۔ خدا عرش پر بیٹھا ہے، اور عرش اس کا مکان ہے اور قدم اپنے کرسی پر رکھے ہیں۔ اور کرسی اس کے قدم رکھنے کی جگہ ہے اور ذات خدا ہے فوق اور طرف علو میں ہے اور اس کو فوقیت جہت کی ہے سوفوقیت رتبے کی۔ اور وہ اترتا ہے اور اترتا ہے ہر شب کو ہاتھ اور قدم اور ہتھیلی اور انگلیاں اور دو آنکھیں اور منہ وغیرہ سب چیزیں بلا کیف ثابت ہیں اور جو آیتیں اس بارے میں ہیں سب محکمات ہیں متشابہات نہیں ان آیات و احادیث میں تاویل نہ کرنا چاہیے۔ سب آیتیں اور حدیثیں اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوں گی۔ اور اسی ظاہری معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے۔

(رسالہ الاحتواء علی مسئلۃ الاستواء تصنیف نواب صدیق الحسن مطبوعہ گلشن اردو لکھنؤ)

(بحوالہ فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی صفحہ نمبر ۲۳۶ طبع گوجرانوالہ)

پہلے شعر کا مفہوم

مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جس ذات مقدسہ کے شایان عرش خدا پر جلوہ گر ہونا ثابت ہے وہ بلند مرتبے والے سلطان و سردار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دوسرے شعر کا مفہوم

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ والا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا توقیر و عزت اور آپ کا کس قدر بلند مقام ہے کہ آپ شب معراج عرش حق پر تشریف لے گئے اور عرش الٰہی آپ کے قدمین شریفین کے زیر رہا، یعنی آپ شب معراج بہت ہی بلندیوں پر تشریف لے گئے۔

حدیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ سے دریافت کیا گیا.....

من سید العرب؟ قالوا انت یا رسول اللہ، فقال، انا سید ولد آدم، وعلی سید العرب"۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط ☆ مجمع الزوائد از محمد بن محمد بن سلیمان فاسی مغربی صفحہ نمبر ۳۶۷ جلد ۲ طبع لاہور)

یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام بنی نوع انسان کا سردار (سلطان) ہوں
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عرب کے سردار ہیں۔

حدیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ذکر کیا کہ میں نے پایا آسمانوں پر آدم اور ادریس اور موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم (علیہم السلام) کو، اور ان کے منازل اور مقامات کی کیفیت بیان نہیں کی، صرف یہ ذکر کیا کہ آسمان دنیا پر آدم (علیہ السلام) کو پایا اور ابراہیم (علیہ السلام) کو چھٹے آسمان پر۔ ابن شہاب نے کہا مجھ کو ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری کہتے تھے کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ مجھ کو لے جایا گیا کہ میں ایک ہموار بلند مکان پر چڑھا تو میں اس میں قلموں کے لکھنے کی آوازیں سنتا تھا۔ الخ

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۵۸ جلد ۳ (عربی اردو) طبع لاہور)

(خصائص الکبریٰ از سیوطی (م ۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد اول طبع کراچی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) احادیث معراج کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "پھر حضور ﷺ نے فرمایا اس کے بعد میرے لئے سبز رنگ کی رفرف بچھائی گئی جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا۔ اس سے میری آنکھوں کا نور چمکنے لگا، مجھے اس رفرف پر بٹھایا گیا وہ مجھے لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچا اس کے بعد ایک ایسا امر عظیم دیکھنے میں آیا جس کی توصیف سے زبانیں قاصر ہیں"۔

(مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۳۰۶ جلد اول طبع کراچی ۱۹۷۱ء)

حضرت شریک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کے بعد براق آپ کو ساتویں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ پر لے گیا اور اس سے بھی آگے ایسے مقام تک پہنچے جس کے متعلق باری تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

(الشفاء از قاضی عیاض مالکی مغربی (م ۵۴۴ھ) صفحہ نمبر ۱۷۹ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

علامہ محی الدین شیخ اکبر (م ۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

ی کریم ﷺ جبریل امین کو الوداع کہہ کر رفرف لانے والے فرشتے کے ہمراہ ل کی جانب پرواز کرنے لگے، وہاں آپ نے قلموں کے تختیوں پر چلنے کی آوازیں اس کے بعد آپ تجلیات میں گم ہو گئے۔ اور جو فرشتہ آپ کے ساتھ آیا تھا لے کر) وہ پیچھے ہی آپ سے جدا ہو گیا تھا..... ان تجلیات کے باعث آپ پر ی کیفیت طاری ہو گئی۔..... الخ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۵ء)

مولوی اشرف علی تھانوی (مقلد وہابی) لکھتا ہے

شفاء الصدور کی ایک روایت میں ہے کہ بعد قطع حجابات کے ایک رفرف یعنی مسند رے لئے اتاری گئی اور میں اس پر رکھا گیا پھر مجھ کو اوپر اٹھایا گیا، یہاں تک کہ میں تک پہنچا تو میں نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اس کو بیان نہیں کر سکتی۔

(نشر الطیب صفحہ نمبر ۷۷ از اشرف علی تھانوی طبع تاج کمپنی لاہور)

وہابی نجدی شعراء کا کلام

چڑھیا یار چالاک براق اُتے پہنچا اقصیٰ تے پھر افلاک اُتے
پھر فاؤحی دے پردے وچ ہویاں گلاں محمد تے رب قدیر دیاں

(گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۱۹ طبع فیصل آباد)

براق جو چالاک لے کے چڑھ گیا افلاک تے
قاب قوسین دا وچ مجرے بدر منیر دا

(گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۲۰ طبع فیصل آباد)

اوس جوڑے فلکاں تے چڑھ جان والا
میں تیہاں دی اوستوں رسائی وار دیاں

(گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۲۷ طبع فیصل آباد)

جتھے رات معراج سرکار پہنچی
ستاں فلکاں نوں چیر جا پار پہنچی

مقام اس تے نبیاں چوں جا کوئی نہیں سکد

(گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۱۱۶ طبع فیصل آباد)

مثل صدقے جس جگہ سردار دو عالم رہے پھردے
او ہناں نورانی گلیاں وچ چلو اک وار ہو چلیے

(کلیات صمصام از مولوی علی محمد صمصام صفحہ نمبر ۲۲ طبع فیصل آباد)

ہور نہ ہستی کوئی اس دے شان دی
جھوک مدینے والے احمد سلطان دی

دیکھیے ان اشعار میں مولوی علی محمد صمصام (غیر مقلد وہابی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شب معراج نعلین (یعنی جوتیوں مبارک) سمیت عرش پر جانے اور قاب قوسین کے مقام پر فائز ہونے کے قائل ہیں نیز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرور دو عالم اور سلطان بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

مگر امیر حمزہ کی قلم وہابیوں کیلئے حرکت میں نہیں آتی۔ آخر کیوں؟

نیز دیکھیے!

کل نبیاں تھیں اوّل تینوں اندر حشر بلاساں
عرش منور اوپر تینوں سنے کول بٹھاساں

(الہام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۳۰ طبع لاہور)

کیا اس وقت عرش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین کے نیچے نہ ہوگا، ذرا ہوش و حواس کو برقرار رکھتے ہوئے جواب ارشاد فرمائیں۔

بخشی سرور عالم تائیں عالم دی سرداری
وقت حیاتی بعد حیاتی حکم رہے جاری

دیکھیے اس شعر میں مولوی عبدالستار صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سرور دو عالم تسلیم کر رہے ہیں اور لکھتے ہیں، اب بھی ان ہی کا حکم جاری و ساری ہے۔

امیر حمزہ صاحب! کیا یہ شعر وہابیت کے گلے پر چھری نہیں چلا رہا؟

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو (فاضل بریلوی)

حل لغات: شہنشاہ سلطان مراد ہے۔ کعبہ، چار گوشوں والی شئے، بیت اللہ کا نام ہے، دنیا میں پہلا خانہ خدا، جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے آج سے ۴ ہزار برس پہلے ڈالی تھی۔ اور جو کہ چار گوشوں والی ایک عمارت ہے جس کی طرف منہ کر کے تمام دنیا کے مسلمان نماز (قیام، رکوع، سجود) کرتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے حاجیو! آپ نے کعبہ تو دیکھ لیا اب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی بھی زیارت کرو جس میں وہ عظیم المرتبت ہستی جلوہ گر ہے جو کہ کعبے کا بھی کعبہ ہے۔ اور آپ کی پیدائش کے وقت عمارت کعبہ جھکی اور سجدۂ شکر بجالائی، چونکہ تمام مسلمان کعبہ کی طرف جھکتے اور سجدہ کرتے ہیں اور خود کعبہ شب ولادت مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ بجالایا، اس نسبت سے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے روضہ مبارک کو کعبے کا کعبہ فرمایا ہے (یعنی اس قبر مکرم میں وہ ہستی جلوہ فگن ہے جس کی ولادت کے وقت کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا تھا) جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ شب ولادت میں کعبہ کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کیا۔ اور اس سے تکبیر کی آواز آئی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد مصطفےٰ الآن قد طہرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین "اللہ بلند و بالا ہے، اللہ بلند و بالا ہے۔ وہ رب ہے محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ اب مجھے میرا رب بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک کر دے گا"۔

(مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۷ جلد ۲ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

اس روایت کو مولوی عبدالستار غیر مقلد وہابی پنجابی زبان میں یوں نظم کیا ہے۔

عبدالمطلب ذکر سناوے والا پاک نبی دا
جس دم حضرت پیدا ہویا دوست رب جلی دا
کیا اسرار عجیبہ مینوں قدرت پاک دکھایا
اچا جھنڈا ڈٹھا ، کعبہ سجدے اندر آیا
جھڑ پئے سب بت اتھاں اندر حال خواری
پر اس دیہے میں ایک مجھوں سنی آواز پیاری

(اکرام محمدی ماز مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۲۵۶، ۵۵، طبع لاہور)

منجدھار پہ آ کر ناؤ ڈوبی ..... دے ہاتھ کہ ہول میں پار آ جا
گرداب میں پڑ گئی کشتی .. ڈوبا ڈوبا اتار آ جا

(فاضل بریلوی)

حل لغات: منجدھار۔ سمندر یا دریا کا وسط۔ ناؤ۔ کشتی۔ گرداب۔ بھنور

شرح: نعت کی مشہور سات قسمیں ہیں:

(۱) توسلی انداز نعت۔ (۲) عشقیہ انداز نعت۔ (۳) فخریہ انداز نعت۔ (۴) مقصدی انداز نعت۔ (۵) تاریخی انداز نعت۔ (۶) نعت میں استمداد واستغاثہ کا انداز۔ (۷) نعت میں صلوٰۃ وسلام کا انداز۔

نعت میں استمداد واستغاثہ کا انداز

جناب ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

نعت کا ایک اہم اور مشہور انداز حضور ﷺ کی جناب میں اپنے حاجات اور درپیش مصائب وآلام اور مشکلات کا اظہار کر کے ان سے مدد طلب کرنا ہے۔ حضور ﷺ سے استغاثہ، استمداد اور آپ کے حضور فریاد اور مشکل کشائی اور حاجت کیلئے آپ کی بارگاہ رحمت میں سوال، آغاز نعت ہی سے نعت کے اجزائے ترکیبی میں شامل رہا ہے ہر عہد، ملک اور زبان کے شعراء نے نعت میں رفع مشکلات، شفائے امراض، حصول مقاصد اور مصائب و مسائل سے نجات حاصل کرنے کیلئے سید کونین ﷺ کے حضور اپنی عرضداشت پیش کی ہے۔

دراصل مصائب وآلام اور کرب واندوہ میں مسلمانوں کی نگاہ رحمۃ للعالمین ہی کی طرف اٹھتی ہے اسے جب کوئی انفرادی یا اجتماعی غم کا سامنا ہوتا ہے وہ آپ ہی سے داد رسی کا طلبگار ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے نزدیک دنیا وآخرت کا ملجا وماویٰ آپ ہی ہیں۔ اس لئے وہ مصائب میں آپ ہی کو انتہائے کرم اور منتہائے لطف کا مرکز تصور کرتا ہے اسے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے وہ آپ ہی سے رجوع کرتا ہے وہ شدت خلوص سے یقین کرتا ہے کہ کثرت آلام ومصائب میں آپ کی ذات بابرکات ہی نجات دلا سکتی ہے اور آپ ہی ہر مشکل مرحلے پر چارہ سازی فرما سکتے ہیں انفرادی یا اجتماعی حاجت و مصیبت میں حضور اکرم ﷺ کی عطا ورحمت کے حصول کا تقاضا، حضور سے استعانت کرنے، مدد لینے اور حاجت پوری کرنے کی استدعا کا یہ انداز کم وبیش ہر نعت گو شاعر کے کلام میں نظر آتا ہے۔ انفرادی نوعیت کی نعتوں میں حضرت امام بوصیری کا مشہور قصیدہ جو "قصیدہ بردہ" کے نام سے مشہور ہے قابل ذکر ہے جس میں شاعر نے فالج کے مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ کے حضور درخواست گزاری۔

حضور اکرم ﷺ کے حضور فریاد واستغاثہ کا محرک کوئی معاشرتی سانحہ بھی ہو سکتا ہے

بعض اوقات شاعر انفرادی مصائب کے علاوہ اپنے گرد و پیش میں کسی ایک حادثے سے اس طرح متاثر ہوتا ہے کہ اس کے احساس کی شدت دربارِ رسالت میں استغاثے کی شکل اختیار کر لیتی ہے کسی دوسرے فرد یا طبقہ کی بے چارگی و بربادی بے گناہ پر کئے ہوئے تشدد کے خونچکاں واقعات پر بھی ایسی نظمیں کہی گئی ہیں۔ جن نعت کا عنوان تو نہیں مگر جن میں حضور اکرم ﷺ میں استغاثے کا انداز پوری شدت سے موجود ہے شاہ غیر واسطی نظم بہ عنوان "بحضور رسالت مآب" جو انہوں نے ایک معصوم اور مظلوم دوشیزہ پر کسی درندہ صفت کی طرف سے کی گئی زیادتی پر حضور ﷺ کے حضور استغاثے کی شکل میں پیش کی۔

انفرادی و سماجی مصائب کے علاوہ استغاثہ کا ایک محرک ایسا المیہ عظیم بھی ہوتا ہے پوری ملت اسلامیہ کو ہلا کے رکھ دیتا ہے، اور جس کے نتیجہ میں رونما ہونے والی تباہی بربادی کا احساس مدتوں تک پوری ملت کو خون کے آنسو رلاتا ہے اجتماعی نوعیت کے ان المیوں پر لکھے گئے نعتیہ استغاثوں میں زوالِ بغداد پر شیخ سعدی کا استغاثہ انتہائی موثر ہے۔ جس میں وہ کہتے ہیں۔

"اے محمد (ﷺ) سر برون آور قیامت را ببین"

برصغیر پاک و ہند میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندی مسلمانوں کی زوال آمادہ حالت پر حالی کی مشہور نظم

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

(مسدس حالی صفحہ نمبر ۲۵)

طرابلس کی جنگ پر علامہ اقبال کا مختصر مگر موثر استغاثہ بہ عنوان حضور رسالت مآب میں قابل ذکر ہے۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد فسادات کے نتیجہ میں مسلمانوں کا جو کشت و خون ہوا بیت المقدس پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ (۱۹۶۷ء) سقوطِ ڈھاکہ (۱۹۷۱ء) افغانستان

ان فوجوں کا استعمار اور بربریت (۱۹۸۰ء) اور قومی و ملی مصائب و آزمائش کے موقع پر بھی نعت گو شعراء کے کلام میں فریاد و استغاثہ اور استمداد کی لے تیز ہوئی ہے۔ استغاثہ و استمداد کے اسلوب میں جو نعتیں زیادہ مشہور و موثر ہوئیں ان کی اجتماعی مصائب اور ملت کی بے بسیوں سے متعلق ہے۔ ظاہر ہے کہ جتنا جانکاہ اور بڑا ہوگا شاعر کی فریاد میں التجا اور گریہ و زاری کی کیفیت اتنی ہی شدید ہوگی اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اجتماعی نوعیت حزن و کرب اور شکست و زوال کے اثرات کا دائرہ عمل انفرادی یا گروہی مصائب سے کہیں زیادہ بڑا ہوتا ہے لہٰذا تاریخی نوعیت کے المیوں کی جانگسل یادیں اور اثرات کئی عہدوں اور نسلوں کے اذہان و قلوب کو رلاتے رہتے ہیں اس لئے اس انداز کی نعتوں کے قارئین کی اپنی التجا بھی ان میں منعکس ہوتی رہتی ہے اور ہر نئے ملی سانحے پر سابقہ استغاثہ و فریاد کا اعادہ ہوتا رہتا ہے۔

اجتماعی نوعیت کے مصائب و شدائد پر لکھے گئے نعتیہ استغاثوں کی تخلیق میں عموماً ذیل عناصر شاعر کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

۱)۔ شدتِ آلام کے سامنے اپنی بے بسی کا انتہائی احساس جسے حالی کے الفاظ میں "اقتشوا" کہا جا سکتا ہے۔

۲)۔ ذکرِ مصائب اور التجائے کرم کا مرحلہ یعنی شعراء امت مسلمہ کی تباہی و بربادی درماندگی و بے چارگی اور اقوام عالم کی ذلت و رسوائی کا رونا رو کر حضور اکرم ﷺ سے امت کے حال پر کرم کرنے اور درپیش مصائب کے رفع کرنے کی درخواست کرتا ہے۔

کبھی کبھار شاعر کے لب و لہجہ میں دبی دبی شکایت بھی نظر آتی ہے کہ یہ ظلم ہم پر صرف مسلمان ہونے کے سبب ڈھائے جا رہے ہیں۔ نیز اے پیغمبر (ﷺ) آپ پر سب حقیقت حال واضح ہے پھر بھی کیا سبب ہے کہ آپ ہماری چارہ سازی نہیں فرما رہے۔ آپ ہماری خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگزر کریں اور خدارا اس پریشانی میں ہماری مدد فرمائیں۔ فریاد و استغاثہ کے اس مرحلے پر عام طور پر شاعر آپ کے سامنے صفات رحمۃ للعالمین شافع روز جزا، نبی رحمت، آیۂ رحمت، رحمت کل، رحیم، کریم اور اسی طرح کے دوسرے اسمائے صفات

سے خطاب کرتا ہے دورِ اسلام کے عہدِ زریں، برگزیدہ صحابہ کرام اور خاص طور پر اہل بیت کا واسطہ دے کر آپ سے اپنے مسائل اور مشکلات کے حل و عقدہ کا آرزومند ہوتا ہے۔ یوں شاعر فرید کا ایک ایسا آہنگ در پردہ اظہار کر لیتا ہے جس میں دردمندی التجا اور گریہ وزاری کی بے نمایاں درپردہ تاثیر ہوتی ہے۔

مرتبین نے انفرادی و معاشرتی اور ملکی و ملی مشکلات، درد و آلام و مصائب پر لکھے گئے استغاثوں کو جداگانہ طور پر بھی مرتب کیا ہے "اغثنی یا رسول اللہ" ایک ایسا ہی مجموعہ نعت ہے جو اردو سمیت سندھی، ترکی اور ہندی زبانوں میں لکھے گئے استغاثوں پر مشتمل ہے۔ "لمعات نور" کے مصنف نے بھی اردو شاعری کے موضوع اور صنف وار انتخاب میں "عرض دربار رسول میں" کے عنوان سے ذاتی مصائب سے متعلق استغاثوں کو ایک علیحدہ باب میں درج کیا ہے اس باب میں گرچہ استغاثوں کی تعداد کم ہے مگر ایسے لکھنے والوں کے عہد کے اسلوب کے حوالے سے نعت میں استغاثہ و استمداد کے انداز کی قابل ذکر مثال ہیں۔ ﴿نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۴۷۸ تا صفحہ نمبر ۵۰۰ جلد دہم شمارہ ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء﴾

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں بھی اسی قسم کے استغاثہ کا ذکر ہے۔ پہلے شعر میں فرماتے ہیں۔ اے میرے آقا میری کشتی سمندر یا دریا کے درمیان ڈوب رہی ہے میری استمداد (مدد) فرمائیے کہ میں کنارے تک پہنچ جاؤں۔ دوسرے شعر میں فرماتے ہیں کہ اے میرے آقا میری کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے۔ میں بالکل ڈوبنے کے قریب ہوں مجھے بچائیے اور کنارے پر لگائیے۔

اس کی دو صورتیں ہیں کہ محبوب کبریا ﷺ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سماعت سے اس کی فریاد سن کر خداوند قدوس سے دست بدعا ہوتے ہیں رب کائنات فوراً دعا کو شرف قبولیت بخش کر مصیبت زدہ کی مصیبت کو رفع فرما دیتے ہیں۔ یا حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت باطنی سے اس کی مشکل کو حل فرما دیتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت و رضا کے تحت ہوتا ہے۔

محبوب کبریا ﷺ کی قوت سماعت

حدیث: ترمذی و ابن ماجہ اور ابونعیم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سنتے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں چار انگل بھی ایسی جگہ نہیں ہے۔ جہاں فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

﴿ابن ماجہ صفحہ نمبر ۵۵۶ جلد دوم طبع لاہور ۱۹۸۳ء﴾

حدیث: ابونعیم نے حکیم بن حزام سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز صحابہ کرام کے درمیان تشریف لائے، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تم سنتے ہو جس آواز کو میں سن رہا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم تو کوئی آواز نہیں سنتے فرمایا میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سن رہا ہوں اور چرچرانے میں اس کو ملامت نہیں کیونکہ آسمان میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام و سجود نہ کر رہے ہوں۔

﴿خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۱۶۵ جلد اول طبع کراچی ۱۹۷۶ء﴾

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا۔ اور آپ ان دنوں میں چالیس روز کے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ والدہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا اس کی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا؟ آپ ان دنوں میں چالیس روز کے تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے۔ اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ ﴿مجموعہ فتاویٰ از مولانا عبدالحی لکھنوی صفحہ نمبر ۷۶ جلد اول طبع لکھنؤ ۱۹۲۵ء﴾

حدیث: صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ جو قبیلہ چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں آجائے اور جو چاہے قریش کی امان میں آجائے۔ بنوبکر قریش کی حفاظت میں آگئے، بنوخزاعہ رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں آگئے (اور ان میں سے بکثرت

لوگ مسلمان ہو گئے جیسا کہ عمرو بن سالم کے اشعار سے ظاہر ہے) بنو خزاعہ اس سے پہلے بھی حضور ﷺ کے حلیف (ہم عہد) تھے۔ صلح حدیبیہ کی رو سے لازم تھا کہ اگر دونوں قبیلے آپس میں لڑیں، تو یہ قریش ان کے درمیان مداخلت نہیں کریں گے۔ حادثہ کا سبب یہ ہوا کہ بنو بکر کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہے شعار بنو خزاعہ کے ایک غلام نے سن لئے اور اس نے اس شخص کا سر پھوڑ ڈالا، اس سے دونوں قبیلوں میں جنگ چھڑ گئی۔ بنو بکر نے قریش سے مدد طلب کی اور قریش نے سوچ کر اتنی دور سے حضور علیہ السلام کو اس واقع کا کیا علم ہوگا، رات کے وقت شب خون مارا اور بیس یا تیس مسلمانوں کو شہید کر دیا۔

اس موقع پر عمرو بن سالم خزاعی ؓ رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں رزمیہ شعر پڑھ رہے تھے جن میں حضور ﷺ سے مدد طلب کر رہے تھے حضور ﷺ نے ان اشعار کو اپنے گھر میں سنا اور وہیں سے یہ جواب دیا "نُصِرْتَ" "تمہاری مدد کی گئی۔ پھر تین دن کی مسافت کے بعد وہ مدینہ منورہ پہنچے، وہاں جا کر تفصیل سے واقعات بتلائے اور یہ واقعہ فتح مکہ کا سبب بنا۔

﴿ انسان العیون از علامہ برہان الدین حلبی جلد ۳ ☆ الاستیعاب از حافظ عبدالبر صفحہ نمبر ۲۲۶ جلد ۲ ﴾

﴿ الاصابہ از حافظ ابن حجر عسقلانی صفحہ نمبر ۲۹ جلد ۳ ﴾

طبرانی کی جس روایت میں عمرو بن سالم ؓ کا حضور ﷺ سے مدد طلب کرنے کا ذکر ہے اس حدیث کو درج ذیل متعدد اجلہ محدثین کے علاوہ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی اپنی کتاب "مختصر سیرت رسول (عربی) صفحہ نمبر ۳۳۳" پر نقل کیا ہے یہ کتاب پاکستان کے غیر مقلدین نے سعودی عرب کی امداد پر شائع کی ہے۔

﴿ طبرانی صغیر از ابو القاسم طبرانی (م ۳۶۰ھ) صفحہ نمبر ۲۰۱ ☆ مواہب لدنیہ از امام قسطلانی ﴾

﴿ مع زرقانی صفحہ نمبر ۲۹۰ تا ۲۹۲ جلد ۲ ☆ فتح الباری از حافظ ابن حجر صفحہ نمبر ۶۱ جلد ۹ ﴾

﴿ مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۸۰ جلد ۲ ﴾

وفی معجم الطبرانی الصغیر عن میمونۃ انہا سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فی متوضئہ لیلا

(ثلاثا) نصرت نصرت (ثلاثا) کانک تکلم انسانا فہل کان معک احد فقال ... بنی کعب یستصرخنی ویزعم ان قریشا اعانت علیہم بنی بکر۔

﴿ مختصر سیرۃ الرسول (عربی) صفحہ نمبر ۳۳۳ طبع لاہور ۱۳۹۹ھ ﴾

... امام طبرانی معجم صغیر میں روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت میمونہ ؓ فرماتی ہیں ... نے رسول اللہ ﷺ سے ایک شب سنا کہ آپ نے (وضو فرماتے ہوئے) تین بار ... اور تین مرتبہ تیری مدد کی گئی فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے ... ساتھ تھا؟ آپ نے فرمایا یہ (قبیلہ خزاعہ) بنی کعب کا رجز خوان تھا جو مجھ سے مدد ... مانگتا اور کہہ رہا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی مدد کی ہے۔ (تین دن کے ... بعد صحابہ کو صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے میں نے سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا)۔

... اگر مولانا احمد رضا بریلوی ؒ زیر بحث اشعار لکھنے پر مجرم ہیں تو درج ذیل علماء اور نعت گو شعرا (مسلمانوں) کے متعلق بھی فتویٰ صادر فرمائیں کہ انہوں نے ... کی حمایت اور روش بہت اختیار کی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ (متوفی ۱۷۶۲ء)

1 ...سی عنی و عن کل راحتی	مصائب تقلو مثلہا من مصائب
2 اتانی الزمۃ مدلہمۃ	تحیط بنفسی من جمیع جوانبی
3 تطلبت ہل من ناصر او مساعد	الوذ بہ من خوف سوء العواقب
4 ...ست اری الا الحبیب محمدا	رسول الہ الخلق جم المناقب
5 ...معتصم المکروب فی کل غمرۃ	ومنتجع الغفران من کل تائب
6 ...عہود اللہ ما خولہم	الا جاء یوم فیہ شیب الذوائب

ترجمہ نمبر ۱: ... پے در پے مصائب ایسے پڑے جس نے مجھے خود اپنی ذات سے ... اور راحت سے بے نیاز کر دیا۔

نمبر ۲: ... جب بھی مجھ پر ایسی افتاد پڑی جس نے ہر طرف سے مجھے دبوچ لیا (تو) ...۔

نمبر۳۔ میں نے (نظر دوڑائی) تلاش کیا کہ ہے کوئی ایسا معاون و مددگار کے دامن میں پناہ لوں اور خوف انجام سے بچ سکوں۔

نمبر۴۔ تو مجھے سوائے حبیب (کبریا) محمد ﷺ کے اور کوئی نظر نہیں آتا جو رب العالمین کے رسول، برگزیدہ اوصاف کے حامل ہیں۔

نمبر۵۔ ...اور وہ جو ہر آفت رسیدہ کی کٹھن گھڑیوں میں پشت پناہی کرتے ہیں ہر توبہ کرنے والے کیلئے (جن کا گھر) مغفرت کا سرسبز ہالہ ہے۔

نمبر۶۔ اس دن جب کہ پرہول وقت ہوگا اور جس کی دہشت سے سیاہ بال سفید ہو جائیں گے اس وقت ڈر سے کانپتے ہوئے بندگان خدا کیلئے آپ ہی ملجا و ماویٰ ہوں

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲۴ء)

وان جرتم علی قلبی طیبۃ ... بباب المصطفٰے خیر الانام

الیہ توجہی وبہ استنادی ... وفیہ مطامعی وبہ اعتصامی

وذکرک سیدی حرزی وحصنی ... احیہ بہ علی الجیش اللہام

ترجمہ نمبر۱۔ ...اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جور و ستم کیا تو میرا فریادرس موجود ہے بارگاہ مصطفٰے ﷺ کی صورت میں جو ساری دنیا سے اچھے ہیں۔

نمبر۲۔ ...انہیں کی طرف میری توجہ ہے اور انہیں پر میرا اعتماد، انہیں کی ذات میری آرزوؤں کا مرکز ہے، میں نے انہیں کا دامن تھاما ہے۔

نمبر۳۔ ...اور آپ کا تذکرہ میرے سرکار میرا حرز جان ہے اور میرا قلعہ اسی میں بڑے بڑے لشکروں پر ہلاکت برساؤں گا۔

مولانا شاہ رفیع الدین ابن شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱۸ء)

یا کاشف الغراء من مستنجد ... یا منجیا فی الحشر من والاک

ترجمہ: اے مصائب سے نجات دینے والے فریادی کو حشر میں رہائی دو اسے اس کو جو آپ سے محبت رکھتا ہو۔

علامہ آزاد بلگرامی (متوفی ۱۷۸۶ء)

غوث الوری غیث الندی غرض المنیٰ ... کہف الارامل ملجا المسترفد

ترجمہ (اور کون محمد ﷺ) جو کائنات کیلئے ایک رحمت، خشک زمین کیلئے آسمانی بارش تمناؤں کیلئے کعبہ مقصود، بیواؤں کیلئے سرپناہ اور بے سہاروں کیلئے ملجا و ماویٰ ہیں۔

مولانا فضل حق خیرآبادی (متوفی ۱۸۶۱ء) رحمۃ اللہ علیہ

لاشک انک غوث الخلق اجمعہم ...... ولا تبالی بالطیل التاکید

ترجمہ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ساری مخلوق کی فریاد سننے والے ہیں اور آپ اس سلسلے میں کسی کی ہرزہ سرائی کی پرواہ نہیں کرتا۔

شیخ شرف الدین بوصیری (متوفی ۱۲۹۶ء) رحمۃ اللہ علیہ

هو الحبيب الذي ترجى شفاعته ....لكل هولٍ من الاهوال مقتحم

ترجمہ وہی ہیں اللہ کے حبیب کہ ان کی شفاعت کی امید ہے ہر ایک خوف کے وقت جو آنے والے خوف ہیں۔

امام زین العابدین علی السجاد بن الحسین (متوفی ۷۱۲ء) رحمۃ اللہ علیہ

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین ... محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم

ترجمہ: اے رحمت عالم! زین العابدین کو سنبھال لے، وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار ہے حیرانی و پریشانی میں ہے۔

شیخ احمد تھانیسری (متوفی ۱۳۱۷ء) رحمۃ اللہ علیہ

ولیس فی الدین والدنیا والاخرٰی ...... سوی جناب رسول اللہ معتمدی

ترجمہ: دین و دنیا اور آخرت میں میرے جناب رسول اللہ (ﷺ) کے سوا کوئی سہارا نہیں، (یا رسول اللہ) آپ کی چوکھٹ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔

شیخ عبدالغنی نابلسی (متوفی ۱۷۳۰ء) رحمۃ اللہ علیہ

وانت باب العطاء والجود یا ملی ... بک الاله علی طول المدی یهب

ترجمہ آپ ہی ہر سب جود و کرم ہیں، اے میرے سہارا! آپ کے توسل سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔

علامہ ابن حجر (متوفی ۱۴۴۸ء) رحمۃ اللہ علیہ

نبی اللہ یا خیر البرایا ... بجاهك اتقی فصل القضاء

ترجمہ: اے رسول خدا! اے سب سے برگزیدہ انسان! آپ ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ سے حشر کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ ﴿نقوش رسول نمبر جلد دہم﴾

مولانا عبدالرحمٰن جامی (متوفی ۸۹۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ

ز مهجوری بر آمد جان عالم ... ترحم یا نبی اللہ ترحم

نه آخر رحمۃ للعالمینی ... ز محرومان چرا غافل نشینی

ندارم در جهان جز تو حمیم ... خریم یا رسول اللہ خریم

﴿اقیم سا ہال صفحہ نمبر ۳۰ منتخبہ انتخاب نمبر﴾

ابن حجۃ الحموی (متوفی ۸۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ

لہ وردنا الصافی طہور قلوبنا ... علیك اذا ما بها الضیم حوم

ترجمہ: اے سرچشمہ پاک ہمارے دلوں کے پردے، جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے آپ کے گرد منڈلانے لگتے ہیں۔ ﴿نقوش رسول نمبر جلد ۱۰﴾

الطاف حسین حالی (متوفی ۱۹۱۴ء)

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے ... امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

﴿مسدس حالی صفحہ نمبر ۱۳۵﴾

حافظ مظہر الدین (متوفی ۱۹۸۰ء) رحمۃ اللہ علیہ

المدد المدد شاہ کونین ... وقت نصرت ہے غمگسار حرم

اصحاب الخبیث بحر عرب ... آج خطرے میں ہے وقار حرم

عد این یهود بحر قتال ... منتشر جملہ شہسوار حرم

﴿نقوش رسول نمبر جلد دہم﴾

مقلد اور غیر مقلد وہابیہ کے اشعار

امیر حمزہ کے سب پہ مہر خاموشی کیوں؟

مولوی اشرف علی تھانوی (مقلد وہابی)

یا شفیع العباد خذ بیدی ... انت فی الاضطرار معتمدی

دستگیری کیجئے میرے نبی، کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

لیس لی ملجاء سواک اغث ... مسنی الضر سیدی سندی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ، فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غشی الدہر یا ابن عبداللہ ... کن مغیثا فانت لی مددی

ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف، اے مرے مولا خبر لیجئے مری

﴿نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۹۴، ۱۹۳ شرح کمپنی کراچی﴾

مولوی محمد قاسم نانوتوی (مقلد وہابی)

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ... نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

﴿نقوش رسول نمبر جلد دہم صفحہ نمبر ۳۵۲﴾

شورش کاشمیری (مقلد وہابی)

اے آقائے سب کے آقا ارض و سما ہیں ذخمی ذخمی

ان زخموں پہ مرہم مرہم صلی اللہ علیک وسلم

﴿نقوش رسول نمبر جلد دہم صفحہ نمبر ۳۴۳﴾

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (علمائے مقلدین وہابیہ کے پیر و مرشد)

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبی حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل ... میرے مشکل کشا فریاد ہے
چہرہ تاباں کو دکھا دو مجھے ... تم سے اے نور خدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجئے ... مجھے یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۹۱ طبع کراچی)

ڈپٹی نذیر احمد (متوفی ۱۹۱۲ء)

اور کچھ چارۂ گناہ نہیں ... آپ کے در سوا پناہ نہیں
یہی ماویٰ ہے اور یہی مامن ... میرے دو ہاتھ آپ کا دامن
کون پرساں ہے مجھ سے ناکس کا ... کس کو طوفاں میں پاس ہو خس کا
تم بچا لو عذاب آتش سے ... سخت عاجز ہوں نفس سرکش سے

(نقوش رسول نمبر جلد دہم صفحہ نمبر ۲۸۹)

مولوی ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد وہابی)

کاں کملی والے آقا ذرا خبر لیجئے ... منجدھار میں ہے بیڑا اخیر الانام اپنا
اے ناخدائے امت اب آن کر ترا دو ... عالم سے ورنہ شاہا مٹتا ہے نام اپنا

(اہلحدیث امرتسر صفحہ نمبر ۶، ۲۸ جولائی ۱۹۱۶ء بحوالہ تحقیق الحق صفحہ نمبر ۹۹ طبع گوجرانوالہ ۱۹۹۷ء)

مولوی عبدالستار (غیر مقلد وہابی)

واہ سبحان اللہ رب عالم ایسا کرم کمایا ... اچھے رہبر ادتے شافی مددگار بنایا

نواب صدیق الحسن خان بھوپالی (غیر مقلد وہابی)

یا سیدی یا عروتی و وسیلتی ... یا عدتی فی شدۃ و رخاء

قد جئت بابک ضارعا متضرعا ... متأوها بتنفس الصعداء
مالی وراءک مستغاث فارحمن ... یا رحمۃ للعالمین بکائی

(حاشیہ ہدیۃ المہدی از وحید الزمان صفحہ نمبر ۲۰)

ترجمہ نمبر ۱۔۔۔۔ اے میرے آقا! اے میرے سہارے، میرے وسیلے، تنگی اور فراخی میں میرے کام آنے والے۔

نمبر ۲۔۔۔۔ میں آپ کے دروازے پر اس حال میں حاضر ہوا ہوں۔ کہ میں ذلیل ہوں، گڑگڑا رہا ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔

نمبر ۳۔۔۔۔ آپ کے سوا میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے جس سے مدد مانگی جائے۔ اے رحمۃ للعالمین! میری آہ و بکا پر رحم فرمائیے۔

نیز نواب صدیق الحسن بھوپالی لکھتا ہے:

شیخ سنت مددی ۔۔۔۔ قاضی شوکاں مددی

(تفسیر جامع البیان از مولوی حسین علی صفحہ نمبر ۴۵ طبع لاہور)

قارئین کرام!۔۔۔۔ مولانا احمد رضا بریلوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اشعار میں سو فیصدی مماثلت پائی جاتی ہے۔ امیر حمزہ، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر تو طعن کرتا ہے، مگر مولوی امرتسری وہابی کیلئے خاموشی کیوں؟ کیا غیروں کیلئے اور حکم ہے اور اپنوں کیلئے اور؟ خدا سے ڈرو کل بروز محشر رب العزت کو کیا جواب دو گے۔

ہمت باطنی کی مختصر تعریف

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ کریم نے بعض (الہامی) کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے بنی نوع انسان! میں اللہ ہوں اور اکیلا معبود ہوں، میں کہتا ہوں کن (ہو جا) تو ہو جاتا ہے تو میری فرمانبرداری کرتا کہ میں تجھے بھی ایسا کر دوں کہ تو کہے کن (ہو جا) تو ہو جایا کرے۔ (فتوح الغیب مترجم صفحہ نمبر ۹ طبع لاہور)

جب اولیاء کرام کو یہ مقام حاصل ہونا ممکن ہے تو انبیاء کرام اور خصوصاً پیغمبر آخر

الزماں ﷺ کو یہ مقام بدرجہ اتم حاصل ہوگا۔ تو خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کوئی امتی صدق دل سے رنج والم میں اپنے آقا و مولیٰ کو یاد کرتا ہے۔ تو سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سماعت سے اس کی فریاد سن کر اس کیلئے خداوند تعالیٰ سے دست بدعا ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کی دعا قبول فرما کر اس امتی کی سختی وغیرہ کو ٹال دیتا ہے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "کن" کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے امتی کی مصیبت کو رفع فرما دیتے ہیں۔ یا اسم اعظم پڑھ کر سختی دور فرما دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ انبیاء کرام کو چونکہ قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اس لئے انہیں توسط کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور جتنی آیات قرآنی امیر حمزہ وہابی نے پیش کی ہیں ان سے توسل کی نفی کرنا جہالت ہے۔

سنیو ! ان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے سنیو! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے مدد اور استعانت طلب کرتے رہو، یہی سلف الصالحین کا طریقہ چلا آرہا ہے (جیسا کہ ہم نے اوراق گزشتہ میں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کردی ہے) اور منکرین کے انکار و تنقید کی پرواہ نہ کرو، انہیں بولنے دو کیونکہ یہ عادت سے مجبور ہیں۔

الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

حل لغات: یا الٰہی: اے میرے پروردگار۔ واسطے: بطفیل، کیلئے۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اے میرے پروردگار! حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی جو آپ کی بارگاہ میں قدر و منزلت اور عزت و وجاہت ہے اس کے طفیل مجھ پر رحم فرما۔ پھر عرض کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول! خدا کیلئے کرم فرمائیں یعنی میرے لئے دعا فرمائیں کہ خالق کائنات مجھ پر رحم و کرم فرمائے۔

اور یہ شعر درج ذیل آیت قرآنی اور حدیث نبوی کا خلاصہ ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ "اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے"۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں، کہ میرے لئے بینائی کی دعا فرمائی جائے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لئے بہتر ہے، انہوں نے عرض کیا۔ دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرو اور یہ دعا مانگو۔

"اللّٰھم انی اسئلك واتوجه الیك بمحمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی اللّٰھم فشفعه فی"۔

﴿المستدرک از ابو عبداللہ حاکم (م ۴۰۵ھ) صفحہ نمبر ۵۰۷ جلد اول طبع بیروت﴾

﴿تحفۃ الذاکرین از شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) صفحہ نمبر ۱۳۷ طبع بیروت﴾

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی الرحمۃ محمد مصطفےٰ ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ! میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں، تاکہ پوری کردی جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

والحاکم فی المستدرک، وقال صحیح علی شرط الشیخین وقال الترمذی: حسن صحیح الخ وقال واخرجه الطبرانی بعد ذکر طرقه التی روی بها، والحدیث صحیح و صححه ایضاً ابن خزیمة فلذ صحیح الحدیث هو

لا الائمة۔

علامہ شوکانی غیر مقلد اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وفی الحدیث دلیل علی جواز التوسل برسول اللہ ﷺ الی اللہ عزوجل مع اعتقاد ان اللہ فاعل هو اللہ سبحانہ و تعالٰی وانه المعطی المانع، ماشاء کان، وما لم یشا لم یکن۔ (تحفۃ الذاکرین صفحہ نمبر ۱۳۸ طبع بیروت)

مولوی نذیر احمد غیر مقلد (متوفی ۱۹۱۲ء) لکھتا ہے:

از برائے خدا رسول جلیل ... مجھ پہ طاری ہو حالت تحلیل
رحم کیجئے کہ آپ رحمت ہیں ... آپ پشت و پناہ امت ہیں

(نقوش رسول نمبر ۲۸۹ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۸۹)

مولوی حافظ محمد بن مولوی بارک غیر مقلد لکھتا ہے:

۔ کبھی کعبے حج کرائیں زیارت روضے پاک نبی دے
ایہہ عرض قبول بحرمت نبیاں حرمت کل ولی دے

۔ توں رب غفور شکور رحیم بخش غلام محمد لاں
بحرمت خاص حبیب محمد حرمت کل رسولاں

(احوال الآخرت صفحہ نمبر ۴۰ طبع لاہور)

۔ خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفٰے
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے!

(فاضل بریلوی)

حل لغات: خوف: ڈر۔ امان: پناہ، بے خوفی۔ عبد مصطفٰے: مصطفٰے ﷺ کا غلام۔

جب عبد کی نسبت خداوند قدوس کی طرف ہوگی تو اس کا معنی "خدا کا بندہ" ہوگا اور جب عبد کی نسبت مخلوق کی طرف ہوگی تو اس کا معنی غلام ہوگا۔

۱۔ عبد: غلام۔

۲۔ عبد: بندۂ خدا۔

﴿فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۳۶۲ ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد﴾

﴿قرآن مجید کا عربی اردو لغت صفحہ نمبر ۲۸۱ ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد﴾

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں

۱)۔ العبد: بمعنی غلام یعنی وہ انسان جس کو خریدنا اور فروخت کرنا شرعاً جائز ہو۔ چنانچہ آیت کریمہ العبد بالعبد (۲:۱۷۸) اور غلام کے بدلے غلام (سے ظاہر ہے)

۲)۔ وعبدا مملوکا لا یقدر علی شیء (۲:۷۵) ایک غلام ہے جو بالکل دوسرے کے اختیار میں ہے۔ ان آیات میں عبد کا لفظ غلام کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۳)۔ العبد بالایجاد یعنی وہ بندہ جسے اللہ نے پیدا کیا ہے اس معنی میں عبودیۃ اللہ کے ساتھ مختص ہے۔ کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا جائز نہیں چنانچہ آیت کریمہ ان کل من فی السموت والارض الا اتی الرحمن عبدا (۱۹:۹۳) تمام شخص جو آسمان اور زمین میں ہیں خدا کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے۔ میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔

نیز امام راغب لکھتے ہیں: (اور عبید ان بندوں کو بھی کہا جاتا ہے)۔ جو دنیا کی لالچ اور حرص کے غلام بن کر ہر وقت اس کی پرستش میں لگے رہتے ہیں۔ اور اسی کی طرف مائل رہتے ہیں۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۶۶۳، ۶۶۴ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

چنانچہ درج ذیل احادیث اس معنی کی مؤید ہیں۔

حدیث نمبر ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَ عَبْدُ الْقَطِيْفَةِ وَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَ إِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَفِ"۔ (سنن ابن ماجہ باب فی المکثرین صفحہ نمبر ۵۲۳ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

ترجمہ: "دینار کے بندے، درہم کے بندے، چادر اور شال کے بندے کیلئے

جاتی ہو، اگر یہ چیزیں انہیں ملتی رہیں تو وہ مطیع ہیں اور اگر نہ ملیں تو وہ امام کی اطاعت کریں گے"۔

حدیث نمبر ۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ"۔ (سنن ابن ماجہ باب فی المکثرین صفحہ نمبر ۵۳۲ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

ترجمہ: "دینار کا بندہ، درہم کا بندہ اور چادر کا بندہ تباہ ہوا، ہلاک اور اوندھے منہ دوزخ میں گرے، خدا کرے اس کو کانٹا لگے تو کبھی نہ نکلے"۔

عبد بمعنی غلام احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر ۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "العبد اذا نصح لسیده و احسن عبادة الله فله اجره مرتین"۔

(موطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۱۳ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

ترجمہ: "غلام جب اپنے آقا کا خیر خواہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی احسن طریقے سے عبادت کرے تو اس کیلئے دوگنا ثواب ہے"۔

حدیث نمبر ۲

"ان عمر بن الخطاب کان یذهب الی العوالی کل یوم سبت فاذا وجد عبدا فی عمل لا یطیقه وضع عنه منه"۔

(موطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۱۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہفتے میں ایک روز اردگرد کے دیہات میں جاتے اور کسی غلام کو اگر اس کی طاقت سے زیادہ کام کرتا دیکھتے تو کم کر دیا کرتے تھے"۔

حدیث نمبر ۳

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے خیبر کی طرف، پھر اللہ نے فتح دی ہم کو تو غنیمت میں نہ ہم نے چاندی اور سونا (یعنی سونا چاندی ہاتھ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اناج اور کپڑے، پھر ہم چلے وادی کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا (جس کا نام مدعم تھا) جو بخشا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جس کا نام رفاعہ بن زید تھا، بنی ضبیب میں سے"۔

"فلما انزلنا الوادی قام عبد رسول الله ﷺ یحل رحله" الخ

(مسلم صفحہ نمبر ۷۴ جلد اول طبع کراچی)

ترجمہ: "جب ہم وادی میں پہنچے تو رسول اللہ کا عبد (غلام) کھڑا ہوا آپ کا کجاوہ کھول رہا تھا"

حدیث نمبر ۴

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہلاک ہو عورت کا عبد (یعنی غلام)"

(احیاء علوم الدین از امام محمد غزالی صفحہ نمبر ۳۔ جلد ۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ازالۃ الخفاء میں بحوالہ روایت ابو حذیفہ اسحٰق بن بشرو" کتاب مستطاب "الریاض النضرۃ فی مناقب عشرہ (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ، محدث محب الدین ابو جعفر احمد بن عبداللہ ابن محمد طبری مکی شافعی (المتوفی ۶۹۴ھ) کی تصنیف ہے۔ مطبع حسینیہ مصر سے ۱۳۲۷ھ میں دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے)

ناقل ہیں کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں برسر منبر فرمایا "قد کنت مع رسول الله ﷺ فکنت عبده و خادمه" الخ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں تھا۔ پس میں حضور کا بندہ اور خدمتی تھا۔ (کنز العمال صفحہ نمبر ۱۲۷ جلد ۳)

امام سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ ایک شاعر کا شعر لکھتے ہیں.

ترانی ابائی عند قبرک واقفا
ینادیک عبد مالہ غیرکم مولی

(القول البدیع صفحہ نمبر ۲۹۲ طبع لاہور ۱۹۹۸ء)

آپ کی قبر انور کے پاس کھڑا ہو کر آپ کو ایسا غلام پکار رہا ہے جس کا تیرے سوا کوئی مددگار نہیں۔ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

اس شعر میں عبد کا لفظ بمعنی غلام استعمال ہوا ہے۔ مگر علامہ سخاوی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جیسا کہ امیر حمزہ نے لفظ عبد پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ سچ فرمایا مخبر صادق ﷺ نے قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی بیان کی ہے "اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَثْبُتَ الْجَھْلُ" الخ "کہ علم اٹھ جائے گا اور جہل قائم ہو جائے گا"۔

(بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل صفحہ نمبر ۱۲۳،۱۲۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ "اَنْ یَّقِلَّ الْعِلْمُ وَیَظْھَرَ الْجَھْلُ" الخ "کہ علم کم ہو جائے گا اور جہل غالب آ جائے گا"۔

(بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل صفحہ نمبر ۱۳۱ جلد اول فرید بک سٹال لاہور)

شیخ عبدالرحمن بن حسن نجدی (متوفی ۱۲۸۵ھ) لکھتا ہے:

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر اللہ کی طرف عبد کی نسبت سے مراد اگر غلامی ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ اس کا تعلق عبدیت سے نہیں۔

(قرۃ عیون الموحدین صفحہ نمبر ۵۰۷ جلد ۲ طبع لاہور)

تو زیر بحث شعر کا مطلب یہ ہوگا اے عرف تو تو رسول اللہ ﷺ کا غلام ہے تجھے تو ذرا برابر بھی خوف نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ دنیا و آخرت میں تیری جائے پناہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے اور جو آپ کے دامن سے لگ گیا وہ فلاح پا جائے گا۔ نیز غلام کا اولین فرض آقا کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ہے اور رب کائنات ارشاد فرماتا ہے: "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ" الخ (پارہ نمبر ۳

ع ۲) "اے محبوب فرما دیجئے کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا"۔ تو اللہ جل شانہ کے فرمان کے مطابق تیرے لیے تو امن ہے اور اللہ تجھے جائے امن عطا فرمائے گا۔

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو سنت پر عمل کرنے پر جنت ... ت کی جگہ) میں داخل فرمائے گا۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۸ جلد ۲ طبع لاہور)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ"۔ (پ ۲۲ سورۃ فاطر آیت نمبر ۱۰)

"اور جو نیک کام کرے وہ اسے بلند کرتا ہے"۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی لکھتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ (نیک کام کرنے سے مراد) رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۲۲ جلد ۲ طبع لاہور)

عبدالنبی، عبدالرسول اسماء گرامی

۱)۔ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں۔

العلامہ عبدالنبی المغربی عالم الشام فی زمانہ الخ (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۹۶ طبع کراچی)

۲)۔ صاحب ہدیۃ العارفین لکھتے ہیں۔

عبدالنبی بن خلف القزوینی المتخلص بزلالی الشہیر مجمع الزمان توفی ۱۰۳۱ھ۔

عبدالنبی بن النابلسی (متوفی ۱۱۵۳ھ) (ہدیۃ العارفین صفحہ نمبر ۱۲۳ جلد ۵ طبع دار الفکر ۱۹۸۲ء)

۳)۔ مولانا عبدالحکیم چشتی ابوطاہر مدنی (استاذ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی) کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

موصوف ۲۱ رجب ۱۶۷۱ء / ۱۰۸۱ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے پدر بزرگوار اور دیگر ارباب کمال سے علم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کی۔ نیز محدث محمد بن عبدالرسول برزنجی، ابو الاسرار حسن بن علی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔

(فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ صفحہ نمبر ۲۹۸ طبع کراچی)

۳ (الف) ملا عبدالنبی احمد نگری مصنف "دستور العلماء" بارہویں صدی کے عالم

ہیں ۔۔۔ الخ

(پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت صفحہ نمبر ۱۲۸ از مناظر احسن گیلانی طبع لاہور)

(ب) اگر عبدالرسول نام رکھنا حرام و ممنوع ہوتا تو (آ) حضرت محمد ﷺ والد و جد کا اسم گرامی تبدیل کر دیتے۔

۴)۔ شیخ عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ ہیں حضرت باوجی کے ہاتھوں پر بہت ہندوؤں اور سکھوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے کفرستان میں توحید کے ڈنکے بجائے۔ آپ کا فیض ہر ایک کیلئے اب تک جاری و ساری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی عزت، شان بخشی ہے کہ آپ کا نام نامی زندہ رہے گا۔ آپ نے ۱۱۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ اور علاقہ شام چوراسی میں دفن ہوئے۔ (سیارہ ڈائجسٹ اولیائے کرام نمبر جلد سوم صفحہ نمبر ۸۵، لاہور)

۵)۔ شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی [illegible]۲۹ھ) کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ کا نام یہ تھا۔ حضرت سید غریب اللہ بن سید عبدالرسول کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (اقتباس الانوار صفحہ نمبر ۸۴۳ از محمد اکرم قدوسی زمانہ تالیف ۱۱۳۰ھ)

۶)۔ حضرت سید عبدالنبی بن حضرت سید شاہ علی صابر رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ قدوۃ السالکین حضرت شاہ بدر دیوان (قصبہ مسانیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور) کے پوتے ہیں۔ طالبان راہ سلوک کو تمام عمر درس دیا۔ ۱۰۹۰ھ میں وصال ہوا۔

(خزینۃ العلم والعرفان صفحہ نمبر ۱۵۷ طبع لاہور ۱۹۸۵ء)

۷)۔ شیخ عبدالنبی گنگوہی صدر الصدور بن شیخ احمد ابن عبدالقدوس گنگوہی (متوفی ۹۹۱ھ)

(تذکرہ علمائے ہند از رحمن علی صفحہ نمبر ۳۰۵ طبع کراچی)

۸)۔ عبدالرسول بن خواجہ نجم الدین قصوری (متوفی ۱۲۹۳ھ)۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صفحہ نمبر ۲۲۷)

معلوم ہوا یہ اسمائے گرامی رکھنے جائز ہیں اور ان کو شرک سے تعبیر کرنے والے خود ہی حقیقت شرک سے نا آشنا ہیں۔

تجھ سے جنت اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے، جنت رسول اللہ کی

(فاضل بریلوی)

حل لغات: جنت، باغ، بوستان جمع جنان ایمانداروں کو نیک اعمال کے بدلے میں رہنے کی جگہ اللہ رب العزت کی طرف سے عطا ہو گی اسے جنت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کے بہت سے درجات ہیں۔ وہابی: خارجیت کا دوسرا نام وہابی و وہابیت ہے۔ کتب احادیث میں منقول احادیث سے اس فرقہ کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہے اور ان کی نشانیاں بھی منقول ہیں۔

حدیث نمبر ۱

علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) امام داؤد بن ابی ہند بصری (م ۱۴۰ھ) کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: مجھے اپنی سند سے داؤد بن ابی ہند کی ابونضرہ عن ابی سعید خدری کے واسطہ سے یہ حدیث ملی ہے: "آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میری امت دو حصوں میں بٹ جائے گی اور ان میں سے خارجی (وہابی) جماعت پیدا ہوگی اور دونوں جماعتوں میں سے جو جماعت حق پر ہوگی وہ اسے قتل کرے گی۔

(تذکرۃ الحفاظ از ذہبی صفحہ نمبر ۱۴۶ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

حدیث نمبر ۲

علامہ ذہبی امام مفید بزار ابی الشیخ (م ۲۳۶ھ) کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

"مجھے ان کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ملی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں ہوگا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے ہر مسلمان پر ان سے لڑنا واجب ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۴۹۸ جلد دوم طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

حدیث نمبر ۳

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک بار نبی کریم ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبد اللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! عدل سے کام لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو جب میں عدل نہ کروں گا تو اور کون عدل کرے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ تم میں سے ایک شخص ان کی نماز کے مقابلہ میں اپنی نماز کو اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلہ میں حقیر سمجھتا ہے وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے"۔ (بخاری (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۶۷۸ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حدیث نمبر ۴

حضرت سہل بن حنیف سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے نبی ﷺ کو خوارج کے متعلق کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنا ہاتھ آپ نے عراق کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ وہاں سے ایک قوم نکلے گی۔ وہ لوگ اس طرح قرآن پڑھیں گے کہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

(بخاری (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۶۷۸ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حدیث نمبر ۵

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان خارجی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے اور کہا کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ (بخاری (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۶۷۶ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضور پرنور سید عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ کمالات و مقامات پر تنقید کرنا،

اور مشرکین کے رد میں نازل شدہ آیات قرآنی کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا فرقہ وہابیہ میں یہ دونوں صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ دلائل کی ضرورت نہیں ان کی مجالس کے خطبات میں شمولیت کر کے انصاف پسند حضرات خود مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

وہابی سے اہل حدیث

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں۔۔۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے لفظ "وہابی" کی منسوخی کیلئے جو کوششیں کی ہیں وہ سارا ذخیری مواد ہمارے پیش نظر ہے۔ طوالت کے خوف سے ہم اس کو نقل نہیں کر سکتے، صرف اشارات پر اکتفا کرتے ہیں۔ انہوں نے ارکان جماعت اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کر دی اس درخواست پر سرفہرست شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط تھے۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی۔ وہاں سے حسب ضابطہ منظوری آ گئی کہ آئندہ "وہابی" کے بجائے "اہلحدیث" کا لفظ استعمال کیا جائے۔ لیفٹیننٹ نے باقاعدہ اس کی اطلاع مولوی محمد حسین کو دی۔ اسی طرح گورنمنٹ مدراس کی طرف سے ۱۵/ اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۲۷، گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴/ مارچ ۱۸۹۰ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۵۶ اور گورنمنٹ یوپی کی طرف سے ۲۰/ جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۳۸۶، گورنمنٹ سی پی کی طرف سے ۱۴/ جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۴۰۷ اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۱۲/ اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۳۲ اس امر کی اطلاع مولوی محمد حسین بٹالوی کو ملی۔

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء از پروفیسر محمد ایوب قادری صفحہ نمبر ۶۵، ۶۶ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

"مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سمجھانے کیلئے میں فرماتے ہیں، اے وہابی (خارجی) تجھے جنت نصیب ہو! تجھے جنت سے کیا واسطہ، کیونکہ تو اہل بیت کرام کا دشمن ہے اور ان کا دشمن کبھی جنت میں نہیں جا سکتا۔ امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت ناراض ہے جس نے میری عترت (اہل بیت) کے ذریعے مجھے اذیت دی"۔ (مکتوبات امام مجدد الف ثانی دفتر دوم حصہ اوّل مکتوب نمبر ۳۶)

نیز جنت، رب کائنات کی عطا سے رسول اللہ ﷺ کی ملکیت (جس کو چاہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور مشیت کے تحت عطا فرمائیں) ہے اور ہم اہلسنت رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت کے مداح ہیں اس لئے (اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے) ہمیں جنت نصیب ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے میرے اہل بیت سے نیک سلوک کیا قیامت کے روز میں اسے بدلہ دوں گا"۔

﴿رواہ ابن عساکر عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ☆ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ اوّل مکتوب نمبر ۳۶﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جو میرے اہل بیت اور میرے صحابہ سے زیادہ محبت رکھتا ہوگا"۔

(رواہ ابن عدی فی الکامل عن علی رضی اللہ عنہ ☆ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ اوّل مکتوب نمبر ۳۶)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)

اہل بیت کرام سے آپ کو والہانہ محبت تھی۔ یہاں تک کہ بعض کم فہموں نے آپ پر رافضی ہونے کی تہمت لگائی تو آپ نے ان معترضوں اور کذابوں کو اپنے ایک شعر میں اس طرح جواب دیا۔

لو کان رفضاً حبّ آلِ محمد (ﷺ)

فلیشهد الثقلان انی رافضی

یعنی اگر تم لوگوں کے فاسد گمان میں آل پاک حضرت محمد ﷺ سے محبت رکھنے کا نام رافضی ہے تو تمام انس و جن گواہ ہو جائیں کہ اس معنی کے اعتبار سے میں رافضی ہوں کیونکہ میں اہل بیت سے عشق و محبت رکھتا ہوں۔ (اولیاء و رجال الحدیث صفحہ نمبر ۳۱ طبع لاہور)

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جزی اللہ اصحاب النبی محمد (ﷺ) .. جمیعا کما کانوا خیر صاحب

وآل رسول اللہ ما زال امرہم ...... قویما علی ارغام انف النواصب

ترجمہ: نمبر ا..... اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں (صحابہ کرام) کو جزائے خیر دے سب کے سب بہترین ساتھ دینے والے ہیں۔

نمبر ۲..... اور آل رسول (ﷺ) کو جزا دے، جن کی عظمت ہمیشہ سے قائم ہے، "ناصبیوں اور خارجیوں" کی ناک خاک آلودہ ہو (یعنی ان کو گستاخی برا لگے)۔

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۵۲۷ جلد دوم شمارہ ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

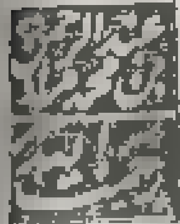
غیر مقلدین (وہابیہ) مثل دیگر فرقہ ضالہ

روافض وخوارج ومعتزلہ و جبریہ وقدریہ کے ہے

فی الحقیقت یہ گروہ، غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہیں اہلسنت سے ان کو اہلسنت وجماعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے۔ اس واسطے کہ اہلسنت وجماعت منحصر ہیں مذہب اربعہ میں اور جمیع اہلسنت حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی پس جو کوئی باہر نکلے چار مذاہب میں سے اس زمانے میں ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہ ہو اور اپنے تئیں ان میں سے ایک کی طرف منسوب نہ کرے، وہ اہلسنت سے نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہلسنت و جماعت سے ہے اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ کے ہے قال الطحطاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع الراسخین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ الی یوم الدین .. الخ

﴿جامع الشواہد ازمولانا منصور علی مراد آبادی صفحہ نمبر ۲۵ تا ۲۶ طبع گوجرانوالہ﴾

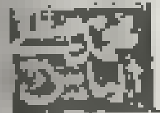
[illegible]



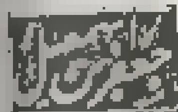
[illegible]

مواهير علماء المدينة المنورة

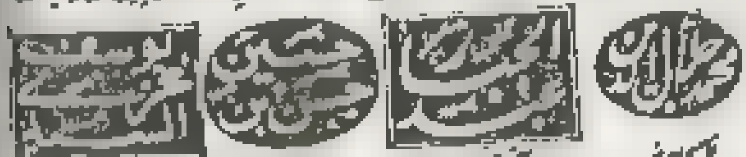
[illegible]



[illegible]



[illegible]



مدرس

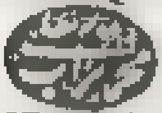


مدرس

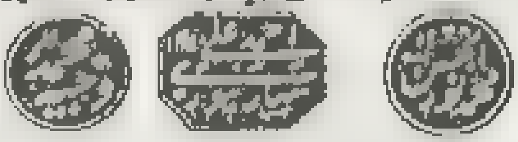
مواهير علماء العجم من مشاهير ديار الهند

[illegible]

[illegible]



[illegible]



مواهير علماء الپنجاب

[illegible]



[illegible]





[illegible]





[illegible]

[illegible]



[illegible]

مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ کے اشعار کی مختصر اور جامع شرح

عرش علی سے اعلیٰ میٹھے نبی کا روضہ

ہے ہر مکاں سے بالا میٹھے نبی کا روضہ

حل لغات: عرش: تخت۔ کا والی۔ علی: بلند۔ اعلیٰ: بڑا بلند۔ بالا: اونچا، بلند۔

مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ فرماتے ہیں میرے نبی ﷺ کا روضہ مقدسہ ہر مکاں بلکہ عرش علی سے بھی زیادہ بلند و بالا اور رفعتوں والا ہے۔

مدینہ منورہ کی وہ زمین جو حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے متصل ہے، بالاتفاق سب علماء کے نزدیک سب جگہوں سے افضل ہے۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۷۶ جلد ۲، ...) عساکر، قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے اس پر ساری امت کا اتفاق اور اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حصہ زمین کا بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے۔ بلکہ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ عرش معلی سے بھی افضل ہے۔ جس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے اس جگہ کی مٹی سے ابتداء میں پیدا کیا جاتا ہے۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی مدینہ منورہ میں دفن ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس زمین سے یہ پیدا ہوا اسی میں دفن ہوا)

(شرح الصدور از علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

تو گویا حضور اقدس کا بدن مبارک بھی اسی مٹی سے بنا ہے۔ (شرح مناسک نووی)

(ف) جب حضور پر نور ﷺ کی ذات اقدس اللہ کے بعد تمام مخلوق سے افضل، اعلیٰ ہے تو وہ حصہ زمین جس سے آپ کا وجود مبارک تخلیق ہوا ہے تو وہ بھی ساری مخلوق سے اعلیٰ ہوگا۔

مواہب اللدنیہ (کتاب کا اصل نام "المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ" ہے) شیخ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ کی مشہور تصنیف ہے۔ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں یہ بلند پایہ اور بہت مفید کتاب ہے اور اپنے موضوع پر بے نظیر ہے۔ شیخ ابو سالم عیاشی مغربی نے "مسالک الہدایہ" میں لکھا ہے۔ مواہب اللدنیہ بے نظیر کتاب ہے اور کس قدر جامع ہے۔ اگر کوئی ناواقف کہے کہ اس جیسی

... حق تعالیٰ مجھ سے کبھی کہ میری یہ بات کیسی بن جاتی۔

(فوائد جامعہ از عبدالحلیم چشتی صفحہ نمبر ۵۰۳ طبع کراچی ۱۹۶۴ء)

میں لکھا ہے کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ جو زمین کا حصہ حضور اقدس ﷺ کے جسم سے ملا ہوا ہے۔ وہ ساری دنیا کی زمین سے افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ کی زمین سے بھی افضل ہے، بلکہ ابن عقیل حنبلی (ابن عقیل نے ۷۹۶ھ میں وفات پائی۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے) سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ شرح مواہب (شرح مواہب محدث محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ نے "مواہب اللدنیہ" کی بہت مبسوط شرح لکھی ہے۔ جو مصر سے ۱۳۲۹ھ میں ۸ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے)۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں

بزرگ ترین شہروں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں۔ زادہما اللہ تشریفاً و تعظیماً لیکن دونوں شہروں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت اور ترجیح دینے میں علماء کا اختلاف ہے بعد اجماع تمام علماء نے اس مقام کو ترجیح دی ہے۔ جو اعضائے شریفہ سید کائنات ﷺ کو موضع قبر مکرم سے ملائے ہوئے ہے تمام اجزائے زمین سے افضل ہے یہاں تک کہ خانہ کعبہ سے بھی (افضل) اور بعض علماء نے تو یہاں تک کہا کہ تمام سماوات حتیٰ کہ عرش سے بھی،...... الخ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۱۲ طبع کراچی)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس قطعہ زمین میں مدفون ہیں وہ کعبہ و عرش سے افضل ہے۔

(خصائص الصغریٰ صفحہ نمبر ۲۰ طبع لاہور ۱۴۰۲ھ)

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

یہ ایک اجماعی مسئلہ ہے کہ جو زمین کا حصہ حضور ﷺ کے اعضائے شریفہ کو موضع قبر شریف سے ملائے ہوئے ہے تمام اجزائے زمین سے افضل ہے یہاں تک کہ خانہ کعبہ سے بھی افضل۔ بلکہ ابن عقیل حنبلی سے نقل کیا گیا ہے کہ عرش سے بھی افضل ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۰ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

عرش سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ مکان سے بے نیاز ہے اور زمین کے اس حصہ میں حضور اقدس ﷺ کا جسم مبارک موجود ہے۔

(اسلام میں صحابہ کا مقام از سید نورالحسن صفحہ نمبر ۷۸)

خدا تعالیٰ عرش پر مقیم نہیں

یہ تصور کہ اللہ تعالیٰ عرش معلی پر تشریف فرما ہے غلط ہے کیونکہ

۱۔ اللہ خالق ہے عرش مخلوق، اگر اللہ کا مقام عرش ہے تو عرش کی تخلیق سے پہلے کہاں تھا؟

۲۔ اللہ غیر محدود ہے اور عرش محدود، غیر محدود محدود میں کیسے سما سکتا ہے؟ ارض و سما کی وسعتیں بھی یہاں ہیچ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ رب سبحان جہت و مکان اور قعود و قیام سے پاک ہے وہ عرش، کرسی کیا، کہیں بھی موجود نہیں مگر ہر جگہ اس کی جلوہ گری ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (شاعر بارگاہ نبوی) فرماتے ہیں۔

فبورکت یا قبر الرسول وبورکت
بلاد ثوی فیہا الرشید المسدد

ترجمہ: اے قبر رسول تجھ پر برکتیں شب و روز نازل ہوں اور وہ حصہ زمین بابرکت رہے جس میں ستودہ صفت، توفیق بخشی، توفیق یافتہ ذات کا جسم اقدس رکھا گیا ہے۔

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۲۵۷ جلد دہم شمارہ ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

حافظ ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ) اور مولوی محمد داؤد غزنوی (غیر مقلد وہابی) کا عقیدہ

پروفیسر ابوبکر غزنوی، اپنے والد" مولانا محمد داؤد غزنوی" سابق صدر جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں:

"(والد گرامی) مقام رسالت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن قیم کا یہ قول مزے سے لے کر سنایا کرتے تھے۔ کسی شخص نے حافظ ابن قیم سے پوچھا کہ روضہ اطہر افضل ہے یا

"تو حافظ ابن قیم نے فرمایا اگر تمہاری مراد محض حجرہ نبوی ہے تو کعبہ افضل ہے اور اگر تمہاری مراد جسد اطہر سمیت روضہ انور ہے تو خدا کی قسم وہ عرش سے افضل ہے، کرسی عرش سے افضل ہے، جنت عدن سے افضل ہے گردش کرنے والے افلاک سے افضل ہے، اس لئے کہ روضہ میں ایک ایسا جسد اطہر ہے کہ اگر دونوں جہانوں کے ساتھ بھی اسے تولا جائے وہ بھاری ہے"۔

ابو العتاہیہ (م ۸۲۶ء) فرماتے ہیں۔

مرسل لو یوزن الناس ـ فی الفضل والبرشا لوارجح

وہ ایسے فرستادہ پیغمبر ہیں کہ اگر دنیا کے سارے انسانوں کو ایک پلے پر رکھا جائے اور ان کو دوسرے پلڑے پر تو ان کا (یعنی حضور پر نور امام الانبیاء ﷺ کا) پلڑا بھاری رہے گا، دنیا کا پلڑا ہلکا۔ (نقوش رسول نمبر ۳۳۶ جلد دہم جنوری ۱۹۸۵ء)

امیر حمزہ کے چچازاد بھائی مولوی محمد زکریا (مقلد وہابی) لکھتے ہیں

مدینہ منورہ کی وہ زمین جو حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے متصل ہے اس میں کوئی اختلاف علماء میں نہیں ہے۔ وہ بالاتفاق سب علماء کے نزدیک سب جگہوں سے افضل ہے۔ ابن عساکر، قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے اس پر ساری امت کا اتفاق اور اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حصہ زمین کا بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے بلکہ قاضی عیاض لکھتے ہے کہ عرش معلی سے بھی افضل ہے......الخ

(فضائل حج مولوی محمد زکریا صفحہ نمبر ۱۸۹ طبع لاہور)

کھولئے! ..... امیر حمزہ صاحب اپنی شرکیہ توپ کا رخ پروفیسر ابوبکر غزنوی، مولوی محمد داؤد غزنوی اور حافظ ابن قیم کی طرف، تا کہ آپ کی حقانیت کا پتہ چل سکے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا
نہ کیوں آج جھومیں کہ سرکار آئے
خدا کی خدائی کے مختار آئے

حل لغات: مجمع میں خوشی کا اظہار کرنا۔ سرکار: سردار، آقا۔ خدا: اس کے لغوی معنی موضوع رہا ہیں، خود بخود ہونے والا یعنی جو اپنی ذات سے خود بخود موجود ہو۔ یہ معنی ہرگز ذات باری تعالیٰ کیلئے عیب و منقصت نہیں، لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے کیونکہ اس کے کمال بلازم وصف الوہیت ازلیت و وجوب وجود پر دلالت کرتا ہے۔ خدا کی مخلوق، دنیا۔ مختار: مختار بنایا ہوا، کارندہ، مجاز، کرتا دھرتا۔

مولانا محمد یونس قادری، حضور ﷺ کے میلاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم آج کیوں نہ مجمع میں یعنی خوشیاں منائیں کہ آج وہ ذات گرامی تشریف لائی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مختار بنا کر بھیجا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و اذن اور کے تحت خزائن الٰہیہ اور احکامات میں تصرف فرماتے ہیں۔

قادری صاحب کے اس دعویٰ پر کثیر احادیث نبویہ دلالت کرتی ہیں۔ طوالت کے پیش نظر ہم فقط ۲۰ احادیث نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی لکھتا ہے جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ صفحہ نمبر ۱۲ طبع بھوپال ۱۳۰۵ھ)

حدیث نمبر ۱

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کیلئے وضو کا پانی اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہوا کرتی تھی (مسواک، مصلی وغیرہ) لایا کرتا تھا (ایک بار دریائے رحمت جوش میں آیا) آپ ﷺ نے فرمایا: اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لو کیا مانگتے ہو (جو کچھ بھی آپ نے مجھ سے مانگ لو) میں تجھے عطا کروں گا۔ انہوں نے کہا حضور میں آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا کچھ اور بھی مانگتے ہو؟ حضرت ربیعہ نے کہا بس حضور یہی مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پس تم کثرت سجود سے میری مدد کرو۔

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۸۴ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان ☆ مسلم شریف جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع کراچی﴾

﴿☆ فتح الرحمٰن از حافظ ابن حجر صفحہ نمبر ۹۶ حصہ اول﴾

حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ مانگ، وہ نہ مانگ، کیا دے سکتا ہوں اور کیا نہیں دے سکتا، سرکار دو عالم ﷺ نے سَل کا مفعول ذکر نہیں فرمایا۔ اسی لئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف فرمایا کہ سرکار کا سَل فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ جو مرضی آئے مانگ لے سب کچھ میرے دست کرم میں ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ نمبر ۳۹۴)

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

یعنی حضور ﷺ نے جو مانگنے کا مطلق حکم فرمایا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۲۳ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

نواب صدیق الحسن خان بھوپالی غیر مقلد وہابی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"گفت مرا آنحضرت ﷺ سل بطلب ہر چہ کی خواہی از خیر دنیا و آخرت و از اطلاق این سوال کہ فرمود بطلب و تخصیص نہ کرد بہ مطلوبی خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت کرامت اوست ﷺ ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔"

(مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ نمبر ۵۷۱ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۶ھ)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

حضرت ربیعہ کو جنت کثرت سجود سے ملے گی نہ کہ حضور ﷺ کی عطا سے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے ربیعہ تجھے جنت میں میری رفاقت تو نصیب ہوگی۔ اب اگر تو رکوع و سجود چھوڑ دے گا تو لوگ بھی رکوع و سجود چھوڑ دیں گے۔ اس طرح میرے دین میں خلل آئے گا اور میرے دین کو نقصان پہنچے گا۔ لہٰذا سجدے کرتے رہو اور نمازیں پڑھتے رہو۔ فاعنّی کا مطلب یہ ہے "فاعنّی دینی" میرے دین کی مدد کرو۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے "ان تنصروا اللہ ینصرکم" اگر تم (اللہ کے دین) کی مدد کرو گے (تو) وہ تمہاری مدد کرے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ بھی دین کی مدد طلب کر رہا ہے اور اللہ کا رسول بھی دین کی مدد طلب کر رہا

جاکر "فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود" سے رسول اللہ کی کمزوری ثابت ہوتی ہے تو پہلے اللہ تعالیٰ کو کمزور ثابت کرو۔ یقیناً اللہ جل جلالہ کمزوری سے پاک ہے اور اس کا رسول (ﷺ) بھی۔ (از افادات غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث نمبر ۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "مدینہ کے دونوں سنگ لاخ میدانوں کا درمیانی حصہ میری زبان سے حرم کیا گیا ہے اور نبی اکرم ﷺ بنی حارثہ کے پاس آئے، تو فرمایا کہ اے بنی حارثہ میں سمجھتا ہوں کہ تم حرم کے باہر ہو گئے، پھر آپ نے ادھر ادھر دیکھ کر فرمایا نہیں! بلکہ تم حرم کے اندر ہو"۔

(بخاری شریف (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۷۶۹ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

محمد جار اللہ السمہودی فرماتے ہیں۔

کنز الکرم، مولی النعم

ھادی الامم بشرعہ

ذات گرامی (ﷺ) ہے خزانہ شرافت و سیر چشمی کا اور مالک و وارث ہے تمام نعمتوں کی اور آپ ساری امتوں کو اپنی شریعت کے ذریعے ہدایت دینے والے ہیں۔

(نقوش رسول نمبر ۲۳۹ جلد ہم طبع لاہور)

محدث دار قطنی (متوفی ۳۸۵ھ) ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"قد تبوأ مقعدہ من النار بکذبہ علی النبی المختار" (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۵)

حضرت فرید الدین عطار نیشاپوری (متوفی ۶۲۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو ئی سلطان مطلق در دو عالم

کہ خود را ہند انس و جان و وحش

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۳۰۸ جلد دہم طبع لاہور)

سید شاہ سراج الدین سراج (متوفی ۱۷۶۳ء) فرماتے ہیں

حبیب خدا والی روزگار

وہ عالم کی اقلیم کا تاجدار

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۳۱۲ جلد دہم طبع لاہور)

نظیر اکبر آبادی (متوفی ۱۸۳۰ء) فرماتے ہیں۔

تم شاہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

سر گروہ مرسلیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

حاکم دین متیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

قبلہ اہل یقیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

رحمۃ للعالمیں ہو یا محمد مصطفیٰ ﷺ

(نقوش رسول نمبر صفحہ نمبر ۳۹۳ جلد دہم طبع لاہور)

مولوی حکیم محمد علی صمصام غیر مقلد (وہابی) لکھتا ہے:

اوہ پوندا ڈاڈھا سرور گل نہ بیاوندے

خلق عظیم صفت احمد مختار دی

جھوک حبیب والی سینے نوں ٹھار دی

(کلیات صمصام صفحہ نمبر ۵ طبع کشمیر بک ڈپو فیصل آباد)

بقول امیر حمزہ کے، کیا قادری صاحب کی طرح مولوی صمصام وہابی رسول اللہ ﷺ کو "اللہ کے اختیارات نبی ﷺ کو سونپ رہے ہیں کہ نہیں، کچھ صمصام کے بارے میں بھی قلم کو جنبش دیں، جبکہ جرم دونوں کا ایک ہے۔

نیز اپنے چچا زاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔ جو کہ حضور ﷺ کو مختار مان رہے ہیں۔

عاشقان نبی مختار و محبان حبیب پروردگار کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ ایک مدت سے بہت سے احباب کی فرمائش تھی کہ حضور پر نور ﷺ کے کچھ حالات قبل نبوت و بعد نبوت کے صحیح روایات سے تحریر کیے جاویں...... الخ۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر ۱ تاج کمپنی طبع کراچی)

علامہ وحید الزماں غیر مقلد کی تالیف کا نام "نزل الابرار من فقہ النبی المختار"۔

مولوی محمد قاسم (مقلد وہابی) بانی دارالعلوم دیوبند لکھتا ہے۔

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی
زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۵ طبع ...)

میں مدینے کی گلی کا کوئی کتا ہوتا
کاش ہوتا نہ میں انسان مدینے والے

(مقبولات مدینہ صفحہ نمبر ...)

قادری صاحب کا شعر نقل کرتے وقت میر حمزہ کا دماغ اس قدر مفلوج ہوا کہ شعر کے پہلے مصرعے سے لفظ "ہوتا" شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے، لکھتے ہیں

میں مدینے کی گلی کا کوئی کتا ... (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۶)

جبکہ مصرعہ یوں ہے:

میں مدینے کی گلی کا کوئی کتا ہوتا

حل لغات: مدینہ۔ وہ شہر جہاں پر حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی اور ۱۰ برس مقیم رہنے کے بعد رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹ گئے۔ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں مدفون ہوئے۔ کتا: سگ، کلب۔ انسان: بشر، آدمی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر خوف خدا کا اس درجہ غلبہ تھا کہ ایک مرتبہ ایک چڑیا کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ واہ واہ، اے چڑیا تو کتنی خوش نصیب ہے۔ اے کاش! میں بھی تیرے جیسا ہوتا تو درخت پر بیٹھتی ہے پھل کھاتی ہے اور پھر اڑ جاتی ہے، تجھ سے نہ کوئی حساب ہے اور نہ کتاب، آہ کاش! میں ایک رہگذر عام درخت ہوتا اونٹ وہاں سے گزرتا، مجھ کو پکڑتا، اپنا منہ مجھ میں مارتا، مجھ کو چباتا اور اس طرح میری تحقیر کرتا اور مینگنی کی صورت میں مجھ کو خارج کر دیتا۔ یہ سب کچھ ہوتا، مگر میں بشر نہ ہوتا۔

﴿منتخب کنز العمال بر مسند امام احمد صفحہ نمبر ۳۶۱ جلد ۴﴾

﴿صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از سعید احمد اکبر آبادی پروفیسر مسلم یونیورسٹی (انڈیا) طبع کراچی﴾

جس طرح اس عبارت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر خوف الٰہی کا اظہار ثابت ہے، اسی طرح قادری صاحب کے شعر میں قرب حضور (ﷺ) کا اظہار پایا جاتا ہے، قرب محبوب کی لذتوں کو محب ہی سمجھ سکتا ہے، جس سے فرقہ نجدیہ وہابیہ قالیہ نا آشنا ہے، ظاہری الفاظ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس شعر پر تنقید کرنا سراسر جہالت ہے۔

مولوی عبدالسلام مبارکپوری غیر مقلد وہابی لکھتا ہے۔

من نہ ہمیں مدح سرے شہم
شاہ جہانم کہ سگ در گہم

(سیرۃ البخاری از عبدالسلام مبارکپوری صفحہ نمبر ۲۵ طبع فاروقی کتب خانہ ملتان ۱۹۸۸ء)

میں نہ صرف رسول اللہ ﷺ کا مدح سرا ہوں، میں شاہ جہان ہوں، کیونکہ میں رسول اللہ (ﷺ) کی درگاہ کا کتا ہوں۔

نیز دیکھئے!

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے اپنی کتاب "سراجاً منیرا" کے صفحات ۹، ۲۵، اور ۲۰ پر حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے، اور پھر ان کا یہ شعر لکھا ہے۔

تاب وصلت کار پاکاں، من از ایشاں نیستم
چوں سگانم جائے دہ، در سایہ دیوار خویش

صفحہ نمبر ۱۰۲ اپنے متعلق یوں لکھا ہے

میں اس نسبت (سگ) سے بھی کمتر (چھوٹا کتا) نسبت رکھتا ہوں۔

خدا کیلئے اب تو حقارت آمیزی، توہین اور تحقیری، بد نظر اپنانا چھوڑ دیں۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے، کل بروز محشر رب کبریا کو کیا جواب دو گے؟

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ پر تو جارحانہ حملے کرتے ہو، ذرا درج ذیل افراد قدسیہ کے متعلق بھی سب کشائی فرمائیں اور قلم کو حرکت دیں تا کہ آپ کی حقیقت پسندی، اور حقانیت کھل کر عوام الناس کے سامنے آسکے۔

مولانا عبدالرحمن جامی (متوفی ۸۹۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سگت را کاش جامی نام بودے
کہ آید بر زبانت گاہے گاہے

تاب وصلت کار پاکاں، من از ایشاں نیستم
چوں سگانم جائے دہ، در سایہ دیوار خویش

عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں۔

عبدالرحمن بن احمد بن محمد الشیرازی الہروی الجامی نور الدین ابو البرکات عالم مشارک فی العلوم العقلیۃ والنقلیۃ ... الخ (معجم المولفین صفحہ نمبر ۱۲۲ جلد ۵ طبع بیروت)

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مات فی سمرقند مدۃ اقام بہا ذو شغل عبدالرحمن الجامی فی جودۃ الطبع۔ الخ

(فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ صفحہ نمبر ۸۷ طبع کراچی)

اسماعیل پاشا بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

نور الدین الجامی شیخ الاسلام الہروی الادیب الصوفی الخ۔

(ہدیۃ العارفین صفحہ نمبر ۵۳۴ جلد اول طبع بیروت)

مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

آپ علوم ظاہری میں عالم فاضل تھے، ویسے ہی صوفی و ولی کامل ہوئے۔ ۸۷۷ھ میں حج کیا اور دمشق وحلب وغیرہ بلاد شام میں پھرے جہاں کے علماء وفضلاء نے آپ کی بڑی تعظیم وتکریم کی ... الخ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۳۵۷ طبع لاہور)

خواجہ محمد سیف الدین (متوفی ۱۰۹۸ھ) بن خواجہ محمد معصوم سرہندی (متوفی ۱۰۷۹ھ) بن حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں:

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم
چندیں سگان کوئے تو یک کمترین

(مقامات خیر سوانح ابو الخیر شاہ دہلوی مرتبہ ابو الحسن زید فاروقی)

صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں۔

خواجہ محمد سیف الدین عالم، فاضل جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، صاحب کمالات ظاہری وباطنی وکرامات ... الخ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۴۳)

صاحب علمائے ہند کا شاندار ماضی لکھتے ہیں۔

آپ کے عم محترم محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت کے وقت ہاتف کی بشارت "سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا"۔ حافظہ آپ کا نہایت قوی تھا، دماغ جید، طبیعت سلیس، صحت، در استعداد اعلیٰ، فطرت نہایت سلیم، انتہا یہ کہ گیارہ سال کی عمر میں والد ماجد نے "فنا قلب" کی بشارت دی۔ علوم ظاہری میں کمال حاصل تھا۔

(علمائے ہند کا شاندار ماضی صفحہ نمبر ۳۰۰ جلد اول طبع کراچی ۱۹۶۲ء)

آرزو دارم کہ بر خاک درش چوں اوحدی
جان دہم پیش سگ آں در با سوزم خدا

(دیوان اوحدی صفحہ نمبر ۱۳ (فارسی))

آپ کی عظمت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ پنجاب کے مشہور صوفی بزرگ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام فرید (متوفی ۱۳۱۹ھ) کے پیرومرشد ہیں۔

سید محمد اکرم الدین بخاری خلیفہ مجاز مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی (متوفی ۱۳۱۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ

سگ درگاہ جیلاں مجھ کو حق کردے تو شاہوں سے
کہوں دنیا کے کتوا بادشاہت اس کو کہتے ہیں

(تذکرہ اکابر اہل سنت از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صفحہ نمبر ۔ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

مولانا شاہ بخش چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایں سگ سگان خویش ما کشتر گرد دل ریش ما
بر تو از ہر دم با عطا بالطفہائے بے کراں

(خواجہ محمد شاہ بخش شخصیت اور شاعری صفحہ نمبر ۱۶ طبع خانیوال ۱۹۹۸ء)

امیر حمزہ کے چچا زاد بھائی مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند مقلد وہابی لکھتے ہیں

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیئوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مرغ و مار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب میرے
کہ میں ہوں اور سگان حرم کی تیرے قطار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۸ طبع ملتان)

رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"کانھن بیض مکنون" (سورۃ صافات آیت نمبر ۴۹)۔

ترجمہ: "گویا کہ وہ (حوریں) پوشیدہ انڈے ہیں"۔

مندرجہ بالا آیت میں حوروں کو جو انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے فقط ان کا حسن ظاہری بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ وہ حوریں انڈے ہیں۔

حضور پرنور ﷺ نے واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی فَاِذَا نَبِقُھَا مِثْلُ قِلَالِ ھَجَرَ"۔۔۔ الخ

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعراج پہلی فصل (عربی، اردو) صفحہ نمبر ۵۵ جلد ۳ طبع لاہور)

ترجمہ: "پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے بیر ہجر شہر کے مٹکوں کی مانند ہیں"۔

اس حدیث مبارک میں بیروں کو شہر ہجر کے مٹکوں سے تشبیہ دینا فقط بیروں کی جسامت بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ ہجر شہر کے مٹکے بیر بن گئے۔

علامہ ذہبی حضرت معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

"قال ابن مسعود كنا نشبه معاذا بابراهيم الخليل علیہ السلام، كان امة قانتا لله حنيفا"۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۱۹ جلد اول طبع دار احیاء التراث العربی)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم معاذ رضی اللہ عنہ کو ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) سے تشبیہ دیا کرتے تھے، کان امة قانتا لله حنيفا"۔

تو کیا تشبیہ دینے سے حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مرتبہ پر فائز ہو جائیں گے۔ نہیں نہیں، یہ ناممکن ہے۔

علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

"قال ابو البختری سالنا عليا عن ابی موسیٰ قال: صبغ فی العلم صبغة ثم خرج منه"۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۳ جلد اول)

ترجمہ "ابوالبختری کہتے ہیں ہم نے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابوموسیٰ اشعری کے متعلق پوچھا تو فرمایا: جس طرح کپڑے کو رنگ میں ڈبو کر نکالا جاتا ہے انہیں علم میں ڈبو کر نکالا گیا ہے"۔

یہاں تشبیہ سے مراد حضرت ابوموسیٰ اشعری کو ایک متبحر عالم ثابت کرنا مقصود ہے۔

اس لئے علماء نے لکھا ہے:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بیوقوفی) ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ (فارسی) صفحہ نمبر ۲۱۳ طبع سہیل لاہور ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء)

حافظ ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں۔

"انه لا يلزم من تشبيه الشئ بالشئ مساواته له"۔

(اسرار المصحف صفحہ نمبر ۴۴ طبع بیروت)

کاش! دشت طیبہ میں بھٹک کے مرجاتا
پھر سگان طیبہ کا بن نوالہ تر ہو جاتا

حل لغات: دشت: جنگل۔ طیبہ: مدینہ منورہ۔ بھٹک کر: بھول کر۔ سگان طیبہ: مدینہ منورہ کے کتے۔ نوالہ: لقمہ۔

مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ فرماتے ہیں، کاش! میں مدینہ منورہ کے جنگل میں

رستہ بھول جاتا اور اسی پریشان کے عالم میں مجھے موت آجاتی، اور میں طیبہ کے ۔۔۔
نوالہ ہو جاتا (یعنی وہ مجھ کو کھا جاتے)۔

اس شعر میں حب مدینہ کا اظہار کرنا مقصود ہے جس کو فرقہ وہابیہ سمجھنے سے قاصر
کیونکہ محبت کے دستور ہی نرالے ہیں۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں
کہ جو شخص محبت کا پیالہ پی لیتا ہے وہ مخمور ہو جاتا ہے۔ الخ

(احیاء علوم الدین جلد ۳۔ بحوالہ فضائل حج، مولوی محمد زکریا صفحہ نمبر ۱۸۷)

پروفیسر ابوبکر غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں
جس نے عشق کی سوزش کا مزہ نہیں چکھا وہ محبت کی ان کیفیتوں کو کیا جانے؟

من لم یذق حرق الہوی
لم یدر ما جہد البلاء

(ابتدائیہ ادعیہ بہاولپور صفحہ نمبر ۳ طبع ۱۳ اور ۱۹۸۴ء)

مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند (مقلد وہابی) لکھتے ہیں:

جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مرغ و مار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۸ طبع ملتان)

اسی شعر میں مولوی محمد قاسم خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ اگر میں جیوں تو مدینہ منورہ کے کتوں کے ساتھ پھروں کیونکہ ان کو میرے محبوب کے شہر سے نسبت ہے اور اگر مر جاؤں تو مدینہ منورہ کے مرغ اور سانپ مجھ کو کھا جائیں۔

مولوی محمد قاسم نے قصیدہ بہاریہ ۱۲۰۹ھ میں لکھا تھا جس کا ایک شعر نقل کیا گیا ہے۔ قصیدہ مذکور کو لکھے ہوئے تقریباً ۱۱۶ سال گزر چکے ہیں مگر آج تک کسی مقلد یا غیر مقلد وہابی نے اس شعر پر تنقید و تشنیع نہیں کی۔ (ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین)

قادری صاحب اور مولوی محمد قاسم (مقلد وہابی) کے شعر کا ایک ہی مفہوم ہے۔ مگر ۔۔۔ نے مولوی محمد قاسم کے شعر پر کوئی جرح نہیں۔ آخر کیوں۔۔۔؟ اس معمہ کو ۔۔۔ ہی حل کریں گے۔ کیا قادری صاحب اور مولوی محمد قاسم کیلئے شریعت محمدیہ کا ۔۔۔ لگ حکم ہے جبکہ دونوں کا جرم ایک ہی ہے۔

اعتراض

امیر حمزہ درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

روٹیوں، بوٹیوں، تھیلیوں، کتوں اور گدھوں کو سلام

اللہ کے رسول ﷺ پر سلام بھیجنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور وہ وہی سلام ہے کہ ۔۔۔ نماز کے تشہد میں بھی نبی ﷺ پر بھیجنے کا حکم ہے یہ الفاظ نبی نے خود سکھا دیئے اسی ۔۔۔ درود ابراہیمی بھی سکھا دیا گیا۔ یہ سب مسنون صلوٰۃ وسلام قرآن و حدیث میں سکھا دیئے گئے۔ یہ بھی بتا دیا گیا کہ جب آپ ﷺ کا نام آئے تو ﷺ کہنا چاہیے۔ مگر یہ ۔۔۔ لوگوں نے مسنون صلوٰۃ وسلام چھوڑ کر کتنے ہی من گھڑت اور جعلی درود ایجاد کر لئے۔ ۔۔۔ رضا بریلوی نے اپنا سلام ایجاد کیا۔ اور اب الیاس قادری صاحب جو کہ بریلوی حضرات کی نئی جماعت "دعوت اسلامی" کے سرپرست ہیں، نے ایک تازہ نیا سلام ایجاد ۔۔۔ ہے جو کہ حد درجہ مضحکہ خیز ہے نبی ﷺ پر سلام کی آڑ میں آپ کے ادب کو بڑے ۔۔۔ جاحیہ انداز میں بیان کرنے کی جسارت کی گئی ہے۔۔۔ اس کے بعد "مغیلان مدینہ" ۔۔۔ سے چند اشعار نقل کیے ہیں۔ (جن میں تفصیلی طور پر مدینہ منورہ کی ہر شئی پر سلامتی کی دعا کی گئی ہے)۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۹، ۱۱۰)

جواب

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہلسنت نماز میں رحمت عالم ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ ہی میں درود و سلام بھیجتے ہیں۔

مولانا امجد علی رضوی (خلیفہ مجاز مولانا احمد رضا خاں بریلوی نور اللہ مرقدہٗ) لکھتے

ہیں: التحیات میں درج ذیل الفاظ پڑھے جائیں۔

"اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ" ... الخ

(بہار شریعت صفحہ نمبر ۱۸۹ جلد اول طبع لاہور)

اور یہی الفاظ تشہد میں پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو یوں کہے

"اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ" ... الخ

(بخاری شریف صفحہ نمبر ۲۲۵ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء، مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب التشہد پہلی فصل)

نیز درود ابراہیمی ہی نماز میں پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں دیکھیے بہار شریعت صفحہ نمبر ۱۸۹ جلد اول طبع لاہور۔

محدث کوٹلوی مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز مولانا احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ) لکھتے ہیں۔ لیکن نماز والا درود شریف پڑھنے سے درود کی تعمیل تو ہوگی، لیکن سلام رہ گیا سلام کے حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ اس لئے نماز والا درود (یعنی درود ابراہیمی) نماز میں پڑھنا افضل ہے۔ (دلائل المسائل طبع لاہور از مولانا محمد شریف کوٹلوی قدس سرہ)

درود ابراہیمی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(بخاری صفحہ نمبر ۹۴۰ جلد دوم، مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفضلہا پہلی فصل صفحہ نمبر ۸۶ جلد اول)

علامہ شوکانی غیر مقلد (متوفی ۱۲۵۰ھ) کا فیصلہ

(حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں) اس حدیث میں نبی پاک ﷺ پر درود

ہی پڑھنے کو نماز کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت کردہ درود ابراہیمی نماز ہی سے خاص ہے۔ الخ (تحفۃ الذاکرین از شوکانی صفحہ نمبر ۱۱ طبع بیروت)

امیر حمزہ: یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ کا نام آئے تو ﷺ کہنا چاہیے۔

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۹)

جواب

حدیث مبارکہ میں فقط آپ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے اب اس پر درود شریف پڑھا جائے یہ منقول نہیں۔ اور امیر حمزہ کا یہ کہنا کہ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ جب آپ کا نام آئے تو صلی اللہ علیہ وآلہٖ کہنا چاہیے۔ درود پاک کے یہ الفاظ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ان کی نسبت کرنا کذب بیانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ"۔ (بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ صفحہ نمبر ۲۱ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

ترجمہ: "جو کوئی میری نسبت وہ بات بیان کرے جو میں نے بیان نہیں کی تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں تلاش کرے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ"۔

(بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ صفحہ نمبر ۲۱ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

ترجمہ: "میرے اوپر جھوٹ نہ بولو، کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔

بلکہ یہ درود شریف (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لفظ وہ محدثین کی اختراع ہے۔ اگر امیر حمزہ و اس کے حواری غلط کشیدہ الفاظ درود کسی حدیث سے ثابت کر دیں تو انعام حاصل کریں۔

اب ہم چند احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں جن میں آپ کا نام نامی سن کر آپ کی ذات اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اور درود شریف کے

الفاظ منقول نہیں

رسول اللہ ﷺ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا آمین (صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) آپ نے آمین کس پر کہی) آپ نے فرمایا، جبریل علیہ السلام نے کہا: من ذکرت عندہ فلم یصل علیک فابعدہ اللہ فقلت آمین۔ جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور آپ پر درود نہ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کردے، میں نے کہا آمین (رواہ ابن حبان والطبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور فرمایا بدبخت ہے وہ شخص یا فرمایا بدبخت ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ کی ذات مبارک پر درود نہ بھیجے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بدبخت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود پڑھنا چھوڑ دیا تو اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ بخل ہے کہ میں کسی کے سامنے یاد کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا وہ آگ میں داخل ہو

(یہ تمام احادیث کتاب "القول البدیع" از امام شمس الدین سخاوی (م ۹۰۲ھ) صفحہ نمبر ۳۳۹ تا ۳۵۹، طبع لاہور ۱۹۹۸ء) سے نقل کی گئی ہیں۔

امیر حمزہ: یار لوگوں نے مسنون صلوٰۃ و سلام چھوڑ کر کتنے ہی من گھڑت اور جعلی درود ایجاد کرلیے۔ احمد رضا نے اپنا سلام ایجاد کیا، اور اب الیاس قادری صاحب جو کہ بریلوی حضرات کی نئی جماعت "دعوت اسلامی" کے سرپرست ہیں ایک نیا تازہ سلام

یہ جو کہ حد درجہ منکر چیز ہے۔ نبی ﷺ پر سلام کی آڑ میں آپ کے ادب کو بڑے درد میں بیان کرنے کی جسارت کی ہے۔ الخ

جواب

قرآن کریم میں مطلق درود شریف پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ احادیث شریفہ میں مطلق درود شریف پڑھنے کی فضیلت آئی ہے۔ اس لئے درود شریف کا کوئی بھی صیغہ ہو اسے پڑھنے والا فضیلت کا مستحق ہو جائے گا۔ اگرچہ بعض صیغے بسبب ورود کے سب احسن ہونے کے ایک دوسرے سے افضل ہوں۔ جس طرح قرآن کریم کی بعض آیات بہ نسبت بعض کے ثواب میں افضل ہیں، لیکن مطلق فضیلت میں یکساں ہیں۔ اگر یہ بات ہوتی کہ جو درود شریف جناب رسالت مآب ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے اس کے سوا کسی دوسرے درود شریف پڑھنے میں فضیلت نہیں تو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ ہرگز درود نئے الفاظ، درود عبارت میں نہ پڑھتے اور نہ لکھتے حالانکہ صحابہ کرام سے درود شریف کے کئی الفاظ صحیح مروی ہیں۔ جو حضور علیہ السلام کے الفاظ نہیں۔ اسی طرح تابعین و تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین سے ایسے درود مروی ہیں جن کے الفاظ رسول کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس سے ثابت ہو کہ درود شریف کوئی بھی پڑھا جائے فضیلت ضرور ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سدی (م ۱۲۷ھ) جو علمائے تفسیر سے ہیں صحابہ وغیرہ کی ایک جماعت سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قوت بیانیہ عطا فرمائیں اور وہ شخص اس قوت سے صلوٰۃ و سلام فصیح لفظوں سے ادا کرے تو وہ شخص اس حکم کا فرمانبردار سمجھا جائے گا (صلوا علیہ ... الصلوٰۃ یعنی جب درود پڑھو تو محمد پر درود شریف پڑھو)۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۲۱ مطبوعہ کراچی)

صحابہ کرام، تابعین اور اولیاء کرام کے خود ساختہ درود شریف

امیر حمزہ خاموشی کیوں؟

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خود ساختہ درود

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الآیۃ

"اللّٰھم ربنا لبیک و سعدیک صلوٰۃ اللہ البر الرحیم و الملٰئکۃ المقربین والشھداء والصالحین و ماسبح لک من شیء یا رب العالمین علی محمد ابن عبداللہ خاتم النبیین و سید المرسلین و امام المتقین و رسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر و علیہ السلام"۔

﴿الشفاء (اردو) حصہ دوم صفحہ نمبر ۹۲ طبع لاہور از قاضی عیاض اندلسی م ۵۴۴ھ رحمۃ اللہ علیہ﴾

﴿مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) صفحہ نمبر ۷۰۲ جلد ۲﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خود ساختہ درود

"اللّٰھم اجعل صلوٰتک وبرکاتک و رحمتک علی سید المرسلین و امام المتقین و خاتم النبیین محمد عبدک ورسولک امام الخیر ورسول الرحمۃ، اللّٰھم ابعثہ مقاماً محموداً یغبطہ فیہ الاولون والاخرون"۔(الشفاء صفحہ نمبر ۹۰ جلد ۲ طبع لاہور)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا خود ساختہ درود

"اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد سید العرب والعجم المبعوث علی کافۃ الامم و صل یا رب آل محمد برحمتک یا ارحم الراحمین"۔(جواہر الاولیاء صفحہ نمبر ۲۸۳ طبع اسلام آباد ۱۹۷۶ء تالیف سید باقر بن سید عثمان بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا خود ساختہ درود

"اللّٰھم صل علی محمد عبدک ورسولک"(الشفاء صفحہ نمبر ۹ جلد ۲ طبع لاہور)

حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کا خود ساختہ درود

"اللّٰھم صل علی محمد النبی الامی و آلہ وسلم"۔

(جواہر الاولیاء صفحہ نمبر ۲۶۶ طبع اسلام آباد ۱۹۷۶ء)

حضرت امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہما کا خود ساختہ درود

"اللّٰھم صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الاخرین و صل علی محمد الی یوم الدین"۔

(القول البدیع از علامہ سخاوی (۹۰۲ھ) صفحہ نمبر ۵۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خود ساختہ درود

"اللّٰھم تقبل شفاعۃ محمد الکبری وارفع درجتہ العلیاء واعطہ سؤلہ فی الآخرۃ والاولیٰ کما اتیت ابراھیم و موسیٰ"(اسنادہ جید قوی صحیح)

(القول البدیع صفحہ نمبر ۳۶)

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"اللّٰھم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واھل بیتہ واصھارہ وانصارہ واشیاعہ ومحبیہ و امتہ معھم اجمعین"۔

﴿الشفاء صفحہ نمبر ۹۳ حصہ دوم ☆ القول البدیع صفحہ نمبر ۴۷﴾

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا خود ساختہ درود

"اللّٰھم صل علی ابدا افضل صلوٰتک علی سیدنا محمد عبدک ورسولک النبی الامی و آلہ وسلم"۔(جواہر الاولیاء صفحہ نمبر ۲۶۷)

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"اللّٰھم صل وسلم علیٰ حبیبک و قریبک و نبیک و مظھر ربوبیتک و مدل حضرتک و تمثل قدرتک روح القدس معطی الحیاۃ والفضیلۃ بامرک بکثیر العوالم مفیض نواطق النفوس صاحب الظفر والتعالیٰ شموس نورک"۔(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۱۸۵ طبع کراچی)

محدث شمس الدین محمد جزری (متوفی ۸۳۳ھ) کا خود ساختہ درود

"صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ وصحبہ صلوٰۃ تکون من النار عصمۃ وسلم و شرف و کرم"۔

(بستان المحدثین صفحہ نمبر ۲۶۹ طبع کراچی از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ)

محدث ابن الامام تقی الدین عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ الاتقیاء البررۃ صلوٰۃ هی لنا فی القیامۃ مدخر و سلم تسلیما کثیرا و شرف محمد و عظم و کرم"۔

(بستان المحدثین صفحہ نمبر ۲۰۵ طبع کراچی)

محدث ابو منصور عبدالخالق بن زاہر بن طاہر الشحامی (م ۵۵۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"الصلوٰۃ والسلام علی المفضل علی جمیع خلقه محمد و آلہ الطیبین و صحبہ الطاهرین"۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۲۲ طبع کراچی)

محدث جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"صلی اللہ علی من لا نبی بعدہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ وسلم کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون"

(الاتقان فی علوم القرآن از سیوطی صفحہ نمبر ۲۰۶ جلد ۲ طبع مصر)

صاحب مجمع الوسائل (محدث) رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"و صلی اللہ علی نبیہ محمد نبی الرحمۃ اولی الرسالۃ و علی آلہ وسلم کثیرا"۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۸ طبع کراچی)

حضرت سید محمد مکی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود

"اللّٰهم صل وسلم علیٰ سیدنا محمدن النبی الذی جمعت بہ شتات النفوس و نبیک الذی جلوت بہ ظلام القلوب و حبیبک الذی اخترتہ علی کل حبیب"۔ (جواہر الاولیاء صفحہ نمبر ۲۷۲)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود اور اس کی فضیلت

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں، میں نے خواب میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت کیلئے یوں آراستہ بنایا جیسے عروس (دلہن) کو آراستہ کیا جاتا ہے اور میرے اوپر یوں نچھاور کیا جیسے دلہن پر کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کو یہ درجہ کیسے ملا؟ کہا کہ "کتاب الرسالۃ" میں جو درود نبی ﷺ پر لکھا ہے اس کا عوض یہ ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیسے کر فرمایا وہ الفاظ یہ ہیں:

"صلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون" ﷺ

﴿القول البدیع صفحہ نمبر ۲۵۸ طبع سیالکوٹ﴾

﴿جلاء الافہام از ابن قیم صفحہ نمبر ۲۳۰ طبع [illegible]﴾

﴿جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع کراچی﴾

علامہ محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود شریف اور اس کی فضیلت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس درود شریف کو محدث طبرانی نے خود انشاء کیا ہے یعنی یہ درود ان کا خود ساختہ درود ہے۔

"اللّٰهم لك الحمد بعدد من حمدك ولك الحمد بعدد من لم يحمدك ولك الحمد كما تحب ان تحمد اللّٰهم صل على محمد بعدد من صلى عليه وصل على محمد بعدد من لم يصل عليه وصل على محمد كما تحب ان تصلى عليه"۔

علامہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان الفاظ درود پاک کو انہوں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کے سامنے پڑھا۔ حضور ﷺ نے اس درود پاک کو سن کر تبسم فرمایا، حتیٰ کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں اور آپ کے ثنایا مبارک سے نور ظاہر ہونے لگا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۳۲ طبع کراچی)

ایک خود ساختہ درود شریف اور اس کی فضیلت

"اللّٰھم صل علی محمد وعلی آلہ محمد صلاۃ انت لھا اھل وھو اھل و بارک وسلم "۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس درود پاک کو حسن قبول اور شرف قبولیت حاصل ہے۔ ایک بزرگ مدینہ منورہ میں زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور اپنی مدت اقامت میں انہوں نے اس درود پاک کا ورد رکھا۔ جب مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان سے (خواب میں) فرمایا کہ چند دن تم یہاں اور ٹھہرو، کیونکہ تمہارا درود پڑھنا ہمیں بہت پسند آیا ہے۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۸۵ طبع کراچی)

حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی (متوفی ۱۱۳۱ھ) کا خود ساختہ درود

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"امرنی سیدی الوالد بھذہ من الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم صل علی محمد ن النبی الامی والہ وبارک وسلم، قال قرأتھا فی المنام علی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم فاستحسنھا"۔

(در الثمین فی مبشرات النبی الامین صفحہ نمبر ۳۵ از شاہ ولی اللہ طبع لاہور ۱۹۷۰ء)

ترجمہ: "والد محترم نے مجھے حکم دیا کہ درود شریف اس صیغہ سے پڑھا کرو: اللّٰھم صل علی محمد ن النبی الامی والہ وبارک وسلم، میرے والد گرامی نے فرمایا کہ یہ درود شریف میں نے خواب میں پڑھا تو حضور ﷺ نے اس کو پسند فرمایا"۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود اور اس کی فضیلت

ابوبکر محمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ شبلی آئے، ابوبکر کھڑے ہو گئے۔ معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں، حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے، کہا میں نے اس کے ساتھ وہ کیا جو نبی ﷺ نے کیا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ شبلی رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے آپ نے ان کی پیشانی

کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں؟ فرمایا: یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر تک پڑھتا ہے اور پھر درود مجھ پر پڑھتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے، کہا اس نے کوئی فرض نماز نہیں پڑھی لیکن اس کے آخر میں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر تک پڑھا اور تین بار صلی اللہ علیک یا محمد (ﷺ) پڑھا۔ ابوبکر محمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں پھر شبلی کے پاس گیا اور پوچھا نماز کے بعد کیا ذکر کرتے ہو تو انہوں نے ایسی ہی بات کہی۔

(جلاء الافہام [illegible] فیضان حضور پر نور ﷺ)

محدثین کرام کا خود ساختہ درود شریف

۱)۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ)۔

۲)۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ)۔

۳)۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ)۔

۴)۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۵ھ)۔

۵)۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔

۶)۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۳ھ)۔

و دیگر محدثین کرام کا طریقہ کار ہے کہ وہ حدیث رسول نقل کرتے وقت حضور سید عالم ﷺ کے اسماء گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتے ہیں۔ یہ درود و سلام نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، بلکہ یہ محدثین کا خود ساختہ درود ہے۔

درود و سلام "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی فضیلت

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "جمع الجوامع" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حفص بن عبداللہ سے روایت کی کہ میں نے ابوزرعہ (محدث) کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان دنیا پر فرشتوں کی امامت کرا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تم کو یہ رتبہ کس عمل سے ملا؟ تو انہوں نے فرمایا

کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزار ہا حدیث لکھی ہیں اور میں نے ہر حدیث میں "النبی ﷺ" کہا تھا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "من صلی علی صلاۃ صلی اللہ علیہ عشرا"۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۰۹ طبع کراچی)

حضرت حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا فرمایا اے ابوعلی! کاش تو دیکھ لے کہ جو صلوۃ ہم نے نبی ﷺ پر اپنی کتاب میں لکھی تھی... ہمارے آگے کیسی روشن اور نورانی ہو رہی ہے۔ (جلاء الافہام [illegible])

حضرت ابوالحسن بن علی میمونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

کہ میں نے شیخ ابوعلی حسن بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا ان کی ہاتھوں کی انگلیوں پر کوئی چیز سبز یا زعفران سے لکھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا کہ استاذ! میں آپ کی انگلیوں میں یک ملیح تحریر دیکھتا ہوں، یہ کیا ہے؟

فرمایا اے لڑکے یہ طفیل ہے حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے کا اور یہ طفیل ہے حدیث میں لفظ "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" لکھنے کا۔

(جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۳۷)

حضرت محمد بن ابی سلیمان کہتے ہیں۔ میں نے اپنے والد گرامی کو خواب میں دیکھا، میں نے پوچھا پیارے باپ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا کیونکر؟ کہا نبی اکرم ﷺ پر درود لکھنے کے باعث۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۳۸)

حضرت سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے خلف صاحب حلقان نے روایت کیا ہے کہ میرا ایک صدیق (ساتھی) تھا، میرے ساتھ طلب حدیث کیا کرتا تھا۔ وہ مر گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا اس پر سبز پوشاک تھی۔ دامن کشاں چلتا تھا۔ میں نے کہا تو میرے ساتھ حدیث طلب نہ کیا کرتا تھا؟ کہا ہاں! میں نے کہا۔ پھر تو اس درجہ پر کیونکر پہنچا؟ کہا جو ایسی حدیث آئی جس میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ہوتا، میں اس کے اوپر ﷺ لکھ دیا کرتا تھا اس کا بدلہ یہ ہے کہ جو تم میرے اوپر پوشاک دیکھ رہے ہو۔

(جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۳۹ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

وہابیہ نجدیہ کے خودساختہ (بناوٹی) درود

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا خودساختہ درود

"صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین"۔

(کتاب التوحید صفحہ نمبر ۲۳۰ طبع کویت)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا خودساختہ درود

"افضل صلوتہ و سلامہ و تحیاتہ الطیبات المبارکۃ و اکرامہ علی رسولہ و حبیبہ و صفوتہ محمد الامین خاتم النبیین و سید المرسلین و صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین الطاہرین"۔

(شرح اسماء الحسنیٰ صفحہ نمبر ۹ طبع لاہور ۱۹۷۳ء، ۱۳۹۳ھ)

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مفتی اعظم سعودی عرب کا خودساختہ درود

"صلی اللہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ"۔

(عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ تالیف شیخ محمد صالح مقدمہ عبدالعزیز بن عبداللہ صفحہ نمبر ۹ طبع راولپنڈی ۱۴۱۰ھ)

شیخ محمد الصالح العثیمین سعودی عرب کا خودساختہ درود

"صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین"۔ (عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ صفحہ نمبر ۱۰)

الشیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ (متوفی ۱۲۸۵ھ) کا خودساختہ درود

"صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین"۔

(قرۃ العیون الموحدین صفحہ نمبر ۱۹۷ جلد دوم)

حافظ ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) کا خودساختہ درود

"صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ وسلم"۔

(المنار المنیف صفحہ نمبر ۱۵۵ طبع بیروت ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

ابن تیمیہ کا خودساختہ درود

"وصلاته و سلامه على محمد خاتم النبيين و آله و صحبه اجمعين"۔ (التحویۃ الکبریٰ صفحہ نمبر ۹ طبع لاہور)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا دوسرا خود ساختہ درود

"فصلى الله عليه وبارك وسلم وعلى آله وازواجه و خلفائه واصحابه صلوٰة دائماً سرمداً"۔

(رسالہ عشرہ، قاضی محمد سلیمان، صفحہ نمبر ۳ طبع ۱۹۷۲)

مولوی عبدالسلام بستوی دہلوی کا خود ساختہ درود

"الصلوٰة والسلام علىٰ جميع الانبياء وسيد المرسلين"۔

(اسلامی تعلیم، صفحہ نمبر ۸۳ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی کا خود ساختہ درود

"الصلوٰة والسلام على رسوله و خاتم الانبياء محمد النبي اصطفاه سائر العرب والعجم و على آله واصحابه"۔

(الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ صفحہ نمبر ۳ طبع بھوپال ۱۳۰۵ھ)

سید بدیع الدین سندھی (وہابی) کا خود ساختہ درود

"الصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين"۔ (مقدمہ ہدیۃ المستفید صفحہ نمبر ۹ طبع لاہور)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا دوسرا خود ساختہ درود

"الصلوٰة والسلام على نبينا محمد الامين و على آله وصحبه والتابعين" (تحفہ وہابیہ (دوسرا رسالہ محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۲۶ طبع امرتسر ۱۹۲۸ء)

محمد بن عبدالوہاب کے استاذ محمد حیات سندھی کا خود ساختہ درود

"وصل وسلم على من له خلق عظيم و على آله واصحابه الذين هديهم اللذين القويم"۔ (درّۃ الثمینہ شرح بذا الحرۃ از حیات سندھی صفحہ نمبر ۳ طبع ۱۳۱۲ھ)

احسان الٰہی ظہیر کا خود ساختہ درود

"الصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده و على آله وصحبه"۔

(مرزائیت اور اسلام صفحہ نمبر ۱۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

مولوی محمد اسماعیل سلفی وہابی کا خود ساختہ درود

"الصلوٰة والسلام على سيد الخلق محمد خاتم النبيين وعلى صحابه و آله"۔ الخ (حجیت حدیث صفحہ نمبر ۱۵ طبع لاہور ۱۹۸۱ء / ۱۴۰۱ھ)

مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری کا خود ساختہ درود

"اصل واسلم على نبيه خير الورى"۔

(سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی، عبدالجبار غزنوی صفحہ نمبر ۱ طبع لاہور)

مولوی محمد بشیر سہسوانی غیر مقلد وہابی کا خود ساختہ درود

"الصلوٰة والسلام على خير خلقه محمد و آله وصحبه اجمعين"۔

(البرہان العجاب، صفحہ نمبر ۱ طبع ثانی ۱۳۰۳ھ)

مولوی عبدالسلام بستوی دہلوی کا دوسرا خود ساختہ درود

"الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله"۔

کو درود شریف تسلیم کرنا (یہ عقیدہ وہابیت ہے کہ پاکستان میں پڑھا جائے یا صرف روضہ نور پر) (موصوف لکھتے ہیں) اس کے بعد اگر کسی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے کی درخواست کی ہے تو اس کی طرف سے سلام کا پیغام پہنچا دو اگر تم عربی جانتے ہو تو عربی میں، ورنہ اردو میں، مثلاً راقم الحروف نے تم سے اپنا سلام دربارِ رسالت میں پہنچانے کی درخواست کی ہے تو یوں کہو الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللہ من عبدالسلام بن یوسف بستوی بعدہ مصروات اللہ تعالیٰ، آپ سلام کو سن کر جواب دیتے ہیں۔

(اسلامی تعلیم صفحہ نمبر ۱۸۲۶ از مولوی عبدالسلام بستوی طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

بغض رضا نے امیر حمزہ کے دماغ کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور اس کے فکر و شعور کا جنازہ نکل چکا ہے۔ مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اردو زبان میں بارگاہِ نبوی میں سلام نظم کیا ہے۔ مولانا بریلوی کے ہمعصر، پہلے اور بعد کے شعراء کرام نے بھی سلام کی

صورت میں بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ مگر یہ کیا وجہ ہے کہ مولانا رضا پر تو تنقید کی جاتی ہے اور انہیں خود ساختہ سلام اختراع کرنے کا طعنہ دیا جاتا ہے، دیگر شعرائے کرام پر جرح نہیں کی جاتی، معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے فقط سعودی ریالوں کو ہضم کرنے کا یہ شریفانہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ مذہب حقہ اہلسنت، مولانا احمد رضا بریلوی اور مولانا محمد الیاس پر تنقید کرتے رہو اور سعودی ریال وصول کرتے رہو۔

ہم مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلام کے ساتھ دیگر شعراء کرام کے بھی سلام تحریر کرتے ہیں اور امیر حمزہ نجدی وہابی سے ان پر بھی حکم شرعی لگانے کی استدعا کرتے ہیں تاکہ ان کی منافقت منظر عام پر آجائے۔

مولانا احمد رضا بریلوی کے "سلام" کے متعلق پروفیسر سیم چشتی لکھتے ہیں

مولانا احمد رضا بریلوی نے سرکار ابد قرار، زبدۂ کائنات فخر موجودات حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں جو منظوم سلام پیش کیا ہے، اسے یقیناً شرف قبولیت حاصل ہو گیا ہے کیونکہ ہندو پاک میں شاید ہی کوئی عاشق رسول ایسا ہو جس نے اس کے دو چار شعر حفظ نہ کر لئے ہوں۔ (مدح حق مجون بار صفحہ نمبر ۳۱)

مولانا احمد رضا بریلوی حنفی قادری نور اللہ مرقدہ

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام ... شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخ نبوت پہ روشن درود ... گل باغ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہریار ارم تاجدار حرم ... نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود ... نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود ... فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام
نور عین لطافت پہ الطف درود ... زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام
صاحب رجعت شمس و شق القمر ... نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیر لوا آدم و من سوا ... اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں ... اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بے حد درود ... ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام
شرق انوار قدرت پہ نوری درود ... فتق ازہار قربت پہ لاکھوں سلام
رطیب وجاہت پہ نیمی درود ... عطر جیب نہایت پہ لاکھوں سلام
شہ لاہوت خلوت پہ لاکھوں درود ... شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام
اصل ہر بود و بہبود تخم وجود ... قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا ... مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(نقوش رسول نمبر جلد، طبع لاہور)

شیخ جمال الدین الصرصری (متوفی ۱۲۵۸ء)

سلام

یا نبی الهدی علیک السلام ... کلما عاقب الضیاء الظلام
زادک الله رفعة و جلالاً ... و بهاءً و عزةً لا ترام
قد قطعنا الیک فجا عمیقاً ... بقلوب بها الیک اُوام
نطلب الفضل منک یا خیر هاد ... فسبیک الاحسان والانعام
منک بذل الندی و حسن قری ... الضیف و من جودک اسعد الکرام
انت بالبشر والسماح منی ... ولنا بالسری الیک ذمام
انت نعم الشفیع فی الموقف ... الاکبر ان طال بالانام المقام
فجیران لایجب لنهیک الیوم ... واج شعاره الاسلام
ان یکن عاقنا القضاء و طالت ... بالمطا یا عن قصدک الایام
فلنا جنةٌ الیک و منا ... کل وقت یهدی الیک سلام

(نقوش رسول نمبر جلد دہم صفحہ نمبر ۲۱۰ طبع لاہور)

مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ

۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء.....۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء

سید و سرور محمد نور جان ...... مہتر و بہتر شفیع مجرمان

اے نادرہ دوران ازماست سلام اللہ   اے یوسف مصر جان ازماست سلام اللہ
اے محرم راز حق و دانستہ حق مطلق   بےشک تویی در دین الحق ازماست سلام اللہ
اے داروئے ہر دردل وے حل ہر مشکل   وے فاضل و وے عاقل ازماست سلام اللہ
اے آنکہ تو سلطانی وے آنکہ تو خاقانی   وے آنکہ تو جان جانی ازماست سلام اللہ
اے عارف دیرینہ وے خازن گنجینہ   وے سید بے کینہ ازماست سلام اللہ
اے آدم مشتاقان وے عیسیٰ نفس کان   وے مہدی ہر پاکان ازماست سلام اللہ
اے مہتر شہبازان وے شاہ سرافرازان   وے سرور جانبازان ازماست سلام اللہ
اے بخت سعید من وے وعدہ وعید من   وے روز تو عید من ازماست سلام اللہ
ہم صدق و صفا داری ہم مہر و وفا داری   ہم حلم و حیا داری ازماست سلام اللہ
ہم جود و سخا داری ہم لطف خدا داری   ہم ملک بقا داری ازماست سلام اللہ
ہم مرد خدائی تو ہم راہ نمائی تو   ہم درد و دوائی تو ازماست سلام اللہ
ہم جان و جہانی تو ہم امن امانی تو   ہم گنج نہانی تو ازماست سلام اللہ
ہم راحت روحی تو ہم فتح و فتوحی تو   ہم جام صبوحی تو ازماست سلام اللہ
ہم آب حیاتی تو ہم دفع ممانی تو   ہم قدر براتی تو ازماست سلام اللہ
ہم مسجد و محرابی ہم ہادی اصحابی   ہم مونس احبابی ازماست سلام اللہ
ہم نوری و ہم سروری ہم بہروی و ہم جوہر   ہم حسنی و ہم زیور ازماست سلام اللہ
اے میر جوان تخم وے خاک درت تخم   وے دوست وے تخم تو ازماست سلام اللہ

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۳۱۷ طبع لاہور)

یحییٰ اعظمی المتوفی ۱۹۷۲ء

سلام اس پر ہوئی جس سے منور بزم امکانی   سلام اس پر رخ اقدس تھا جس کا شمع نورانی
سلام اس پر لقب تھا رحمۃ للعالمین جس کا   سلام اس پر کہ خود اک نام نامی تھا امیں جسکا
سلام اس پر کہ تھا ہمدرد مخلص غم نصیبوں کا   سلام اس پر کہ تھا غمخوار مسکینوں غریبوں کا
سلام اس پر یتیموں کا ہمیشہ جس نے غم کھایا   سلام اس پر جو دامن سے بیواؤں کے کام آیا
سلام اس پر کہ خود الفقر فخری جس نے فرمایا   سلام اس پر دلوں کو سوز حق سے جس نے گرمایا
سلام اس پر دیا عدل و اخوت کا سبق جس نے   سلام اس پر سنایا دہر کو پیغام حق جس نے
سلام اس پر عدو پر جس نے رفق و لطف فرمائے   سلام اس پر وہ مثل حجر کے جس سے پھول برسائے
سلام اس پر جو بن کر رحمۃ للعالمین آیا   سلام اس پر جو از سرتا قدم لطف آفریں آیا
سلام اس پر مٹایا جس نے فرق خواجہ و مولا   سلام اس پر اٹھائی جس نے رسم بندہ و آقا
سلام اس پر فقیری میں تھی جسکی شان سلطانی   سلام اس پر شتربانوں کو دی جس نے جہانبانی
سلام اس پر سہے حق کیلئے رنج و محن جس نے   سلام اس پر خدا کی راہ میں چھوڑا وطن جس نے
سلام اس پر صفت والشمس جسکے روئے انور کی   سلام اس پر شبستان جہاں جس نے منور کی
سلام اس پر کہ تھا نور قدم کا پیکر آخر   سلام اس پر کہ تھا حسن ازل کا مظہر آخر
سلام اس پر خدا تھا صاحب عرش بریں جسکا   سلام اس پر جمال افروز تھا روح الامیں جسکا
سلام اس پر کہ تھی جس کی صفت مزمل و یٰسیں   سلام اس پر بتائے جس نے دیں کے حکمت و آئیں
سلام اس پر رگ فطرت کو بخشی زندگی جس نے   سلام اس پر رخ ہستی کو دی تابندگی جس نے
سلام اس پر کتاب قدس ہے نعت و ثنا جسکی   سلام اس پر زبان وحی ہے رمز آشنا جس کی
سلام اس پر ہیں جلوہ گاہیں جسکی یثرب و بطحا   سلام اس پر کہ جسکی خوابگاہ ہے گنبد خضرا

سلام اس پر جو ہے پاک جس کا رشک سینا ہے
سلام اس پر دیار محترم جس کا مدینہ ہے

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۱۳۱ طبع لاہور)

حفیظ جالندھری مرحوم المتوفی ۱۹۸۲ء

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی … سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
سلام اے ظل رحمانی، سلام اے نور یزدانی … ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
سلام اے سر وحدت اے سراج بزم ایمانی … زہے یہ عزت افزائی، زہے تشریف ارزانی
ترے آنے سے رونق آ گئی گلزار ہستی میں … شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی
سلام اے صاحب خلق عظیم انساں کو سکھلا دے … یہی اعمال پاکیزہ یہی اشغال روحانی
تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ … تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ فقر فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا … مگر قدموں تلے ہے فر کسریٰ و خاقانی

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۳۴۹ طبع لاہور)

اسمٰعیل میرٹھی متوفی ۱۹۱۷ء

علیک السلام اے شفیع البرایا … اولوالعزم تجھ سا نہ آئے نہ آیا
علیک السلام اے امین الٰہی … کہا جو خدا نے وہ تو نے سنایا
علیک السلام اے رفیع الدرج … کسی نے نہیں تیرے رتبے کو پایا
علیک السلام اے ستودہ خصائل … فدا خلق پر تیرے اپنا پرایا
علیک السلام اے جمیل الشمائل … جواد و رؤف و کریم السجایا
علیک السلام اے مالک دو عالم … ترا دامن لطف ہے سب پہ چھایا
علیک السلام اے جمال معالی … نہ تھا تیرے جسم مطہر کا سایہ
علیک السلام اے محب غریباں … ترے حلم نے بار امت اٹھایا
علیک السلام اے ترا نور قدسی … ہے سلطان اور جملہ عالم رعایا
علیک السلام اے تجھے ذات حق نے … جو اول بنایا تو آخر دکھایا
علیک السلام اے شہنشاہ وحدت … کہ توحید کا تو نے سکہ بٹھایا
علیک السلام اے طبیب نہانی … دلوں میں جو تھے روگ سب کو مٹایا

علیک السلام اے شفائے مجسم … عجب تو نے صحت کا نسخہ چلایا
علیک السلام اے سوار سبک رو … کسی نے تری گرد رہ کو نہ پایا
علیک السلام اے رسالت پناہی … خدا کا ہمیں تو نے رستہ دکھایا
علیک السلام اے ہدایت کے مرکز … تجھے حق نے نشان کامل بنایا

درود و سلام و صلوٰۃ و تحیت
یہ ہدیہ ہے حاضر تحف اور ہدایا

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۳۴۰ طبع لاہور)

عبدالباری آسی (المدنی) لکھنوی المتوفی ۱۹۳۹ء

وہی ہیں طاہر وہی مطہر وہی ہیں شافع وہی پیمبر
وہ سب سے افضل وہ سب سے بالا وہ سب کے رہبر وہ سب سے برتر
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
شفیق سب کے ادیب سب کے انیس سب کے خلیل سب کے
رفیق سب کے حبیب سب کے رئیس سب کے کفیل سب کے
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
مہ منور ہیں وہ عرب کے نہ ابر ان پر نہ کوئی ہالا
جہاں کے حق میں سبب طرب کے بہ لطف برتر بہ خلق اعلیٰ
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
حکیم امت رحیم صورت کریم سیرت عظیم ہیبت
شریف طینت حلیم جبلت جمیل ملت رفیع رفعت
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
شہیر عالم بہ قرشی کلاہی عرب کے والی عجم کے حامی
جہاں کے سرور جہاں میں نامی بہ دین مکرم بہ جاہ گرامی

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
ملا نہ آپ یہ ملے گا درجہ اس پہ ایسا نہ کوئی ہوگا
اسی سے ظاہر ہے ان کا رتبہ کہ خود ثنا گو ہے حق تعالیٰ
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
وہ ماہِ شمعِ ہدیٰ جو رخ سے تو بت ہوئے خیرہ سر جھکائے
چراغ مت کے یوں جلائے کہ ذرے دنیا کے جگمگائے
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
کہاں تک آگے یہ بہزاد کوئی کہاں تک آخر یہ سخت جوشی
کہاں تک اتنی سخن فروشی یہ کہہ کے ہو مائل خموشی

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۹۱ طبع لاہور)

بہزاد لکھنوی المتوفی ۱۹۵۵ء

آنکھ فدائے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قلب نثار کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خوشبوئے گلشن سے بہتر پھولوں سے برتر کلیوں سے بڑھ کر
خوشبوئے گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا میری ذکرِ مدینہ، دین مرا دید شہ بطحیٰ
ایماں مرا روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
چشم و نظر کا ذکر ہی کیا ہے ذکر ہی کیا ہے فکر ہی کیا ہے
کہتا ہے دل چل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
روح ہے لرزاں دل ہے پریشاں آنکھ ہے تر چہرہ افسردہ
لائی صبا پھر بوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
رنج و غم کب ہیں میرے شایاں کیوں نہ رہوں بہزاد میں شاداں

بن کے گدائے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۹۲ طبع لاہور)

حسرت موہانی المتوفی ۱۹۵۱ء

مظہرِ شانِ کبریا صلی علیٰ محمد (ﷺ) — آئینۂ خدا نما صلی علیٰ محمد (ﷺ)
صاحبِ تاجِ عارفاں، باعثِ فخرِ صادقاں — سرور و خیر انبیاء صلی علیٰ محمد (ﷺ)
عشقِ دل کشا، مصدرِ حسن جاں فزا — صورت و سیرت خدا صلی علیٰ محمد (ﷺ)
مونسِ دل شکستگاں، پشت پناہ خستگاں — شافعِ عرصہ جزا صلی علیٰ محمد (ﷺ)
حسرت اگر رہے ہے تو عشقِ حق کی آرزو — وردِ زباں رہے سدا صلی علیٰ محمد (ﷺ)

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۹۳ طبع لاہور)

بیدم شاہ وارثی المتوفی ۱۹۳۳ء

آئی نسیم کوئے محمد ﷺ ..... کھینچنے لگا دل سوئے محمد ﷺ
کعبہ ہمارا کوئے محمد ﷺ — مصحفِ ایمان روئے محمد ﷺ
لے کے مرادوں ہم کو چلئے، مر جائیے، مست ہو جائیے — پہنچیں تو ہم تا کوئے محمد ﷺ
طرفِ کی جانب تکتے والو آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو — دیکھو وہ دل جوئے محمد ﷺ
نام اسی کا باب کرم ہے دیکھو یکا محرابِ حرم ہے — دیکھو خم ابروئے محمد ﷺ
کلیاں چٹکیں خوشبو مہکی، بیدم دل کی دنیا مہکی — کھل گئے جب گیسوئے محمد ﷺ

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰ طبع لاہور)

مقلد اور غیر مقلد وہابیوں کے سلام ماہر القادری (مقلد وہابی)

المتوفی ۱۹۷۸ء

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی .. سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے .. سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اسپر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں ۔ سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اسپر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی ۔ سلام اسپر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی
سلام اسپر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں ۔ سلام اس پر ہوا مجروح جو بازار طائف میں
سلام اس پر وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے ۔ سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا ۔ سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا ۔ سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۳۱۵ طبع ۱۱ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری

سلام اس نور رب العالمین پر ☆ سب اس کی آل و اصحاب دین پر
(ترک اسلام صفحہ نمبر ۸۶ مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)
سلام اس پر جو مصطفیٰ ہو کے آیا ☆ وہ بندوں میں بندہ بڑا ہو کے آیا
(شمع توحید مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)
اور اصحاب محمد پر سلام ☆ ہو میری جانب سے ہر دم صبح و شام
(نور توحید مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے پیر و مرشد سید احمد

سلام ای نور رب العالمین ☆ السلام اے محیط روح الامین
السلام ای صدر بدر دوجہاں ☆ السلام ای فیض بخش انس و جاں
السلام ای بادشاہ مرسلاں ☆ السلام اے قبلہ صاحبدلاں
سلام ای نائب پروردگار ☆ السلام ای قاسم جنات و نار
السلام اے مصطفیٰ ای مجتبیٰ ☆ السلام ای مقتدی ابتدا
السلام اے سید عالی نسب ☆ السلام ای معدن علم و ادب

در پیر میاں شاہ دین ذین مہتمم

صد درود و صد ثنا و صد سلام

السلام ای فرش تو عرش عظیم ۔ السلام ای مسکنت خلد نعیم
السلام ای شاہد رب جلیل ۔ السلام ای قاصد تو جبریل
السلام ای آفتاب اصطفا ۔ السلام ای شمع صدق و صفا
سلام ای ماحی کفر و فساد ۔ السلام ای سرور خیر العباد
سلام ای ناظم اقلیم دین ۔ السلام ای وارث خلد بریں
السلام ای سرور تاج سروری ۔ السلام ای عزت پیغمبری
السلام ای پیشوائے متقین ۔ السلام ای مرشد دنیا و دیں
السلام ای عالم علم خدا ۔ سلام ای شافع روز جزا
(مخزن احمدی از سید محمد علی صفحہ نمبر ۱۰۳ طبع آگرہ ۱۲۹۹ھ)

آغا شورش کاشمیری (مقلد وہابی) المتوفی ۱۹۷۵ء

م پہ ہو تیری رحمت جم جم صلی اللہ علیک وسلم
تیرے ثنا خواں عالم عالم صلی اللہ علیک وسلم
.. ہیں تیرے نام کے لیوا، دھرتی کے پانی دیو
یہ دھرتی ہے ! برہم برہم صلی اللہ علیک وسلم
تیری رسالت عالم عالم، تیری نبوت خاتم خاتم
تیری جلالت پرچم پرچم صلی اللہ علیک وسلم
یہ تیری امت کی نبضیں ڈوب چکی ہیں ڈوب رہی ہیں
دھیرے دھیرے مدھم مدھم صلی اللہ علیک وسلم
کہ صندل سے موتی چھلکے، دیکھ حیا کے ساغر چھلکے
سب کی آنکھیں پرنم پرنم صلی اللہ علیک وسلم
قریہ قریہ بستی بستی دیکھ چکے میں دیکھ رہا ہوں

توحد توحد بستی بستی ماتم ماتم صلی اللہ علیک

اے آقا اے سب کے آقا ارض و سما ہیں ڈھی ڈھی

ان زخموں پہ مرہم مرہم صلی اللہ علیک

(نقوش رسول نمبر جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۱۳۳ طبع لاہور)

مولوی حکیم علی محمد صمصام (غیر مقلد وہابی)

سلام آکھاں

الحمد للہ میں آپ جا کے سرور نوں سلام آکھاں
رخ انور دی طلعت مطہر نوں سلام آکھاں

ہوا کدے لے جاوے گی سنیہا درد منداں دا
میں حاضر ہو کے خود، سچے پیغمبر نوں سلام آکھاں

سلام آکھاں جنہوں سرکار نے تلقین بلا یا ہے
شفیع المذنبین دنیا دے جوہر نوں سلام آکھاں

سلام آکھاں جو آدم نوں پہلاں رحمتاں ملیاں
تے آدم دی نسل ساری توں بہتر نوں سلام آکھاں

سلام آکھاں جو انگلی نال چن نوں کر گیا ٹکڑے
میں اس خوش رو تے خوش خو تے خوشتر نوں سلام آکھاں

سلام آکھاں جیہدی امت زمانے وچ نرالی ہے
او سب نبیاں دے افضل نوں تے بہتر نوں سلام آکھاں

جیہدے پچھے تمیں شہراں پیچ موددے چلائیاں سن
میں اس رحمت تے برکت توں بہتر نوں سلام آکھاں

جو ماراں کھا کے دشمن تمیں ہدایت دی دعا منگدے

اس الفت دے پیچھے پیو ورنوں سلام آکھاں

گناراں نے جنہوں مجبور کر کے کڈھ دتا مکیوں
میں اس مظلوم گھر چھڈ گئے مہاجر نوں سلام آکھاں

کہ دے دن جس نے معافی کافراں نوں بخشی
اس دریائے رحمت دے شناور نوں سلام آکھا

کوئی جاوے کسے پاسے ایہہ اپنی دل پسندی اے
مگر صمصام میں تے اپنے رہبر نوں سلام آکھاں

(گلشن صمصام صفحہ نمبر ۲۰ طبع لیصل آباد)

قادری صاحب کے "سلام" پر اعتراض کا جواب

زیر بحث سلام کو قادری صاحب نے عشق رسول میں سرشار ہو کر لکھا ہے اور محب کو محبوب کی ہر شئے سے محبت ہوتی ہے۔ بلکہ وہ اس ہر شئے سے پیار کرتا ہے۔ جس کی نسبت محبوب کی طرف ہو۔ سلام لکھتے لکھتے جب دیار محبوب پر سلام عرض کرنے کی باری آئی تو اس قدر محویت کا عالم طاری ہوا کہ مفصل طور پر مدینۃ الرسول کی ہر شئے پر سلام عرض کر دیا۔

امیر حمزہ نے اپنے مطلب کے اشعار تو لکھ دیئے مگر وہاں یہ شعار بھی تو موجود ہیں

۱۔ زائر طیبہ روضے پہ جا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
میرے غم کا فسانہ سنا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

۲۔ جب پہنچ جائے تیرا سفینہ، جب نظر آئے میٹھا مدینہ
تو ادب اپنے سر کو جھکا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

۳۔ جب کہ آئے نظر پیارا مکہ، چوم لینا نظر سے تو کعبہ
ہو سکے گر تو ہر جا پہ جا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

۴۔ آمنہ کے دلارے کو پہلے، بعد شیخین کو بھی تو کہہ دے
پھر بقیع مبارک میں جا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

۵۔ تو نمازوں کا پابند بن جا، اور سرکار کی سنتوں کا
نقاب اپنے چہرے پر کر، تو سلام میرا اور درود کے کہنا

(سلطان مدینہ صفحہ نمبر ۱۹۲، ۱۹۱ طبع)

قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سید المرسلین ﷺ کے قیام پذیر ہونے کے مقامات، خاتم النبیین (ﷺ) کے منازل و جائے سکونت جہاں سے نبوت کے چشمے جاری ہوئے اور بکثرت آیات رسالت جہان میں پھیلے اور وہ مکانات جہاں رسالت کے فیوض و برکات مشتمل ہیں، وہ زمین مقدس جو سید عالم کے جسم مقدس سے مس ہو کر سرفراز ہوئی ہے ان تمام مقامات کی تعظیم و توقیر کی جائے وہاں کے خوشبوؤں کی ہوا ان جائے ان کے مکان، در و دیوار، چوما جائے۔ اس کے بعد قاضی علیہ الرحمۃ نے ۸ عربی اشعار نقل کئے ہیں۔ ہم ان کا ترجمہ لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱ ...اے سید المرسلین ﷺ کے کاشانہ قدس کی ہر وہ چیز جو ان سے منسوب ہے جن کے باعث لوگوں نے ہدایت پائی اور معجزات کے ساتھ مخصوص ہیں۔

۲ میرے پاس تمہارے لئے سوزش عشق اور ایسا شوق ہے جس میں چنگاریاں روشن ہیں۔

۳... خدا کی قسم میں اپنی آنکھوں کو تمہارے ان دیواروں اور میدانوں سے بھروں گا۔

۴ میں ان مقامات کو کثرت سے بوسے دے کر اور لپٹ کر اپنی سپید داڑھی گرد آلود کروں گا۔

۵ ...اگر مجھے مولع میرے دشمن نہ ہوتے تو میں ہمیشہ ان کی زیارت کرتا گرچہ میرے رخسار گرد آلود ہو جائیں۔

۶ .. لیکن میں جدا ان گھروں اور ان کمروں کے رہنے والوں پر صلوٰۃ و سلام کے بکثرت تحفے پیش کروں گا۔

۷ جو مشک سے زیادہ خوشبو کی لپٹیں مارتی ہوگی جسے صبح و شام ڈھانپ لیں گی
۸ ...ان کو پاکیزہ اور زیادتی سلام و برکات سے مخصوص کرتی ہیں۔

(الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی صفحہ نمبر ۷۶ تا ۷۸ جلد ۲ طبع لاہور)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور علیہ السلام کے منبر شریف کے اس مقام جہاں حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ وہاں حضرت ابن عمر اپنے ہاتھ رکھتے پھر ان اپنے چہرے پر ملتے۔

(الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی صفحہ نمبر ۲۸ جلد ۲ طبع لاہور، حاشیہ الوسیلہ از ابن تیمیہ صفحہ نمبر ۱۲۲ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

محمد بن اسمٰعیل (۱۱۸۲ھ) نجد شہر کے متعلق لکھتے ہیں۔

"سلام علی نجد و من حل بالنجد"۔ (محمد بن عبدالوہاب از مسعود عالم ندوی صفحہ نمبر ۱۱۲ طبع لاہور)

اگر نجد اور اس کے باسیوں پر مجمل طور پر سلام عرض کرنا جائز ہے تو ہم پوچھتے ہیں نجد میں کتے، گدھے، رونیاں، بوٹیوں، لنگڑیاں، بکریاں، گھڑکیاں اونٹ اور گھوڑے نہیں ہیں اگر نجد میں نہیں تو دلیل دو، اگر ہیں تو پھر مجمل طور پر جو سلام پیش کیا گیا ہے وہ ان میں شامل ہیں یا نہیں؟ یقیناً شامل ہیں تو پھر قادری صاحب کے سلام پر اعتراض کیسا۔

حجاز میں نجدیوں کی طرف سے مسٹر گاندھی ہندو مشرک پر سلام

سلام الفضل یا گاندھی
و ہذا الدہر من عندی

(القرآۃ الاعد بیانجز والثانی صفحہ نمبر ۲۲۵ بحوالہ عباس الصورۃ صفحہ نمبر ۲۰۶ طبع لائلپور)

میر حمزہ اور اس کے حواری قرآن و سنت کی روشنی میں مشرک پر سلام پیش کرنا ثابت کریں۔

کیا یہ کام؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین کرام، آئمہ مجتہدین اور علماء اسلام نے کیا ہے؟

جبکہ رب کعبہ ارشاد فرماتا ہے "انما المشرکون نجس"۔ (التوبہ آیت نمبر ۲۸)

"یعنی بے شک مشرک پیدا ہیں"۔

بیچارا ... امیر حمزہ

ہم آخر میں فرقہ وہابیہ نجدیہ کے مشہور شاعر مولوی حکیم محمد علی صمصام کی ایک نظم لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں، جس میں انہوں نے مدینہ منورہ کی بھیڑوں، بکریوں، کجھوروں وغیرہ کا ذکر کیا ہے اگر نعت میں ان کا ذکر کرنا درست ہے تو پھر [illegible] کے وسیلے دعا کرنا ناجائز کیونکر ہوگا۔

ٹھنڈیاں چھاواں مدینے دیاں

اللہ ماش لوں بن دل کرداے ٹھنڈیاں ٹھنڈیاں چھاواں مدینے دیاں
دوری دور حضور سرور والی وی، کج کھاں تناواں مدینے دیاں
دل لگدا نہیں پاکستان اندر میری جان مدینے دی جان اندر
دل ہو جائے میرے ایمان اندر جاں زیارتاں پاواں مدینے دیاں
دے گنبد جاں ہرے ہریا دی جاگ پوے مردہ مریا
تن من ہو جائے ٹھریا ٹھریا جدوں لگن ہواواں مدینے دیاں
جدوں داخل ہووے مدینے دی اگ بجھ جائے سڑ دے سینے دی
نالے حسد تے بغض تے کینے دی ایہہ تاثیراں پاواں مدینے دیاں
جدوں مسجد نبوی دے وچ وڑ جاں، گویا جہاز محمدی تے چڑھ جاں
سارے لگر ٹکا دے ملک جاون جدوں لے لاں روز مدینے دیاں
وچ روضہ پاک محمد دا، ساتوں پیارا ساک محمد دا
اج سامنے ہو کے درود پڑھاں، ایسے خاطر چاواں مدینے دیاں
کی میں دساں مدینے دا کی سوہنا گھر گھر سوہنا گلی گلی سوہنا
دس گجیاں ونگ معشوقاں دے بھیڈاں بکریاں گاواں مدینے دیاں
کیتے سوہنے جنت گھراں دے محراں دیاں پیاریاں حوراں دے
بھیسیں دل تاں گھراں دے، کی کی صفتاں کھاواں مدینے دیاں

ویکھاں کھولی ہاس فجاراں دی، جتھے دو پہر کٹے سرکاراں دی
کدے سلح دا ٹھنڈا اسجاہ ویہڑے کی کی تھاواں وکھاواں مدینے دیاں
پھر بقیع جتھے رحمت دا نور ور ہے جتھے صحاباں دے پوراں دے پورے
جتھے عاصی بھی لیکن سرور ہے، بخشش دیاں تھاواں مدینے دیاں
دو رکھتاں میت قبا دیکھاں کدے کوہ عثمان دا جا دیکھاں
کدے اُحد دے جا شہداء ویکھاں کی کی زیارتاں پاواں مدینے دیاں
کیڈی دھرتی پاک وفا والی، ایہہ زمین ہے خاک شفا والی
صمصام ہے انکھیاں دے وچ پالاں، کی تاثیراں پاواں مدینے دیاں

(گلشن صمصام صفحہ نمبر ۱۵۶، ۱۵۷، طبع لیس آباد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ... اور امیر حمزہ کیلئے لمحہ فکریہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت کی بے حد اتباع کرنے والے تھے، حتی کہ آپ ﷺ جہاں اترے تھے وہاں اُترتے اور جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی وہاں نماز پڑھتے تھے، ورحتی کہ نبی ﷺ ایک درخت کے نیچے اُترے تھے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کو پانی دیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ اور مصطفیٰ ﷺ کے آثار مدت تک قائم رہیں۔ (تاریخ فقہ از علامہ شیخ محمد خضری بک صفحہ نمبر ۵۰ طبع کراچی، بار دوم ۱۹۶۲ء)

امیر حمزہ ... الیاس قادری کی "دعوت اسلامی" کا میلادی کارکن اسر پر سبز پگڑی باندھے طیبہ جا پہنچا ہے۔ ویسے وہاں یہ بھی واقعہ ہوسکتا ہے کہ یہ وہاں پہنچے اور روضے کے گنبد کا رنگ سبز کی بجائے سرخ ہو جائے، تو پھر پوری جماعت جس کے لاکھوں کارکنوں کے سروں پر گنبد کے رنگ کی وجہ سے سبز پگڑیاں ہیں ان کا رنگ بدلنا پڑ جائے ... الخ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۱۲)

جواب

ہم نہ سبز گنبد کی وجہ سے اور نہ ہی پارسائی و تقویٰ جتلانے کی غرض سے سبز پگڑی

باندھتے ہیں بلکہ سنت مستحبہ سمجھ کر اس کا استعمال کرتے ہیں۔

مستحب کی تعریف

مولوی اشرف علی تھانوی (مقلد وہابی) لکھتے ہیں مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا، لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اور اس کے کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں۔

(بہشتی زیور صفحہ نمبر ۸۳۸ گیارھواں حصہ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد وہابی کا فتویٰ

سوال۔۔ مستحب پر دوام (ہمیشگی) کرنے سے مستحب، مستحب رہے گا یا نہیں، مثلاً صحیح مسلم و جامع ترمذی میں رسول اللہ ﷺ کا عمامہ باندھنا اور جبہ رومی صوف یا طیلسان وغیرہ منقول ہے۔ تو یہ ایک یا دو تین مرتبہ استعمال کرنے سے مستحب ہے۔ اب جو علماء عمامہ یا جبہ وغیرہ پر دوام کرتے ہیں یہ دوام عند المحدثین کیسا ہے؟

جواب مستحب کی تعریف میں جو عدم دوام داخل ہے۔ یہ دوام بہ نسبت آنحضرت ﷺ کے ہے۔ امت کی نسبت سے نہیں۔ کیونکہ فعل کی تقسیم آنحضرت ﷺ کے فعل سے ہوتی ہے۔ امت اگر مستحب کے اوپر ہمیشگی کرے تو وہ مستحب ہی رہے گا۔ اور فاعل (کام کرنے والے کو) ثواب ملے گا۔

(فتاویٰ ثنائیہ صفحہ نمبر ۲۷ جلد اول مطبوعہ بمبئی (انڈیا) ۱۳۷۲ھ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دستار مبارک آنحضرت ﷺ اکثر اوقات سفید بودگاہے سیاہ واحیاناً سبز۔ الخ

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس (فارسی) صفحہ نمبر ۳ طبع دہلی ۱۹۱۱ء)

"آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید کبھی کبھی سیاہ اور شاذ و نادر سبز ہوتی تھی"۔

سبز عمامہ باندھنا حدیث مرفوع سے ثابت ہے

حدیث مرفوع کی تعریف

مولوی منیر احمد سلفی (غیر مقلد وہابی) لکھتا ہے۔

مرفوع ۔ جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو، خواہ وہ آپ کا فرمان ہو، یا آپ کا اسوہ عمل ہو یا آپ (ﷺ) کے سامنے وہ کام کیا گیا ہو اور آپ (ﷺ) نے سکوت اختیار فرمایا ہو۔ (تفہیم تذکرۃ الحفاظ (اردو) صفحہ نمبر ۳۲ طبع لاہور ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء)

حدیث مبارکہ

"حدثنا ابو بکر قال حدثنا سیمان بن حرب قال حدثنا جریر بن حازم عن یعلی بن حکیم عن سلیمان بن ابی عبداللہ، قال: ادرکت المھاجرین الاولین یعتمون بعمائم ، سود و بیض و حمر و خضر"۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۲۳۱ جلد ۸ طبع کراچی ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء)

ترجمہ "سلیمان بن ابی عبداللہ فرماتے ہیں میں نے مہاجرین اولین کو سوتی کپڑے سیاہ اور سفید اور سرخ اور سبز عمامے باندھتے پایا"۔

راویان حدیث

(۱)۔۔ سلیمان بن حرب مصری

مکہ کے قاضی ہیں۔ بصریوں کے جلیل القدر اور صاحب علم لوگوں میں سے ہیں۔ ابو حاتم نے ان کے بارے میں کہا کہ یہ آئمہ میں سے تھے۔ دس ہزار احادیث ان سے مروی ہیں۔ ۱۹ سال حماد بن زید کی خدمت میں رہے۔ ۲۲۴ھ میں انتقال فرمایا، ثقہ امام حافظ ہیں۔

(اسماء الرجال (مشکوٰۃ) صفحہ نمبر ۳۳۹ جلد ۳ طبع لاہور ☆ تقریب التہذیب صفحہ نمبر ۲۷۳ جلد اول طبع کراچی)

(۲)۔۔۔۔ جریر بن حازم

آپ بصرہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور عظیم المرتبت عالم ہیں۔ امام

احمد فرماتے ہیں جریر بن حازم حدیث کے عالم اور متبع سنت تھے ثقہ ہیں۔

﴿تذکرۃ الحفاظ ۱۹۹ جلد اول طبع لاہور ☆ تقریب التہذیب صفحہ نمبر ۱۵۸ جلد اول طبع کراچی﴾

(۳) یعلیٰ بن حکیم

ثقہ مکی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان کو ثقہ لکھا ہے۔

(تقریب التہذیب صفحہ نمبر ۳۳۰ جلد ۲ طبع کراچی)

(۴) سلیمان بن ابی عبد اللہ

مشہور تابعی ہیں اور انہوں نے صحابہ مہاجرین کا زمانہ پایا۔ یہ سعد بن ابی وقاص اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں مقبول ہیں۔

﴿تقریب التہذیب صفحہ نمبر ۳۸۸ جلد اول طبع کراچی ☆ اسماء الرجال مشکوٰۃ﴾

مصنف ابن ابی شیبہ کا علمی مقام

حافظ ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں اس جیسی کتاب نہ پہلے لکھی گئی اور نہ بعد میں لکھی گئی۔ (البدایہ والنہایہ تذکرہ مصنف ابن ابی شیبہ)

یہ ایک بہت بڑی کتاب ہے جس میں فتاویٰ تابعین، اقوال صحابہ اور احادیث نبویہ کو بطرز محدثین بالاسانید جمع کر دیا ہے۔ (کشف الظنون جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۰ اطبع دار الفکر ۱۳۰۲ھ)

حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم کا سبز عمامہ باندھنا

عمامہ آپ کا سفید ہوتا تھا، زعفرانی رنگ زیادہ پسند خاطر تھا، کبھی کبھی سبز بھی استعمال کرتے تھے۔ (تابعین از شاہ معین الدین ندوی صفحہ نمبر ۳۰۶ مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۷۳ء)

فرامین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اقتداء (پیروی) کی بس وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرے طریقہ پر نہیں)

۲)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو سنت پر عمل کرنے

ت میں داخل فرمائے گا۔ (الشفاء صفحہ نمبر ۱۰۸ جلد ۲ طبع لاہور)

۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۱۸ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

۴)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا اس شخص کو آگ نہیں لگے گی جس نے مجھ کو دیکھا یا مجھ کو دیکھنے والے کو دیکھا۔ ﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۱۷ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور﴾

(ل) یہاں سے مراد صحابہ کرام و تابعین ہیں۔

لہٰذا..... سبز عمامہ باندھنے والوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا، ان پر طنز و مزاح کرنا، سراسر جہالت و گمراہی اور بے دینی ہے۔ خدا کا خوف کرو ... توبہ کرو ... ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

امیر حمزہ درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

کیا ہم نعت کے خلاف ہیں؟

ہم نے یہ جو تفصیل سے گفتگو کی ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ کہیں گے کہ ان کی کیا بات ہے یہ تو نعت شریف کے منکر ہیں۔ حالانکہ ہم نعت کو نعت ہی نہیں سمجھتے جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رب بنا دیا گیا ہے (بزعم خود) اللہ کے اختیار سونپ دیے گئے ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ کے رسول کو اللہ سے ملا دیا جائے۔ یہ اللہ کے رسول کی نعت ہے یا اللہ کے رسول پر بہتان ہے؟ الخ... اللہ کے بندو! نعتوں کا کون منکر ہے؟ جب کفار نے اللہ کے رسول کی شان میں گستاخیاں کیں تو سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے نعت پڑھی، آج جو شیطان رشدی، اللہ کے رسول کے خلاف بکواس کر رہا ہے۔ مزہ تو تب ہے کہ اس کا مدلل جواب انگریزی کی نعتوں میں دو ... میرے بھائیو! جب تم غیر مسلموں کو اس طریقہ پر اسلام کی دعوت دو گے تو وہ کہیں گے ہمارے پاس پہلے ہی یہ چیز موجود ہے، بلکہ تم سے بڑھ کر ... اس کے بعد درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

حضرت معوذ بن عفراء کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں اس وقت

تشریف لائے جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے ہاں آئی تھی۔ تو آپ ﷺ میرے بچھونے پر بیٹھ گئے۔ جیسا کہ تم بیٹھے ہو۔ چنانچہ ہماری لڑکیاں دف بجانے لگیں میرے باپ دادا (انصاری مجاہدین) کی خوبیاں بیان کرنے لگیں۔ جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ اسی دوران اچانک ایک لڑکی نے کہا:

"وفینا نبی یعلم مافی غد"۔

ترجمہ "ہم میں ایسا نبی موجود ہے جو کل کی باتوں کو جانتا ہے"۔

اس پر آپ نے فرمایا: "دعی ھذا و قولی بالذی کنت تقولین"

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۴۵ تا ۱۴۷ خلاصہ)

جواب

امیر حمزہ کا اہلسنت پر سراسر بہتان عظیم ہے کہ یہ لوگ نعت میں رسول اکرم ﷺ کو اللہ جل جلالہ سے ملا دیتے ہیں۔ ہم اوراق گزشتہ میں صریح وضاحت کر چکے ہیں کہ ہم علمائے اہلسنت میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے نعت گوئی کا ملکہ عطا فرمایا ہے اور جن کی وجہ سے جماعت کا تشخص ہے کی نعت گوئی کو صحیح و درست مانتے ہیں۔ سوا ہمارے غیر نعت گو شاعر تو ہم ان کی نسبت اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور صوفیائے کرام کے اشعار کا تعلق چونکہ کیفیات، واردات اور مشاہدات سے ہوتا ہے اور نہ ہی ہم ان کی لغت سے واقف ہیں۔ اس لئے ان کے کلام کے متعلق اپنی خاموشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اسی میں انسان کی بھلائی کا راز مضمر ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ

خدا خدا اور رسول رسول

وہ خالق اور یہ مخلوق ہیں

وہ معبود ہے اور یہ ساجد ہیں

وہ قدیم ہے اور یہ حادث ہیں

وہ مسجود ہے اور یہ عابد ہیں

وہ الٰہ ہے اور یہ بندے ہیں

نیز ہم نے باب اول میں اپنے عقائد و نظریات کی وضاحت کر دی ہے۔ دوبارہ

صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے۔ اس کا کوئی مثل نہ ذات میں نہ صفات میں۔ تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پرتو ہیں۔

وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

دشمن کے اعتراضات کا جواب نظم یا نثر میں دیا جاتا ہے، فقط نظم میں ہونا کوئی ضروری نہیں شیطان رشدی کا جواب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی دور میں جب اس نے یہ ہنگامہ برپا کیا، شائع ہو گیا تھا، اگر آپ کو نظر نہ آئے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

عربی کتاب ...... آیات سماویہ فی ارذل کتاب آیات شیطانیہ

مصنف ... الدکتور شمس الدین الفاسی (لندن)

اردو نام شیطان رشدی اور اس کی خرافات کا تنقیدی جائزہ

مترجم ... ڈاکٹر محمد مبارز ملک پروفیسر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور

طباعت اول ...... ۷ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء

ناشر ... مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

علاوہ ازیں علمائے اہلسنت نے سلمان رشدی کے رد میں درج ذیل مقالات تحریر فرمائے جو کہ "تحفظ عقائد اہلسنت" مرتبہ مولانا ظہیر الدین قادری، میں چھپ چکے ہیں

۱۔ ملعون رشدی کے شیطانی نظریات۔ از مولانا ظہیر الدین قادری

۲..... مردود رشدی نے انبیاء کی عظمت و عصمت کو نشانہ بنایا۔ ایضاً

۳۔ مرتد سلمان رشدی کا قرآن مجید پر حملہ ایضاً

4۔ ... مرتد سلمان رشدی کی امہات المومنین کی شان میں گستاخیاں ایضاً

5۔ بدین سلمان رشدی کی صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں ایضاً

6۔ ... ملعون سلمان رشدی تحفہ در پہ ایضاً

7۔ ... ملائکہ مقربین کی ذات مقدسہ پر ملعون رشدی کا حملہ ایضاً

8۔ ملعون رشدی کون ہے؟ مولانا شہاب الدین

9۔ مرتد اعظم سلمان رشدی از علامہ قمر الزمان اعظمی

10۔ شیطانی آیات کا شیطانی مصنف از ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

ملعون رشدی کے باطل نظریات کا جواب از مولانا محمد اسلم بستوی

2۔ ... ملعون رشدی کی معراج مصطفےٰ ﷺ پر تنقید مولانا احمد قادری بھیروی

(تحفظ عقائد اہلسنت صفحہ نمبر ۴۷ تا ۴۵ طبع لاہور ۱۴۲۱ء)

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

میر حمزہ صاحب غور فرمائیں کہ کیا مندرجہ ذیل وہابیہ نجدیہ کے عقائد پڑھ کر یہ کوئی غیر مسلم، یہودی اور عیسائی وغیرہ مسلمان ہو جائے گا۔ نہیں نہیں بلکہ وہ یہ کہے گا کہ پیغمبر اسلام سے زیادہ خوبیاں تو ہمارے پیغمبر میں موجود ہیں۔

وہابیہ نجدیہ کے عقائد

عقیدہ نمبر1۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو نہ مان۔

(تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ نمبر ۱)

عقیدہ نمبر2۔ ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں میں اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا ہے تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا کیا ذکر۔ (تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ نمبر ۹)

عقیدہ نمبر3۔ ... اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے

سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ نمبر ۱۶)

عقیدہ نمبر4۔ ... اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور فرشتے، جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۱۶)

عقیدہ نمبر5۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۴۲)

عقیدہ نمبر6۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۲۲)

عقیدہ نمبر7۔ جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہیں حدود اللہ اور مراد الٰہی پہچانتے ہیں ان ایسے علماء میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے یہ لکھا ہو کہ محض زیارت قبر مکرم کی اور قبر کیلئے رخت سفر باندھنا جائز ہے بلکہ جید علمائے کرام نے ایسے سفر کو حرام قرار دیا ہے، جس کا سفر ہی برگناہ ہو وہ نماز میں قصر کیسے کر سکتا ہے۔

(الجواب الباہر فی زوار المقابر از ابن تیمیہ صفحہ نمبر ۲۵ طبع فیصل آباد)

اہلسنت و جماعت کا مذہب

1۔ اہلسنت کے نزدیک اللہ کے سوا کسی کو نہ ماننا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف اللہ پر ایمان لانا چاہئے اور کسی پر ایمان لانا ضروری نہیں، کفر خالص ہے، دیکھئے تمام امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جب تک اللہ، ملائکہ، آسمانی کتابوں، اللہ کے تمام رسولوں، یوم آخرت اور خیر و شر کے منجانب اللہ مقدر ہونے اور مر جانے کے بعد اٹھنے پر ایمان نہ لایا جائے اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔

2۔ ہر سنی مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے تمام کاموں میں متصرف حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں اور اس کے مقرب بندوں سے ہمارا کوئی کام ہی نہ ہو۔ کتاب و سنت میں بے شمار نصوص وارد ہیں جن کا مفاد یہ ہے کہ ہمیں اپنے کاموں میں محبوبان خدا کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" ۔ پ۵ "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے

معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں"۔ (کنز الایمان) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" ۔ "اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کرو"۔ دیکھیے دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں سے ہمارا کام وابستہ کر دیا ہے کہ نہیں؟ اس عبارت میں جو تمام ماسوی اللہ کو چوہڑا چمار سے تعبیر کیا گیا ہے اہلسنت کے نزدیک یہ مقربان بارگاہ یزدی کی شان میں بدترین گستاخی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک

۳۔ اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام و ملائکہ مقربین پر خوف وخشیت الٰہی کا طاری ہونا تو حق ہے مگر انہیں بے حواس کہنا ان کی شان میں بے باکی اور گستاخی ہے۔

۴۔ ہم اہلسنت کے نزدیک حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی مثل ونظیر کے پیدا کرنے سے قدرت ومشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال عقلی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدائش میں تمام انبیاء سے حقیقتاً اول ہیں اور ایک حیثیت سے تمام انبیاء سے آخر اور خاتم النبیین ہیں ظاہر ہے کہ جس طرح اول حقیقی میں تعدد محال بالذات ہے اسی طرح خاتم النبیین میں بھی تعدد ممتنع لذاتہ ہے اور اسی بنا پر قدرت ومشیت خداوندی کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اس امر محال کا قبیح ومذموم ہونا ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس بات کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت اس کے متعلق ہو سکے۔

۵۔ اہلسنت کا مذہب ہے، کہ ملک واختیار بالاستقلال تو خداوندی ہے اور ملک، اختیار ذاتی کسی فرد کیلئے ثابت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی ملک عام انسانوں کیلئے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور یہ ایک ایسی روشن اور بدیہی بات ہے کہ جس کے تسلیم کرنے میں کوئی مجنون الحواس بھی تامل نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ سمجھدار آدمی اس کا انکار کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں شانِ اقدس میں صریح توہین ہے۔ اور ان تمام نصوص شرعیہ اور ادلہ قطعیہ کے قطعاً خلاف ہے، جن سے حضور ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ملک اور اختیار ثابت ہوتا ہے۔

۶۔ اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ مقربین بارگاہ ایزدی عبودیت کے اس بلند مقام پر پہنچتے ہیں کہ ان کی ذواتِ قدسیہ مظہر صفاتِ ربانی ہو جاتے ہیں۔ اور بمقتضائے حدیث قدسی وبی یسمع وبی یبصر ان کا دیکھنا، سننا، چلنا، پھرنا، ارادہ ومشیت سب کچھ اللہ ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ وہ میدان تسلیم ورضا کے مرد ہوتے ہیں، ان کا چاہنا اللہ کا چاہنا اور ان کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں حضور سید المقربین نبی کریم ﷺ کے حق میں یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، عظمت رسالت کے منافی ہے بلکہ مقام نبوت کی توہین وتنقیص ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ صفات الٰہیہ کا مظہر اتم ہیں اور ان کی مشیت، مشیت ایزدی کا ظہور ہے۔ تو اس کا پورا نہ ہونا معاذ اللہ مشیت خداوندی کی ناکامی ہوگی، یہی توہین نبوت اور کفر خالص ہے اور کمالات انبیاء علیہم السلام کی تنقیص، اسی لئے کفر ہے کہ کمالات نبوت تعدد صفات الٰہیہ کا ظہور ہوتے ہیں۔ (الحق المبین صفحہ نمبر ۴۲ تا ۴۳ از علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خیر الوریٰ، امام رسل مظہر اتم

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۱ مطبع کراچی)

ترجمہ: "آپ بہترین مخلوق، امام الانبیاء اور مظہر کامل ہیں"۔

حضرت شاہ عبد الرحیم والد گرامی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۵۶ھ) فرماتے ہیں "اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پاک پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم واکمل ہیں"...الخ (انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر صفحہ نمبر ۲۹ از علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، مقام عبدیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس کے بعد تمہیں مخلوق سے مزید دور کر دیا جائے گا۔ تمہارے باطن میں صرف اللہ رہ جائے گا پھر تمہارا یقین قوی ہوگا، سینہ کھل جائے گا، دل منور ہو جائے گا اور جب ان کیفیتوں کے ساتھ تم خدا تعالیٰ کا بہت زیادہ قرب پا لوگے تو تمہیں خدائی اسرار اور امانت کی حفاظت کے باعث بارگاہ خداوندی میں تمہیں مزید عزت ملے گی، پھر تمہیں یہ

جتادیا جائے گا کہ بزرگی اور کرامت کے باعث تمہارا خاص حصہ تمہیں کب ...
خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اپنے احکام کی ہدایت کرنے والوں میں سے پیشوا ...
جنہوں نے ہماری آیتوں پر یقین کیا اور صبر سے کام لیا، پھر فرمایا: جو لوگ ہمارے ...
میں ریاضت اور محنت سے کام لیتے ہیں ہم انہیں اپنی راہ کی ہدایت کرتے ہیں۔ ...
جگہ فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں تعلیم دیتا ہے۔

جب تم اس مقام پر پہنچ جاؤ گے تو تمہیں ظاہر اجازت دے کر کائنات ... تصرف کرنے کی قوت عطا ہوگی، اس میں کسی شک وشبہ کا تصور نہیں، آفتاب کی ... روشن دلیل، وہ عزیز کلام جو سب مزا لذت سے زیادہ مزیدار ہو، بے شک وشبہ سچا الہام ... نفسانی خطروں اور شیطانی وسوسوں سے پاک ہو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں میں فرمایا کہ بنی آدم! میں جس چیز کو "ہو جا" کا حکم دیتا ہوں ... ہو جاتی ہے۔ جب تم میرے فرمانبردار و تابع بن جاؤ گے تو تمہیں بھی ایسی ہی ... کہ تم بھی جس شے کو کہو گے "ہو جا" ہو جائے گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے کثیر ... اولیاء اور خاص بندوں کو اس نعمت سے نوازا۔

(فتوح الغیب از سیدنا عبدالقادر جیلانی صفحہ نمبر ۳۳۲، ۳۳۳ طبع ...)

... سید المرسلین ﷺ کے دربار کی زیارت (یعنی قبر مکرم کی زیارت) علماء دین کے نزدیک بالاتفاق قولاً فعلاً بہترین سنن اور مؤکد ترین مستحبات میں سے ہے۔ قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے قبر کی زیارت ایک ... علیہ سنت اور مرغوب فضیلت ہے۔

﴿جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۳۳ طبع کراچی﴾

﴿الشفاء صفحہ نمبر ۱۰۶ جلد ۲ از قاضی عیاض مالکی اندلسی طبع لاہور﴾

لہٰذا دور دراز سے روضہ مبارکہ کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز ہے اور اس کو ... معصیت سے تعبیر کرنے والے خود بدعتی، ضال اور مضل ہیں۔ جس حدیث مبارکہ ... ممانعت ثابت کی جاتی ہے اس کا تعلق مساجد ثلاثہ (مسجد بیت الحرام، مسجد بیت المقدس ...

... نبوی) سے ہے، نہ کہ قبور انبیاء و اولیاء سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل

جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملک شام کو فتح کیا اور بیت المقدس کے ... والوں سے صلح کر لی اور کعب احبار آکر مشرف با سلام ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب ... کو ان کے اسلام لانے سے بے حد مسرت ہوئی۔ واپسی کے وقت ان سے فرمایا ... اے کعب اگر چاہو تو ہمارے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور سرور دو عالم ﷺ کی (قبر) کی ... زیارت کرو۔ کعب احبار نے کہا بہت خوب اے امیر المؤمنین، میں یہی کروں گا۔ ... مدینہ منورہ میں آنے کے بعد سب سے پہلا کام جو امیر المؤمنین نے کیا وہ پیغمبر ﷺ کی ... قبر مکرم پر حاضر ہو کر) سلام تھا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۲۱ طبع کراچی)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا عمل

ابن عساکر، ابو درداء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ (ﷺ) فرماتے ہیں کہ اے بلال رضی اللہ عنہ! یہ کیا ظلم ہے ... کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتے۔ اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی سواری کے ذریعہ مدینہ منورہ کے قصد سے روانہ ہو گئے۔ جب قبر شریف پر پہنچے تو اشکبار ہو کر عاجزی کے ساتھ رونے ...... الخ (جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۲۰ طبع کراچی)

ثانی عمر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا عمل

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز صرف (روضہ مبارک پر) سلام عرض کرانے کیلئے مستقلاً شام سے قاصد بھیجا کرتے تھے۔

(الشفاء صفحہ نمبر ۹۰ جلد ۲ طبع لاہور مترجم)

ابن تیمیہ کے پجاریوں سے ایک سوال

کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فعل حرام کا ارتکاب کیا تھا اور اسلام میں اس کی سزا کیا ہے؟

فرقہ وہابیہ کی حدیث دانی اور حدیث مسلم کا جواب

فرقہ وہابیہ فقاہت سے بالکل کورا ہے اور خالق کائنات نے ان کو یہ نعمت عطا نہیں فرمائی اس لئے ان کو فرقہ قالیہ وہابیہ کہنا بجا ہوگا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانہ دعویٰ حدیث دانی و عمل بالحدیث کرتے ہیں۔ حاشا و کلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہلحدیث کے زمرے میں کب شامل ہوسکتے ہیں بلکہ ایسے لوگ دین کے رہزن ہیں ان کے اختلاط سے احتیاط کرنا چاہیے۔

(شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۲۸ طبع پاکستان)

حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو لوگ اکابرین دین کو اصحاب رائے کہتے ہیں، اگر مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ نصوص شرعیہ کو نظر انداز کر کے اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے تو (افتراء اور بہتان کے علاوہ) یہ بھی لازم آتا ہے کہ اہل اسلام کا سواد اعظم گمراہ اور مبتدع ہو بلکہ جرگہ اسلام سے خارج ہو۔ کوئی جاہل یا زندیق ہی اس قسم کا عقیدہ رکھ سکتا ہے جو دین کے ایک بڑے حصہ کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ یہ لوگ (یعنی غیر مقلد) چند حدیثیں یاد کر کے سمجھتے ہیں کہ دین کے تمام احکام انہیں میں منحصر ہیں۔ جو ان کو معلوم نہیں وہ گویا موجود ہی نہیں۔ اس تعصب پرستوں کے تعصب پر، اور ان کی نظر کوتاہ پر افسوس صد افسوس، بانی فقہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور تسلیم ہے کہ فقہ کے تین حصے امام اعظم کیلئے مخصوص ہیں اور ایک چوتھائی میں امام مالک، امام شافعی اور امام محمد رضی اللہ عنہ وغیرہ جملہ آئمہ وغیرہ شریک

(علمائے ہند کا شاندار ماضی حصہ اول صفحہ نمبر ۱۲۷ طبع کراچی ۱۹۹۰ء)

حدیث مسلم کا جواب

حضرت معوذ بن عفراء کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ ہمارے ہاں اس وقت آئے جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے ہاں آئی تھی۔ تو آپ ﷺ میرے بستر پر بیٹھ گئے۔ جیسا کہ تم بیٹھے ہو۔ چنانچہ ہماری لڑکیاں دف بجانے لگیں۔ اور میرے باپ دادا (انصاری مجاہدین) کی خوبیاں بیان کرنے لگیں۔ جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ اس دوران اچانک ایک لڑکی نے کہا

"وفینا نبی یعلم ما فی غد"۔

ترجمہ: "ہم میں ایسے نبی موجود ہے جو کل کی باتوں کو جانتا ہے"۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا "دعی ھذہ و قولی بالذی کنت تقولین"

(اے بچی) اسے رہنے دو اور اسی طرح کہہ جس طرح کہہ رہی تھی۔

مفتی احمد یار خان نعیمی حنفی گجراتی ﷺ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

اولاً تو غور کرنا چاہئے کہ یہ مصرعہ خود ان بچیوں نے تو بنایا ہی نہیں تھا، کیونکہ بچیوں کو شعر بنانا نہیں آتا تھا۔ اور نہ کسی کافر مشرک نے بنایا، کیونکہ وہ حضور ﷺ کو نبی نہیں مانتے تھے۔ لامحالہ یہ کسی صحابی کا شعر ہے۔ بتاؤ وہ شعر بنانے والے صحابی معاذ اللہ مشرک ہیں یا نہیں؟ پھر حضور علیہ السلام نے نہ تو اس شعر بنانے والے کو برا کہا نہ شعر کی مذمت کی بلکہ ان کو گانے سے روکا۔ کیوں روکا، چار وجہ سے، اولاً تو یہ کہ اگر کوئی ہمارے سامنے ہماری تعریف کرے تو بطور انکسار کہتے ہیں، ارے میاں یہ باتیں چھوڑ دو، وہی باتیں کرو، یہاں بھی انکسار فرمایا۔ دوم یہ کہ کھیل کود، گانے بجانے کے درمیان نعت کے اشعار پڑھنے کی ممانعت فرمائی اس لئے ادب چاہئے۔ تیسرے یہ کہ غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا۔ چوتھے یہ کہ مرثیہ کے درمیان نعت ہونا ناپسند فرمایا، جیسا کہ نعت خواں حضرات کرتے ہیں کہ نعت و مرثیہ کو ملا کر پڑھتے ہیں۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۲۱ ۱۳۲۰ طبع لاہور)

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں
منع فرمایا علم غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو، کیونکہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور رسول وہی غیب جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بتانے بطور کرامت، یا یہ بات کہ آپ کا ذکر دف بجانے میں یا مقتولین کے مرثیے کے درمیان کیا جاوے کیونکہ آپ کا درجہ اس سے اعلیٰ ہے۔ (مرقات صفحہ نمبر ۲۱۰ جلد ۶ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
شارحین نے کہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کو منع کرنا اس لئے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، لہٰذا آپ کو ناپسند آئی اور بعض نے فرمایا کہ ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۷، جلد ۳ طبع ملتان)

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
آپ کا فرمانا کہ اس کو ترک کردو اور جو کچھ پہلے کہتی تھی وہی کہو، اس کی وجہ یہ تھی کہ نبوت کی شہادت تھی اور راگ کھیل ہے اور شہادت نبوت کھیل نہیں تو اس کو کسی چیز سے ملانا نہ چاہیے .....الخ (احیاء علوم الدین صفحہ نمبر ۵۰۲ جلد ۲ طبع لاہور)

امام احمد رضا بریلوی حنفی (متوفی ۱۹۲۱ء) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں
ممکن ہے کہ لہو و لعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی گانے گانے اور دف بجانے میں پسند نہ فرمائی۔ لہٰذا ارشاد ہوا اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ، ارشاد الساری، لمعات و مرقاۃ وغیرہا میں اس احتمال کی تصریح ہے۔ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۱۹۹ طبع لاہور)

امیر حمزہ صاحب!

ذرا اس حدیث کو بھی پڑھیے اور روایت سے توبہ کیجیے۔
ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جب (غزوہ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک ابن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لاکر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل

واپس دے دیں گے۔ یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ سے تشریف فرما چکے تھے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہل و مال انہیں واپس دیئے اور ۱۰۰ اونٹ بھی عطا کئے۔ فقال مالک بن عوف رضی اللہ عنہ مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قصیدۃ۔

ما ان سمعت ولا رأیت بمثله
فی الناس کلهم کمثل محمد
اوفی و اعطی للجزیل اذا اجتدی
واذا تشاء یخبرك عما فی غد

یعنی میں نے تمام جہانوں کے لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا۔ سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے زیادہ فزوں تر سائل کو عطیہ کثیر عطا کرنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کی خبریں بتا دیں۔

﴿مختصر سیرت الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۳۹۸ طبع لاہور ۱۳۹۹ھ﴾

سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۰۷ ناشر مکتبہ فاروقیہ ملتان ۱۳۹۶ھ﴾

﴿سیرت رسول پاک بروایت ابن اسحاق تابعی صفحہ نمبر ۶۸۹ طبع لاہور ۱۳۹۱ھ﴾

امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی نبوت وہ چیز ہے، جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات اور ملائکہ و آخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے اوروں کے علم زیادت معلومات و فزونی تحقیق و انکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کیلئے اس کی ذات میں ایک ایسا وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) انجام پاتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے جس طرح انکھیارے کے پاس ایک صفت ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے۔ چہارم یہ کہ "ان له صفة بها یدرك ما سیكون فی الغیب" نبی

کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔ (شرح مواہب از علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ)

حضور ﷺ یوں دعا کیا کرتے تھے۔ "اللھم ارنا الاشیاء کما ھی"۔ (کشف المحجوب صفحہ نمبر ۱۵۲ ☆ مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۹۹ جلد ۲)

مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث اور اس کا جواب

ایک مرتبہ آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام نے وضو کا بچا ہوا پانی جسموں پر ملنا شروع کر دیا۔ امام الانبیاء نے پوچھا کونسی چیز تمہیں اس پر ابھارتی ہے؟ انہوں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول کی محبت، تو آپ ﷺ نے فرمایا جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کریں، تو وہ جب بھی بولے سچی بات کرے امانت میں خیانت نہ کرے اور ہمسائیوں سے اچھا سلوک کرے۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۱۸) (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۲۴ کتاب الآداب باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

اس حدیث مبارکہ سے یہ اخذ کرنا کہ رحمت عالم ﷺ نے صحابہ کرام کے اس فعل یعنی آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو جسموں پر ملنے کے فعل کو ناپسند کیا، کم فہمی کے علاوہ کچھ نہیں بلکہ آپ نے صحابہ کرام کے اس فعل کو پسند فرماتے ہوئے دیگر تین نیک امور کی طرف توجہ دلائی۔ جن میں مخلوق کے ساتھ نیک برتاؤ کا حکم فرمایا اس لئے صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کو "باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق" میں نقل کیا ہے ہمارے اس دعویٰ کی درج ذیل احادیث مؤید ہیں۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی اکرم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کا پانی آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا (اور جب آپ وضو فرما چکے) لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر اس کو (اپنے چہرے اور آنکھوں پر) ملنے لگے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے سامنے سترہ (گڑا ہوا تھا) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے ایک قدح منگایا جس میں پانی تھا

پھر آپ نے دونوں ہاتھ اور چہرہ اسی میں دھویا اور اس میں کلی کی پھر دونوں (ابو موسیٰ اور بلال) سے کہا یہ پانی پی لو اور کچھ اپنے چہروں پر اور اپنے سینوں پر ڈال لو۔

حضرت علی بن عبد اللہ، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، ابراہیم بن سعد، صالح ابن شہاب کہتے ہیں، مجھ سے محمود بن ربیع نے بیان کیا کہ محمود بن ربیع وہ شخص ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ میں بچپن کی حالت میں کلی کی تھی انہی کے کنویں سے (پانی لے کر) عروہ نے (اس حدیث کی) مسور وغیرہ سے روایت کی ہے اور یہ دونوں روایتیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تو آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی پر صحابہ کرام ٹوٹ پڑتے۔

(بخاری صفحہ نمبر ۲۰۰ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضرت عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ سرخ چمڑی قبہ میں تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے وضو کا پانی لیا اور دوسرے لوگ بھی پانی لینے میں سبقت کر رہے تھے جس کو اس میں سے مل جاتا تو اس کو اپنے منہ پر مل لیتا اور جس کو نہ ملتا تو وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری سے لیتا۔ (بخاری صفحہ نمبر ۲۴۳ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

حضرت طلق بن علی یمامی کا بیان ہے کہ ہم اپنے وطن سے رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلے۔ حاضر خدمت ہو کر ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور عرض کیا کہ ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ہے، پھر ہم نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنے وضو کا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں آپ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے بقیہ آپ نے ایک کلی ہمارے چھاگل میں ڈالی اور روانگی کی اجازت دے کر فرمایا کہ جب تم اپنے وطن میں پہنچ جاؤ تو اپنے گرجا کو توڑ ڈالو اور اس کی جگہ اس پانی کو چھڑک دو اور گرجا کی جگہ مسجد بنا لو۔ ہم نے عرض کیا کہ شہر مدینہ منورہ سے بہت دور ہے، گرمی سخت ہے، یہ پانی خشک ہو جائے گا آپ نے فرمایا کہ اس میں اور پانی ڈال لینا، برکت زیادہ ہو جائے گی۔

(نسائی صفحہ نمبر ۲۴۴ جلد ۱ (مترجم) طبع لاہور ۱۹۷۷ء ☆ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۲۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

ماہ ذیقعدہ ۶ ہجری میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے، تو بدیل ابن [illegible] خزاعی کے بعد عروہ بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کیلئے حاضر خدمت اقدس ہوئے، وہ واپس جا کر قریش سے یوں کہنے لگے

اے میری قوم، اللہ کی قسم! البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے کبھی بھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں۔ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب کھنکار پھینک دیا ہے تو ان کے اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے۔ جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کیلئے دوڑتے ہیں۔ اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کیلئے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں۔ اور ازراہِ تعظیم ان کی طرف تیز نگاہیں نہیں کرتے۔ انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے اسے قبول کر لو۔ ﴿صحیح بخاری، کتاب الشروط صفحہ نمبر ۳۷۹ جلد اول طبع لاہور ۱۹۶۱ء﴾

محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی علامات

محبت رسول کا دارومدار فقط اتباع پر ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی علامات کا ہونا اشد ضروری ہے جن کے بغیر دعویٰ محبت باطل ہوگا۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی فرماتے ہیں اس بات کو خوب جان لو کہ جو شخص کسی کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ وہ اس کو اختیار کر لیتا ہے اور اسی کی موافقت کرتا ہے۔ ورنہ وہ اس کی محبت میں صادق نہیں جس کی محبت کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔ لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وہ سچا ہے جس پر اس کی علامتیں ظاہر ہوں۔

پہلی علامت

یہ ہے کہ آپ کی پیروی کرے اور آپ کی سنت کا عامل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و

[illegible] کا اتباع کرے۔ آپ کے حکم کو بجا لائے اور نواہی سے اجتناب کرے، عسرت، [illegible] و کربت یعنی ہر حال میں آپ کے آداب سے موعظت و نصیحت حاصل کرے۔ [illegible] محبت کی حجت و دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔

"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ"۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: "اے محبوب! تم فرما دو، اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ"۔

دوسری علامت

یہ ہے کہ جس کو آپ نے مشروع فرمایا اور اس پر عمل کی ترغیب و تحریص فرمائی اس کو اپنا خواہشات پر ترجیح دو۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ" ۔الخ

(سورۃ الحشر آیت نمبر ۹)

اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا۔ یہ لوگ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ انہیں شدید تنگی ہو، اور بندوں کو خدا کی رضا مندی کے حاصل کرنے میں نامزد کر دیتے ہیں۔

تیسری علامت

یہ ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل بکثرت کرے اس لئے کہ جو شخص جس چیز کو محبوب رکھتا ہے اس کا ذکر بکثرت کیا کرتا ہے۔

چوتھی علامت

یہ ہے کہ آپ کے لقاء و دیدار کا زیادہ شوق رکھتا ہے۔ کیونکہ ہر محب اپنے محبوب

کے دیدار کی تمنا رکھتا ہے۔ اشاعرہ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ جب حضور مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو وہاں کے لوگ یہ رجز پڑھتے تھے۔

"غدا نلقى الاحبة محمدا و صحبه"

ترجمہ: "ہم کل پیاروں سے ملیں گے یعنی آپ حضور اور آپ کے صحابہ سے"

پانچویں علامت

یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ آپ کا ذکر جمیل کرے اور ذکر کے وقت عاجزی و انکساری کا اظہار کرے۔ ابن اسحاق تجیبی جب نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے تو انتہائی عاجزی و فروتنی سے کرتے اور ان کے بال کھڑے ہو جاتے اور رونے لگتے یہی اکثر تابعین رحمہم اللہ کا تھا۔

چھیویں علامت

یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت کی وجہ سے کسی سے محبت رکھے اور اسی علاقہ کے سبب وجہ سے آپ کے اہل بیت اور آپ کے صحابہ (مہاجرین و انصار) سے محبت رکھے اور جو ان سے عداوت رکھے ان سے عداوت رکھے اور جو ان سے بغض و فساد رکھے اس سے بغض رکھے۔ جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ اس کو محبوب جانتا ہے جن سے اس کا محبوب محبت کرے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہے۔ بے شک وہ مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص ان دونوں سے بغض و عداوت رکھتا ہے، بلاشبہ وہ مجھ سے بغض و عداوت رکھتا ہے اور جو مجھ سے بغض و عداوت رکھتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اس کو مبغوض رکھتا ہے۔

اور فرمایا، اللہ اللہ فی اصحابی، ہوشیار خبردار میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد ان کو اپنی اغراض کا نشانہ نہ بنانا۔ جو ان سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھنے کی بنا پر ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ مجھ سے دشمنی رکھنے کی بنا پر ہے جس نے ان کو

ایذا دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی یقیناً اس نے اللہ کو ایذا دی، جس نے اللہ کو تکلیف دی، بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پکڑ میں لے گا۔

ساتویں علامت

یہ ہے کہ اس چیز سے دشمنی رکھے جس سے اللہ اور اس کے رسول نے دشمنی رکھی اور اس سے عداوت رکھے جس سے آپ ﷺ نے عداوت رکھی اور اس شخص سے کنارہ کشی کرے جو آپ کی سنت کا مخالف ہو اور دین میں نئے نئے عقائد و نظریات کا اختراع کرے۔ (جیسے کہ اوراق گزشتہ میں آپ وہابیہ کے عقائد و نظریات کا مطالعہ کر چکے ہیں)۔

آٹھویں علامت

یہ ہے کہ آپ کے لائے ہوئے قرآن سے محبت رکھے کیونکہ آپ نے اس سے ہدایت فرمائی اور اسی کے مطابق آپ کے اخلاق کریمہ تھے۔ قرآن سے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی تلاوت کرے، اس پر عمل کرے، اور اس کو خوب سمجھے اور اس کے طریقہ کو پسند کرے اور اس کی حدود سے تجاوز نہ کرے۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن سے محبت کرے اور قرآن سے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے محبت کرے اور آپ سے محبت کرنے کی پہچان یہ ہے کہ آپ کی سنت سے محبت کرے اور آپ کی سنت سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت سے محبت کرے اور آخرت سے محبت کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے بغض رکھے اور دنیا کا بغض یہ ہے کہ قوت لایموت اور توشہ آخرت کے سوا کچھ جمع نہ کرے، تاکہ آخرت میں فلاح سے ہمکنار ہو۔

نویں علامت

یہ ہے کہ آپ کی امت کے ساتھ شفقت و مہربانی سے پیش آئے اور ان کو اچھی بات بتائے اور ان کے نقصانات کو دور کرے، جیسے حضور ﷺ مسلمانوں پر رؤف و رحیم تھے۔

دسویں علامت

یہ ہے کہ اس مدعی دنیا میں زاہد ہو اور فقر کا خوگر ہو کر فقراء سے ترجیحی سلوک کرے۔
حضور ﷺ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے مجھ سے محبت رکھے گا اس کی طرف فقر اس رو سے زیادہ دوڑ کر آئے گا۔ جیسے کہ پہاڑ کی بلندی کی طرف سے پہاڑ سے نیچے کو آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، غور کر کیا کہہ رہا ہے؟ عرض کیا "واللہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں، اس طرح تین مرتبہ کہا، آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھ سے محبت کرتے ہو تو فقر کیلئے سامان (صبر) کی تیاری کرو"۔

(الشفاء صفحہ نمبر ۳۳ تا ۲۸۶ (ملخصاً) جلد ۲ طبع لاہور)

لہذا۔۔۔! جو شخص ان صفات سے متصف ہوگا تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کامل ہوگا اور جو شخص ان میں سے بعض امور کی مخالفت کرے گا، اس کی محبت اتنی ہی ناقص ہوگی اور وہ محبت کے نام سے خارج نہ ہوگا۔ اس کی دلیل حضور ﷺ کا اس شخص کے بارے میں فرمانا ہے کہ جس کو شراب پینے پر حد جاری کی گئی اور اس وقت بعض لوگوں نے اس پر لعنت کی تھی اور کہا تھا تعجب ہے اس کو ایسی حالت میں لایا گیا۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو، کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

﴿الشفاء صفحہ نمبر ۳۳ جلد ۲ طبع لاہور ☆ کیمیائے سعادت، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ طبع لاہور﴾

امیر حمزہ

"نسائی شریف" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے آپ ﷺ کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی تو آپ نے فرمایا، مجھے یہ بالکل پسند نہیں کہ تم مجھے اس مقام سے جو مجھے اللہ نے عنایت فرمایا ہے بڑھاؤ۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۱۸)

حدیث کا جواب حدیث سے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری تعریف میں اس قدر مبالغہ نہ کرنا جتنا عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نصاریٰ نے کیا (یعنی مجھے خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہنا) میں تو خدا کا بندہ ہوں میرے متعلق بھی کہنا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۲۰۰ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ مبالغہ سے مراد حضور ﷺ کو عیسائیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنا مراد ہے اور ہمارا نبی کریم ﷺ کے متعلق ہرگز عقیدہ نہیں۔ جیسا کہ ہم ہر سال محافل میلاد النبی ﷺ منعقد کر کے عیسائیوں کے عقیدہ کی جڑیں کاٹتے ہیں کہ جو ہستی پیدا ہوئی ہے وہ خالق نہیں اور نہ ہی خدا تعالیٰ کی اولاد کیونکہ ذات باری تعالیٰ اولاد سے مبرا ہے۔ قارئین کرام قرآن کریم کی سورۃ اخلاص کا مطالعہ کریں۔

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ

1)۔ نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے وحی بھیجی ہو۔
2)۔ انبیاء سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔
3)۔ حضور ﷺ تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں۔

﴿بہار شریعت صفحہ نمبر ۱۸ تا ۲۲ جلد اول طبع لاہور﴾

4)۔ حضور ﷺ کی تین حیثیتیں ہیں اول ظاہری بظاہر صورت بشر، دوم ملکی، سوم وہ مرتبہ جس کو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

﴿عقائد اہلسنت وجماعت صفحہ نمبر ۱۷ از مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ طبع کانپور﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں (محمد ﷺ) جملہ اولین و آخرین سے زیادہ بزرگ ہوں اور یہ میں فخریہ نہیں کہتا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۱۲۰ جلد ۲ (مترجم) طبع لاہور)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں (محمد ﷺ) حضرت آدم علیہ السلام کی ساری

اولاد سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم و معزز ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا (یعنی یہ نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام ہماری بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! میں نے زمین کے گوشے گوشے کو چھان مارا لیکن آپ سے افضل کسی کو دیکھا اور بنی ہاشم سے بہتر کسی قبیلے کو نہ پایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب براق پیش کیا گیا اور آپ نے اس پر سوار ہونے کا عزم فرمایا تو براق خوشی سے اچھلنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے براق تو نبی آخر الزماں ﷺ کی بارگاہ میں حرکتیں کر رہا ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جو تیری پیٹھ پر سوار ہونے لگے ہیں، بارگاہ خداوندی میں ان سے بڑھ کر معزز و مکرم اور کوئی نہیں ہے، براق یہ سن کر مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۲۰۲ جلد اول طبع لاہور)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَضَّلَ مُحَمَّدًا ﷺ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ۔ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ ﷺ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَهٗ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ"۔

(مشکوٰۃ (عربی مصدر) باب فضائل سید المرسلین تیسری فصل صفحہ نمبر ۱۳۳ جلد ۲ طبع لاہور)

ترجمہ: "ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیاء اور آسمان کے رہنے والوں پر فضیلت بخشی۔ … اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے حق میں فرمایا اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سب لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن و انس کی طرف مبعوث فرمایا"۔

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ آدم اور ان کے علاوہ سب نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اور میں پہلا

ہوں گا جس سے قبر پھٹے گی اور میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا۔

(مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد ۳ طبع لاہور)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، میں تمام انبیاء کا قائد ہوں اور یہ بات فخر سے نہیں کہہ رہا ہوں۔

(مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد ۳ طبع لاہور)

ایک اہم مسئلہ اور اس کی وضاحت

حدیث نمبر ۱

قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی آیا اور کہنے لگا کہ آپ اللہ کیلئے شریک ٹھہراتے ہیں اور شرک کرتے ہیں اور ان کہتے ہو کہ جو کچھ اللہ نے چاہا اور جو کچھ تم چاہو اور تم یہ کہتے ہو، کعبہ کی قسم (اس عمل کو دلیل فرماتے ہوئے) حضور سرور کونین نے ارشاد فرمایا کہ جب تم قسم کھانے کا ارادہ کرو تو یوں کہا کرو، ورب الکعبۃ (کعبے کے رب کی قسم) اور اگر کوئی کہنا چاہے ماشاء اللہ اس کے بعد ثم شئت کہا کرو۔ (نسائی صفحہ نمبر ۲۹ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

حدیث نمبر ۲

عن حذیفة عن النبی ﷺ قال لا تقولوا ما شاء الله وشاء فلان ولكن قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان رواه احمد و ابوداؤد۔

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر … مکتبہ امدادیہ ملتان)

حدیث نمبر ۳

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا تقولن احد كم ما شاء الله وشاء فلان ولكن ما شاء الله ثم شاء فلان"۔

(کتاب الشفاء قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) صفحہ نمبر ۲۹ جلد اول)

کوئی یہ نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ، فلاں چاہے۔ (یعنی واؤ عاطفہ کی جگہ ثم ہونا چاہیے)

ان احادیث مبارکہ میں سرور دو عالم ﷺ نے مسلمانوں کو یہ ادب سکھایا ہے یوں نہ کہو اللہ اور فلاں چاہے گا، بلکہ یوں کہو کہ اللہ چاہے گا، پھر فلاں چاہے گا، کیونکہ عاطفہ کے ذریعے اشتراک پیدا ہو جاتا ہے۔ اور خدا کی مرضی کے ساتھ دوسرے کی مرضی مشترک نہ کہا جائے۔ بلکہ دوسرے کی مرضی کو علیحدہ بیان کیا جائے یعنی یوں کہہ سکتا ہے۔ کہ اللہ چاہے اگر پھر اس کا رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بارگاہ خداوندی کا ادب سکھایا ہے کہ مشیت ایزدی کو دوسروں کی مشیت پر مقدم رکھا کریں۔ ہاں دوسروں کی مشیت کو ثم کے ساتھ ملا سکتے ہیں۔ جو ترتیب اور تراخی کیلئے آتا ہے جبکہ واؤ عاطفہ اشتراک کیلئے موضوع ہے۔

﴿ کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۵۱، ۵۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء ﴾

حدیث نمبر ۳

حضرت طفیل بن سخبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھیں خواب میں کچھ یہودی ملے انھوں نے انبیت عزیر علیہ السلام ماننے کا اعتراض کیا انھوں نے کہا تم خالص کامل لوگ ہو اگر یوں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد ﷺ، پھر کچھ نصاریٰ ملے ان سے بھی ابنیت مسیح کے جواب میں یہی سنا۔ حضور اکرم ﷺ سے خواب بیان کیا۔ حضور ﷺ نے خطبے میں بعد حمد و ثناء الٰہی فرمایا تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے، مجھے تمہارا لحاظ روکتا تھا کہ تمہیں اس سے منع کروں یوں نہ کہو جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد۔ (اور نسائی کی روایت میں اس کے آگے یہ الفاظ موجود ہیں کہنے والا یوں کہے: جو چاہے اللہ پھر چاہو تم)۔ یہ حدیث سنن بیہقی طبقات ابن سعد اور طبرانی کبیر میں بھی موجود ہے۔ (مسند احمد سند حسن صحیح)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں یہ قول کہ اللہ و رسول اچاہیں تو

کام ہو جائے گا۔ اور تم چاہو تو یوں ہوگا، کا عام رواج تھا اور حضور ﷺ اس پر مطلع تھے اور انکار نہ فرماتے تھے۔ (امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل نے بھی ان الفاظ کو شرک سے تعبیر کیا ہے دیکھیے "تقویۃ الایمان" باب شرک فی العادۃ"

امیر حمزہ سے چند سوال

امیر حمزہ نے ان الفاظ کو شرک سے تعبیر کیا ہے، موصوف لکھتے ہیں

"مسلمانو یاد رکھو! آج جو تم اللہ کے رسول ﷺ کی نعتوں میں جو غلو اختیار کر رہے ہو، اس سے قیامت کے روز اللہ کے رسول ﷺ بیزاری کا اظہار کریں گے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے مشرکانہ اور مبتدعانہ کاموں سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ ۔۔۔الخ

سوال نمبر ۱ ۔۔کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (نعوذ باللہ) شرک کرتے تھے اور سید عالم ﷺ منع نہ فرماتے تھے؟

سوال نمبر ۲ ۔۔۔حدیث طفیل رضی اللہ عنہ کے لفظ دیکھو کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا اس لفظ کا خیال مجھے بھی گزرتا تھا مگر تمہارے لحاظ سے منع نہ کرتا تھا، تو رسول اللہ نبی نے دنستہ شرک کو گوارہ کیا اور اس ممانعت پر اپنے یاروں کے لحاظ پاس کو غلبہ، جواب دیں؟

سوال نمبر ۳ ۔ایک یہودی نے (خواب میں آ کر) اعتراض کیا اس کے بعد حکم ممانعت ہوا تو کیا تمہارے نزدیک صحابہ کرام بلکہ سید عالم ﷺ کو بھی توحید اور اس پر استقامت کی تاکید یک یہودی نے سکھائی؟ تفصیلی جواب دیں۔

حدیث "بل ماشاء اللہ وحدہٗ" کا جواب

صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کو یوں نقل کیا

"وفی روایۃ منقطعاً قال لا تقولوا ماشاء اللہ وشاء محمد ﷺ و قولوا ماشاء اللہ وحدہٗ"۔ (رواہ فی شرح السنۃ) ﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۹ ناشر کتب خانہ رحیمیہ ملتان﴾

امیر حمزہ کی نقل کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

"بل ماشاء اللہ وحدہ"۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۱۹)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"دریں جا رعایت بندگی و تواضع و توحید ست زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غیر خود مشیت اگرچہ بطریق تابعیت باشد تجویز کرد واما در حق خود بآں نیز راضی نشد بلکہ کرد اسناد مشیت بہ پروردگار تعالیٰ تنہا نسبت توہم شرکت"۔

﴿اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۲۵ جلد ۴ طبع ...﴾

یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضعاً اپنی مشیت کا ذکر کرنے کو منع فرمایا۔ دوسروں کو مشیت کی اجازت دے دی۔ گر شرکت ہو تو معاذ اللہ یہ ٹھہرے گی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات کریم کو شریک خدا کرنے سے منع فرمایا اور زید عمرو کو شریک کر دینا جائز رکھا

﴿دیکھیے حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۸ حاشیہ نمبر ۱۲﴾

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور توجیہ لطیف و دقیق کی طرف اشارہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سردار موحدین ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیت اللہ جل جلالہ کی مشیت میں مستغرق و گم ہے۔ ﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۸ حاشیہ نمبر ۱﴾

ہندوستان کے مشہور حنفی عالم مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی شرح میں لکھتے ہیں عطف واؤ سے ہو خواہ ثم، خواہ کسی اور حرف سے، معطوف، معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے بلکہ ثم، بوجہ افادہ فصل و تراخی زیادہ مفید مغایرت ہے اور سید الموحدین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی مشیت جداگانہ اپنے رب عزوجل کی مشیت سے رکھی ہی نہیں۔ ان کی مشیت بعینہٖ خدا کی مشیت ہے۔ اور مشیت خدا بعینہٖ ان کی مشیت اور عطف کر کے کہے تو دوئی سمجھی جائے گی کہ اللہ کی مشیت اور ہے اور رسول کی مشیت اور، لہٰذا عطف کیسے ارشاد نہ فرمایا، فقط مشیت اللہ وحدہ کا ذکر بتایا کہ اس میں خود ہی مشیت الرسول کا ذکر آ جائے گا۔ ﴿الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۲۲۵ طبع لاہور﴾

اور حدیث مشکوٰۃ جس کے الفاظ یہ ہیں "وقولوا ما شاء اللہ وحدہ" منقطع ہے۔

جیسا کہ صاحب مشکوٰۃ نے لکھا ہے: "وفی روایۃ منقطعاً قال لا تقولوا ما شاء اللہ

وشاء محمد وقولوا ما شاء اللہ وحدہ"۔ ﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۰۹ ناشر کتب خانہ رحیمیہ ملتان﴾

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مرفوع صحیح احادیث مبارکہ کو چھوڑ کر منقطع حدیث پر عمل کیا جائے۔

امیر حمزہ کی جہالت

سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۱۱۶، ۱۲۰ کو اہلسنت کے خلاف پیش کرنا سراسر جہالت ہے

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۰)

جبکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا بیٹا مانتے ہی نہیں، بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول، اور تمام مخلوق سے افضل و اکمل، کامل و مکمل اور خیر البشر ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حدیث بخاری اور اس کا جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو، جس طرح عیسیٰ ابن مریم کی تعریف میں عیسائیوں نے مبالغہ کیا تھا۔ پس میں اس کا بندہ ہوں لہٰذا مجھے اس کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۰)

﴿جواب﴾

جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بیٹے نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور تمام کائنات سے افضل و اکمل ہیں۔ تو خواہ مخواہ اس حدیث مبارکہ کو اہلسنت و جماعت کے خلاف پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

امیر حمزہ لکھتے ہیں اب جو کوئی اس نصیحت کے باوجود باز نہ آئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل، حاضر و ناظر، عالم الغیب، کہتا پھرے اور دیگر خدائی صفات آپ میں مانتا پھرے، میلاد مناتا پھرے، آپ کو اللہ کے نور میں سے نور کہہ کر غلو کرتا پھرے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق "پھر قیامت کے روز جو جواب میرے بھائی

عیسیٰ (علیہ السلام) دیں گے وہی جواب میں اپنی امت کے ان لوگوں کے بارے میں "جو ایسے عقائد اختیار کریں۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۲۰،۱۲۱)

جواب

مندرجہ بالا عبارت میں جن عقائد و نظریات کی نسبت اہلسنت و جماعت کی طرف کی گئی ہے ہم ان کی وضاحت کرتے ہیں تاکہ امیر حمزہ پر حق روشن ہو جائے اور دوسروں پر بہتان تراشی سے باز آجائیں۔ اور بروز محشر کوئی عذر پیش نہ کر سکیں۔

۱۔ مسئلہ علم غیب

مشہور حنفی عالم مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"علم غیب بالذات اللہ عزوجل کیلئے خاص ہے۔ کفار اپنے معبودان باطل وغیرہ کیلئے مانتے تھے لہٰذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ کے بتائے سے امور غیب پر مطلع ہیں (انبیاء و اولیاء کو) اطلاع ہے۔ (عوام الناس کو پیش نظر رکھ کر کراہت کا قول کیا ہے)۔ «الامن والعلی صفحہ نمبر ۲۰۳ مطبع لاہور»

پنجاب کے مشہور عالم و پیر طریقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کو علم غیب، حسب نصوص قرآنیہ اور علم ما کان و ما یکون ازروئے احادیث نبویہ علیہ السلام من جانب اللہ عطاء ہوا ہے۔ علم غیب کلی اور بالذات علی سبیل الاستمرار خاصہ خدائی ہے اور علم غیب علی قدر الاعلام والاعطاء آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا، اور آپ کو عالم الغیب بہ علم وعطائی رو سے کہا جا سکتا ہے۔

«تجلیات مہر انور صفحہ نمبر ۱۸۸ از شاہ حسین گردیزی طبع کراچی ۱۹۹۲ء»

بہ نسبت علوم اولین و آخرین آپ ﷺ کا علم اتم و اکمل ہے۔ اور آخر عمر شریف تک ملکوت السماوی والارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسمائے حسنہ و آیات کبریٰ و امور آخرت و شرائط ساعت و احوال سعداء و اشقیاء و علم ما کان و ما یکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ و ملکیہ سے آپ کا علم اشمل و اکمل ہے۔ جمیع جزئیات خمسہ کا علم جس میں

اس وقت قیامت کا بھی علم شامل ہے۔ آپ کو حاصل تھا۔ علم الٰہی اور آپ (ﷺ) کے علم میں امور ذیل فارق ہیں:

۱)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور اس کے رسول کا علم مستفاد اسے بالواسطہ بالعرض عطائی اور وہبی کہتے ہیں:

۲)۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب ہے اور حضور ﷺ کا علم ممکن۔

۳)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، سرمدی اور ابدی حقیقی ہے اور حضور ﷺ کا علم حادث۔

۴)۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے اور حضور ﷺ کا علم متناہی ہے۔

۵)۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور حضور ﷺ کا علم مخلوق ہے۔

۶)۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور حضور ﷺ کا مقدور۔

۷)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر اور حضور ﷺ کا علم ممکن التبدل۔

۸)۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب البقاء اور حضور علیہ السلام کا علم جائز الفناء۔

۹)۔ تمام مخلوقات کے علم اور حضور ﷺ کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے۔ یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں حضور ﷺ کا علم بمنزلہ سمندر ہے۔ اور حضور ﷺ کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی بھی نہیں جیسے قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

۱۰)۔ حضور علیہ السلام کے علم کلی کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا کل علم آپ کو حاصل ہے بلکہ مخلوق کا کل علم آپ کو عطا کیا گیا ہے۔ اور اس کی تکمیل نزول قرآن کے ضمن میں تدریجا ہوئی۔

۱۱)۔ حضور ﷺ کو کوئی بات جاننے کیلئے توجہ کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ توجہ کا محتاج نہیں۔

مسئلہ حاضر و ناظر

حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں، جسمانیت اور بشریت کے ساتھ نہیں، بلکہ بایں طور

کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت نبی ﷺ کی جلوہ گاہ ہے اور روحانیت و نور محمدیہ علیہ السلام کیلئے قرب اور بعد مکان یکساں ہے۔ کیونکہ عالم خلق زمان و مکان کی قیود سے مقید ہے لیکن عالم امر ان قیود سے پاک ہے۔ لہٰذا ایک وقت متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ کا تشریف فرما ہونا اور ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات کثیرہ و اماکن متعددہ میں حضور علیہ السلام کو اہل اللہ کا دیکھنا اور عالم بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا دلائل کی روشنی میں ایسا واضح امر ہے کہ جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔

مسئلہ نور و بشر

قرآن کریم و حدیث میں رسول اللہ ﷺ کیلئے لفظ نور بھی وارد ہے۔ اور لفظ بشر بھی مثلاً قرآن مجید ہے: "قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتَابٌ مُّبِينٌ" (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۵) یہاں نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا" (پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۳) آپ کہہ دیجئے میرا رب پاک ہے میں بشر رسول ہی ہوں۔

لہٰذا قرآن و حدیث پر ایمان رکھنے کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کو نور بھی مانے اور بشر بھی تسلیم کرے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کو ایسا بشر نہ مانے جس میں بشریت کا کوئی عیب ہو کیونکہ حضور علیہ السلام حقیقی معنی میں محمد ﷺ ہیں اور اس لفظ کے معنی ہیں "بے عیب" اسی طرح حضور علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کو ایسا نور تسلیم کرے کہ بے عیب بشریت اس کے منافی نہ ہو۔

کیا حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے؟

اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس حدیث (من نورہ) کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن محبوبیت کا ظہور

بنی بغیر اس کے ذات خداوندی نور محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزء قرار پائے۔ یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے، جس کا سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن و حدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا۔

مولانا احمد رضا بریلوی (م ۱۹۲۱ء) رحمۃ اللہ علیہ "من نورہ" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ، ذات الٰہی، ذات رسالت کیلئے مادہ ہے، جیسے انسان مٹی سے پیدا ہو۔ یا عیاذ باللہ، ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہونے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ ﴿صلوٰۃ الصفا فی نور المصطفیٰ ﷺ صفحہ نمبر ۳۷﴾

پروفیسر مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اور یہ جو مشہور ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ نور الٰہی، نور محمدی کیلئے مادہ ہے، بلکہ اس میں اضافت تشریفی ہے جیسے کہ کعبہ کو بیت اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے، چونکہ نور محمد تمام نبیوں کے نور سے پہلے پیدا ہوا اور اس وقت مشغول عبادت رہا تھا اس لئے کہا گیا کہ وہ اللہ کے نور سے ہیں۔ ﴿نور ﷺ صفحہ نمبر ۷، رسول نور بخش توکلی طبع لاہور ۱۳۷۱ھ﴾

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ اس حدیث میں نورہ کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے (زرقانی جلد اول) حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی ذات مقدس سے پیدا فرمایا اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ السلام کی ذات کا مادہ ہے۔ (معاذ اللہ) حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ (تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا)۔

﴿رسالہ میلاد النبی ﷺ صفحہ نمبر ۹﴾

مولانا عبدالحئی حنفی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"قال الزرقانی فی شرح المواهب عند شرح قوله من نوره اضافة

تشریف و اشعار بانه خلق عجيب وان له شانا له مناسبة ما الى الحضرة الربوبية على حد قوله تعالى و نفخ فيه من روحه وهي بيانة اى من ذات هو ذاته لا بمعنى انه مادة خلق نوره بل بمعنى تعلق الارادة به بلا واسطة شئ في وجوده انتهى" ﴿[illegible] مطبع گوجرانوالہ﴾

یاد رہے کہ حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کرنا کفر ہے اور آپ کی نورانیت کا منکر گمراہ ہے۔ ﴿فتاویٰ رضویہ وغیرہ﴾

مسئلہ محفل میلاد

اس محفل کا انعقاد افضل ترین مندوبات اور اعلیٰ ترین مستحسنات سے ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو غرباء و مساکین میں خیرات کرنا، دوستوں اور عزیزوں کی دعوت کرنا، قرآن خوانی کرنا، محفل نعت خوانی منعقد کرنا اور رات کو چراغاں کرنا، ان تمام افعال سے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے ان افعال محمودہ کا کرنے والا رحمت خداوندی سے سرشار ہوگا۔ البتہ احکام شرعیہ ہر وقت پیش نظر رہیں۔ اور منکرات سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کریں۔ اور ان امور کو ناجائز کہنے والوں کے پاس ممانعت کی کوئی شرعی دلیل نہیں اور یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے نہ کبھی اس طور سے میلاد کیا، ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی، کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کرسکتا۔

تقریباً ۱۰۰۰ برس سے مسلمانانِ عالم محافل میلاد النبی ﷺ منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور بڑے بڑے علماء اسلام مثلاً محدث ابن جوزی، علامہ قسطلانی، علامہ ابن حجر مکی، ملا علی قاری حنفی مکی، علامہ جلال الدین سیوطی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ عبد الرحیم دہلوی، مولانا عبد الحی لکھنوی حنفی، مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری لاہوری، مولانا محمد عالم آسی امرتسری اور مولانا احمد رضا حنفی بریلوی وغیرہم رحمہم اللہ نے اس کے مستحب و مستحسن ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

مسئلہ مختار کل وقاسم خزائن الٰہیہ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضور ﷺ کو تمام کائنات عالم کا مالک و مختار اور قاسم خزائن الٰہیہ کا منصب عطا فرمایا ہے۔ اور آپ کی حاکمیت و قاسمیت اللہ تعالیٰ کی مشیت، رضا اور اذن کے تحت ہے اور آپ کے یہ تمام کمالات حادث ہیں۔ حضور ﷺ جس کو جس قدر چاہیں عطا فرمائیں اور جس کیلئے چاہیں احکام شرعیہ میں تخفیف فرمائیں، احادیث نبویہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن الٰہیہ ماننا ان مسائل میں سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوت و رسالت سے ہے۔ اس عقیدہ کو شرک کہنے والے اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اذن الٰہی اور عطائے خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور ہی جمع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمانے اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے اور ہر مقدور ممکن ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کسی حال میں شرک نہیں ہو سکتا۔ شرک جب ہوگا ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو، جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع اور محال بالذات ہے۔ لیکن نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع ہے۔

حضور ﷺ سے اختیارات کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب کا مفاد یہ ہے کہ حکم خداوندی کے خلاف اور مشیت الٰہیہ کے منافی حضور ﷺ کیلئے قطعاً کوئی حکم یا اختیار نہیں ہے۔ اور عطائے الٰہی سے کل اختیارات حضور ﷺ کیلئے حاصل و ثابت ہیں۔

اہلسنت و جماعت کے اس قدر واضح اور شفاف عقائد و نظریات کے ہوتے ہوئے انہیں مشرک و کافر کہنا سراسر دین میں زیادتی ہے۔ اور ایسے افراد کو حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کا درج ذیل فرمان مبارک بار بار پڑھنا چاہیے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایما امرء

قال لاخیه کافر فقد باء بها"۔ ﴿مؤطا امام محمد صفحہ نمبر ۳۸۲ مطبع کراچی﴾

جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"کہ کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو کافر کہہ دے اگرچہ بہت بڑا گناہ کیا ہو"۔ ﴿مؤطا امام محمد صفحہ نمبر ۳۸۲ مطبع کراچی﴾

ذرا ... محشر کے روز سے، جب زمین بدل دی جائے گی، خالق کائنات کے حضور پیش ہو کر کیا جواب دو گے، ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے، توبہ کیجئے، اور مسلک حقہ اہلسنت کو اپنائیے!

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ صانع عالم جل جلالہ واجب الوجود، ازلی، ابدی ہے اس کا مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں ہے۔ تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پرتو ہیں۔ رب کائنات نے اپنے بندوں (انبیاء و اولیاء) کو اپنی بعض صفات کا مظہر بنایا ہے۔ اس لئے خداوند قدوس کی اس نعمت کا انکار کرنا گمراہی و بے دینی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ عظام کی نعتیں

خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

فصل الملیك ولی العباد ○ ورب العباد علی احمد

ترجمہ: "مالک ملک بادشاہ عالم، بندوں کا والی، اور پروردگار، احمد مجتبیٰ ﷺ پر سلام ورحمت بھیجے"۔

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب ○ وزین المعاشر فی المشهد

ترجمہ: "اب کیسی زندگی، جو حبیب ہی بچھڑ گیا اور وہ نہ رہا جو زینت دو عالم تھا"۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

واسبه من اهل مكة بعصب ○ تداعوا الى امر من الغي فاسد

ترجمہ: "اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کردیا حضور سے جب ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی"۔

فامسى رسول الله قد عز نصرة ○ وامسى عداه من قتيل و شارد

ترجمہ: "پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا، اور ان کے دشمن قتل ہوئے اور شکست کھا کر بھاگ گئے"۔

خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فیا عینی ابکی ولا تسامی ○ وحق البکاء علی السید

ترجمہ: "تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک، اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا"۔

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

وكان لنا كالحصن من دون اهله ○ له معقل حرز حريز من الردى

ترجمہ: "رسول اللہ (ﷺ) ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی"۔

وكنا بمرآه نرى النور والهدى ○ صباحا مساء راح فينا او اغتدى

ترجمہ: "ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور وہدایت کو دیکھتے، صبح بھی اور شام بھی جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے"۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

متى يبد فى الداجى البهيم جبينه ○ يلح مثل مصباح الدجى المتوقد

ترجمہ: "اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے۔ تو اسطرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ"۔

فمن كان او من قد يكون كاحمد ○ نظام لحق او نكال لملحد

ترجمہ: "احمد مجتبیٰ جیسا کون تھا اور کون ہوگا۔ حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو

سراپا عبرت بنا دیئے گئے"۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

واحسن منک لم تر قط عینی ○ واجمل منک لم تلد النساء

ترجمہ "اے اللہ کے محبوب! کسی آنکھ نے آج تک تجھ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے نہ دیکھے گی۔ آپ جیسا حسین و جمیل کسی ماں نہ جنا ہی نہیں"۔

خلقت مبرا من کل عیب ○ کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ "تجھے ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیا گیا۔ گویا آپ کو خود آپ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے"۔

ھجوت محمدا برا وفیا ○ رسول اللہ شیمتہ الوفاء

ترجمہ "اے رسول خدا کے دشمن تو نے برائی کی ہے کس کی احمد کی وہ جو اللہ کے رسول ہیں جس کی خصلت میں وفا شعاری ہے"۔

(شمائم الحرمین اولیاء انقلاب نمبر)

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ

ما ان سمعت ولا رایت بمثلہ ○ فی الناس کلھم کمثل محمد

اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی ○ واذا تشاء یخبرک عما فی غد

ترجمہ "یعنی میں نے تمام جہانوں کے لوگوں میں محمد ﷺ کی مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کی خبر بتا دیں"۔

(مختصر سیرت رسول الشیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۶۸-۳ طبع لاہور ۱۳۹۹ھ)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

ان نلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم

بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم

ترجمہ "جو گزر ہو اے صبا تیرا کسی دن دیار حجاز میں، تو میرا سلام یہ کہنا حریم پندہ

... میں"۔

من وجھہ شمس الضحی من خدہ بدر الدجی

من ذاتہ نور الھدی من کفہ بحر الھمم

ترجمہ: "وہ جن کے روئے منیر پر کسی مہروش کا گمان ہے، تو ہم کا اک یم بیکراں ہے کرم کے دست درازمیں"۔

قرآنہ برھاننا نسخا لادیان مضت

اذ جاءنا احکامہ کل الصحف صار العدم

ترجمہ "ہوئے منسخ عہد کہن کے دین وہ جلالے قرآن مبین و دلیل روشن و آخریں کہ ہے دین حق کے جواز میں"۔

اکبادنا مجروحۃ من سیف ھجر المصطفی

طوبی لاھل بلدۃ فیھا النبی المحتشم

ترجمہ "اے ساکنان حرم جہاں شہ دو جہاں کا قیام ہے، بڑے دل فگار ہیں ہم جہاں ہجر ہی سید کا داغ ہے"۔

یا مصطفی یا مجتبی ارحم علی عصیاننا

مجبورۃ اعمالنا طمعا وذنبا والظلم

ترجمہ "کرم اے شہ والا حشم کہ ہیں آج منتظر کرم، وہ اسیر غم کہ شکستہ پر ہیں گنہ کے دامن آز میں"۔

یا رحمۃ للعالمین انت شفیع المذنبین

اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا والکرم

ترجمہ "سر حشر آپ کے ہاتھ ہے مرے حشر و نشر کی آبرو، کہ کلید رحمت دو جہاں ہے نبی کے دست مجاز میں"۔

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین

محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم

ترجمہ "للہ زین العابدین پہ بھی تک ہلف حضور ہو کہ ستم نصیب مدینہ غم سے نجات دلائیں"۔ (شمائم امجد مہاپوں لعقید انتخاب کس)

امام ابوحنیفہ کوفی تابعی (م ۱۵۰ھ) رضی اللہ عنہ

یا سید السادات جئتک قاصداً ○ ارجو رضاک واحتمی بحماک

ترجمہ "اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں، آپ کی خوشنودی کا امیدوار، آپ کی پناہ کا طلبگار"۔

واللہ یا خیر الخلائق ان لی   قلبا مشوقا لا یروم سواک

ترجمہ "اللہ کی قسم اے بہترین خلائق! میرا دل صرف آپ کی محبت سے بھرا ہے وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں"۔

انت الذی لولاک ما خلق امرء .. کلا ولا خلق الوری لولاک

ترجمہ "اگر آپ نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا، اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں"۔

انت الذی لما توسل آدم . من زلۃ بک فاز وھو اباک

ترجمہ "آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم نے آپ کا توسل اختیار کیا، اپنی لغزش پر کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ کے جد بزرگوار ہیں"۔

وبک الخلیل دعا فعادت نارہ   بردا وقد خمدت بنور سناک

ترجمہ "اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی تو، ان کی آگ سرد ہوگئی، وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی"۔

ودعاک ایوب لضر مسہ .. فازیل عنہ الضر حین دعاک

ترجمہ "اور حضرت ایوب نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دعا کی، تو ان کی دعا مقبول ہوئی، اور بیماری دور ہوگئی"۔

وبک المسیح اتی بشیرا مخبرا . بصفات حسنک مادحا لعلاک

ترجمہ "اور آپ ہی کے ظہور کی خوشخبری لے کر حضرت مسیح آئے، انہوں نے

آپ کے حسن و جمال کی مدح و ثنا کی اور آپ کے رتبہ بلندی کی خبر دی"۔

وکذاک موسی لم یزل متوسلا . بک فی القیامۃ محتمی بحماک

ترجمہ "اور اسی طرح حضرت موسیٰ بھی آپ کا وسیلہ اختیار کرتے رہے، روز قیامت بھی آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے"۔ (شمائم امجد مہاپوں لعقیدہ انتخاب نمبر)

میر حمزہ اتنا کہیں کیا یہ تمام صحابہ کرام اور تابعین غالی تھے سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

فرقہ وہابیہ قالیہ نجدیہ کی تحقیق

امیر حمزہ کیسے غور کر لیا

۱۔ واہ سبحان اللہ رب عالم ایسا کرم کمایا
اتھے رہبر اوتھے رہبر شافی مددگار بنایا

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۱۲ اطبع لاہور)

کیا آپ کے مذہب میں رسول اللہ ﷺ کو مددگار ماننا شرک نہیں؟

کیا مولوی عبدالستار مشرک تھے یا مسلمان؟

۲۔ تینوں کر عزت شان نبی توں نائیں حد بیاں!
باجھ خدا کوئی ہور نہ جانے وچہ زمیں آسماناں

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۱۲ اطبع لاہور)

مولوی اسماعیل دہلوی کہتا ہے۔ سو وہ بڑے بھائی ہوئے اور ہم چھوٹے، سو ان کی بڑے بھائی جیسی عزت کرنی چاہیے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۲ ملخص)

۳۔ جدوں حب نبی دیوں خالی سب درجال توں خالی
مولوی اول حاضر دیکھن شکل جہنم والی!

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۷ اطبع لاہور)

مولوی غلام خان مقلد وہابی کی مرنے کے بعد اسی لئے شکل نہ دکھائی گئی۔ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی رقمطراز ہے

"مولانا غلام اللہ خاں کی میت حسن ابدال ہسپتال کے راستے بعد دوپہر پنڈی لائی گئی۔ راستے میں جگہ جگہ لوگوں کی بڑی تعداد سڑک کے دور دور تک موجود تھی۔ انہوں نے مولانا کی میت کا آخری دیدار کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی"۔ الخ

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۹ مئی ۱۹۸۰)

۴۔ دروداں سرداراں اپر حاکم دو ہیں جہانیں
خود مسکین سدا دے سوہنا شملے والا

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۳۱ طبع لاہور)

اس شعر میں مولوی عبدالستار رسول اللہ ﷺ کو دونوں جہانوں کا حاکم تسلیم کر رہے ہیں۔ جو کہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک شرک ہے۔

۵۔ بخشی سرور عالم تائیں عالم دی سرداری
وقت حیاتی بعد مماتی حکم برابر جاری

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۳۱ طبع لاہور)

مولوی اسماعیل دہلوی کہتا ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں اور اس شعر میں مولوی صاحب رسول اللہ ﷺ کیلئے دونوں جہان کی سرداری تسلیم کر رہے ہیں۔ بتائیں کون جھوٹا کون سچا؟

۶۔ وچہ کتاب اپنی دے حضرت گنج بخش فرمایا
اسراجیل تھیں اک زاہد زہد کمال کمایا

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۱ طبع لاہور)

اس شعر میں مولوی عبدالستار نے حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت داتا گنج بخش کے نام سے یاد کیا ہے۔ تو کیا مولوی صاحب مشرک تھے یا مسلمان، سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

۷۔ جو پاسی جس روز تولد پاک رسول غفاری
گویا آن مبارک ماہوں دتی خبر پیاری

میں جتھے نال شرہ کیتا انگلیاں گوں تینوں
مردہ ہوئے سبھ روز شخ قہر دس ہر ہر سوار دو پہاڑے
ہر صدقہ سردار نبی دے اسدن اگ نہ ساڑے

(اکرام محمدی از مولوی عبدالستار وہابی صفحہ نمبر ۲۵۸ طبع لاہور)

جب ابولہب جیسے کافر کو رحمت عالم کی پیدائش کی خوشی منانے پر اجر مل سکتا ہے۔ تو ایک مسلمان موحد اس سے کیونکر محروم رہ سکتا ہے۔

۸۔ براق جو چالاک سے کے چڑھ گیا افلاک تے
قاب قوسین دا درجہ میرے بدر منیر دا

(گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۹۰ طبع فیصل آباد)

امیر حمزہ بتائیں، مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے شعر
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد (ﷺ)

اور مولوی عبدالستار کے شعر کے دوسرے مصرعہ میں کیا فرق ہے قاب قوسین عرش پر ہی تو وقوع میں آیا۔

۹۔ دوش جوڑے لنگاں تے چڑھ جان والا
میں نئیوں دی اوستوں رسائی دار دیواں

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۹۰ طبع فیصل آباد﴾

امیر حمزہ بتائیں کس حدیث مبارکہ سے سرور عالم ﷺ کا ہمراہ نعلین شریف، افلاک پر جانا ثابت ہے؟

۱۰۔ اللہ بھل بھلیکے میرے گھر بھی آوے
او سالار تے شہکار مدینے دا

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۹۸ طبع فیصل آباد﴾

جبکہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے (یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا) یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۳)

تو پھر شعر کے پہلے مصرعہ کا کیا مفہوم ہے۔

اللہ بھل بھلیکے میرے گھر بھی آوے

کیا بقول آپ کے یہ مبالغہ آرائی نہیں ہے؟

۱۱۔ وہی ہے سید وہی ہے شافع وہی ہے رحمت جہاں کی خاطر
حمید گر کچھ آئے کا مالک وہ محمد تسلیم بھی ہے
وہی مزمل وہی مدثر وہی محمد وہی مطہر
ولا تحمد کا بھی مخاطب جہاں میں سب سے علیم بھی ہے

کیا علیم رب العزت کی صفت نہیں، تو پھر مخلوق کی طرف اس کی نسبت کرنا بقول آپ کے شرک ہے، تو مولوی صمصام صاحب مشرک ہوئے یا نہیں، جبکہ آپ نے خود لکھا ہے:

"اور دیگر خدائی صفات آپ میں ماننا پھرے"

(وہ عیسائیوں کی طرح مشرک ہے)۔ ﴿شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۲۱﴾

۱۲۔ ہے مستحق فلاح صرف تمہیں منگدے ہو
تاں کلمہ پڑھو پھر کیوں منگدے ہو
محمد سوا بخشو کوئی نہیں سکدا

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۷ طبع فیصل آباد﴾

جبکہ اسماعیل دہلوی کہتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

﴿تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۲۲﴾

۱۳۔ سلام آکھاں جو آدم ناوں پہلاں رحمتاں جھلیاں
تے آدم دی نسل ساری توں بہتر توں سلام آکھاں

امیر حمزہ، الفاظ کی شرح کریں اور بتلائیں کہ ان رحمتوں سے کیا مراد ہے؟

جو آدم ناوں پہلاں رحمتاں جھلیاں

۱۴۔ وے چیدراں میاں تو ہر روضہ تے ٹھر جاوئن

کھان بھی نظر بھی دل بھی جگر بھی روح بھی سینہ بھی

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۵۶ طبع فیصل آباد﴾

میرا جی کردا میرا دس گھر دا
ساوا گنبد اکھیاں دے وچ پھر دا

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۱۶ طبع فیصل آباد﴾

عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے۔

آج کل انبیاء و صالحین کی قبور اور ان پر جو گنبد و قبے بنائے گئے ہیں وہ بھی بطور بت کے ہیں۔ ﴿دوسرا رسالہ مصنفہ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی صفحہ نمبر ۳ طبع امرتسر ۱۹۲۷ء﴾

(نعوذ باللہ) جب تمہارے نزدیک گنبد خضراء بت ہے تو بت کو دیکھ کر آنکھوں میں ... سے پیدا ہونے کا کیا مطلب؟ اور یہ کیسی منافقت!

۵۔ مولوی صمصام غیر مقلد وہابی "مدینے دیاں گلیاں" کے عنوان سے ایک نعت لکھتے ہیں جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جگ دے شہراں دے بازار ڈاڈے
تے بازار گلیاں سارے شہراں دیاں
توہاڈے کوڑے دی لپ تو وارثاں
سونے ریشم ، ہیریاں تھیں چنگیو
جتھے عالم فاضل پیر آون
شاہ گدا امیر فقیر آون
آکے آکے تہاڈوں چم دے لے
خوش نصیبو تے قسمت دیو دلیو

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۶۵ طبع فیصل آباد﴾

مدینہ منورہ کی گلیوں کو چومنا کس حدیث مبارک سے ثابت ہے۔

۱۱۔ مدینہ منورہ کی گلیوں کے چومنے والوں کیلئے شرعی حکم کیا ہے؟

۱۶۔ مولوی صمصام اپنی ایک نظم "ایک آرزو" میں لکھتا ہے۔

اللہ مدت گزری آسکدیاں نوں ○ ہن جوگی سانگ بنا نوں کی
تیرے گھر دے دیوے نچ نچ کے ○ مجرا دکھلاں نوں کی

﴿گلشن صمصام از مولوی علی محمد صمصام وہابی صفحہ نمبر ۱۶۷، ۱۶۸ مطبع فیصل آباد﴾

تیرے گھر دے دیوے نچ نچ کے ○ مجرے دیوں سوجاں وار

خانہ کعبہ کے ارد گرد ناچ کرنا اور مجرا کرنا کس حدیث صحیح مرفوعہ سے ثابت ہے خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور تابعین وغیرہم سے ثابت ہے؟ (ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین)

نیز خانہ کعبہ میں ناچنے اور مجرا کرنے والوں کیلئے شرعی حکم کیا ہے؟

۱۷۔ مولوی صمصام اپنی نعت بعنوان "مدینے دیاں گلیاں" میں لکھتے ہیں۔

ایہہ جیہا او کس دا ناں ہے ماڑی بدکار دا
ایہہ دارالشفا بیماراں دا، چھپیاں ہوں اجے گلیاں گلیاں

﴿کلیات صمصام صفحہ نمبر ۲۰ مطبع فیصل آباد﴾

کیا تمہارے عقیدہ کے مطابق یہ شرکیہ شعر نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟
اگر شرکیہ ہیں تو مولوی صمصام مسلمان ہے یا مشرک؟

۱۸۔ او جیہا والا سرور گئی نہ لیا ندے
خلق عظیم صفت احمد مختار دی

﴿کلیات صمصام صفحہ نمبر ۵۷ مطبع فیصل آباد﴾

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۳)

مولوی اسماعیل دہلوی کے اس فتوی کے مطابق مولوی صمصام پر شرعی حکم نافذ کریں۔

۱۹۔ مولوی حافظ محمد بن مولوی بارک اللہ (غیر مقلد وہابی) لکھتا ہے۔

تول رب غفور شکور رحیماں بخش ظلوم جہولاں
بحرمت خاص حبیب محمد، حرمت کل رسولاں
بھی کعبے حج کرائیں زیارت روضے پاک نبی دی
یہہ عرض قبول، بحرمت نبیاں حرمت کل ولیاں دی

﴿احوال الآخرت صفحہ نمبر ۳۰ مطبع لاہور﴾

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے۔

جب کوئی کہے کہ خدا یا بجاہ نبی، یا بحق نبی یا بجاہ عبادک الصالحین یا بحق تیرے فلاں بندے کے میں چاہتا ہوں تو بدعت مکروہ ہے الخ

﴿دوسرا رسالہ از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۱ مطبع امرتسر ۱۹۲۷ء﴾

امیر حمزہ! اس بیان کی روشنی میں مولوی حافظ محمد بن مولوی بارک اللہ پر بدعتی ہونے کا حکم صادر فرمائیں۔ دیکھتے ہیں اونٹ کس کروٹ بدلتا ہے۔

۲۰۔ ہے اول نبی پیدا ہوا ان کا نور
پہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

﴿مولوی اسماعیل دہلوی (نقوش رسول نمبر جلد دہم، صفحہ نمبر ۳۸۵)﴾

امیر حمزہ! سے بڑا درد التماس ہے کہ اس شعر کے پہلے مصرعہ کی تشریح کریں اور بتائیں کہ کیا اس مصرعہ سے حضور علیہ السلام کی نورانیت ثابت نہیں ہوتی۔

وہ انسان اکمل ہے سنتے ہو کون ○ ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبی العرب، رسول کریم ○ نبوت کے دریا کا در یتیم
حبیب خدا، سید المرسلین ○ شفیع الوری، ہادی راہ دین

﴿مولوی اسماعیل دہلوی (نقوش رسول نمبر جلد دہم، صفحہ نمبر ۳۸۵)﴾

مولوی اسماعیل دہلوی کے ان اشعار سے رسول اللہ ﷺ کی بشریت ثابت ہو رہی ہے۔

امیر حمزہ بتائیں کہ جو شخص حضور ﷺ کی نورانیت اور بشریت کا قائل ہو وہ مسلمان

ہدایت پہ ہے یا گمراہ؟

مولوی ڈپٹی نذیر احمد

یکہ ماوٰی ہے اور یکہ مامن ○ میرے دو ہاتھ آپ کا دامن
کون پرساں ہے مجھ سے ناقص کا ○ کس کو طوفاں میں پاس ہو خس کا

تم بچاؤ عذاب آتش سے ○ سخت عاجز ہوں نفس سرکش سے
اے بمرے خدا رسول جلیل ○ مجھ پہ طاری ہو حالت تحلیل

رحم کیجئے کہ آپ رحمت ہیں ○ آپ پشت و پناہ امت ہیں
(نقوش رسول نمبر جلد دہم صفحہ نمبر ۲۸۹)

کیجئے امیر حمزہ ... فرقہ وہابیہ کے شعر و کے شعار کی نشاندہی کرنا ہمارا کام تھا،
اب فتویٰ نویسی ... آپ کا منصب ہے۔
اور مفتی کا کام ہے کہ سچے اور پکے کی پاسداری ہوائے علاق رکھتے ہوئے، کتاب وسنت کی روشنی میں...... جواب تحریر کرے۔

باب ہفتم

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور ... متحدہ عرب امارات کے چیف جسٹس کا ... فتویٰ۔

ہمارے نزدیک حضور پرنور سید عالم ﷺ کے یوم پیدائش پر مسرت و خوشی کا اظہار کرنا، دکانوں اور مکانوں کو حتی المقدور سجانا، صاف ستھرے کپڑے پہننا، غربا و مساکین کو کھانا کھلانا، رشتہ داروں اور دوستوں کو تحفے بھیجنا، محافل ذکر و فکر و محافل منعقد کرنا، جن میں آپ کی ولادت باسعادت کے واقعات و معجزات اور آپ کی سیرت طیبہ بیان کرنا اور آپ کی ذات بابرکات پر کثرت سے درود پڑھنا تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت اور سنت نبوی پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار ہو مستحب و مستحسن امور ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے رب العزت جل شانہٗ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا و خوشنودی حاصل ہوگی۔ اور اس دن کو لغوی معنوں میں "لفظ عید" سے تعبیر کرنا صحیح و درست ہے۔ یاد رہے کہ شرعی عیدین کے احکام اس عید پر نافذ نہیں ہوں گے۔

امام راغب (حسین بن محمد) اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) فرماتے ہیں۔

(عید کے لغوی معنی) ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اس پر عید کا لفظ بولا جانے لگا ہے۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۳۰۹ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

صاحب قاموس امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) لکھتے ہیں۔

جمعہ امت محمدیہ کی عید ہے جو ہر ہفتہ ہوتی ہے۔ (سفر سعادت صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور)

کتاب اللہ سے ایک مثال

"رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا"۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۴)

ترجمہ "اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید

ہو"۔ (ترجمہ کنزالایمان صفحہ نمبر ۲۰۳ طبع تاج کمپنی لاہور)

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(آیت مذکورہ میں) عید سے شادمانی (خوشی) کا دن مراد ہے۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۳۶۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومنوں کیلئے پانچ عیدیں ہیں۔

۱۔ مومن پر جو دن گزرے اور اس کے گناہ نہ لکھے جائیں۔ وہ اس کیلئے عید کا دن ہے۔

۲۔ دنیا سے ایمان و شہادت کے ساتھ اور شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ رہا ہو، وہ بھی اس کیلئے عید کا دن ہے۔

۳۔ پل صراط سے گزرنے اور قیامت کے ڈر سے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ و زبان سے مامون ہے وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

۴۔ جنت میں داخل ہو اور جہنم سے مامون ہو وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

۵۔ جس میں رب کائنات کا دیدار کرے وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

(درۃ الناصحین صفحہ نمبر ۲۶۳ زمانہ تالیف ۱۳۲۲ھ)

نیز مولوی عبدالقادر روپڑی غیر مقلد کی زیر نگرانی نکلنے والے رسالہ "ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث" لاہور ۱۹۶۳ء میں بھی یہ حدیث منقول ہے۔

"عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا" ...الخ

﴿ابن ماجہ صفحہ نمبر ۷۷ طبع کراچی، پاکستان﴾

﴿شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۱۸۸ طبع لکھنؤ ۱۹۰۸ء وروایت ابی ہریرۃ﴾

﴿مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب التنظیف والتبکیر تیسری فصل صفحہ نمبر ۱۲۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

یہ شیخ عثمان بن حسن بن احمد شاکر الخوبوی الرومی محدث، مفسر، واعظ کی تصنیف ہے (معجم المؤلفین صفحہ نمبر ۲۵۳ جلد ۶ طبع بیروت

اس حدیث مبارکہ میں لغوی طور پر لفظ عید کا استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ عیدین کے احکام جمعہ کے دن پر نافذ نہیں ہوتے۔

خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"وکل یوم لا یعصی اللہ فیہ فهو عید"۔

(نہج البلاغہ صفحہ نمبر ۱۹۳۲ ارشاد نمبر ۴۲۸ طبع لاہور)

ترجمہ "یعنی ہر وہ دن جس میں بندہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے وہ اس کیلئے عید ہے"

(غنیۃ الطالبین از سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ صفحہ نمبر ۳۱۰ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

پروفیسر ابوبکر غزنوی بن مولوی محمد داؤد غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں۔

عید وہ ہے جو بار بار آئے۔ قرآن مجید میں لفظ عید مسرت (خوشی) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ "اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا"۔

(ماہنامہ کوہستان لاہور یکم شوال ۱۳۸۴ھ)

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی لکھتے ہیں:

عید: عید خوشی کا دن، عید جو بار بار لوٹ کر آئے ...الخ

(قرآن مجید کا عربی لغت صفحہ نمبر ۳۰ طبع راولپنڈی)

معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول ہو اس دن کو عید منانا، خوشی منانا، عبادت خداوندی کرنا اور شکر الٰہی کا بجا لانا اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں، افراد قدسیہ اور صالحین و کاملین کا طریقہ ہے۔ اور اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ سید عالم ﷺ کی اس جہان رنگ و بو میں تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا یعنی خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، میلاد شریف اور سیرت نبوی کا وعظ کرنا اور لوگوں کا اس میں شریک ہونا، شکر الٰہی کا بجا لانا اور حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے اظہار فرح و سرور کرنا مستحسن و محمود فعل ہے اور مقربین الٰہی کا طریقہ ہے، اور یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا، ممانعت کیلئے دلیل نہیں بن سکتی اور کسی جائز کام کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کر سکتا۔

تقریباً گیارہ سو (۱۱۰۰) سال سے مسلمانان عالم اس دن (یعنی ولادت باسعادت کے یوم) خوشی ومسرت کا اظہار کرتے چلے آرہے ہیں۔ شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ (مصر) رقمطراز ہیں

امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ شیخ نووی (امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کا بہترین اختراع آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے۔ جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ وخیرات، محفلوں کی زیبائش وآرائش، اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقراء سے حسن سلوک کے علاوہ اس امر کی آنحضرت ﷺ سے والہانہ عقیدہ ومحبت اہل محفل کے دل میں آپ کی حیثیت وعظمت کی پختگی اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے کے قلبی شکر وامتنان کا احساس دلاتی ہے۔

امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا رواج تین صدی بعد ہوا ہے (یعنی آج سے ۰۰ سال پہلے) اس کے بعد سے تمام ممالک وامصار میں مسلمانان عالم عید میلاد النبی ﷺ مناتے چلے آرہے ہیں وہ ان دنوں میں خیرات وصدقات کرتے ہیں اور میلاد النبی ﷺ کی مجالس منعقد کرتے ہیں جن کی برکتوں سے ان پر حق تعالیٰ کا عام فضل وکرم ہوتا ہے۔

علامہ محدث عبدالرحمن (متوفی ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے سال بھر امن وعافیت رہتی ہے۔ یہ مبارک عمل ہر نیک مقصود میں فوری کامیابی کی بشارت کا موجب ہے۔

سلاطین اسلام میں سے اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے شاہ اربل سلطان مظفر بوسعید تھے۔ جن کی فرمائش پر حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" تالیف کی تھی۔ اس پر شاہ نے خوش ہو کر مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ہزار دینار انعام عطا فرمایا تھا۔ اسی سلطان نے سب سے پہلے جشن عید میلاد النبی ﷺ منعقد فرمایا تھا۔ وہ ہر سال ماہ ربیع الاول میں یہ جشن عظیم اہتمام

ساتھ بہت اعلیٰ پیمانے پر منایا کرتا تھا وہ طبعاً نہایت سخی جواں مرد، شیر دل، فیاض طبع، بہت زیرک ودانا اور منصف مزاج تھا۔

سلطان ابو محمد موسیٰ شاہ تلمسان بھی عید میلاد النبی ﷺ کا عظیم جشن منایا کرتا تھا، جو ان کے زمانہ میں اور اس سے قبل مغرب اقصیٰ و اندلس کے سلاطین بھی منایا کرتے تھے۔

ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانان عالم اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مصر کے علاقہ میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کی جاتی ہیں۔ خاص کر شہر قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیدل جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے، جو پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ سڑکوں سے گزرتا ہے۔ یہ جلوس مقامات غوریہ، شراقیہ، کوتلہ بازار ور حسینیہ گزرتا ہوا عباسیہ میدان میں ختم ہوتا ہے۔ .. اس دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے نیز بمقام مشہد حسینی کمشنر مصر کی موجودگی میں سیرۃ النبی (ﷺ) کا بیان ہوتا ہے۔ الخ (تلخیص)۔

﴿محمد رسول اللہ صفحہ نمبر ۳۴۲ تا ۳۵۰ طبع کراچی﴾

علامہ ابن حجر قسطلانی (م ۹۲۳ھ) شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔۔۔

حضور ﷺ کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکانے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے رہے ہیں اور حضور علیہ السلام کے مولد کریم کی قرأۃ کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں جن کی برکت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنایا تاکہ یہ عید (خوشی) میلاد سخت ترین علت ومصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض وعناد ہے۔ ﴿مواہب اللدنیہ صفحہ نمبر ۲۷ جلد اول طبع مصر﴾

محدث ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میلاد النبی ﷺ کی ترغیب میں کلام کو بہت کچھ طول دیا گیا ہے اور یہ عمل حسن ہمیشہ

سے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، یمن، شام، تمام عرب اور مشرق، مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے۔ اور میلاد النبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں اور ماہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے۔

ملخصاً (المیلاد النبوی از محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۵۸ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں جو حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے اللہ تعالیٰ اپنے لطف عمیم سے جنات نعیم میں داخل کرے۔ (مواہب اللدنیہ جلد اوّل)

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

میلاد شریف دراصل ایک ایسی تقریب مسرت ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدر سہولت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے ظہور سراپا نور کے سلسلہ میں جو خوشخبریاں احادیث و آثار میں آئی ہیں اور جو خوارق عادت اور نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں بیان کی جاتی ہیں۔ پھر شرکاء محفل کے سامنے دسترخوان بچھایا جاتا ہے۔ اور وہ حسب طلب و بقدر کفالت ماحضر تناول کرتے ہیں اور دعائے خیر کر کے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں منعقد کی جانے والی تقریب عید، بدعت حسنہ (نیک نیا کام ہے) جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اس لئے کہ اس میں حضور ﷺ کی تعظیم شان اور آپ کی ولادت باسعادت پر فرحت و انبساط کا اظہار پایا جاتا ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۲۵ طبع سیالکوٹ)

نیز فرماتے ہیں ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم میلاد شریف منعقد کر کے حضور ﷺ کی ولادت پر اظہار شکر کریں، جس میں دعوت طعام ہو اور اس طرح کے دیگر امور خیر سرانجام دیئے جائیں اور خوشیاں منائی جائیں۔

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۳۰ طبع سیالکوٹ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اور اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں حضور ﷺ کے میلاد مبارک

میں ......الخ (اس کے بعد آپ نے علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل فرمائی جو ہم "مواہب لدنیہ" کے حوالے سے اوراق گزشتہ میں نقل کر آئے ہیں)۔

(ماثبت بالسنۃ صفحہ نمبر ۷۹)

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ہمیشہ سے اہل اسلام ہر سال (ربیع الاوّل کے مہینے میں) محفل میلاد منعقد کرتے اور حضور ﷺ کی میلاد خوانی کرتے ہیں جس کی برکت سے ان پر فضل خداوندی کی بارش ہوتی ہے......(تلخیص)۔ (المورد الروی فی مولد النبوی)

علامہ طاہر پٹنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنی کتاب مجمع البحار کو جب ربیع الاوّل میں آخر تک مکمل کر لیا تو خاتمہ پر یہ عبارت لکھی۔

ترجمہ "خدا کے فضل و توفیق سے کتاب مجمع البحار کا آخری ثلث پایہ تکمیل کو پہنچ گیا یہ ماہ ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کی رات کو خوشی اور کامرانی کا مہینہ ہے اور انوار و رحمت کا سرچشمہ ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر سال اس موقع پر اظہار مسرت کیا کریں"۔

(مجمع البحار جلد ۳)

حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

(مولود شریف) میں اچھی آواز کے ساتھ قرآن شریف، نعتیہ قصائد اور مناقب و فضائل پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے۔ (مکتوبات جلد ۳ مکتوب نمبر ۷۲ بنام خواجہ حسام الدین)

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کہ میلاد صرف اس امر کا نام ہے کہ آیات قرآنیہ اور احادیث پڑھی جائیں اور ان کی تشریح کرتے ہوئے کچھ معجزات نبوی، حسب و نسب نبویہ اور حادثات پیدائش معہ خوارق و نشانہائے آسمانی بیان کیے جائیں جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب "النعمۃ الکبریٰ علی العالم" میں بیان کیا ہے اس میلاد کا وجود عہد نبوت اور عہد صحابہ میں تھا۔ اگرچہ اس وقت اس مجلس کو میلاد نہیں کہتے تھے۔ پھر اسی سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے

لکھتے ہیں۔ کہ خلاصہ یہ ہے کہ میلاد شریف مستحسن شرعی ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ اس کا ... (خواہ کسی عنوان سے ہو) قرونِ ثلاثہ میں تھا اور یا اس وجہ سے کہ اس کا جواز مستند شرع میں درج ہے اور کسی نے اس کے مستحب ہونے سے انکار نہیں کیا۔ سوائے چند شاذ کے جن کا سرکردہ تاج الدین مالکی ہے مگر اس کا قول معتبر نہیں ہے۔ پھر اسی کتاب صفحہ نمبر ۳۲ پر لکھتے ہیں کہ علمائے حرمین شریفین قیام بھی کرتے ہیں۔ الخ۔

(مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۱۱ جلد ۲ طبع فرنگی محل لکھنو)

کرم ہی کرم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی شاہ عبد الرحیم فاروقی قادری حنفی (متوفی ۱۱۳۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔

فرمایا کہ میں میلاد النبی ﷺ کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا، میلاد پاک کی خوشی میں ایک سال میں تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے وہ میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو کیا دیکھتا ہوں (یعنی خواب میں) کہ آنحضرت ﷺ کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔

(در ثمین فی مبشرات النبی الامین از مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۴۰ طبع کل پور ۱۹۷۰ء)

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب جب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد خواب میں دیکھا کہ وہ بہت ہی برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ مرنے کے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہ ہوئی لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کر دی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کر دیا۔

(فتح الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۸، جلد ۹ از ابن حجر عسقلانی شافعی (م ۸۵۲ھ))

علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن احمد عجیمی (متوفی ۱۰۱۱ھ)

کی اپنی ایک تحریر دیکھی جس میں عبارت یہ ہے کہ شیخ صالح نجم الدین بن قیوی مصری نے مجھے بتایا کہ انہوں نے عید الفطر کے دن ذکر کی حالت میں ۱۰۰۷ھ میں دیکھا گویا نبی اکرم ﷺ اپنی قبر انور کی جگہ پر سامنے تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سارے جسم مبارک سے نور نکل رہا ہے لیکن سینہ اقدس سے جو نور نکل رہا ہے وہ تو ... کی کیفیت کئے ہوئے ہے۔ جو جسمانی ہے اور اس کی مقدار اتنی تھی یہ کہ آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنایا اور یہ نور اپنی جگہ سے پھیل کر سید محمد عجیمی تک پہنچتا ہے اور وہ محفل میلاد اپنی مسجد میں اس وقت قائم کئے ہوئے تھے اور یہ نور ان کے سینہ میں لگاتار داخل ہوتا جا رہا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۴۹۸ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے فرمایا۔

قدیم طریقہ کے مطابق بارہ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور حضرت ﷺ کی نیاز (کچھ) تقسیم کی، اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی تلاوت قرآن پاک کے دوران ملاء الاعلیٰ کا ورود ہوا۔ (فرشتے نازل ہوئے) اور رسول اللہ ﷺ کی روح پر فتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی بہت التفات کی اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء الاعلیٰ (فرشتوں کی ٹولی) ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت نیاز مندی اور عاجزی کی بنا پر بلند (عروج کر رہی ہے) ہو رہی ہے۔ (اوپر جا رہی ہے) اور اس کی کیفیت کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی (مترجم اردو) صفحہ نمبر ۸۳ طبع لاہور ۱۳۲۰ھ)

فرقہ وہابیہ نجدیہ کے گھر کی تین اہم شہادتیں

ا۔ ابن تیمیہ لکھتا ہے۔ "و اللہ قد یثیبہم علی ھذا المحبۃ و الاجتہاد"۔

(اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ نمبر ۲۹۴ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

یعنی حب رسول اور تعظیم نبی کے تحت جو لوگ میلاد مناتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت اور کوشش وسعی کا ثواب دے گا۔

۲۔ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے

"وارضعته ﷺ ثویبة عتیقة ابی لهب ، اعتقها حین بشرته بولادته ﷺ و قد رؤی ابو لهب بعد موته فی النوم فقیل له ماحالک؟ فقال فی النار ، الا انه خفف عنی کل اثنین وامص من بین اصبعی هاتین ماء واشار برأس اصبعه ، وان ذالک باعتاقی ثویبة عندما بشرتنی بولادة النبی وبارضاعها له ، قال ابن جوزی فاذا کان هذا ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ بن فما حال المسلم الموحد من امته ﷺ یسر بمولده؟" ۔ (مختصر سیرۃ الرسول ﷺ طبع لاہور ۱۳۹۹ھ ص ۱۰)

یعنی محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شب میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ حالانکہ ابولہب وہ کافر ہے جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا تو حضور ﷺ کے امتی مسلمان موحد کا کیا حال ہوگا جو حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے۔ (خلاصہ عربی عبارت)

﴿وہابیہ کا ترجمان ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور ۲۵ جولائی ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے، ہم مولانا مدنی اور ان کے ادارے کو اس حسین مرقع (یعنی مختصر سیرت الرسول) کی اشاعت پر دلی مبارک پیش کرتے ہیں۔﴾

نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد وہابی) لکھتا ہے۔

جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول اس نعمت کے نہ کرے، وہ مسلمان نہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ صفحہ نمبر ۱۲ طبع الطیبہ ۱۳۰۵ھ)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

"۱۲ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی اور یہی تاریخ آپ کی وفات مبارکہ کی ہے۔ اس لئے اس دن خوشی منانا جائز نہیں"۔

حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ کی ولادت، ہم پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے، اور آپکی وفات ہمارے لئے سب سے بڑا الم و صدمہ۔ مگر شریعت نے نعمتوں پر اظہار شکر کی ترغیب دلائی ہے اور مصائب پر صبر و سکون اور خاموشی کی تلقین کی ہے۔ شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور موت کے وقت جانور ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی ایسی کسی بات کا بلکہ نوحہ و جزع فزع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا قواعد شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس ماہ مقدس میں حضور ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں خوشی منانا وفات پر غم کرنے سے بہتر ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۳۶، ۳۵ طبع سیالکوٹ)

نیز علماء کرام حضرت محدث ابن جوزی، علامہ سخاوی علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ ابن حجر مکی، ملا علی قاری حنفی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ برہان الدین حلبی وغیرہ رحمہم اللہ نے وفات النبی ﷺ کی بجائے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قانون شرعی کی روشنی میں منانے کو ترجیح دی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

میلاد ایک عیاش بادشاہ کی اختراع ہے۔

بقول مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم وحسب تصریحات دیگر آئمہ عظام اس کی اصلیت عہد رسالت سے ثابت ہے ہاں مختلف زمانوں میں اہل حق کے ہاں بھی اس کی مختلف تعریفیں ہوتی رہی ہیں جن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مجلس کسی طرح بھی باعث خیر و برکت نہیں۔ یا کم از کم درجہ اباحت تک بھی نہیں پہنچتی، ورنہ ایسے سخت گیر اور متشدد مخالفین سے جب ان کی اپنی بدعات کو پیدا کردہ سے سوال کیا جائے تو چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔

اس کے بعد ہم یہ بھی کہیں گے "الحکمۃ ضالۃ المؤمن" مومن کو ہر جگہ سے مفید

مطلب بھی حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اس اصل پر حجاج بن یوسف کی کوشش سے آ[ن] شریف کے حرکات وسکنات اور دیگر اجزاء حاصل کئے گئے ہیں۔ اسی طرح آج کل یورپ سے کئی مفید امور حاصل کئے جا رہے ہیں۔

(المیلاد فی القرآن صفحہ نمبر ۱۸،۱۹ از مولانا محمد عالم آسی طبع لاہور ۱۹...)

اعتراض

رسول اللہ ﷺ کا مجلس میلاد کے انعقاد کو ترک کرنا اس کی حرمت اور ناجائز ہونے کی واضح دلیل ہے۔

الجواب

اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی شئے کو ترک فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو جاتا کہ وہ فعل ناجائز یا حرام ہے۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"۔

(سورۃ الحشر آیت نمبر ۷)

ترجمہ "اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ"۔

اس میں یہ تو نہیں فرمایا "وَمَا تَرَكَهُ فَانْتَهُوْا عَنْهُ" جسے آپ نے ترک فرمایا اس سے رک جاؤ"۔

رسول خدا ﷺ کا فرمان عالیشان ہے جس کا میں تمہیں حکم دوں اسے اپنی طاقت کے مطابق بجا لاؤ اور جس سے میں منع کروں اس سے بچو۔

آپ نے یہ تو نہیں فرمایا: جسے میں ترک کروں اس سے بچو۔

اسی طرح اسلاف کا کسی عمل کو ترک کرنا محض سے بجا نہ لانا اس کے ممنوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔۔

ہر وہ فعل و عمل جس کی سند شرع میں ہو بدعت نہیں ہو کرتا، اگرچہ اس پر کسی سلف نے عمل نہ کیا ہو۔ کیونکہ ان کا اس وقت بجا نہ لانا کسی عذر کی وجہ سے ہو سکتا ہے یا وہ اس سے افضل پر عمل پیرا ہوں۔

ترک کی مثالیں

کچھ ایسے اعمال ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا (۱) مروجہ محفل میلاد۔ (۲) محفل شب معراج۔ (۳) شب برات کے موقع پر شب بیداری۔ (۴) جنازہ کے ساتھ ذکر۔ (۵) گھر میں میت پر تلاوت قرآن۔ (۶) قبر کے پاس تلاوت قرآن۔

جو شخص ان کو یا ان کی ہم مثل اشیاء کو اسی دعویٰ کی بنا پر حرام کہے گا کہ حضور ﷺ نے انہیں نہیں کیا اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صادق آئے گا۔ "آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ" (سورۃ یونس آیت نمبر ۵۹) کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو"۔ اس لئے جب تک کسی شئے کے بارے میں کوئی نہی وارد نہ ہو جو اس کے حرام یا مکروہ ہونے کا تقاضا کرے تو اصل اباحت ہی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ"۔ جس سے رب تعالیٰ خاموش ہے وہ معاف ہیں (یعنی اس کی اجازت ہے)۔

(مسئلہ ترک از امام عبداللہ محمد بن الصدیق الغماری (مترجم) مجلس طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

میلاد شریف کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی بدعت (بادشاہوں میں) اربل کے حکمران سلطان مظفر نے کی۔۔۔ اس کا شمار عظیم مرتبت سلاطین اور فیاض امراء میں ہوتا ہے۔ اس نے کئی اور نیک کارنامے انجام دیئے اور یادگاریں قائم کیں۔ کوہ قاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔

ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔۔۔۔

سلطان مظفر ربیع الاول کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان و شوکت، تزک و احتشام سے اہتمام کرتا تھا اس سلسلے میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا تھا، ایک زکی القلب، دلیر، بہادر، زیرک، عالم اور عادل حکمران تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ اس کی وفات ۶۳۰ھ میں شہر عکہ میں ہوئی اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مختصر یہ کہ انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت آدمی تھا۔

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۴۲،۴۳ مترجم مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۲)

نیز عیاشی اور فضول خرچی یہ ہوتی ہے جس سے نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ آخرت کا۔ کیا رعایا اس کے دور میں تنگ اور پریشان تھی کہ حقوق العباد ترک کر کے محفل میلاد پر ایک کثیر رقم خرچ کرتا تھا جب ایسا ثابت نہیں تو خواہ مخواہ ایک مسلمان پر بدظنی کرنا کیسا ہے۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے اے ایمان والو کثیر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو، بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

اور وہ فقط عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں ہر سال محفل منعقد کرتا تھا جس میں وقت کے علماء و مشائخ، سرکاری ملازمین اور ہزاروں دیگر افراد شمولیت کرتے تھے۔ پھر قرآن خوانی، نعت خوانی، درود شریف پڑھا جاتا تھا۔ پھر آپ کی سیرت، معجزات اور میلاد کا بیان ہوتا تھا۔ لوگوں کو گناہوں سے برگشتہ کر کے عبادت و اطاعت کی طرف راغب کرتے تھے۔ اس کے بعد حاضرین کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ اور ان کو تحائف دیئے جاتے تھے۔ اور سخاوت کی فضیلت حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ سخی اللہ تعالیٰ کے قریب جنت کے قریب ہے۔ اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ صفحہ نمبر ۹۱۶ جلد اول)

اس لئے شاہ اربل کو عیاش اور مسرف سلطان کہنا الزام تراشی کے سوا کچھ نہیں۔

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت

شرعیہ متحدہ عرب امارات کا فیصلہ کن فتویٰ

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا ہے، ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ، واقعات و غزوات بیان کئے جاتے ہیں، اور اکثر حضور انور ﷺ کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے، نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کیلئے ان کو بیان کیا جاتا ہے۔ اور آپ کی سیرت و اخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کیلئے اور ہدایت حاصل کرنے کیلئے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے، ایک مباح (جائز) عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ (''بعض کو'') یہ مرغوب نہ ہو، کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول ﷺ) کے ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگر وہ تقریب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور صحابہ کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن یا جائز۔ بخاری اور موطا میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کیلئے جمع کیا اور فرمایا ''نعمت البدعۃ ہٰذہ'' یہ بدعت اچھی ہے۔

فتح الباری میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ بدعت کی اصل یہ ہے کہ سابق میں اس کی مثال نہ ہو اور اگر اس کو سنت کے مقابل عمل قرار دیا جائے تو وہ قابل مذمت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس عمل کو شرع میں اگر مستحسن قرار دیا جائے تو وہ اچھی ہے یعنی وہ بدعت حسنہ ہے اگر اس کو شرع میں برا عمل قرار دیا جائے تو بری ہے ورنہ مباح ہے اور احکام خمسہ میں ایک ہے، اور اسی میں ایک حدیث ہے کہ '' بے شک سب سے اچھا کلام اللہ کی

کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضور کریم ﷺ کی ہدایت ہے اور کاموں میں برے ...
وہ ہیں جو بعد میں نکالے گئے ہوں" کے ذیل میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے
بدعت دو قسم کی ہے، ایک محمود (اچھی)، دوسری مذموم (بری) جو سنت کے موافق ہو، وہ
محمود ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ ہی کا قول ہے جو بیہقی نے
اپنے مناقب میں نقل کیا ہے کہ بدعتیں دو قسم کی ہیں، ایک جو کتاب و سنت، آثار و اجماع
کے خلاف ہو، وہ گمراہ بدعت ہے۔ جو خیر کیلئے نکالی اور ان کے خلاف نہ ہو وہ قابل تعریف
بدعت ہے۔ بعض علماء نے بدعت کو احکام خمسہ میں شمار کیا ہے۔ وہ واضح ہے۔

الباجی منتقی میں فرماتے ہیں کہ "یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے کہ
انہوں نے رمضان کے قیام کو ایک امام کے تابع کیا اور مساجد میں اس کو قائم کیا، حالانکہ
بدعت وہ ہے جس کی بدعت نکالنے والا ابتداء کرے اور اس سے قبل کسی نے ایسا نہ کیا ہو
پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بدعت کو جاری کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی اتباع کی
اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل صحت پر مبنی تھا۔

شہاب الدین قرافی نے کتاب الفروق میں لکھا ہے کہ بدعت احکام خمسہ میں
شامل ہے، یہ تقسیمیں شرع کی تقسیمیں ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح، انہوں
نے اس کو طوالت سے فرق ثانی (۲۵۰) میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بات شیخ
الباجی سے اوپر نقل کردہ تحریر کے مانند ہے۔

بعض مالکی فقہاء نے آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو عید کی
مشابہت میں مکروہ قرار دیا ہے۔ یعنی جیسے عید کے دن روزہ رکھنا درست نہیں، ویسے ہی
ولادت باسعادت کے دن بھی روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ دن عید کے مانند ہے۔
(مترجم) ان کی رائے میں اس دن خوشی اور فرحت کا اظہار شرع کے لحاظ سے درست
ہے، اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔

مواہب جلیل علی مختصر خلیل میں عبداللہ محمد بن عبدالرحمن المعروف بہ خطاب مالکی
(م ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ زروق شرح قرطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی

...ئش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو ان کے زمانے کے قریب تھے اور تقویٰ کی
...بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ مکروہ قرار دیا ہے۔ چونکہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں
...ایک عید کا دن ہے چاہیے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ اور ہمارے شیخ قوری اس
...ت سے ذکر کیا کرتے اور اس کو اچھا سمجھتے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن عباد نے اپنے
...ائل کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں
...ایک عید ہے اور تقاریب میں سے ایک تقریب ہے اور وہ چیز جو فرحت و سرور کا
...حث ہو آپ کی ولادت کے دن مباح اور جائز ہے، مثلاً روشنی کرنا اچھا لباس پہننا،
...جانوروں کی سواری کرنا، اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ان امور کے بدعت ہونے کا حکم
...وقت ہے جبکہ کفر و ظلمت اور خرافات وغیرہ ظاہر ہونے کا خوف ہو، اور یہ دعویٰ کرنا
...عید میلاد اہل ایمان کی مشروع تقریبوں میں نہیں مناسب نہیں ہے۔ اور اس کو نیروز و
...مہرجان سے ملانا ایک ایسا امر ہے جو سلیم الطبع انسان کو منحرف کرنے کے لئے ہے ... عرصہ
...گزرا میں ایک دفعہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن سمندر کے ساحل کی طرف
جا نکلا وہاں میں نے الحاج ابن عاشر کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ پایا۔ وہاں ان میں
سے بعض نے کھانے کیلئے مختلف قسم کی چیزیں نکالیں اور مجھے بھی اس میں بلایا، میں اس
روز روزہ سے تھا، اس لئے میں نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابن عاشر نے میری طرف
ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا اس کا کیا مطلب ہے۔ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے
اس میں روزہ رکھنا یہی ناپسندیدہ ہے جیسا کہ عید کے دن، میں نے ان کے کلام پر
غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا۔ گویا کہ میں سو رہا تھا پس انہوں نے بیدار کر دیا۔

حاشیہ کنون میں ابن عباد کے کلام "تاج الفاکہانی کا یہ دعا کہ حضور انور ﷺ کی
ولادت کی تقریب منانا مذموم بدعت ہے"۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس پر ایک رسالہ
بھی لکھ دیا۔ صحیح نہیں ہے۔ ان کے اس بیان پر زین العراقی اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے
اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ مالکی فقیہوں میں سے اکثر نے ابن عباد، ابن عاشر، زروق
اور کنون کا مسلک اختیار کیا ہے، ان میں قابل ذکر محمد الباقی نے حاشیہ زرقانی پر اور

الدسوقی نے حاشیہ شرح الکبیر مؤلفہ دردیر پر اور صاوی نے اپنے حاشیہ شرح صغیر پر، اور علیش نے اپنی شرح خلیل پر اور برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت حلبیہ میں (اس کو) بھی بیان کیا ہے)۔

ابن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب متفق ہیں اور حضور ﷺ کی ولادت کی تقریب منانا اور اس میں جمع ہونا بھی ہے یعنی بدعت حسنہ ہے اسی وجہ سے امام ابوشامہ فرماتے ہیں، کیا ہی اچھا ہے وہ عمل جس نے ہمارے زمانہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن صدقات دینے، اچھے کام کرنے اور زینت اختیار کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کا طریقہ اپنایا اس میں غریبوں کی مدد کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی محبت کا اظہار بھی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ "عید میلاد" کو اسلاف میں کسی تین قرن (یعنی پیغمبر رسالت مآب وصحابہ وتابعین) میں نہیں منایا۔ بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا لیکن اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہر میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں۔ اس رات میں لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور انور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات عامہ ان پر ظاہر ہوتے آتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ عید میلاد کی تقریب منانا سال بھر امان سے رکھتا ہے اور بہت جلد مقصد کے حاصل ہونے اور اس میں کامیاب ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اسی طرح ابن حجر الہیتمی کے فتاویٰ حدیثیہ میں اس کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا۔ انہوں نے اپنے مضمون میں جواباً کہا ہے کہ "عید میلاد کا اجتماع اگر خیر وشر پر مشتمل ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ فساد کا روکنا اچھائیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ خیر یہ ہے کہ صدقہ دیا جائے اور حضور انور ﷺ پر درود بھیجا جائے اور برائی یہ ہے کہ عورتیں اور مرد باہم خلط ہو جائیں۔ لیکن اگر یہ تقریب اس برائی سے پاک ہے اور وہ صرف حضور کے ذکر درود وسلام اور اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہے" تو وہ سنت ہے۔ پھر انہوں نے دو حدیثوں

سے استدلال کیا ہے جس میں سے ایک انہوں نے لوازم میں بیان کی ہے۔ کہ "جب (کوئی جماعت) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں ان کا ذکر کرتا ہے"۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور دوسری حدیث بھی اس کی مثل بیان کی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے خیر کیلئے جمع ہونے اور بیٹھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

ہم نے حافظ ابن حجر کی کتاب "فتح الباری صفحہ نمبر ۱۲" سے اور انہوں نے امام شافعی سے اور ابونعیم اور بیہقی کے طریق سے نقل کیا ہے اور ہم نے باجی سے اور انہوں نے زین العراقی سے جو نقل کیا ہے۔ اس کے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہم نے نقل کی ہے اس پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے۔ اگر وہ اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو قابل مذمت۔

اور ایسے ہی مالکی فقہ اور شافعی فقہا مثلاً زین العراقی، علامہ سیوطی، ابن حجر الہیتمی، علامہ سخاوی پھر ابن جوزی، حنبلیوں میں سے رسول کریم ﷺ کی ولادت کی تقریب منانے اور اس پر جمع ہونے کو بہتر عمل قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور اس کو نصرانیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تقریب سے مشابہ قرار دیتے ہیں وہ قیاس مع الفارق کرتے ہیں (اور غلط مثال دیتے ہیں) کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم (نعوذ باللہ) ان کے خدا ہونے یا خدا کا بیٹا ہونے یا تیسرا خدا ہونے کے لحاظ سے منایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے" اور "نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے" اور کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے"۔ "اللہ تعالیٰ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس سے اعلیٰ وارفع ہے"۔ لیکن مسلمان حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی مناتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہونے سے آپ کیلئے شرف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے۔ "پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو

رات کے تھوڑے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا"۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے"۔ پس آپ ایسے بشر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی اور رسالت سے مشرف کیا ہے اور آپ کو تمام انسانوں میں افضل بنایا اور آپ کو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔

جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمام لوگوں میں سب سے پہلے قیامت میں اٹھایا جاؤں گا۔ میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہو رہیں گے۔ میں ان کا شفیع ہوں جب وہ گرفتار ہوں گے، اور میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں، جب وہ مایوس ہوں گے۔ بزرگی اور (جنت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اپنے اللہ کے پاس تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں"۔

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۲۱ جلد ۲ مطبوعہ لاہور﴾

دوسری حدیث جس کو ابن اسحاق ﴿محمد بن اسحاق مشہور تابعی ۱۵۰ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا﴾ نے اپنی سیرت میں دو فرشتوں کے شق صدر کرنے کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہے کہ ان کو وزن کرو ان کی امت کے دس آدمیوں میں سے۔ پس انہوں نے میرا وزن کیا اور میں ان سب سے زیادہ وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ سو کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان سب سے وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ ان کی امت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان میں سے بھی زیادہ وزنی رہا۔ پھر انہیں فرشتوں نے کہا ان کو چھوڑ دو، اگر ان کا وزن ساری امت سے بھی کیا جائے تو وہی زیادہ نکلیں گے۔ سیرت ابن ہشام میں بھی ایسا ہی ہے پس بے شک وہ بشر ہیں مگر سارے انسانوں میں افضل ترین، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام عالموں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے تا کہ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور عزت والے اور حمد کے قابل پروردگار کے راستے کی طرف بلائیں۔

مساجد میں درس کیلئے جمع ہونا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے مسلمانوں میں کوئی نئی بات نہیں اس پر سینکڑوں سال سے مالکی اور دیگر فقہاء نے عمل کیا ہے اور اس کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اور ہم نے اس کے بارے میں دلیلیں بیان کی ہیں، لہٰذا اس میں اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا۔ خصوصاً جب کہ ہمارے شہروں (متحدہ عرب امارات) میں مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں، اور وہاں عورتوں کو داخلے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن اگر ان میں حرام اور خلاف شرع امر نہ ہوں تو مباح ہیں۔ جیسا کہ حبشیوں نے مسجد نبوی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا ہے جس کی صحیح مسلم میں تصریح موجود ہے اگر ان کھیلوں میں حرام اور خلاف شرع حرکتیں مل جائیں تو وہ ناجائز اور حرام ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض مقامات پر ہوتا ہے، ایسا ہی شیخ نے ذکر کیا ہے۔

بہتر یہی ہے کہ ان اجتماعات کو مساجد تک ہی محدود رکھیں تا کہ منکرات کا دروازہ نہ کھلنے پائے بعض جرائد واخبارات نے لکھا ہے کہ (عرب ممالک) کے بعض ہوٹل اس موقع پر استعمال کرتے ہیں، اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی محفل منکرات کے ساتھ منانا مسلمانوں کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہے اور اس میں عجیب و غریب خرافات، رقص وسرود کی مجلسیں منعقد کرنا یہ سب فساد پر مشتمل ہے، میں شدت کے ساتھ اس کو روکنے کی خواہش رکھتا ہوں، اور میں (تمام مسلمانوں سے) درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے عمل بند کردیں اور ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں جو کھلم کھلا منکرات پر عمل کر رہے ہیں اور ارض اسلام میں اسلام کے معاملات میں مکر سے کام لے رہے ہیں۔

(شکریہ) (ماہنامہ منار الاسلام جمادی الآخر ۱۴۰۲ھ اپریل ونتی ۱۹۸۲ء) (روزنامہ جنگ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۱ء)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جلوس نکالنا

کسی عظیم المرتبت شخصیت کی آمد پر جلوس نکالنا حدیث مرفوع سے ثابت ہے۔

جس سے آنے والے کی تعظیم و توقیر اور اس سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرنا مقصود ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب انصار محبت شعار نے رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کی خبر سنی تو روزانہ مدینہ منورہ کی چوٹیوں پر آتے اور آفتاب جمال باکمال محمدی ﷺ کے طلوع کے منتظر رہتے، سورج گرم ہو جاتا اور دھوپ سخت ہو جاتی تو گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔ اچانک ایک یہودی نے جو اس مقام پر کھڑا تھا، ایک جماعت پر نظر پڑی اس نے جان لیا کہ حضور انور ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ تو قبیلہ انصار کو جو کہ اس کے قریب ہی تھے آواز دی کہ آرہے ہیں تمہارے مقصود و منصور۔ تمام مسلمان اپنے اپنے ہتھیاروں سے لیس ہو کر سرور عالم ﷺ کے استقبال کیلئے نکل پڑے۔ انہوں نے "بالائے حرہ" (کے مقام پر) ملاقات کی۔ مرحبا اہلاً وسہلاً کہتے ہوئے مبارک بادی و خوشی و مسرت کا اظہار کرنے لگے۔ ان کا ہر جوان بچہ، عورت و مرد اور چھوٹا بڑا کہنے لگا "جاء رسول اللہ و جاء نبی اللہ" اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے اور اللہ جل جلالہ کے نبی نے قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ وہ اپنی عادت کے مطابق خوشی و مسرت میں اچھلنے لگے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہجرت کے موقع پر بریدہ اسلمی اور ان کے قبیلہ کے ستر افراد نے اسلام قبول کیا۔ اس پر بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سر سے عمامہ اتار کر نیزے پر باندھ دیا اور سرور انبیاء ﷺ سے آگے آگے چلے گئے۔

آمد مدینہ منورہ کے موقع پر قبیلہ بنو نجار کی بچیاں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی و شادمانی میں دف بجاتی، دوگاتی ہوئی نکل آئیں۔

نحن جوار من بنی النجار
یا حبذا محمدا من جار

نیز قبائل انصار کی پردہ نشین عورتیں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں، دروازوں اور راہوں میں کھڑے ہو کر یہ تہنیت گانے لگیں۔

طلع البدر علینا ○ من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ○ ما دعا للہ داع

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں آٹھ یا نو سال کا تھا۔ آپ کی آمد سے مدینہ ایسے منور و روشن ہو گئے جس طرح آفتاب طلوع کے وقت کرتا ہے۔

(مدارج النبوۃ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۰۵، ۱۰۶ (اردو) طبع ۱۹۷۲ء کراچی)

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

"فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ"۔

(مسلم شریف جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۱۹ طبع کراچی)

ترجمہ: "تو عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے، نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ"۔ مترجم ابو اسحٰق (غیر مقلد وہابی) لکھتے ہیں.....

حدیث مرفوع: جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو، خواہ وہ آپ کا فرمان ہو یا آپ کا اسوۂ عمل ہو یا آپ کے سامنے وہ کام کیا گیا ہو اور آپ (ﷺ) نے سکوت فرمایا۔

(تقدیم تذکرۃ الحفاظ (اردو) از علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۲۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

مولوی سلطان محمود آف جلالپور پیروالہ (شجاع آباد) غیر مقلد وہابی لکھتا ہے:

المرفوع: جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں

قولی۔ جو رسول اللہ ﷺ کا قول ہو۔
فعلی۔ جو رسول اللہ ﷺ کا فعل ہو۔

تقریری..... وہ قول جو آپ کے سامنے کہا گیا ہو یا وہ فعل جو آپ کی موجودگی میں کیا گیا ہو اور آنحضرت ﷺ سے اس پر انکار منقول نہ ہو۔

(اصطلاحات المحدثین از مولوی سلطان محمود صفحہ نمبر ۹ طبع ملتان ۱۹۹۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

المرفوع جو (رسول اللہ ﷺ) سے منقول ہو گا وہ صریحاً یا حکماً (آپ کا) قول یا فعل یا تقریر ہے، اسے حدیث مرفوع کہا جاتا ہے۔ (تقریر سے وہ قول و فعل مراد ہے جو کہ آپ کے سامنے ادا ہوا اور آپ نے منع نہ فرمایا)۔ (شرح نخبۃ صفحہ نمبر ۳۰ طبع کراچی)

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی آمد پر خوشی اور محبت کے اظہار کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جلوس نکالنا اور آپ ﷺ کا صحابہ کرام کے اس فعل پر خاموشی اختیار فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہے، کہ قیامت تک جو مسلمان بھی کسی خوشی و مسرت یا کسی نعمت کے حصول کے موقع پر حدود شرعیہ کے اندر رہ کر جلوس نکالیں گے وہ جائز و مستحسن امر ہو گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر اللہ جل جلالہ کی کون سی نعمت ہو گی جن کی اس جہاں آب و گل میں آمد کے موقع پر مسرت و شادمانی کیلئے جلوس نکالنا مرجوح قرار پائے گا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے...

رب العزت ارشاد فرماتا ہے

۱۔ "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ"۔ (سورۃ فتح آیت نمبر ۹)

ترجمہ "اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو"۔

۲۔ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ"۔ (آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

ترجمہ "بے شک اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر احسان ہوا کہ ان میں ان کا رسول بھیجا"۔

اس آیت مبارکہ میں آپ کی بعثت پر، اللہ تعالیٰ ہم پر احسان عظیم جتلا رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی اپنی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ

مولیٰ کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت بلکہ ہر نعمت کے حصول کیلئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

۲۔ "اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا"۔ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ "وہ لوگ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کر کے تبدیل کر ڈالا"۔

حضرت عطاء بن یسار تابعی (متوفی ۹۷ھ) تلمیذ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے تحت فرمایا: الذین سے مراد قریش اور نعمت سے مراد محمد ﷺ ہیں۔

(تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۸۵ جلد ۴ طبع ایران از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

۳۔ "يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا"۔ (سورۃ نحل آیت نمبر ۸۳)

ترجمہ "اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جاننے پہچاننے کے باوجود منکر ہو جاتے ہیں"۔

(ف) سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمت اللہ سے حضور ﷺ مراد ہیں یعنی کفار آپ کے معجزات دیکھ کر آپ کو نبی مانتے ہیں پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔

(تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۱۲۷ جلد ۴ طبع ایران از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

(ف) اس کا پورا نام ہے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی (متوفی ۱۲۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

(تاریخ تفسیر صفحہ نمبر ۹۶ طبع لاہور از پروفیسر صادم)

نیز صاحب معانی القرآن معروف بہ تفسیر الزجاج الشیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن سری (متوفی ۳۱۰ھ) نے بھی "نعمت اللہ" سے مراد حضور ﷺ کی ذات اقدس کو لیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ

(رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ کتاب الفتن باب اسماء النبی ﷺ و صفاتہ تیسری فصل) (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۱۲۶۱ جلد ۳)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں رحمت اور تحفہ ہوں"۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پاک ایک دوسری سند کے ساتھ زیاد بن یحییٰ کے واسطے سے بھی ملی ہے۔ اس میں انہوں نے "يَا اَيُّهَا النَّاسُ" کا اضافہ کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۷۷۶ جلد ۳)

ان آیات قرآنی اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ، اللہ تعالیٰ کی دی

ہوئی سب سے بڑی نعمت و رحمت ہیں۔

اور اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے

"وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"۔ (سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"۔

عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالنا فقط اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ حضور رسول اللہ ﷺ کا چرچا کرنا مقصود ہے۔ اور لوگوں کا اس میں شمولیت کر کے حضور ﷺ کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کا اظہار اور خداوند قدوس کے احسان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

اس لئے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالنے کو شرک و بدعت ضلالہ تعبیر کرنا سراسر جہالت و بدبختی ہے۔ اور مسلمانوں کو دارین کی سعادتوں سے محروم کا باعث ہے۔

خانوادہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چشم و چراغ، شیخ الطریقت حضرت علامہ شاہ ابو الحسن زید فاروقی (م ۱۹۹۳ء/۱۴۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا جشن ولادت باسعادت کے متعلق۔

شرعی فیصلہ

سرورِ دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا مبارک دن اللہ تعالیٰ کے کمالات کے اظہار کا عظیم دن ہے۔ مسلمانوں کو جو بھی سعادت دینی یا دنیوی ملی ہے وہ اس دن کے طفیل ہی ملی ہے۔ یہ مبارک دن تمام عالم اسلام کے واسطے مسرت و شادمانی و خوشی کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ"

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

ترجمہ: "ایمان والوں پر اللہ نے احسان کیا کہ ان ہی میں کا رسول ان میں بھیجا"۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا"۔ (سورۃ یونس آیت نمبر ۵۸)

ترجمہ: "اے حبیب کہہ دو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ان کو چاہیے کہ خوشی کریں"۔

رسول اللہ ﷺ سراپا اللہ کا فضل و رحمت ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت پر خوشی کے اظہار کا حکم دیا ہے، مسلمانوں کی خوش نصیبی ہے کہ وہ اس مبارک دن میں اپنی خوشی کا اظہار کریں۔

اظہار مسرت کے واسطے ہر اس طریقے کو کہ اس میں شرعی قباحت نہ ہو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیوی کاموں کو تم خوب جانتے ہو۔ لہٰذا اس سلسلہ میں علماء سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں، اتنا خیال رہے کہ غیر شرعی کام ہرگز شامل نہ ہو، مثلاً طوائف کا ناچ، شراب پینی یا پلانی۔

ایسے مباح کاموں میں شرعی بدعت اور غیر بدعت کا اور ثواب و عذاب کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی بچے کو گھوڑے پر سوار کر کے گھماتا ہے کوئی دولہا بنی ہوئی موٹر میں پھراتا ہے، کوئی پھول نچھاور کرتا ہے، کوئی روپیہ لٹاتا ہے اور اس میں قباحت نہیں اگر اسراف کا پہلو نہ نکلے۔ ایسے مقام پر بدعت اور غیر بدعت کی بحث بیکار ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک انصاریہ لڑکی تھی۔ انہوں نے اس کا نکاح اس کے کسی رشتہ دار سے کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے کسی گانے والی کو ساتھ بھیجا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں نہیں کہا۔ آپ نے ارشاد فرمایا انصار کی برادری غزل پسند کرتی ہے اگر تم لڑکی کے ساتھ کسی کو بھیج دیتیں کہ وہ "اتیناکم اتیناکم فحیانا و حیاکم" گا کر پڑھتا ساتھ جاتا۔ (مشکوٰۃ)

یہ امر مباح تھا اور اہل مدینہ میں اس کا رواج تھا اور خوشی کے اظہار کا ایک طریقہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔ ثواب و عذاب سے بحث نہیں فرمائی۔

سرورِ دوعالم ﷺ کی جشن ولادت کے موقع پر اتنا خیال ضرور رہے کہ سر
شادمانی کی تقریب اس مبارک ذات کی ہے جس کے ذکر کو رب العزت نے رفعت
دی وہ فرماتا ہے: "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"۔ ﴿سورۃ الم نشرح آیت نمبر ۴﴾
ترجمہ "اے حبیب تیرا ذکر اونچا کیا"۔

کیا انبیاء کیا فرشتے سب میں آپ کا نام بلند ہے۔ سب سے آپ کا ذکر رفیع
ہے اس مبارک جشن کے منتظمین کو چاہیے کہ اس رفعت ذکر کی جھلک ان کے کردار میں پائی
جائے۔ کسی کی زبان پر درود شریف جاری ہے، کوئی اپنی آنکھوں سے عقیدت و محبت
موتی برسائے۔

… نیک بخت اللہ تعالیٰ تم کو توفیق دے کہ تم اس کے حبیب ﷺ کے نام کی
خوب رفعت دو۔ آپ کی ولادت باسعادت کا … کھول کر چرچا کرو۔ اور اس بات
کی کوشش کرو کہ اس مبارک دن کی خوشی میں ہماری حکومت بھی شریک ہو اور وہ اس دن
تمام ہندوستان میں خوشی کا دن تسلیم کر کے چھٹی کا اعلان کر دے۔ ابو الحسن زید فاروقی ۲
فروری ۱۹۷۸ء

﴿مولانا محمد اسماعیل اور تقویۃ الایمان از علامہ ابو الحسن زید فاروقی صفحہ نمبر ۱۱۹، ۱۲۰ مطبع لاہور﴾

بمقام امرتسر انڈیا میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا اجراء

مولوی محمد داؤد غزنوی وہابی اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے کیا

۱۹۳۷ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت ﷺ کے یوم ولادت کی اہمیت
سے بالکل غافل تھے۔ خال خال لوگ ۱۲ وفات کے نام سے کچھ حلوہ کھیر پر ختم شریف
پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے۔ مولانا داؤد غزنوی مرحوم کے ایماء پر مجلس احرار
اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن "احیائے یوم ولادت سرور
عالم" تھا مجلس کے ایک شاعر ورکر جناب غلام نبی جانباز نے ایجنڈا تقسیم کیا اور مقررہ
تاریخ پر مجلس احرار کے دفتر میں جو پنجاب نیشنل بینک کے سامنے … بلڈنگ کی اوپر والی منزل

… میں تھا اجلاس منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی۔ انہوں نے
… کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا "صاحبو! یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی
… کیلئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے۔ لیکن عرصہ دراز سے دو ہستیاں قابل ذکر
… رہی ہیں، مسیح اور مسلم۔ مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے تزک و
احتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن
… کا کوئی اہتمام نہیں کرتی۔ آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے۔ میں مولانا
… الکریم صاحب مباہلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرمائیں
… مباہلہ صاحب نے ۱۲ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر
… سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے فرمایا کہ اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ
… دنوں میں سیرت پاک پر جلسے منعقد کیے جائیں تاکہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ
ہوں۔ شیخ حسام الدین نے فرمایا کہ اس کیلئے پوسٹر شائع کرنے اور لاؤڈ سپیکروں اور
… وغیرہ کیلئے ایک اچھی خاصی رقم درکار ہے ایک صاحب غالباً اصغر سیٹھ تھا، کہنے
لگے چندہ وغیرہ مانگنے کو تیار نہیں، لوگ پہلے ہی ہم کو "ٹکڑ خور" کہتے ہیں۔ آخر چوہدری
افضل حق کی تجویز پر ایک ایک روپے کی رسید کی ایک ایک صد کی کاپیاں بنوا کر خاص
خاص ورکروں میں تقسیم کرنے کی تجویز منظور ہوئی۔ بینک کے چیک کے طرح چھپی ہوئی
بصورت رسیدوں پر لکھا تھا برائے جشن عید میلاد النبی ﷺ۔ اجلاس کی کاروائی سے
… سیالکوٹ، گوجرانوالہ، پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے دفتروں کو مطلع کیا گیا
اور ایسا ہی عمل اختیار کرنے کو لکھا گیا، چنانچہ پورے پنجاب میں سیرت پاک پر جلسے
ہوئے، بڑے بڑے علماء دین نے مسلمانوں کے دلوں کو حب رسول سے گرما دیا۔ مولانا
داؤد غزنوی پھولے نہ سماتے تھے۔ بغل میں سیگل شدہ کلہاڑی ہاتھ میں رسید بک کی کاپی
ادھر اُدھر دوڑے پھر رہے تھے۔ عید میلاد النبی (ﷺ) کا سب سے پہلا جلوس امرتسر
جلیان پارک سے نکلا۔ آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاؤڈ سپیکر میں
گونج رہا تھا اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں، ٹرکوں، گھوڑوں اور سائیکلوں پر نعرہ تکبیر

اور نعرۂ رسالت بلند کرتی جارہی تھیں۔ کفار مبہوت زدہ تھے۔
اللہ تعالیٰ مولانا داؤد غزنوی مرحوم کو ان کی اس سعی جمیل کا اجر عطا فرمائے۔

﴿روزنامہ جنگ لاہور، اتوار ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ، ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء﴾

امیر حمزہ سے ایک سوال

کیا مندرجہ ذیل محافل کا انعقاد اور جلوس کا نکالنا سنت ہے یا بدعت؟
گر سنت ہے تو ثابت کرو، گر بدعت ہے تو لب پہ مہر خاموشی کیوں؟
نیز جن علماء دیوبند اور غیر مقلدین نے ۱۹۳۷ء میں جلوس میلاد النبی (ﷺ) کا اہتمام کیا تھا، وہ مسلمان تھے یا بدعتی؟

۱۔ ربوہ میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا گیا

لاہور ۱۱ر جنوری (پ ر) تحریک طلباء اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ربوہ شہر میں قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا گیا۔ جلوس کی قیادت تحریک کے مرکزی قائدین محمد عباس نجمی، شاہد محمود کاشمیری، تحریک ختم نبوت کے قاری یامین گوہر، قاری اللہ یار ارشد، سید یحییٰ سرور، میاں مشتاق، جمیل راجھانے کی۔ جلوس ربوہ کے مختلف بازاروں سے چکر لگاتا ہوا مسجد احرار ربوہ میں جا کر ختم ہوا۔ جلوس کے شرکاء شان رسالت زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد، رہبر و رہنما مصطفیٰ، شہدائے ختم نبوت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد، اور جشن عید میلاد النبی ﷺ زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے جلوس کے دوران مختلف مقامات پر قائدین نے سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر تقاریر کیں۔

﴿روزنامہ جنگ لاہور، بدھ ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ، ۱۳ جنوری ۱۹۸۲ء﴾

۲۔ ۱۲ ربیع الاول کو ربوہ میں سیرۃ النبی ﷺ کا جلوس نکلے گا

پیپلز پارٹی نے قادیانیت نوازی کی انتہاء کر دی۔ سید عطاء المحسن بخاری۔

کسووال (نامہ نگار) تحریک تحفظ ختم نبوت کے قائد اور مجلس احرار کے سیکرٹری جنرل سید عطاء المحسن بخاری نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت میں قادیانیوں کی سرپرستی بند نہ ہوئی تو ہم بغیر کسی مصلحت کے ملک گیر پیمانے پر راست اقدام پر مجبور ہوں گے۔ یہاں ایک پریس کانفرنس سے انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اقوام متحدہ میں متعدد پاکستانی سفارتخانوں اور اندرون ملک نہایت حساس عہدوں پر قادیانیوں کو تعینات کر کے مرزائیت کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے حسب سابق ۱۲ ربیع الاول کو ربوہ میں سیرت النبی ﷺ کا عظیم الشان جلوس نکالا جائے گا، جو مسجد احرار ربوہ سے شروع ہو کر بخاری مسجد میں جا کر اختتام پذیر ہوگا۔ ﴿روزنامہ جنگ لاہور، ۲۲ ستمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعہ﴾

ربوہ میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا گیا

لاہور ۱۱ر جنوری تحریک طلباء اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ربوہ شہر میں قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا گیا۔

﴿روزنامہ جنگ لاہور، بدھ ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ، ۱۳ جنوری ۱۹۸۲ء﴾

حسن البنا شہید کی ڈائری سے، ایک ایمان افروز واقعہ

یہ کتاب جماعت اسلامی پاکستان کے ایک ادارہ "اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور" سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں حسن البنا مصری صدر جماعت اخوان المسلمون مصر نے عید میلاد النبی ﷺ میں شامل ہونے کا ایک واقعہ لکھا ہے قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں

ایک مثالی کردار

مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا تو یکم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ ربیع الاول تک معمولاً ہر رات ہم حصافی اخوان میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل ذکر منعقد کرتے اور میلاد النبی ﷺ کا جلوس بنا کر ہم باہر نکلتے۔ اتفاق سے ایک رات برادرم شیخ

شبلی الرجال کے مکان پر جمع ہونے کی باری آگئی۔ ہم حسبِ عادت عشاء کے بعد ان کے مکان پر حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ پورا مکان خوب روشنیوں سے جگمگا رہا ہے۔ سارے خوب صاف و شفاف اور آراستہ و پیراستہ کیا جا چکا ہے۔ شیخ شبلی الرجال نے رواج کے مطابق حاضرین کو شربت اور قہوہ اور خوشبو پیش کی۔ اس کے بعد ہم جلوس بن کر نکلے۔ اور بڑی مسرت و انبساط کے ساتھ مروجہ مناقب اور نظمیں گاتے رہے۔ جلوس ختم ہونے کے بعد ہم شیخ شبلی الرجال کے مکان پر واپس آگئے۔ اور چند لمحات ان کے پاس بیٹھے رہے۔ جب اٹھنے لگے تو شیخ شبلی نے بڑے لطافت آمیز اور ہلکے پھلکے تبسم کے ساتھ اچانک یہ اعلان کیا کہ انشاء اللہ، کل آپ حضرت میرے ہاں علی الصبح تشریف لے آئیں تاکہ روحیہ کی تدفین کر لی جائے۔ روحیہ شیخ شبلی کی اکلوتی بچی تھی۔ شادی کے تقریباً دس برس بعد اللہ نے شیخ کو عطا کی تھی۔ اس بچی کے ساتھ انہیں اس قدر محبت و وابستگی ہے کہ دورانِ کام بھی اسے جدا نہیں کرتے۔ یہ بچی نشو و نما پا کر اب جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہے۔ شیخ نے اس کا نام روحیہ تجویز کر رکھا ہے۔ کیونکہ شیخ کے دل میں اسے وہی مقام حاصل ہے جو جسم میں روح کو حاصل ہے شیخ کی اس اطلاع پر ہم حیران رہ گئے۔ عرض کیا روحیہ کا کب انتقال ہوا؟ فرمانے لگے آج ہی مغرب سے تھوڑی دیر پہلے۔ ہم نے کہا۔ آپ نے ہمیں پہلے کیوں نہ اطلاع کر دی۔ کم از کم میلاد النبی ﷺ کا جلوس کسی اور دوست کے گھر سے نکالتے؟ کہنے لگے، جو کچھ ہوا بہتر تھا اس سے ہمارے حزن و غم میں تخفیف ہو گئی۔ اور سوگ مسرت میں تبدیل ہو گیا۔ کیا اس نعمت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی اور نعمت درکار ہے۔

﴿حسن البنا شہید کی ڈائری صفحہ نمبر ۱۹۶، ۱۹۷ مترجم خلیل احمد حامدی طبع لاہور﴾

مقلدین دیوبند کی طرف سے ڈیرہ اسماعیل خان میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ۔ امیر حمزہ خاموش کیوں؟ کیا پچاڑ دیوبندیوں کی پاسداری ہے۔



آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کا آغاز

مولوی محمد داؤد راز (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

مسلک اہلحدیث کی جو خدمات (مرحوم) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے انجام دی ہیں وہ ایسی نہیں ہیں جن کو بھلایا جا سکے۔ بلکہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مرحوم کی ساری زندگی، اہلحدیث مسلک اشاعت و تقویت میں گزری۔ آپ نے حالات زمانہ کے پیش نظر جماعتی تنظیم کیلئے "ایک کل ہند اہلحدیث جمعیت" قائم کرنے کی تحریک چلائی۔ بالآخر ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء میں بمقام آرہ اہلحدیث کا جلسہ منعقد ہوا اور اکابر علمائے اہلحدیث کی موجودگی میں "آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس" کو قائم کیا گیا۔ اور بہ اتفاق رائے کانفرنس مذکور کے صدر نشین حضرت عارف باللہ حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ غازی پوری (المتوفی ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ/۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء) قرار پائے اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ابوالوفا (ثناء اللہ امرتسری) مرحوم مقرر کئے گئے۔ اور صدر دفتر قائم کرنے کیلئے شہر دہلی کو منتخب کیا گیا۔ اس کانفرنس کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۹۱۲ء میں منعقد ہوا۔ پھر دوسرا جلسہ امرتسر میں ہوا۔ اور بعد ازاں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اس تبلیغی کانفرنس کے اجتماعات ہوئے۔ جن میں پشاور، علی گڑھ، کلکتہ، کانپور، مدراس، آگرہ، بنارس، ملتان، گوجرانوالہ، چھپرا، مئو، شکراوہ، فتح گڑھ وغیرہ کے اجتماعات تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔۔ الخ (دیباچہ فتاویٰ ثنائیہ صفحہ نمبر ۱۸ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا))

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں:

مولوی محمد حسین بٹالوی کی پوری پالیسی شمس العلماء و شیخ الکل میاں نذیر حسین کے ممد و معاون بلکہ سرپرست و سرخیل رہے، اور صادق پور کی بجائے مرکز قیادت دہلی و لاہور منتقل ہو گیا۔ پھر بیسویں صدی کے آغاز پر دسمبر ۱۹۰۶ء میں بمقام آرہ (بہار) آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس وجود میں آئی جس کے سب سے فعال کارکن مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صفحہ نمبر ۹۸ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

بانی اہلحدیث کانفرنس

مولوی ثناء اللہ امرتسری "فیصلہ مکہ" کی روشنی میں

مسودہ اور درخواست

حضرۃ الامام عبدالعزیز ابن سعود (ایدہ اللہ بنصرہ) السلام علیکم!

نعرض علی جلالته ان بیننا (اهل حدیث) اختلافاً شدیداً منذ سنین نلتمس من حضرتکم ان تهدونا الی سواء السبیل و وفقکم الله لخدمة دینه۔

الملتمسان

اس خط کے جواب میں مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی نے مندرجہ ذیل خط مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھا۔

"تمہارے خط کے جواب میں عرض ہے"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر عزیز مولوی ثناء اللہ جان موفق مرضیات حق تعالیٰ و تقدس باشند، بعد السلام مسنون

ہم ہر دو آج الٰہی در رحمت (بیت اللہ) پر حاضر ہیں۔ اور اللہ عزوجل نے حرمین شریفین کے تطہیر کو امام عبدالعزیز (ایدہ اللہ بروح القدس) کو بھیج دیا ہے۔ ہمارے میاں جو یہ گفتگو مدتوں سے چلی آتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تمہاری تفسیروں اور کلام مبین اور تالیفات میں یہ مسائل امنت باللہ کے برخلاف ہیں تم ان سے تائب ہو کر الی حکم الا الذین تابوا واصلحوا وبینوا فاولئک اتوب علیهم وانا التواب الرحیم توبہ نصوح کرلو۔ اللہ عزوجل معاف کر دے گا، اور اس میں (بھائی جان) تمہاری بھی خیر خواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ (ﷺ)، اسلام اور مسلمانوں کی بھی خیر خواہی ہے۔

اور تم مخالفت کرتے رہے اور نہیں مانتے تھے۔

سو آج جو ہم ہر دو فریق میں بطریق حج حاضر ہوئے ہیں۔ یا تو آپ اللہ رب عز وجل کو حاضر کر کے خود ہی تائب ہو جاؤ اور کہہ دو کہ میں اپنی غلطیوں کی ۔ کرلوں گا۔ پھر تو کسی کو کہنے کہلوانے کی سننے سنانے کی حاجت نہ رہے گی۔ تو تمہارے اغلاط نمبر وار لکھ کر معہ تفسیر وغیرہ کے سلطان صاحب (ایدہ اللہ القدس) کے پیش کئے جائیں گے۔ پھر وہ جو کچھ دیکھ کر فیصلہ شرعی فرمائیں گے منظور کریں۔

اس صورت میں کسی کو بولنے کی حاجت نہیں۔

بھائی جان ہمارے درمیان جو اختلاف ہے اس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ سو برائے خداوند تعالیٰ اب اسلام اور مسلمانوں پر رحم کرو اختلاف کو شروع نہ کرو تا کہ ہم یہاں سے پاک ہو کر بھائی بن کر وطنوں کو جاویں۔ او کر خدمت کرتے جاویں اور لوگ بھی ورطۂ حیرت سے نکل آویں۔

میں نے خواب میں بھی دیکھا تھا کہ ثناء اللہ جان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ واللہ اعلم۔ عبد الواحد عفی عنہ، مکہ معظمہ، ۱۸ ذی الحج ۱۳۴۴ھ

اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اغلاط سے رجوع کرنے کا کوئی اطمینان نہ دیا۔

مکہ معظمہ میں مجلس کا فیصلہ

اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے جلالۃ الملک سے درخواست کی کہ اس اختلاف میں فیصلہ فرمائیں کیونکہ موتمر کے بعد جلالۃ الملک نے ایک مجلس علماء نجد سے طلب کی جس میں قاضی القضاۃ الشیخ عبداللہ بن سلیمان آل بلیہد الشیخ محمد بن عبداللطیف آل، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب قاضی ریاض (نجد)، الشیخ عبدالعزیز بن بشر قاضی وشم (نجد)، الشیخ عبداللہ بن حسن آل شیخ خطیب کعبۃ اللہ اور دوسرے مقتدر علماء تشریف فرما تھے۔ اس مجلس میں مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی،

مولانا اسماعیل صاحب غزنوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب بھی بلائے گئے۔ جلالۃ الملک نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

آپ حضرات کا اختلاف سن کر مجھ کو بہت صدمہ ہوا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا اب تصفیہ ہو جائے۔ آپ حضرات کا اس کے متعلق کیا خیال ہے، اس کے جواب میں ہر دو فریق نے محض علمی امور اور سمعا وطاعۃ کہہ کر اپنا معاملہ جلالۃ الملک کے سپرد کر دیا۔

اس کے بعد کی کارروائی بالتفصیل بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ علمائے کرام کا فیصلہ سامنے آجاتا ہے۔ اس سے ہر شخص آسانی کے ساتھ نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ صرف اس قدر ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ کارروائی اس طرح شروع ہوئی۔ حضرت امام نے فرمایا کہ اختلافی مسائل کو ایک ایک کر کے لے لو۔ اس کے بعد الاهم فالاهم کے مطابق اربعین میں سے الرحمن علی العرش استوى فوقهم يومئذ ثمانية کی بحث شروع ہوئی اور حضرت قاضی القضاۃ صاحب نے عرش کی بحث کے سلسلہ میں امام کی توجہ تفسیر القرآن بکلام الرحمن سورہ اعراف آیت ثم استوى على العرش کی طرف مبذول کرائی۔ اور اس کی ساری تفسیر پڑھ کر سنائی جس میں مولوی صاحب سے خود بھی استیلاء کے کیا تھا۔ اس پر حضرت امام نے فرمایا کہ پہلے سے۔ چنانچہ اس گفتگو شروع ہوئی۔

حضرت امام آپ نے یہ تفسیر کیوں کی؟

مولوی ثناء اللہ میں نے امام رازی اور دوسرے متکلمین سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام امام رازی کا قول حجت نہیں ہے۔

مولوی ثناء اللہ امام رازی کے سوا شاہ ولی اللہ صاحب جو تمام اہل حدیث ہند کے سلسلہ حدیث میں استاد ہیں وہ بھی استوا علی العرش کے متعلق مفوضین اور متکلمین میں سے کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔

حضرت امام آپ ہمیں تو امام احمد کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور خود رازی اور شاہ

وی اللہ کی تقلید کرتے ہو۔

مولوی ثناء اللہ: مجھے آریہ سے مناظرہ کرنا پڑتا ہے اس لئے یہ لکھ دیا گیا عقیدہ یہ نہیں ہے۔

مولوی اسماعیل غزنوی: یہ تفسیر عربی میں ہے۔ آریہ کی زبان عربی نہیں ہے۔

حضرت امام: نہیں! آریہ کے ساتھ مناظرہ کرنے سے پہلے اپنے نفس سے مناظرہ کرو جس شخص کے کپڑے گندے ہوں وہ کہے مجھے زمین سے بو آتی ہے اس کو چاہئے زمین سے پہلے اپنے کپڑوں کو صاف کرے۔

مولوی ثناء اللہ (غزنویوں کے متعلق کچھ فرمانے ہی لگے تھے کہ)

حضرت امام (نے فرمایا کہ) یہ جھگڑا تمہارا اور غزنویوں کا نہیں بلکہ تمہارا اور اللہ کا جھگڑا ہے۔

شیخ محمد بن عبداللطیف: غزنویوں نے جو کچھ کیا ہے وہ دین کی حفاظت و صیانت کیلئے کیا ہے۔

آپ شیخ محمد بن عبدالوہاب جزاہم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین احسن الجزاء۔

مولوی ثناء اللہ: اربعین میں بہت سی باتیں مجھ پر بطور الزام کے لگائی گئی ہیں۔

مولوی اسماعیل غزنوی: اربعین میں کوئی بات غلط نہیں لکھی گئی نہ الزام لگایا گیا ہے

قاضی القضاۃ عبداللہ بن بلیہد: میں نے اربعین کی نقل کردہ عبارتوں کا مقابلہ تفسیر (ثنائی) سے کیا کوئی چیز غلط نہیں لکھی گئی۔

شیخ عبداللہ بن حسن امام حرم: میں نے بھی مقابلہ کر کے دیکھا ہے کوئی بات زیادہ نہیں پائی۔

حضرت امام: مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے آپ کی خیر خواہی اور بھلائی کیلئے کہتا ہوں کہ آپ توبہ کریں آپ کے توبہ کر لینے کے بعد میں غزنویوں سے کہوں گا کہ وہ اربعین کی اشاعت بند کر دیں۔ اور قاضی القضاۃ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کی

رجوع لکھو۔

مولوی اسماعیل غزنوی: (حضرت امام کو مخاطب کر کے) آیت تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ملحوظ رکھنی چاہئے۔

حضرت امام: ہاں! انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

مولوی ثناء اللہ: سمعاً و طاعۃ۔

حضرت امام: (قاضی القضاۃ عبداللہ بن بلیہد کو مخاطب کر کے) توبہ اور رجوع کا لکھو۔ چنانچہ قاضی عبداللہ بن بلیہد نے توبہ کا مسودہ لکھا جس میں ( )
مولوی ثناء اللہ سے یہ اعتراف کرایا گیا تھا کہ میں اغلاط تفسیر سے رجوع اور توبہ کرتا ہوں اور اب میرا ان کے متعلق وہی عقیدہ ہے جو سلف صالحین کا ہے۔ (۲) چونکہ مولوی ثناء اللہ نے رجوع کر لیا ہے اس لئے اب وہ ہمارا بھائی ہے، ہم اب اربعین کی اشاعت بند کر دیں گے۔

نمبر ( ) پر مولوی ثناء اللہ کے دستخط اور نمبر (۲) پر مولوی عبدالواحد کے دستخط لینے کو قاضی القضاۃ نے حکم دیا۔

ہر دو فریق سے دستخط کے متعلق دریافت کیا گیا جواباً مولوی اسماعیل نے کہا ہمیں منظور ہے لیکن اس چیز کو پیش نظر رکھا جائے کہ مولوی ثناء اللہ نے کئی ایک بار توبہ کی مگر بدل جانے پر یہ فرما دیتے رہے کہ انسان سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں ہمیشہ استغفر اللہ واتوب الیہ پڑھتا ہوں۔ اس لئے اغلاط بالتفصیل لکھ لینی چاہئیں۔ قاضی القضاۃ نے فرمایا۔ اس اجمالی اقرار کے بعد میں نمبر وار اغلاط پر رجوع لے لوں گا۔ لیکن مولوی ثناء اللہ نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت امام اور دوسرے علماء نے قریباً تین گھنٹے تک باصرار سمجھایا مگر ایک نہ سنی۔ حضرت امام اس سے بہت ملول و حزیں ہوئے اور اٹھ کر چلے گئے۔ حضار مجلس سمجھاتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت امام پھر تشریف لائے مولوی موصوف بدستور اپنی ضد اور انکار پر قائم تھے۔

حضرت امام نے مایوس ہو کر فرمایا اس کو چھوڑ دو کہ چلا جائے یہ توبہ کرتا دس

دیتا۔ چنانچہ مولوی صاحب حیدرآبادی سلام کر کے مجلس سے باہر تشریف لے گئے۔

حضرت امام نے نہ مصافحہ کیا نہ سلام۔

غرض اس طرح یہ مجلس ومصافحت ومقامت مولوی ثناء اللہ کے تاریخی فتنے کی

وجہ سے ختم ہو گئی اس کے بعد قاضی القضاۃ اور دوسرے مقتدر علماء نجد نے جو ...

ثناء اللہ اور اس کی تفسیر کے متعلق لکھی ہے بالتفصیل ہدیہ ناظرین کرتے ہیں

حوالت کے پیش نظر مختصر طور پر تحریر کرتے ہیں)۔

الشیخ علامہ عبداللہ بن سلیمان آل بلیہد رئیس القضاۃ اقطار الحجازیہ والنجدیہ وملحقاتہا

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر قرآن مجید کو میں نے دیکھا۔ اس میں کئی

آیات کی تفسیر میں مولوی ثناء اللہ متکلمین کے نقش قدم پر چلے ہیں۔ ''جیسے استویٰ

علی العرش'' کی تاویل اور علاوہ ازیں دوسرے مسائل جو طریقہ اہلسنت اور طریقہ اہل

کے خلاف ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ارباب علم وفضل کا یہ فرض ہے کہ ایسے شخص کو

کریں تاکہ عوام جہاں اس کے دھوکے میں نہ آ جائیں۔ الخ

شیخ محمد بن عبد اللطیف آل شیخ، مسلم محمد بن عبد الوہاب قاضی الریاض (دار

مملکت نجد)

مولوی ثناء اللہ کی تفسیر دیکھی اس کو میں نے پڑھا اور آیات صفات الٰہی سے متعلق

جو کچھ انہوں نے لکھا اس کو بھی میں نے دیکھا اور عبدالحق غزنوی نے اس کی تفسیر پر

جو کچھ نقل کیا ہے اور اس کو بھی میں نے دیکھا۔ صفات الٰہی کے متعلق اس کی تفسیر کو دیکھنے

کے بعد میں اس رائے پر پہنچا ہوں کہ یہ ایک بدعتی اور گمراہ کا کلام ہے۔ ...

اہلسنت والجماعت اور اہلحدیث کے خلاف ہے اور مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں

حلولیہ، اتحادیہ، جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے۔ الخ

حضرت الشیخ حسن بن یوسف الدمشقی مدرس حرم

یہ تفسیر (جو) مولوی ثناء اللہ کی طرف منسوب ہے، وہ وہ ایک بڑا آدمی ...

... ثبت کا غلام ہے اپنے نفس کا قیدی اور بدعتی ہے۔ الخ

شیخ سعد بن حمد بن عتیق ... جمہور النجدی

میں نے مولوی ثناء اللہ کی تفسیر القرآن بکلام الرحمن دیکھی۔ میں نے اس کو سلف

اور آئمہ خلف کے مسلک کے خلاف پایا۔ اس کا مفسر خود بھی گمراہ ہے اور

دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جہمی ہے۔ بلکہ وہ

... توبہ نہ کرے تو نہ تو اس کو سلام کیا جائے ورنہ اس کے ساتھ نشست برخواست کی

... نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے ورنہ اس کی قبر پر دعا کیلئے کھڑا ہو۔

شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل بشر

(مولوی ثناء اللہ) کی تفسیر کلام الٰہی، صحیح احادیث نبویہ، اہلحدیث اور مسلمانوں کی

... کی جماعت کی تفسیر کے خلاف ہے اور اس قابل ہے کہ اس کا مقاطعہ کیا جائے

... کی غرض سے دیکھنے کے سوا اس کا دیکھنا بھی حرام ہے۔ الخ

(فیصلہ مکہ صفحہ نمبر ۱۱۰،۱۱۱ (تلخیص) شائع کردہ عبدالعزیز سیکرٹری جمعیت مرکزیہ اہلحدیث ہند (لاہور)

فتنہ ثنائیہ سے چند اقتباسات

۱۔ مولوی ثناء اللہ کی تلبیس، حق کو چھپانے کی ناکام کوشش، مولوی ثناء اللہ کی فتنہ

... افتراق انگیزی اور باطل پرستی کے مظاہرے، تہذیب، شرافت اور انسانیت

... سوز مناظر..... الخ (فتنہ ثنائیہ صفحہ نمبر ۱الخ مرتسر)

۲۔ مولوی ثناء اللہ کا شرمناک حملہ

یہ مولوی ثناء اللہ ہی کیلئے زیب ہے کہ وہ خاندان غزنویہ پر ذاتی حملے کرے، ان کے

... کو برائی سے یاد کریں۔ ان کیلئے توہین آمیز الفاظ استعمال کر کے اپنی شرافت نفس

کا ثبوت دیں۔ ارباب بصیرت اس چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کسی شخص کی

... دلائل کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور عقل وفہم کا کام تمام ہو جاتا ہے۔ تب وہ ذاتی حملوں

اور گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ اب مجبور ہیں سوائے اس کے اور کیا کریں



۔الخ (فتنہ ثنائیہ صفحہ نمبر ۳ مطبع امرتسر)

۳۔ اصولی اختلاف

ہمارا مولوی ثناء اللہ سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں، صرف اصولی اختلاف وہ یہ کہ آپ نے تفسیر القرآن بکلام الرحمن اور دوسری تصنیفات میں اللہ تعالی نبیاء کرام کے معجزات اور ایسے ہی دوسرے مسائل میں محدثین کے مسلک ، معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا مسلک اختیار کیا ہے، ایسی حالت میں جبکہ الحاد دنیا میں سرعت سے پھیل رہی ہے، ہم نے سمجھا کہ جماعت اہلحدیث کو ا بچالیں ۔۔ الخ (فتنہ ثنائیہ صفحہ نمبر ۶ مطبع امرتسر)

۴۔ فیصلہ مکہ

فیصلہ مکہ کا شائع ہونا گویا مولوی ثناء اللہ کیلئے ایک بم شل کا پھٹنا تھا۔ بس ؟ آپ مبہوت و متحیر ہوئے، گھبرانے لگے اور عام سراسیمگی میں جس قسم کی توقع ہے، وہی آپ نے کیا۔ فرماتے ہیں "ان فتووں کی بابت سردست میں اعلان کرتا کہ مجھے معتبر شہادتوں سے اطلاع ملی ہے کہ جعلی و بناوٹی ہیں۔

(فتنہ ثنائیہ صفحہ نمبر ۱ طبع ا

شہدائے اہلحدیث کانفرنس کا انعقاد

امیر حمزہ کیلئے لمحہ فکریہ

کیا جنگ بدر، احد، حنین وغیرہ میں شہید ہونے والوں کیلئے۔

رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین نے شہدائے کانفرنس منعقد کی، اگر کی تو حوالہ دو اگر نہیں کی تو کیا بدعت نہیں؟

۲۳ر جولائی ۱۹۸۷ء کو جامع مسجد محمدیہ اہلحدیث محلہ فیصل آباد گوجرانوالہ میں شہداء اہلحدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل علماء نے خطاب کیا۔

۱)۔ مولانا شمشاد احمد سلفی۔

۲)۔ مولانا معین الدین لکھوی۔

۳)۔ مولانا حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری۔

۴)۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری۔

۵)۔ مولانا محمد رفیق سلفی۔

۶)۔ مولانا شہباز سلفی۔

۷)۔ شفیق پسروری۔

۸)۔ مولانا محمد اعظم۔

۹)۔ حافظ عبدالقادر روپڑی۔

﴿رسالہ "میں وہابی سے سنی کیسے ہوا؟" بحوالہ ہفتہ روزہ اہلحدیث اور دعوت، صفحہ ۲۸۵﴾

بدعاتِ اہلحدیث

برسی

علامہ ظہیر کی برسی پر ملک بھر میں احتجاجی اجتماعات منعقد ہوں گے۔ اہلحدیث یوتھ فورس کے قائم مقام جنرل سیکرٹری یونس چوہدری نے کہا ہے کہ مارچ میں علامہ احسان ظہیر اور ان کے رفقاء کی شہادت کا ایک سال گزر جانے پر ملک بھر میں احتجاجی جلسے اجتماعات منعقد کیے جائیں گے۔ ۲۳ر مارچ سے ۳۱ر مارچ تک ہفتہ تجدید عزم منایا جائے گا۔ ﴿روزنامہ مرکز اسلام آباد ۲۹ فروری ۱۹۸۸ء﴾

۲۱ر مارچ

روزنامہ "مرکز" کی مذکورہ رپورٹ کے مطابق مختلف مقامات پر شہداء

[illegible] اہلحدیث کانفرنس اور حسان کانفرنس کے انعقاد کے علاوہ ۲۱ر مارچ کو بم کے دھماکہ کی جگہ پر بالخصوص شہدائے اہلحدیث کانفرنس منعقد کی گئی اور اس سلسلہ میں دیگر [illegible] کے علاوہ یوتھ فورس لاہور کی طرف سے ایک سرخ رنگ کا باتصویر خونی اشتہار [illegible] کیا گیا جس میں بم کے دھماکہ میں ہلاک و زخمی ہونے والے اہلحدیث مولویوں اور ان کے فوٹو شائع کیے گئے اور ۲۳ر مارچ کے اخبار جنگ، نوائے وقت وغیرہ میں کانفرنس کی رپورٹ شائع ہوئی۔

۲۳ر مارچ

۲۳ر مارچ کو بھی بالخصوص تاریخ، جگہ، دن اور ایک بجے دوپہر کے وقت کو متعین [illegible] ساتھ مرنے والوں کی یاد میں خاص اہتمام سے کانفرنس کی گئی اور اشتہارات میں [illegible] کے روحانی بیٹوں، لاہور چلو کے الفاظ سے اس کانفرنس میں شرکت کی ترغیب دی گئی [illegible] قلعہ لچھمن سنگھ لاہور کی ان دونوں کانفرنسوں میں "اہلحدیث" نے بھرپور شرکت کی [illegible] رپورٹ)۔

پتھر پر دُعا

۲۹ر مارچ ۱۹۸۸ء کے نوائے وقت اور ۳۱ر مارچ ۱۹۸۸ء کے جنگ اخبار میں یہ تصویر شائع ہوئی ہے جس کے نیچے لکھا ہے کہ "امیر جمعیت اہلحدیث مولوی محمد عبداللہ یزدانی روڈ کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دعا مانگ رہے ہیں" کیا کوئی غیر مقلد وضاحت کرے گا کہ کسی روڈ پر غیر اللہ کا نام متعین کر کے، اہتمام سے تقریب کا انعقاد، پھر پتھر نصب کرنے کے بعد اسے سامنے رکھ کر اس پر دعا کرنا بدعت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کا کوئی ثبوت حدیث صحیح وصریح سے پیش کیا جائے۔

جلوس و مزار و فاتحہ

۱۲ر اگست ۱۹۸۸ء بروز جمعہ کاموں منڈی میں یوم آزادی کی بجائے یوم احتجاج

منایا گیا۔ بعد نماز جمعہ اہلحدیث کی مساجد سے لوگ جلوسوں کی شکل میں مرکزی مسجد اہلحدیث پہنچے۔ جہاں سے ایک بڑا جلوس مولوی حبیب الرحمن یزدانی کے گھر گیا۔ اور وہاں فاتحہ خوانی کے بعد پرامن طور پر منتشر ہوگیا (اس کی تشہیر کیلئے روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کو یہ خبر شائع کرائی گئی تھی)

شہدائے اہلحدیث کی دوسری برسی

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو قلعہ لچھمن سنگھ والا کے جلسہ میں بم کے دھماکہ میں شہید ہونے والے مولوی احسان الٰہی ظہیر، مولوی حبیب الرحمن یزدانی وغیرہ کی یاد میں دوسری برسی کے موقع پر بھی مقررہ تاریخ و مقررہ جگہ پر ۲۷ مارچ بروز جمعہ کو اہلحدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام انتظامات کے ساتھ دوسری شہدائے اہلحدیث کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس سلسلہ میں اخباری بیانات کے علاوہ وسیع اخراجات سے بڑے سائز کے رنگین اشتہارات بہت کثرت سے چھپوائے اور لگوائے گئے اور رسائل و اشتہارات میں قلعہ لچھمن سنگھ چلو کا ..... نعرہ لکھوایا گیا اور اہلحدیث مساجد میں جمعہ بند کر کے قلعہ لچھمن سنگھ میں مشترکہ جمعہ کا اعلان کیا گیا۔ نماز جمعہ سے پہلے امیر جمعیت اہلحدیث مولوی محمد عبداللہ اور دیگر علماء اہلحدیث کے بیانات ہوئے اور نماز جمعہ کے بعد قلعہ لچھمن سنگھ سے لے کر چوک آزادی تک جلوس بھی نکالا گیا۔ اس موقع پر دیگر علاقوں کے وہابیوں نے بھی بڑے زور و شور سے شد و حال کیا اور بسوں کے ذریعے قافلوں کی صورت میں قلعہ لچھمن سنگھ کے پروگرام میں حاضری دی۔ (پریس نوٹ ۳۰ مارچ ۱۹۸۹ء)

امیر حمزہ (وہابی نجدی) سے ایک سوال

امیر حمزہ صاحب اگر بقول تمہارے میلاد النبی ﷺ کی ابتداء کرنے والا بادشاہ اربل کا بادشاہ تھا جو کہ بڑا عیاش تھا اس لئے ہم میلاد النبی ﷺ نہیں مناتے تو کیا یہ سچ ہے کہ ۱۹۱۲ء سے اہلحدیث کانفرنس کا برصغیر پاک و ہند میں ابتداء کرنے والا مولوی ثناء اللہ امرتسری "فیصلہ مکہ" کی روشنی میں گمراہ، گمراہ کرنے والا اور بدعتی تھا تو پھر کس

وجہ سے لے کر اب تک اہلحدیث کانفرنسیں کیوں منعقد کر رہے ہو جو کہ ایک گمراہ اور بدعتی کی اجراء ہے

☆☆☆☆☆

جب انگریز برصغیر پاک و ہند میں قابض ہوگیا تو عیسائی مشنریاں کھلم کھلا عیسائیت کے پرچار کیلئے میدان میں کود پڑیں۔ مولانا شاہ حسین گردیزی نے اس کی عکاسی یوں کی ہے۔ انگریز نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کیلئے ملک کے طول و عرض میں مشن سکول، مشن ہسپتال، مشن فنڈ قائم کئے۔ برطانیہ سے پادریوں کی ایک پوری کھیپ ہندوستان آئی اور اپنے مشن کا آغاز کیا ..... الخ

(تجلیات مہر انور، مترجم مولانا رحمت اللہ کیرانوی صفحہ نمبر ۳۱۰ طبع کراچی ۱۹۹۲ء)

ہندو اپنی جگہ اپنے مذہب کی نشر و اشاعت کیلئے سینہ سپر ہوگئے۔

حب رسول (ﷺ) جو کہ ایک مسلمان کا سرمایہ حیات ہے انگریز نے سوچا کہ جب تک مسلمانوں کے قلوب سے اس کو محو نہ کیا جائے گا، ہمارے قدم پوری طرح یہاں نہیں جم سکیں گے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے خانوادہ شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) جس کو اس دور میں بڑی عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، کے ایک فرد مولوی محمد اسماعیل دہلوی کو اس مقصد کیلئے تیار کیا، جس نے "تقویۃ الایمان" نامی کتاب تصنیف کی، جس میں انبیاء و اولیاء کو ایک عام انسان کی صورت میں پیش کیا گیا۔ جس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ اور سوچیں کہ کیا ان کو پڑھ کر کوئی غیر مسلم، اسلام کو قبول کر سکتا ہے۔ اس کتاب کا چھپ کر منظر عام پر آنا تھا کہ مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی فضاء پیدا ہوگئی اور انگریز اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا۔

اقتباسات

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۹)

ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے ہر

کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام میں علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے اور چمار کا تو کیا ذکر۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۵)

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے تو وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۶)

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور رسول جن اور فرشتے، جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۹)

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۲)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۲)

یعنی (حضور ﷺ نے فرمایا) میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۳)

سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے (یعنی حضور ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے)۔

(تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۳)

اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۸)

مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال مبارک دل میں لانا بیل اور گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں: "از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است"۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۸۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

اہل اللہ کا عقیدہ

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے سید علی خواص سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ کے دربار میں بیٹھنے والوں غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرما دے کہ جہاں وہ بیٹھتے ہیں اس بارگاہ میں اس کے نبی ﷺ تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ پس نمازی نبی کریم ﷺ کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں"۔ (المیزان صفحہ نمبر ۱۴۵ طبع مصر)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں "حی لا یموت" کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں شرف باریابی حاصل ہوا ہے، یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکت و متابعت کا طفیل ہے، اس لئے نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہیں یعنی دربار خداوندی میں نبی کریم ﷺ حاضر ہیں۔ حضور کو دیکھتے ہی "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہتے ہوئے حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے۔

(فتح الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۲۵۰ جلد ۲ طبع مصر)

یہی عبارت درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری صفحہ نمبر ۱۱۱ جلد ۶۔

مواہب اللدنیہ جلد ثانی صفحہ نمبر ۲۳۰۔

زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صفحہ نمبر ۳۲۹۔

زرقانی شرح موطا امام مالک صفحہ نمبر ۱۷۰۔

سعایہ از مولانا عبدالحی لکھنوی صفحہ نمبر ۲۲۷ جلد ۲۔

شیخ شہاب الدین سہروردی (متوفی ۶۳۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ...

نمازی کو یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے وہ جس سے گفتگو کر رہا ہے اس کے ساتھ وہ ادب اختیار کرے اور گفتگو کرنے کا طریقہ معلوم کرے، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بھیجے اور آپ کو اپنے قلب مبارک کے پیش نظر رکھے۔

(عوارف المعارف صفحہ نمبر ۲۷۰ (مترجم) طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

حضرت امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

واحضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل سلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ... الخ

(احیاء علوم الدین صفحہ نمبر ۹۹ جلد اول طبع مصر)

ترجمہ: "اور حاضر کرو اپنے قلب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کریم ذات ہے اور کہو سلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ... الخ

علاوہ ازیں امیر حمزہ کے چچا زاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی اپنی تالیفات میں درج ذیل کفریہ عبارات کو جگہ دی ہے ہم ان کو مختصر تبصرہ کے ساتھ لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی (دیوبندی)

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان صفحہ نمبر ۸)

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام کائنات کے علم سے ممتاز ہے اور اس قسم کی تشبیہ نبوت کی شدید ترین توہین و تنقیص ہے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند)

۱۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم

کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں جو لفظ خاتم النبیین وارد ہوا ہے اس کے معنی منقول متواتر آخر النبیین ہی ہیں۔ جو شخص اس کو عوام کا خیال قرار دیتا ہے وہ قرآن کریم کے معنی منقول متواتر کا منکر ہے۔

۲۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۸)

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ اگر بالفرض محال بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں فرق ضرور آئے گا۔ جیسا کہ بالفرض محال دوسرا الٰہ پایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید میں ضرور فرق آئے گا۔ جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ توحید باری کو سمجھا نہ ہی ختم نبوت پر ایمان رہا۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

۱۔ الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر دو عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ صفحہ نمبر ۵۱ طبع ساڈھورہ (انڈیا))

۲۔ "اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے

برابر ہونا چہ جائیکہ زیادہ"۔ (براہین قاطعہ صفحہ نمبر ۵۱ طبع ساڈھورہ (انڈیا))

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں شیطان کیلئے محیط علم ثابت کرنا اور حضور ﷺ کی ذات سے اس کی نفی کرنا بارگاہِ رسالت کی توہین ہے۔ اہلسنت کے نزدیک شیطان وملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن وحدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی جو شخص نص کا دعویٰ کرتا ہے وہ قرآن وحدیث پر بہت ہی ناپاک بہتان باندھتا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کے علم کو نصوص قطعیہ کے خلاف کہنا بھی قرآن وحدیث پر افتراء عظیم ہے۔ قرآن وحدیث میں کوئی ایسی نص نہیں ہوئی۔ بلکہ قرآن وحدیث کے بے شمار نصوص سے رسول اللہ ﷺ کیلئے ہر چیز کا علم ثابت ہے۔

لاہور میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ کی ابتداء
اور اس کا پس منظر

قارئین کرام! یہ تھے وہ حالات اور تقاضے جن کے پیش نظر عشاقانِ رسول فرزندانِ توحید آف لاہور نے اپنے پیغمبر مقصودِ کائنات، محسنِ انسانیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت ورفعت کو اجاگر کرنے، ان کا ذکر خیر بلند کرنے اور اپنی اجتماعی قوت کا مظاہرہ کرنے کیلئے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالنے کی ابتداء کی۔ روزنامہ کوہستان لاہور کی رپورٹ ملاحظہ ہو۔

"لاہور میں عید میلاد النبی (ﷺ) کا جلوس سب سے پہلے ۵ جولائی ۱۹۳۳ء، ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو نکلا۔ اس کیلئے انگریزی حکومت سے باقاعدہ لائسنس حاصل کیا گیا تھا۔ اس کا اہتمام انجمن فرزندانِ توحید موچی دروازہ نے کیا۔ اس انجمن کا مقصد ہی جلوس کا اہتمام کرنا تھا۔۔ جلوس کیلئے عرضی دی گئی تو ہندوؤں کی طرف سے اس کی شدید مخالفت کی گئی۔ لیکن ملک محمد دین مرحوم کی کوششوں سے اجازت مل گئی اور انجمن لائسنس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

یہ جلوس ۱۹۴۷ء تک باقاعدہ نکلتا رہا۔ اس سال حکومت اور خاکساروں میں تصادم کے بعد جلوس بطور احتجاج بند کر دیا گیا۔ ہندو اس جلوس کی روح رواں حافظ معراج الدین کے خلاف اکثر سازشیں کرتے رہتے تھے لیکن ان کا کوئی وار کارگر نہیں ہوتا تھا۔ اس سے قبل ایک دفعہ رنگ محل میں دو پارٹیوں کا تصادم ہو گیا۔ جس میں ایک نوجوان جس کا نام فیروز تھا قتل ہو گیا۔ ہندوؤں کی سازش نے اس قتل میں حافظ معراج الدین کو بھی ملوث کر لیا۔

لیکن ہندوؤں کی یہ چال بھی کارگر نہ ہوئی۔ حافظ معراج الدین کی عدم موجودگی میں مہر معراج الدین، ملک دل دین، قیصر اور فیروز دین احمد نے جلوس کا اہتمام کیا اور جلوس اسی شان سے نکلا۔

قیام پاکستان کے بعد حافظ صاحب سردار عبدالرب نشتر گورنر پنجاب سے ملے اور انہیں اس بات پر رضامند کر لیا کہ جلوس حکومت کے اہتمام میں نکلے۔ چنانچہ اس سال سرکاری اہتمام میں انتہائی تزک و احتشام کے ساتھ جلوس نکلا۔ شاہی قلعہ لاہور میں فوج کی پریڈ ہوئی اور سلامی دی گئی۔ (روزنامہ کوہستان ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء)

امرتسر میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ کی ابتداء
مولانا محمد داؤد غزنوی اور مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری
کی کوششوں سے عمل میں آئی

مولانا (غزنوی) مرحوم کے ایماء پر مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا، جس کا متن "احیائے یوم ولادت سرور عالم (ﷺ)" تھا۔ مقررہ تاریخ پر مجلس احرار کے دفتر میں جو نیشنل بینک کے سامنے والی بلڈنگ کی اوپر والی منزل بیٹھک میں تھی اجلاس منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی۔ انہوں نے اجلاس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا "صاحبو! یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کیلئے

کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے۔ لیکن عرصہ دراز سے دو ہستیاں قابل ذکر چلی آ رہی ہیں، مسیح اور مسلم۔ مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن ولادت کا اہتمام نہیں کرتی۔ آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے۔ میں مولانا عبداللہ صاحب مباہلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرمائیں۔ اس پر مباہلہ صاحب نے ۱۲ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے فرمایا کہ اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں میلاد پاک پر جلسے منعقد کیے جائیں تاکہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ و تیار ہو سکیں۔

(جلوس کی مکمل کاروائی اوراق گزشتہ پر ہم نقل کر آئے ہیں)

(روزنامہ جنگ لاہور اتوار ۲۷ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء)

روزنامہ کوہستان لاہور ۲۲ جولائی ۱۹۶۳ء اور روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء کی رپورٹس کے مطابق درج ذیل نتائج کھل کر سامنے آتے ہیں۔

۱۔ عید میلاد النبی ﷺ کی ابتداء کرنے والے فرزندان توحید تھے۔

۲۔ مولوی محمد داؤد غزنوی (غیر مقلد وہابی) اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے امرتسر میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالنے کی ابتداء کی اور شاہ صاحب کے فرزندان اب بھی ربوہ میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالتے ہیں۔ (یاد رہے کہ مولوی فضل الرحمن ڈیرہ اسماعیل خان میں ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالتے ہیں)۔

۳۔ مولانا محمد داؤد غزنوی نے امرتسر میں جلوس نکالنے کی جو وجہ بتائی خود ان کی زبانی سنیے۔

صاحبو! یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کیلئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے۔ لیکن عرصہ دراز سے دو ہستیاں قابل ذکر چلی آ رہی ہیں، مسیح اور مسلم۔ مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام

ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوم ولادت منانے اور جلوس نکالنے میں عیسائیوں کی مشابہت والی جرم نہیں۔ ورنہ مولانا محمد داؤد غزنوی جیسے مشہور غیر مقلد عالم دین جو کہ قرآن و حدیث کا علم میر حمزہ سے زیادہ رکھتے تھے ہرگز ایسا نہ کرتے۔ ورنہ ہی کتاب و سنت میں اس مشابہت پر کوئی نص وارد ہے لفظاً یہ حکم دیا گیا ہے کہ عیسائیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور مریم علیہا السلام کو خدا کی بیٹی مت کہو۔

پس محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرنے والوں کو بدعتی قرار دینا خود جہالت ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت محدث ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

میلاد النبی ﷺ کی ترغیب میں کلام کو بہت طول دیا گیا ہے۔ ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ، مصر و یمن و شام، تمام بلاد عرب اور مشرق و مغرب ہر جگہ کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور میلاد النبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں اور ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ عمدہ لباس پہنتے، زیب و زینت اور آرائش کرتے، عطر و گلاب چھڑکتے، سرمہ لگاتے، وہ ان دنوں میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور جو کچھ میسر ہوتا ہے نقد و جنس وغیرہ کی خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اور میلاد پاک کے سننے اور پڑھنے پر بڑا تزک و احتشام کرتے ہیں اور اس اظہار خوشی کی بدولت خوب اجر و ثواب اور بڑی برکت، سلامتی و عافیت، کشادگی رزق، مال و دولت، اولاد اور پوتوں میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور آبادی و شہروں میں امن و امان اور سلامتی اور گھروں میں سکون و قرار یہ میلاد النبی ﷺ کی محفل سعید کی برکت سے رہتا ہے۔

(میلاد النبوی از محدث ابن جوزی صفحہ نمبر ۵۹،۵۸ طبع لاہور)

اور اہل اسلام ہمیشہ سے حضور ﷺ کی پیدائش کے مہینہ میں محفلیں کرتے ہیں اور

کھانے پکاتے ہیں اور اس مہینہ کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات دیتے خوشیاں مناتے ہیں اور اچھے کاموں میں زیادتی کرتے ہیں اور حضور ﷺ کا میلاد پڑھتے ہیں۔ دوران (میلاد پڑھنے والوں پر) ہر ایک فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور اس کا مجرب خاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ اس سال امان پاتے ہیں اور (میلاد کی) حاجت روائی اور مقصد براری کی عاجل بشارت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو میلاد مبارک کے مہینہ کی راتوں کو "عیدیں" بنائیں تاکہ (میلاد کو عید بنانا) اس پر بڑی سخت تکلیف کا باعث ہو جس کے دل میں مرض اور عناد ہے۔

(ما ثبت بالسنہ صفحہ نمبر ۸ طبع کراچی ۱۹۲۳ء از امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)

مقصود کائنات امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا

"ما راٰہ المسلمون حسناً فھو عنداللہ حسن و ما راٰہ المسلمون قبیحاً فھو عنداللہ قبیح"۔ (مؤطا امام محمد صفحہ نمبر ۱۴۰ طبع کراچی)

ترجمہ "جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس کو وہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے"۔

محدث ابن جوزی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

آپ کے پوتے کا بیان ہے میں نے دادا صاحب کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ہے میں نے اپنے قلم سے دو ہزار احادیث لکھیں ہیں، میرے ہاتھ پر یک لاکھ انسان تائب ہوئے، اور ۲۰ ہزار غیر مسلم اسلام لائے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ از ذہبی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۲۰۷ جلد ۴ طبع لاہور ۱۹۸۱ء (مترجم)

شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

جب موصوف مدینہ منورہ میں حدیث ختم کر چکے تو سرور کائنات ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان جا کر علم حدیث کو شائع کرو تاکہ لوگ فیض یاب ہوں گے (تذکرہ محدثین صفحہ نمبر ۳۸۹ طبع لاہور)

بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزانہ دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوئی تھی وہ ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔

﴿فوائد جامعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی صفحہ نمبر ۳۲ طبع کراچی ۱۹۶۴ء﴾

﴿الانفاسات القدسیہ صفحہ نمبر ۶ جلد ۲ طبع فیصل آباد ۱۹۹۱ء﴾

ان نفوس قدسیہ کے بیانات سے ثابت ہوا کہ محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرنے والے مسلمان ہیں۔ ان کو بدعتی اور عیسائیوں کی مثل مشرک کہنے والے خود مشرک و بدعتی ہیں۔

حضور پرنور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

جس نے اپنے بھائی (مسلمان) کو کافر کہا تو وہ کفر اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

(مؤطا امام محمد صفحہ نمبر ۳۴۴ طبع کراچی)

اہلسنت پر ایک بہتان اور اس کا جواب

امیر حمزہ لکھتا ہے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں جبکہ آج مسلمانوں نے اپنے نبی علیہ السلام کو اللہ کے نور میں سے نور قرار دے دیا۔ یعنی عیسائیوں نے اپنے نبی کو اللہ کا حصہ ٹھہرا لیا تو آج کے بعض مسلمانوں نے بھی اپنے نبی کو اللہ کا حصہ قرار دے ڈالا یوں مقابلہ جاری ہے۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۳۲)

جواب

خدا کا خوف کرو، اہلسنت وجماعت کی کسی معتبر و مستند کتاب سے یہ الفاظ دکھا دو کہ اہلسنت نبی کو اللہ کا حصہ مانتے ہیں تو منہ مانگا انعام حاصل کرو۔ جب یہ عقیدہ رکھنے والے بقول تمہارے مشرک ہیں تو پھر ان کو مسلمان کہنے کا کیا مطلب؟ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہلسنت میں ہوش و حواس بھی خیرباد کہہ چکے ہیں۔

ہمارا عقیدہ

علامہ سید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کیا حضور کا نور، اللہ کے نور کا کوئی حصہ ہے؟ (تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا)

اگر کسی ناواقف کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے اس لئے کہ یہ عقیدہ خالص کفر و شرک ہے۔ (رسالہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر ۵ طبع ملتان)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہونے یا کسی شئے میں فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ (صلوٰۃ الصفائی نور المصطفیٰ صفحہ نمبر ۲۴)

امیر حمزہ کے پیش کردہ ایک شعر کا مفہوم

دم بدم پڑھو درود
حضرت بھی ہیں یہاں موجود

(شاہراہ بہشت صفحہ)

جواب

بحیثیت روحانیت و نورانیت اور رحمت آپ ہر جگہ جلوہ گر ہیں اور جسم مقدس کے ساتھ روضہ مقدسہ میں رونق افروز ہیں۔ تو شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ اے محفل میں شریک ہونے والو! آپ کی ذات مبارکہ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ آپ روحانی طور پر شامل ہیں۔

حدیث "من تشبہ بقوم فھو منھم" کا مفہوم

ہر قوم کے کچھ شعار ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی پہچان ہوتی ہے۔ مثلاً پاک و ہند میں سکھ قوم آباد ہے۔ جو کہ داڑھی، مونچھیں اور سر کے بالوں کو تمام عمر قینچی وغیرہ نہیں لگاتے، ہاتھ میں کڑہ وغیرہ پہنتے ہیں، اگر کوئی مسلمان ان امور کو اپنائے تو وہ بدعت مذمومہ کا مرتکب ہوگا اور مشابہت کی وجہ سے قیامت کے روز انہی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

دوسری قوم ہندو ہے جو کہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اور داڑھی منڈواتے ہیں۔ گنگا اور جمنا میں عبادت کی نیت سے غسل کرتے ہیں۔ دیوالی، دسہرہ اور بسنت وغیرہ ان کے مشہور تہوار ہیں۔ اب اگر کوئی مسلمان بتوں کی پوجا نہیں کرتا مگر داڑھی منڈواتا ہے گنگا اور جمنا جا کر غسل کرتا ہے اور ان کے مشہور تہواروں میں شرکت کرتا ہے یا اپنے طور پر ان تہواروں کو دھوم دھام سے مناتا ہے۔ تو وہ ان افعال مذمومہ کی وجہ سے افعال حرام کا مرتکب ہوگا اور روز حشر ہنود کے ساتھ اٹھایا جائے گا مگر وہ ان حالتوں میں کافر نہیں ہوگا۔

تیسری قوم عیسائی ہے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتی ہے اور ان کا اعتقاد ہے کہ انہیں پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اس مقصد کو عیاں کرنے کیلئے وہ ناٹی بطور علامت عیسائیت اپنے گلے میں باندھتے ہیں۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت مناتے ہیں۔ جنہیں وہ کرسمس ڈے کہتے ہیں تو ان تمام امور کا کرنے والا اور اعتقاد رکھنے والا کفر کا ارتکاب کرے گا۔ اگر صرف کرسمس ڈے پر ان کی محافل میں جاتا ہے یا اس دن عیسائیوں کی طرح اپنے گھر پر محفل کا انعقاد کرتا ہے تو یہ بدعت سیئہ کا مرتکب قرار پائے گا۔

اس کے بعد ہم مولانا غلام رسول سعیدی مدظلہ نے جو اس حدیث کی شرح کر کے اپنا نکتہ نظر بیان کیا ہے اس کو مختصر لکھتے ہیں، علامہ موصوف لکھتے ہیں

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت سے مطلقاً کوئی کام کرنا ممنوع ہے۔ مثلاً ان سے مشابہت کی قصد سے کھانا پینا، یا لباس پہننا بھی ممنوع ہے اور جب کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ کسی اور مصلحت اور فائدہ کا حصول مقصود ہو مثلاً فوج اور پولیس، کفار کے مخصوص ہتھیاروں کو ان کی افادیت کی بنا پر استعمال کرے یا پولیس اور فوج کی وردی کو اس لئے پہنے کہ اس کو پہن کر جسم چاق و چوبند رہتا ہے اور اس لباس کے ساتھ فوجی مشقیں اور دیگر فرائض آسانی کے ساتھ انجام دیئے جا سکتے ہیں (پینٹ قمیص، پتلون

سے باہر نکالیں تاکہ سرین کا ابھار دکھائی نہ دے) اس صورت میں ان چیزوں کا استعمال جائز ہے، اس طرح میز کرسی پر کھانا، چھری کانٹے اور چمچوں کو کھانے میں استعمال کرنا ان میں کفار کے ساتھ تشبیہ کی نیت نہ ہو، بلکہ دوسرے فوائد اور سہولتوں کی استفادہ کرتے ہوں اور اس میں ہماری نیت کفار سے مشابہت نہیں ہوتی۔ مثلاً بجلی روشنی اور پنکھوں کا استعمال کرنا، موٹر کار، بس، ٹرین اور ہوائی جہاز سے سفر کرنا، ٹیلیفون پر بات کرنا، ریڈیو، ٹی وی کے معلومات اور جائز پروگراموں سے استفادہ کرنا اور صنعتوں اور کارخانوں میں ان کی تکنیک سے استفادہ کرنا، یہ سب امور جائز ہیں اور مسلمان بغیر کسی انکار کے ان پر عمل کرتے ہیں۔

کفار کے وہ عقائد جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں، اسی طرح ان کی وہ عبادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں، اسی طرح ان کی وہ تہذیب اور ثقافت جو ان کا مخصوص شعار گردانی جاتی ہے یعنی وہ چیزیں جو ان کی کسی بدعقیدگی پر مبنی ہوں مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اس لئے وہ گلے میں صلیب ڈالتے ہیں یا رسی کا پھندہ ڈالتے ہیں اسی کی علامت کے طور پر ٹائی لگاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں مطلقاً ممنوع اور حرام ہیں اور ان میں سے بعض چیزیں کفر ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ ان کو سولی دی گئی تھی۔

عورتوں کی بے پردگی، مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول، کلبوں میں اجنبی مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا، گپ شپ کرنا، رقص و سرود میں حصہ لینا۔ ویڈیو اور سینما کی فلمیں بنانا، ان کو دیکھنا، موسیقی سننا خواہ بھارت کی موسیقی ہو، پاکستان کی ہو یا مغربی، لڑکیوں کا چست اور نیم عریاں لباس پہننا، ہیپیوں کی وضع قطع اختیار کرنا، ان تمام امور میں مغربی تہذیب کی مشابہت ہے، بعض امور میں ہندوؤں کے طریقے اور ان کی رسموں کا رواج ہے ان چیزوں میں تشبیہ مطلقاً ممنوع ہے اور ان کاموں میں خواہ مخواہ ہی تشبہ ہے خواہ تشبہ کی نیت ہو یا نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ تشبہ ان امور میں ممنوع ہے جو امور کفار کے عقائد

اور اعمال باطلہ کے ساتھ مخصوص ہوں یا جو امور کتاب وسنت کی تصریحات کے خلاف ہوں اور جو امور ہمارے اور کفار کے درمیان مشترک ہوں یا جو امور نافعہ ہوں ان اگر کفار کے ساتھ تشبہ واقع ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ احادیث میں اس قسم کے امور کو اختیار کرنے کی بہ کثرت مثالیں ہیں، دیکھیے دفاعی جنگ میں شہر کے گرد خندق کھودنا کفار عجم کا طریقہ تھا، لیکن جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احزاب کے وقت مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا تو نبی کریم ﷺ نے اس مشورہ کو قبول کر لیا، امام ابن سعد روایت کرتے ہیں

جب رسول اللہ ﷺ کو کفار کے مکہ سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپ نے مسلمانوں کو دشمن کی خبر دی اور ان سے جنگ کے متعلق مشورہ کیا، حضرت سلمان فارسی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور مسلمانوں کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔

(طبقات ابن سعد صفحہ نمبر ۶۶ جلد ۲ طبع بیروت ۱۳۸۸ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ جب ہم فارس میں تھے اور ہمارا محاصرہ کیا جاتا تھا تو ہم اپنے گرد خندق کھود لیتے تھے، جب نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دینے کیلئے آپ نے خود خندق کھودی۔ (فتح الباری صفحہ نمبر ۳۹۳ جلد ۷ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ)

خندق کھودنا کفار کا طریقہ تھا، لیکن اس کے فائدہ مند ہونے کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اس کو اختیار کر لیا۔ اس طرح خط کے اوپر مہر لگانا بھی کفار کا طریقہ تھا لیکن اس کی افادیت کی بنا پر نبی اکرم ﷺ نے مہر بنوائی۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عجمیوں کی ایک جماعت کو خط لکھنے کا ارادہ کیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ بغیر مہر کے کسی خط کو قبول نہیں کرتے، تو نبی اکرم ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔ (بخاری)

لباس میں مشابہت کی وجہ سے ظاہری اور دنیاوی حکم لاگو ہوگا

لباس کی جو وضع یا فاسق قوم کا شعار ہو یا وہ وضع ان کی کسی بدعقیدگی پر مبنی ہو، اس لباس کو پہننا اس قوم کے ساتھ تشبہ ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے اور بظاہر جو لباس جس گروہ کی علامت ہو، اس لباس کے پہننے والے کا ظاہری طور پر اس گروہ میں شمار ہوگا۔ مثلاً عمامہ، جبہ اور شلوار پہننا یا ٹوپی، شیروانی اور شلوار اور قمیض پہننا علماء کا لباس ہے، اس لباس کے پہننے والے کا علماء میں شمار ہوگا خواہ وہ عالم ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر جبہ و دستار میں ملبوس ہو تو لوگ اس کو عالم سمجھیں گے۔ اس طرح مخصوص قسم کی وردی فوجی لباس ہے۔ اگر ایک فوجی بھی اس لباس کو پہن لے تو لوگ اس کو فوجی سمجھیں گے۔ یہ صرف ظاہری اور دنیاوی حکم ہے اس کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی لوگ قیامت کو ان کے ساتھ ہوں گے (کہ اس نے دنیا میں ہندوؤں جیسا لباس پہنا تھا)

مشابہت کی وجہ سے اخروی حکم اس وقت لاگو ہوگا جب کوئی شخص کفار کے باطل عقائد کو اختیار کرے، تو پھر وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر کسی قوم کی بدعات سیئہ کو اختیار کرے گا جیسے سیاہ علم اور سینہ کوبی وغیرہ تو گمراہ ہوگا اور اگر کسی قوم کے ناجائز افعال یا بدعقیدگی پر مبنی اعمال میں مشابہت کو اختیار کرے گا۔ تو حرام کا مرتکب ہوگا۔

(شرح صحیح مسلم ۳۳۰ تا ۳۳۸ جلد ۶ طبع لاہور (تلخیص))

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

کہ شیخ ابن تیمیہ نے کہا کہ اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کفار کی مشابہت کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے "وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ" (مائدہ) "تم میں سے جس شخص نے یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھی اس کا انہی سے شمار ہوگا"۔ لیکن اس حدیث کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ کفار کی مشابہت حرام ہو۔ حضرت ابن عمر کا ارشاد ہے جس شخص نے کفار کی سرزمین میں گھر بنایا اور ان کی نیروز اور مہرجان (یعنی ان کے تہواروں) کو منایا اور مرتے دم تک ان کے مشابہ رہا تو اس کا قیامت کے دن انہی کے ساتھ حشر ہوگا، یعنی کفار سے بالکلیہ مشابہ ہونا کفر ہے اور

بعض امور میں مشابہ ہونا حرام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ کفر میں ان کی مشابہت اختیار کرنا کفر ہے اور معصیت میں ان کی مشابہت کرنا معصیت ہے اور ان کے شعار میں ان کی مشابہت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر جلد ۶ طبع بیروت ۱۳۹۱ھ)

مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کفار سے ہر مشابہت منع نہیں بلکہ بری باتوں میں مشابہت منع ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ وہ کام ایسا ہو کہ کفار کی دینی یا قومی علامت بن چکا ہو، جس کو دیکھ کر لوگ اس کو کافر قوم کا آدمی سمجھیں، جیسے کہ چوٹی، زنار وغیرہ ورنہ ہم بھی آب زمزم مکہ معظمہ سے لاتے ہیں۔ ہندو بھی گنگا سے گنگا جل لاتے ہیں، ہم منہ سے کھاتے ہیں اور پاؤں سے چلتے ہیں، کفار بھی، حضور ﷺ نے عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا تھا۔ حالانکہ اس میں مشابہت یہود تھی، پھر فرمایا کہ اچھا ہم دو روزے رکھیں گے، کچھ فرق کر دیا، مگر اس کو بند نہ کیا۔

(جاء الحق صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد اول طبع لاہور)

لہٰذا محفل میلاد النبی ﷺ کو عیسائیوں کے کرسمس ڈے پر قیاس کرنا اور اس کو ناجائز و ممنوع قرار دینا انتہائی ظلم عظیم ہے جبکہ کرسمس ڈے میں اسلامی احکام کی رو سے حرام افعال مثلاً گانے بجانے، شراب نوشی اور بے پردگی کا اہتمام ہوتا ہے۔ اور محفل میلاد النبی ﷺ میں قرآن کریم تلاوت کی تلاوت، نعت خوانی، میلاد و سیرت النبی ﷺ کا بیان اور کثرت سے درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ آخر میں حاضرین کو حتی المقدور کھانا کھلایا جاتا ہے یا تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔

ایک مثال

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو اللہ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ (بخاری (مترجم) صفحہ نمبر ۶۷۶ جلد ۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

لہٰذا جو علماء خوارج کی مشابہت اختیار کرتے ہیں وہ ضرور بالضرور قیامت کو (خوارج) کے ساتھ ہوں گے۔

اس طویل گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم، امام الانبیاء حضور ﷺ کی محبت اور تعظیم کیلئے یوم ولادت کے موقع پر محافل کا انتظام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بیکراں نعمتوں کا ان پر نزول ہوتا ہے جیسا کہ ہم اوراق گزشتہ میں اس سلسلہ میں محدثین کے اقوال و مشاہدات نقل کر چکے ہیں۔

امام الوہابیہ ابن تیمیہ لکھتا ہے۔

عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا دن مناتے ہیں اسی طرح ان کو دیکھ دیکھ یا حضور ﷺ کی محبت و تعظیم کے باعث بعض لوگ ولادت باسعادت کا دن مناتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اس پیار و محبت اور اجتہاد و کوشش پر جزا دینے والا ہے۔

(اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ نمبر ۲۹۴)

دوسرے مقام پر لکھتا ہے۔

چنانچہ اس دن کو اہتمام سے منانا اور اس کی تعظیم کرنا، حسن نیت اور حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے اجر عظیم کا باعث ہو سکتا ہے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ نمبر ۲۹۷)

جواب دیجئے

اہلحدیث کانفرنس، آغاز ۱۹۱۲ء۔ کل مدت: ۹۲ سال۔ جائز

امرتسر میں جلوس نکالنا: آغاز ۱۹۲۷ء (مولوی محمد داؤد غزنوی وغیرہم)۔ جائز

اجتماع مرید کے تقریباً ۱۷ سال سے شروع ہوا۔ جائز

شہدائے اہلحدیث کانفرنس۔ مولوی احسان الٰہی ظہیر کے انتقال کے بعد سے اس کا آغاز ہوا۔ جائز

محافل میلاد النبی ﷺ کا آغاز آج سے تقریباً ۱۰۰۰ برس پہلے ہوا۔ ناجائز

لاہور میں میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا آغاز ۱۹۳۳ء میں ہوا۔ ناجائز

سوال نمبر ۱: امیر حمزہ بتائیں کہ شریعت مطہرہ کے وہ کون سے اصول اور قواعد و ضوابط ہیں جن کی وجہ سے سالانہ اجتماع مرید کے، اہلحدیث کانفرنس اور شہدائے اہلحدیث کانفرنس تو جائز ہوں اور محافل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد اور جلوس نکالنے کو ناجائز و بدعت مذمومہ قرار دیا جائے؟

سوال نمبر ۲: کچھ عرصہ سے شہر "مرید کے" میں جو غیر مقلدین کا سالانہ اجتماع ہو رہا ہے، کیا نبی کریم ﷺ، خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور تابعین نے ایسا سالانہ اجتماع (حج کے علاوہ) کیا، مقام اور تاریخ بتائیں، جواب حدیث صحیح مرفوع سے دیں؟

سوال نمبر ۳: جنگ بدر میں ۶ مہاجرین اور ۸ انصاری صحابہ کرام شہید ہوئے۔

جنگ احد میں ۴ مہاجرین اور ۶۶ انصاری صحابہ کرام شہید ہوئے۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ طبع کراچی ۱۹۷۹ء)

کیا نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین نے مذکورہ بالا شہداء کی یاد میں کوئی شہدائے کانفرنس منعقد کی۔ اگر نہیں! تو بقول علمائے نجد کے، وہی کام بدعت ہے جو ان نفوس قدسیہ نے اپنے ادوار میں انجام نہ دیا ہو۔ تو آپ بدعتی ہوئے یا نہیں؟ جواب دیں، اگر شہداء کانفرنس کا انعقاد ہوا ہے تو کسی معتبر مستند کتاب کا حوالہ پیش کریں۔

سوال نمبر ۴: یہی سوال اہلحدیث کانفرنس کے انعقاد کے متعلق ہے کہ اس کا وجود
قرون ثلاثہ سے
ثابت کریں؟

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے۔

بدعت کی نسبت ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جو مذہب میں نئی بات قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہوئی ہو وہ مطلقاً مذموم ہے، ہم بدعت کو حسن و قبیح یا پانچ قسم میں تقسیم نہیں کرتے، ہاں اس میں جمع کی صورت یہ ہے کہ کہیں حسنہ وہ ہے جس پر سلف صالحین کا عمل تھا۔ اور اس میں سنت، واجب و مندوب اور مباح سب کو شامل کریں تو اس صورت میں بھی اس کو محض مجازاً بدعت کہا جائے گا۔ اس کے سوا جو کچھ ہوگا وہ بدعت قبیح میں داخل سمجھا جائے

گا۔ (تحفہ اہلحدیث صفحہ نمبر ۲ طبع امرتسر ۱۹۲۷ء)

الحمد للہ ۔۔ اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ سلف الصالحین سے ثابت ہے۔

مگر ۔۔۔۔ اہلحدیث کانفرنس اور شہدائے اہلحدیث کانفرنس کا عقیدہ سلف الصالحین سے ثابت نہیں۔ (ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین) (القرآن)

نے چند سلف الصالحین کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

(۱) محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۹۷ھ)۔ (۲) ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ)۔ (۳) امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۰۲ھ)۔ (۴) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ)۔ (۵) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ)۔ (۶) امام حافظ ابوالخیر شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۳۳ھ)۔ (۷) علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۴ھ)۔ (۸) علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۴۲ھ)۔ (۹) علامہ شہاب الدین صاحب مواہب رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۲۳ھ)۔ (۱۰) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ)۔ (۱۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ)

باب ہشتم

کلمہ طیبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی تشریح

کلمہ طیبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے دو جز ہیں۔

(۱) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا ذکر ہے۔

(۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس میں حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا بیان ہے۔

لفظ اللہ اور الٰہ کی تشریح، معنی و مفہوم

"اللہ" بعض کا قول ہے کہ "اللہ" کا لفظ اصل میں اِلٰہ ہے۔ ہمزہ تخفیفاً حذف کر دیا گیا ہے۔

اور اس پر الف لام (تعریف) لا کر باری تعالیٰ کیلئے مخصوص کر دیا گیا ہے اسی تخصیص کی بنا پر فرمایا

"هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا"۔ ﴿پ ۱۶ سورہ مریم: ۶۵﴾

ترجمہ: "کیا تمہیں اس کے کسی ہم نام کا علم ہے"۔

اِلٰہ کا لفظ عام ہے اور ہر معبود پر بولا جاتا ہے (خواہ وہ معبود برحق ہو یا معبود باطل) اور وہ (یعنی مشرک و کافر وغیرہ) سورج کو الالٰہۃ کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ انہوں نے اس کو معبود بنا رکھا تھا۔

اِلٰہ کے اشتقاق میں مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا ہے کہ یہ اَلَہَ (ف) یَاْلَہُ اِلَاہَۃً و تَاَلُّہٗ سے مشتق ہے جس کے معنی پرستش کرنا کے ہیں اس بنا پر اِلٰہ کے معنی ہوں گے معبود اور بعض نے کہا ہے کہ یہ اِلٰہ بمعنی تحیر سے مشتق ہے۔ اور باری تعالیٰ کی ذات و صفات کے ادراک سے چونکہ عقول متحیر اور درماندہ ہیں اس کیلئے اسے "اللہ" کہا جاتا ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کل دون صفاته تحبير الصفات و ضل هناك تصاريف اللغات"۔

اے بروں از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من

اس لئے کہ انسان جس قدر صفات الٰہیہ میں غور و فکر کرتا ہے اس کی حیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی بناء پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا "تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی اللہ"۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور و فکر کرو اور اس کی ذات کے متعلق سوچا کرو۔

بعض نے کہا کہ اللہ اصل میں ولاہ ہے۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل کر الاہ بنا لیا ہے اور ولہ کے معنی عشق و محبت میں وارفتہ اور بے خود ہونے کے ہیں اور ذات باری تعالیٰ سے بھی چونکہ تمام مخلوق کو والہانہ محبت ہے اس لئے اسے اللہ کہا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض چیزوں کی محبت تسخیری ہے جیسے جمادات اور حیوانات اور بعض کی تسخیری اور ارادی دونوں طرح کی ہے، جیسے بعض انسان، اسی لئے بعض حکماء نے کہا ہے کہ ذات باری تعالیٰ ہر شیء کو محبوب ہے، اور آیت کریمہ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۴۴) "مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں ہے مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے"۔ بھی اسی معنی پر دلالت کرتی ہے۔

بعض نے کہا کہ یہ اصل میں لَاہَ یَلُوہُ لِیَاہاً سے ہے جس کے معنی پردہ میں چھپ جانے کے ہیں اور ذات باری تعالیٰ بھی نگاہوں سے مستور اور محجوب ہے۔ اس لئے اس کو اللہ کہا جاتا ہے۔ اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (سورۃ الانعام ۱۰۳) وہ ایسا ہے کہ نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ نیز آیت کریمہ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (سورۃ حدید: ۳) میں الباطن کہہ کر بھی اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

إِلَٰهٌ یعنی معبود درحقیقت ایک ہی ہے۔ اس لئے ہونا یہ چاہیے تھا کہ اس کی جمع نہ لائی جائے، لیکن اہل عرب نے اپنے اعتقاد کے مطابق بہت سی چیزوں کو معبود بنا رکھا تھا اس لئے آلِهَةٌ صیغہ جمع استعمال کرتے تھے۔ قرآن میں ہے أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن

دُونِنَا (سورۃ الانبیاء ۴۳) کیا ہمارے سوا ان کے اور معبود ہیں کہ ان کو مصائب سے بچا سکیں۔ (مفردات القرآن از علامہ اصفہانی (م ۵۰۲ھ) طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

اللہ اسم علم ہے اور ذات سبحان کیلئے خاص الخاص ہے۔ علامہ راغب کا قول ہے کہ یہ اسم کسی سے مشتق نہیں، قوی مذہب یہی ہے، بعض نے اسے مشتق بتایا ہے۔ مگر اختلاف ہے کہ کس مصدر سے مشتق ہے۔ تفسیر کبیر (میں علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ) نے چند اقوال نقل کئے ہیں۔

اول: اَلِهْتُ اِلٰی فُلَانٍ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی سَکَنْتُ اِلٰی فُلَانٍ ہیں۔
یعنی اللہ وہ ہے جس کے نام سے تسکین ہوتی ہے۔
اللہ وہ ہے جو آرام دل عارفین ہے۔
اللہ وہ ہے جو تسکین قلب مضطرین ہے۔
اللہ وہ ہے کہ "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" سے اس کی شان واضح ہوتی ہے۔

دوم: اللہ وَلَہٌ سے مشتق ہے جس کے معنی وارفتگی کے ہیں یعنی
اللہ وہ ہے کہ قلب اس کا والہ و شیدا ہے۔
اللہ وہ ہے کہ ارواح پاک اس کی شیفتہ و فریفتہ ہیں۔
اللہ وہ ہے کہ ادراک مخلوقات حیرت و درماندگی پر منتج ہوتا ہے۔ عرفان الٰہی شناخت میں اپنے نقصان کا اقرار ہی ہوتا ہے اور یہی معرفت نقصان اسے بلند ترین علم و عرفان تک پہنچاتا ہے۔

سوم: اللہ لاہ سے مشتق ہے جس کے معنی بلند شان ہیں۔ یعنی
اللہ وہ ہے جو موجودات مادہ سے برتر و اعلیٰ ہے۔
اللہ وہ ہے جو زمان و مکان کے احاطے سے ارفع و بلند ہے۔
اللہ وہ ہے جو ذوی العقول کے وہم و گمان، فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔
چہارم: لاہ یلوہ لاہیاً سے مشتق ہے جس کے معنی احتجاب ہیں۔ یعنی

اللہ وہ ہے جس کی ذات عقول سے محجوب ہے۔

اللہ وہ ہے جس کے نور کا انکشاف ارواح نور کیلئے سر کبریٰ ہے۔

اللہ وہ ہے جس کا کمال ہی ناقصین کیلئے حجاب ہے۔

پنجم: الہ الفصیل سے بنا ہے جس کے معنی بچہ کا اپنی ماں کی طرف احتیاج مند ہونا۔

اللہ وہ ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں۔

اللہ وہ ہے کہ آفات و مصائب میں اسی کی جانب بازگشت کی جاتی ہے۔

اللہ وہ ہے کہ تضرع ہی کے ذریعہ سے ہماری رسائی اس کے آستان تک ہو سکتی ہے۔

ششم: اَلِهَ اِلٰهٌ (سمع) سے بنا ہے، محاورہ ہے اَلِهَ عَلٰی فُلَانٍ اس سے ڈر کر اس کی پناہ ڈھونڈی یعنی

اللہ وہ ہے جو خوف و ہراس کے وقت بندوں کی پناہ ہے۔

اللہ وہ ہے جو تمام عالم کا تکیہ گاہ ہے۔

اللہ وہ ہے جس کی حفاظت میں تمام مخلوق، بے اپنے اعداء کی دستبرد سے محفوظ ہے۔

(شرح اسماء حسنیٰ از قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ نمبر ۳۵، ۳۶ طبع لاہور)

اِلٰـہٌ: اللہ کا اسم جو ست اللہ ہے، لیکن الہ بھی اس کا ذاتی نام ہے۔ بعض نے لفظ اللہ پر بحث کرتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اس پر الف و لام تعریف داخل شدہ ہے مگر اب کثرت استعمال سے وہ خود نفس کلمہ بن گیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ "الٰہ" ہمارے مالک کا ذاتی اسم ہے۔

کلمہ طیبہ میں اور دیگر کثیر مقامات پر اس اسم کا استعمال بحالت نفی ہوا ہے، غور کریں،

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ: اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ نہ ٹھہراؤ۔ لیکن بحالت اثبات بھی اس اسم پاک کا استعمال قرآن مجید میں بکثرت ہوا ہے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (بقرہ) تمہارا تو وہی ایک الہ ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ (زخرف) وہی ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں الہ ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ: الٰہ تو ہے تیرے سوا اور کوئی الٰہ نہیں۔

نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ (بقرہ) تیرے الہ کی اور تیرے آباؤ اجداد کے الہ کی عبادت کیا کریں گے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ صفحہ نمبر ۱۷۵، ۱۷۶ طبع لاہور)

حرف لا: یہ کبھی عدم محض کیلئے آتا ہے، جیسے زید لا عالم یعنی زید جاہل ہے۔ اور کبھی نفی کیلئے ہوتا ہے۔ الخ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۹۳۲ طبع لاہور ۱۹۷۰ء)

تو کلمہ طیبہ کے پہلے جز کے درج ذیل معنی ہوئے۔

"نہیں کوئی معبود (برحق) سوائے اللہ کے"۔

کلمہ طیب کا دوسرا جز: "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

مُحَمَّدٌ: یہ مفعل کے وزن پر (بحالت مفعول) مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی بہت ہی تعریف کیا گیا یا سب سے زیادہ تعریف کیا گیا

پس حمد کے مفعول کے لحاظ سے دیکھیں تو محمود عام سب سے زیادہ تعریف کئے گئے ہیں اور اس کو تفضیل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ سب سے بڑھ کر خدا کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں علاوہ بریں لواء الحمد بھی قیامت کے روز آپ کے دست مبارک میں ہوگا اور سارے انسان و ملائک آپ کے منصب جلیلہ و مقام رفیعہ سے مطلع ہو کر آپ کی بے انتہا تعریف کریں گے۔ آپ اس مقام پر صفت حمد کے ساتھ مشہور ہوں گے، اور مقام محمود پر کھڑے ہو جائیں گے، جس کا آپ سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اس وقت سب اولین و آخرین آپ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہو جائیں گے۔

کتاب الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) صفحہ نمبر ۳۳۹ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء

رسول: رسول کے بہت سے معنی ہیں۔

۱۔ کبھی رسول کا لفظ پیغام پر بولا جاتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا:

"الا ابلغ ابا حفص رسولا"۔

ترجمہ: "ابو حفص (فاروق) کو میرا پیغام پہنچا دو"۔

۲۔ اور کبھی اس شخص پر جسے پیغام دے کر بھیجا گیا ہو اور واحد جمع دونوں

ہے۔

جیسے "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ"۔ (سورۃ التوبہ ۱۲۸)

ترجمہ: "لوگو تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آئے"۔ اور فرمایا

"إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ"۔ (سورۃ الشعراء ۱۶)

ترجمہ: "ہم تمام جہان کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں"۔

اور رسول کی جمع رسل آتی ہے اور قرآن پاک میں رسول "رسل اللہ" سے مراد فرشتے ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا: إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿پ ۳۰ سورۃ التکویر ۱۹﴾

یہ قرآن مجید بے شک معزز فرشتے (یعنی جبرئیل) کا پہنچایا ہوا پیغام ہے۔

اور کبھی اس سے مراد انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں جیسے فرمایا:

"وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ"۔ ﴿آل عمران ۱۴۴﴾

ترجمہ: "اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بڑھ کر اور کیا کہ ایک رسول ہیں"۔

"يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ"۔ ﴿سورۃ المائدۃ ۶۷﴾

ترجمہ: "اے پیغمبر جو احکام تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئے ہیں ان لوگوں تک پہنچا دو"۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۳۹۶ مطبع لاہور ۱۹۷۰ء)

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رسول کا معنی مرسل یعنی بھیجا ہوا ہے یہ لغت میں فعول کے وزن پر آتا ہے۔ اور مفعول کے وزن پر شاذ و نادر ہی استعمال ہوتا ہے۔ رسالت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جن لوگوں کی طرف بھیجا ہے ان تک اس کے احکام پہنچا دے۔

یہ تتابع سے مشتق ہے۔ جس کا مطلب پے در پے اور لگاتار ہے۔ اسی لئے جب

[illegible] ارسلو کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک دوسرے کا تابع ہوا بلکہ ایک کے بعد [illegible]۔ لہٰذا رسول پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ امت کو بار بار تبلیغ کرے اور امت کیلئے [illegible] ہے کہ اس کا اتباع کرے۔

[illegible] علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ نبی اور رسول کا معنی ایک ہے یا مختلف۔ بعض [illegible] کا قول ہے کہ دونوں ایک ہی چیز ہیں ان کے نزدیک ان کی اصل النبا معنی [illegible]۔ وہ بزرگ اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں۔

"وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ"۔ (سورۃ الحج آیت نمبر ۵۲)

ترجمہ: "اور ہم نے تم سے پہلے جتنے نبی اور رسول بھیجے"۔

پس رسول کے ساتھ ہی ثابت ہو گیا۔ اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ ہر نبی رسول نہیں اور ہر رسول نبی ہوتا ہے۔ رسول کے فرائض رسالت کی ادائیگی کے باعث جو لوگوں کو [illegible] اور مطلع کرنے سے تعلق رکھتے ہیں ان دونوں (نبی، رسول) کے معنی میں کچھ [illegible] واقع ہو جاتا ہے۔ کہ نبی اور رسول ایک ہی چیز ہوتے تو بلیغ کلام میں ایک ہی چیز [illegible] تکرار مستحسن شمار نہیں کی جاتی پس اس خیال کو پیش نظر رکھنے والے حضرات فرماتے [illegible] مذکورہ آیت کا معنی یہ ہے کہ نہیں بھیجا امت کی طرف کوئی رسول یا نبی ایسا جو کسی کی [illegible] ہم نے بھیجا نہ ہو۔

بعض علماء کرام کی رائے ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے اور جو [illegible] شدہ سے وہ نبی ہوتا ہے رسول نہیں ہوتا۔ گرچہ اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں تک [illegible] اور عذاب الٰہی سے ڈرانے کا کام کرے گا۔

سب سے صحیح نظریہ جس پر امت کا جم غفیر ہے یہ ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن [illegible] رسول نہیں ہوتا اور سب سے پہلے رسول ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری رسول سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی قدر ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ) کی حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم و بیش) ہے اور ارشاد فرمایا کہ ان میں تین سو تیرہ

(۳۱۳) رسول ہیں، اور ان میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

(کتاب الشفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) صفحہ نمبر ۳۸۸ تا ۳۹۱ جلد اول طبع ...)

رسول اللہ ﷺ کی رسالت، رسالت عامہ ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا"

(سورۃ الاعراف آیت)

ترجمہ: "کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف ہوں"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً"۔

ترجمہ: "اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جاتا تھا لیکن مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے"۔

(بخاری صفحہ نمبر ۴۲ جلد اول ☆ مسلم صفحہ نمبر ۱۹۹ جلد اول)

(السنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ نمبر ۲۱۲ جلد اول ☆ مسند احمد صفحہ نمبر ۳۰۳ جلد ۳)

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل صفحہ نمبر ۱۱۶ جلد ۳ (عربی اردو) طبع لاہور)

عقائد متعلقہ نبوت

۱۔ نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ بھی رسول ہیں۔

۲۔ انبیاء سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔

۳۔ نبی ہونے کیلئے اس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی صورت میں ...

(بہار شریعت از مولانا امجد علی حنفی صفحہ نمبر ۸ طبع لاہور)

کلمہ طیبہ کے دوسرے جز کے یہ معنی ہوئے:

محمد (ﷺ) اللہ (تعالیٰ) کے رسول ہیں۔

اس نے درج ذیل عنوانات کے تحت جو قرآنی آیات پیش کی گئی ہیں۔ وہ جھوٹے ... کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ ان کو اہلسنت مسلمانوں پر چسپاں کرنا خارجیت ...

۱۔ مشرکوں نے پیغمبر اور اس کی ماں کو (الٰہ) بنا ڈالا۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۵۴)

۲۔ قوم نوح نے اولیاء کرام کو "الٰہ" (معبود) کا مرتبہ دیا۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۵۵)

۳۔ قوم ابراہیم نے اصنام پتھر کی تصویروں کو بنا "الٰہ" بنا لیا۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ...)

اہلسنت کو مشرک کہنے والے خود مشرک و بدعتی ہیں اور حقیقت شرک سے ناواقف ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے:

۱۔ صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے۔ اس کا کوئی شریک نہ ذات میں نہ صفات میں، اور تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پرتو ہیں۔

۲۔ وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت بالفعل، خود تدبیر کائنات کل وجود کی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

۳۔ کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے پیشتر ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں (الآن کما کان)

۴۔ شفاء مریض، عطاء رزق، ازالۂ تکالیف و مصائب بطور استقلال و خلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

حقیقت شرک اور مخالفین کے اعتراضات کا جوابات

شرک و کفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے اعتبارات سے یہ ہے کہ بندگان حق تعالیٰ کی ان قابل عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشف، بلاء، شدت، استجابت دعا، تاثیر، تسخیر وغیرہ) صفات جناب

باری (تحکم، تحکم، تحکم) کے برابر خیال کیا جائے۔ (نعوذ باللہ) اور بنابریں یہ عجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کیے جائیں کہ معاذ اللہ وہ معبود ہیں۔

شریعت حقہ شرک کو رفع کرتی ہے اور صفات عبدیت و صفات ربوبیت میں مابہ الامتیاز ظاہر فرمانا بعثت رسل کا اہم بالشان مقصد ہے۔

خواص عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ان حقیقت واقعہ کا اظہار ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہو۔

محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص بشر کیلئے ثابت کی گئی اس کو یہ منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اس میں در حقیقت عنایات الٰہیہ کا ظہور ماننا ایمان و توحید ہے۔

ایسے ہی خوارق و کرامات اولیاء و اشراق باطنی سے ان کو مغیبات پر بدون ذریعہ عطا الٰہی اس طرح تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوائے روحانی و ناسوتی جو انبیاء اور اولیاء کو عطا ہوتی ہیں ان امور کا تعلیم الٰہی و عطاء اللہ تعالیٰ مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

صفات عبودیت کو صفات ربوبیت سے شریک کرنے والا مشرک ہے اور ان کا اعلیٰ منکر گمراہ و مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق پر نگاہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔

(عقائد اہلسنت و جماعت صفحہ نمبر ۱۲، ۱۵ از مولانا حشمت علی علیہ الرحمۃ طبع کانپور)

حضور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ مشرکین اپنے تلبیہ حج میں کہا کرتے تھے۔

"لا شریک لک لبیک لا شریکا تملکہ و ما ملک"۔ "یعنی اے اللہ! تیرا کوئی شریک نہیں لیکن وہ شریک جس کا تو مالک ہے، وہ تیرا مالک نہیں"۔

یہ کلام اس دعویٰ کی واضح دلیل ہے کہ مشرک ہونے کیلئے غیر اللہ کو متصرف بالاستقلال ماننا ضروری نہیں، بلکہ محض تملیک اور عطائے کمالات کا اعتقاد بھی مشرک بنا دیتا ہے۔ نیز یہ کہ مشرکین مکہ اپنے بتوں کے حق میں تصرف بالاستقلال کے قائل نہ تھے

کیونکہ استقلال ذاتی اور مملوکیت میں منافات ہے۔

جواباً عرض ہے کہ مخالفین کا یہ استدلال بھی عجیب مضحکہ خیز ہے کہ وہ شرک یعنی بابت توحید میں مشرکین کے کلام سے دلیل لاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ مشرکین کا شرک قدرت و تصرف ہی میں منحصر نہ تھا بلکہ وہ استحقاق عبادت میں بھی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ان کا مقولہ مذکور ہے۔

"ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی"

یہ آیت اس مفہوم میں بالکل صریح ہے کہ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے خواہ ان کی عبادت کا مقصد کچھ ہو مگر ان کا اپنے بتوں کی عبادت کرنا بہرحال ثابت ہے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ استحقاق عبادت میں غیر اللہ کو شریک مان کر "الا شریکا" بولا کرتے تھے اور ان کا مشرک ہونا عطا وصف کے اعتقاد کی وجہ سے نہیں، بلکہ غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھنے کی بناء پر تھا۔ لہٰذا محض تملیک اور عطائے کمالات کے عقیدے سے مشرک ہونے کا دعویٰ کلام مشرکین سے بھی ثابت نہ ہوا

مخالفین کے استدلال کا دوسرا پہلو بھی انتہائی لغو ہے کیونکہ مشرکین سے اپنے معبودوں کے حق میں تصرف بالاستقلال کی نفی مملوکیت اور تصرف بالاستقلال میں منافات پر مبنی ہے۔ حالانکہ مشرکین کے جاہلانہ نظریے کے مطابق ان دونوں کے درمیان کوئی منافات نہیں۔ اس لئے کہ جب ان کے نزدیک ایک مملوک معبود ہو سکتا ہے۔ تو متصرف بالاستقلال کیوں نہیں ہو سکتا؟

اگر اس منافات کی وجہ سے مشرکین کے اعتقاد استقلال بالتصرف کی نفی کر دی جائے تو ان سے بتوں کی عبادت کی بھی نفی کرنی پڑے گی کیونکہ جس طرح مملوکیت اور تصرف بالاستقلال میں منافات ہے بالکل اسی طرح مملوکیت اور معبودیت میں بھی منافات ہے پس اگر اعتقاد مملوکیت کے ساتھ مشرکین کے ناپاک دلوں میں معبودیت کا عقیدہ جمع ہو سکتا ہے تو مملوکیت کے عقیدہ کے ساتھ تصرف بالاستقلال کا اعتقاد بھی پایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ پہلو بھی ہباءً منثوراً ہو گیا اور مشرکین مکہ کے قول سے استدلال کرکے ہمارے مخالفین نے جو

استعانت بالمشرکین تھی اس سے بھی مقصد برآری نہ ہوئی۔ وللہ الحمد۔

بیان شرک کے مسئلہ میں ہمارے مخالفین کی کجروی قابل ملاحظہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء عظام کیلئے عطائی علوم غیبیہ ماننے کو بھی شرک قرار دے دیا۔ اسی طرح نفع وضرر کے اختیارات عطائے الٰہی سے کسی مخلوق کیلئے تسلیم کرنے کو بھی شرک صریح لکھ دیا اور بزرگان دین سے غائبانہ طور پر مافوق الاسباب امور میں عطاء الٰہی کا اعتقاد رکھتے ہوئے مدد طلب کرنے کو بھی شرک خالص بنادیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کے علم غیب عطائی کو علم الٰہی کے مساوی نہ مانتا ہو وہ بھی مخالفین کے نزدیک کافر و مشرک ہے۔

اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ انبیاء واولیاء علیہم السلام زمین وآسمان کے غیب یا ہمارے اعمال وافعال کا علم ہر وقت تو نہیں رکھتے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہوئی ہے کہ جس وقت جس چیز کو چاہیں جان لیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو طاقت دی ہوئی ہے کہ جب چاہیں آنکھیں کھول کر دیکھ لیں، جب چاہیں بند کر لیں تو مخالفین کے نزدیک یہ بھی کفر و شرک ہے اس سے بڑھ کر مخالفین نے اپنی کتابوں میں صاف لکھ دیا کہ اگر انبیاء کرام واولیاء عظام کیلئے کوئی شخص عطائی علم وقدرت بھی نہ مانتا ہو بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف شفاعت کرنے والا یعنی سفارشی سمجھتا ہو وہ بھی قطعاً کافر و مشرک ہے۔

اس بیان کے تمام اجزاء مذکورہ بالا کی دلیلیں مخالفین نے اپنی کتابوں میں حسب ذیل تفصیل کے ساتھ تحریر کی ہیں۔

۱۔ چونکہ مشرکین مکہ اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کا مملوک اور متصرف بالعرض مانتے تھے لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی نبی وولی کو متصرف بالعرض بتملیک اللہ ماننا بھی شرک ہے۔

۲۔ چونکہ مشرکین عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ ہمارے معبود علم وقدرت میں اللہ تعالیٰ کے مساوی نہیں لہٰذا ان کا یہ اعتقاد اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ اگر کوئی شخص انبیاء واولیاء کو علم وقدرت میں اللہ تعالیٰ کے مساوی نہ مانے تب بھی کافر و مشرک ہے۔

﴿جواہر القرآن صفحہ نمبر ۱۴۰﴾

۳۔ مشرکین مکہ اپنے معبودوں کو محض سفارشی سمجھ کر پکارتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کا قول مذکور ہے۔ "ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى" اسی طرح دوسری آیت میں ہے: "وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ"۔ (سورۂ یونس آیت نمبر ۱۸)

معلوم ہوا کسی نبی وولی کو عطائی علم وقدرت سے متصف مانے بغیر بھی انسان صرف اس وجہ سے مشرک ہو جاتا ہے کہ اس نے ان کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنا سفارشی قرار دیا۔ (جواہر القرآن صفحہ نمبر ۱۴۲)

۴۔ چونکہ یہود ونصاریٰ اور مشرکین عرب سب کا یہی خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ و مریم وعزیر وابراہیم واسماعیل علیہم السلام کو نفع ونقصان کے اختیارات دے دیئے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بزرگان دین کیلئے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات ماننا شرک ہے

(جواہر القرآن صفحہ نمبر ۱۴۲)

اس پر مزید ستم ظریفی ملاحظہ فرمایئے کہ بزرگان دین کیلئے عطائے الٰہی علم و تصرف ماننے پر کفر و شرک کا فتویٰ لگانے والوں سے جب سوال کیا گیا کہ اگر بزرگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے دینے سے بھی علم وتصرف کا اعتقاد رکھنا کفر و شرک ہے تو معتبر کتابوں میں بالاستقلال وغیرہ الفاظ کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

اس کے جواب میں مخالفین نے لکھا ہے کہ جن کتابوں میں بالاستقلال یا بالذات وغیرہ کی قیدیں آئی ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے پیروں فقیروں کو طاقت دے دی ہے کہ جس وقت جو چیز چاہیں جان لیں یا جس کو چاہیں نفع ونقصان پہنچادیں۔ انتہیٰ

دعویٰ سے پہلے تفصیل دلائل کی نوعیت قابل غور ہے کہ بحث کے ہر جزو کے ثبوت کا دارومدار مشرکین کے عقائد واعمال کو قرار دیا ہے۔ گویا مخالفین کے نزدیک رد شرک کی دلیل مشرکین کا قول وفعل ہے۔ سبحان اللہ! کیا عجیب استدلال ہے کہ چونکہ مشرکین اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کا مملوک کہتے اور انکو متصرف بالعرض مانتے تھے اس لئے غیر

اللہ کو متصرف بالعرض سمجھنا شرک ہے اور چونکہ مشرکین اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں کسی کو سفارشی سمجھنا شرک ہے۔

ان عقل کے دشمنوں سے کوئی اتنا نہیں پوچھتا کہ ارے بے وقوفو! مشرکین کا قول فعل بھی حجت شرعیہ ہو سکتا ہے؟ پھر یہ کہ توحید جو اصل دین ہے اسکے اثبات کیلئے اللہ تعالیٰ کا کوئی قول تمہیں ملا نہ اسکے رسول (ﷺ) کا، ایسے عظیم الشان دعویٰ پر دلیل لائے کہاں سے؟ مشرکین کے عقائد و اعمال سے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" تمہیں شرم نہیں آتی کہ ہم بزرگان دین کا کوئی کلام یا عمل و اعتقاد اپنے مسلک کی تائید میں پیش کرتے ہیں تو تم یہ کہہ کر رد کر دیتے ہو کہ بزرگوں کے اقوال و اعمال دلیل شرعی نہیں ہو سکتے۔ حجت شرعیہ صرف قرآن و حدیث ہے لیکن اپنی خود ساختہ توحید کے ثبوت میں مشرکین کے اقوال و افعال سے استدلال کر رہے ہیں۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

مخالفین نے اپنی مجبوری میں انتہا کر دی کہ بزرگان دین کے اقوال کو جو باب فضائل میں فی الجملہ قابل استدلال ہیں، رد کر دیا اور مشرکین کے عقائد و اعمال کو حجت شرعیہ قرار دے دیا

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

اس بحث میں بعض معاندین کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں کہ مشرکین عرب اپنے بتوں کی عبادت کرنے کی وجہ سے مشرک قرار پائے۔ لیکن عبادت کے معنی بھی تو یہی ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنا سفارشی سمجھے یا نفع و نقصان پہنچانے کے اختیارات اس کیلئے مانے۔ اگرچہ وہ اس کو متصرف فی الامور بالعرض بتملیک اللہ اعتقاد کرے اور اس کے علم و قدرت کو اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کے مساوی نہ مانے، لیکن جب وہ اسے مافوق الاسباب نفع و نقصان کا مختار جانتے ہوئے غائبانہ طور پر پکارتا اور اس سے اپنی حاجات طلب کرتا ہے تو اس کا یہی فعل غیر اللہ کی عبادت ہے اور اس سے مستقل و بالذات سمجھنے کا مفہوم بھی یہی ہے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ عبادت اور استقلال ذاتی کے یہ معنی قرآن و حدیث میں قطعاً وارد نہیں ہوئے نہ سلف صالحین سے منقول ہیں بلکہ مخالفین نے امت مسلمہ کو کافر و مشرک بنانے کیلئے قرآن و حدیث کی طرف سے آنکھیں بند کر کے اپنے دل سے گھڑ لئے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں اکثر و بیشتر ایسے الفاظ وارد ہوئے ہیں جن کے معنی اس قدر روشن اور ظاہر ہیں کہ ہر شخص انہیں جانتا اور سمجھتا ہے ان کے بیان کی کسی کو حاجت نہیں۔ اسی واسطے ان کی تفصیل قرآن و حدیث میں وارد نہیں ہوئی مثلاً حمد، شکر، تعظیم وغیرہ بکثرت الفاظ وارد ہیں، مگر ان کے معنی کی تفصیل کتاب و سنت میں کہیں مذکور نہیں۔ اسی طرح عبادت بھی ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی نہایت واضح اور روشن ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ عبادت کے معنی بندگی ہیں یعنی کسی کو حقیقی بے نیاز مان کر اس کے غیر کو اس کا حقیقی نیازمند سمجھنا۔ اسی لئے علمائے مفسرین نے عبادت کے معنی "غایۃ الخضوع والخشوع" کئے ہیں جن کو ہمارے مخالفین نے بھی تسلیم کیا ہے۔

مشرکین عرب اپنے بتوں کو قطعاً اور مطلقاً بے نیاز تصور کر کے اپنے آپ کو ہر طرح کلیتاً ان کا نیازمند سمجھتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ تذلل و خضوع کی غایت بھی یہی ہے۔ مختصر یہ کہ عبادت کے معنی صرف بندگی، غایت خشوع و خضوع ہیں اس کے سوا کچھ نہیں۔ ہمارے مخالفین نے عبادت کی تعبیر استعانت سے کر دی حالانکہ یہ دونوں الگ الگ معنی کیلئے موضوع ہیں اور ہر ایک کا مفہوم دوسرے سے مختلف اور جداگانہ ہے جیسا کہ آیہ کریمہ "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" سے واضح ہے۔ اور بعض مفسرین نے استعانت سے خاص استعانت علی العبادات مراد لے کر اس بات کو خوب واضح کر دیا کہ استعانت و عبادت باہم متغایر ہیں۔ البتہ اگر کسی استعانت میں غایت بندگی، خضوع و خشوع کا وصف بھی پایا جائے گا تو ہم اسے بھی محض اس لئے عبادت قرار دیں گے کہ اس میں غایت تذلل کی صفت پائی جاتی ہے۔

جن آیات قرآنیہ سے مخالفین کو دھوکا لگا ہے ان میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے

یہ ثابت ہوتا ہو کہ کسی کیلئے نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار ماننا یا حاجات میں امداد طلب کرنا عبادت ہے۔ بلکہ ان آیات میں اس امر کو بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین اپنے بتوں کو جو عبادت استعانت کے قائل تھے یا انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی ہے کہ عقل سلیم کے مطابق معبود وہی ہو سکتا ہے جو فی الواقع ہر قسم کی امداد کرنے والا اور تمام حاجات پوری کرنے والا ہو نیز مستقل بالذات، مختار ہونا اس کی صفت ہو۔

اس مقام پر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہم بھی ہر استعانت کو عبادت نہیں کہتے بلکہ اسی استعانت کو عبادت قرار دیتے ہیں جس میں غایت تذلل پایا جائے مگر ایسی استعانت ہمارے نزدیک وہی ہے جو ما فوق الاسباب امور میں غائبانہ ندا کے ساتھ کی جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ غایت تذلل اور عبادت کا تعلق نہ مافوق الاسباب امور سے ہے نہ غائبانہ ندا سے، اس کا تعلق تو محض اعتقاد سے ہے یعنی انسان اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلت اور پستی کے اس آخری درجہ میں سمجھے جس کے بعد عاجزی اور ذلت کا کوئی درجہ نہ ہو تو وہ انسان اس کا عابد قرار پائے گا جس کے سامنے اس نے اپنے آپ کو ذلت، عاجزی کے آخری درجہ میں سمجھا ہے۔

اس قسم کی عاجزی کرنے والا عابد ہے اور جس کیلئے یہ عاجزی کی گئی ہے وہ معبود ہے اور ایسی عاجزی عبادت ہے۔ اس مفہوم عبادت کے مافوق الاسباب امور یا غائبانہ ندا وغیرہ سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں فافہم وتدبر، سلسلہ کلام میں ایک آخری شبہ کا جواب دے کر اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں عبادت کے حسب ذیل معنی لکھے ہیں:

یعنی اس اعتقاد اور شعور کا نام عبادت کہ (علم تعرف) معبود کیلئے فوق الاسباب ایسی غیبی قوت حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ نفع و ضرر پر قدرت رکھتا ہے۔ لہٰذا ہر وہ دعا اور ثنا اور تعظیم جو اس اعتقاد سے پیدا ہو وہ عبادت ہے۔ (جواہر القرآن صفحہ نمبر ۱۳۹)

یہ عبارت اس مفہوم میں صریح ہے کہ فوق الاسباب امور میں کسی کو غائبانہ طور پر پکارنا اور حاجات طلب کرنا عبادت ہے۔

جواباً عرض ہے کہ اولاً تو ابن قیم کی عبارت ہم پر حجت نہیں۔ دوسرے یہ کہ عبادت کی یہ تعریف غلط ہے اس لئے کہ "للمعبود سلطة غيبية" میں لفظ معبود تعریف عبادت کا جزو ہے جو عبادت سے ماخوذ ہے جب تک کہ عبادت کے معنی معلوم نہ ہوں۔ معبود کے معنی معلوم نہیں ہو سکتے، ایسی صورت میں دور لازم آتا ہے۔

ولا مخلص منه الا بتاويل ركيك لا يعبأ به في التعريفات ۱۲۔

تیسرے یہ کہ یہ تعریف اپنے تمام افراد کو جامع نہیں، اس لئے کہ جو شخص کسی کو غایت تعظیم کا مستحق سمجھ کر اس کیلئے انتہائی تذلل اختیار کرتا ہے مگر وہ اس کے حق میں قدرت غیبیہ کا قائل نہیں تو اس کا یہ فعل بالاتفاق عبادت ہے، مگر ابن قیم کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی۔

اگر کہا جائے کہ عقلاً غایت تذلل اسی کیلئے ہو سکتا ہے جو قدرت غیبیہ رکھتا ہو۔ لہٰذا غایت تذلل کیلئے معبود کیلئے معبود کی سلطہ غیبیہ کا اعتقاد لازم ہے تو میں عرض کروں گا کہ عقلاً معبود وہی ہو سکتا ہے جو واجب الوجود وحدہ لاشریک ہو تو کیا اس قاعدہ کے مطابق ہر عبادت کیلئے معبود کے واجب الوجود اور لاشریک ہونے کا اعتقاد بھی لازم ہوگا۔

چوتھے یہ کہ مخالفین نے غائبانہ طور پر کسی کو پکارنے اور مافوق الاسباب امور میں حاجات طلب کرنے کا نام عبادت رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ طلب و ندا دونوں فعل محض ہیں ان میں سے کوئی بھی اعتقاد نہیں حالانکہ ابن قیم نے صرف اعتقاد کو عبادت قرار دیا ہے اور مسلسل طور پر لکھا ہے کہ کسی کے حق میں قدرت غیبیہ کے اعتقاد اور شعور کو عبادت کہتے ہیں۔ اعتقاد مذکور کے بغیر کسی قول و فعل کو ابن قیم نے عبادت نہیں کہا اور اگر مخالفین کے قول میں طلب و ندا کے ساتھ "اعتقاد" قید کا لحاظ بھی کر لیا جائے تب بھی ابن قیم کے بیان کے ساتھ مطابقت نہیں ہوتی اس لئے کہ مخالفین نے صرف غائبانہ ندا اور طلب حاجات کو عبادت قرار دیا ہے اور ابن قیم کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ قول و فعل جو اعتقاد مذکور سے پیدا ہو وہ عبادت ہے خواہ وہ دعا یا تعظیم ہو یا ثنا۔

اس بحث سے تنگ آ کر مخالفین یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اچھا ہم نے مان لیا کہ مافوق

الاسباب امور میں حاجات طلب کرنا اور کسی کو غائبانہ پکارنا عبادت نہیں مگر شرک تو ہے لہٰذا یہ محض شرک فی العلم والتصرف قرار پائے گا۔ اس کے جواب میں مخالفین دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کس چیز کو شرک سمجھتے ہیں۔

۱۔ مافوق الاسباب امور میں غیر اللہ کیلئے علم وقدرت کا اثبات شرک ہے۔

۲۔ یا محض غائبانہ ندا کو آپ شرک کہتے ہیں۔

۳۔ یا ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ شرک قرار دیتے ہیں۔

۴۔ یا دونوں کے مجموعے کو شرک مانتے ہیں۔

دوسری اور تیسری صورت میں چونکہ محض ندائے غائبانہ کو شرک قرار دیا گیا ہے اس لئے

لازم آتا ہے کہ غائبانہ ندا کرنے والے تمام لوگ مشرک وکافر ہو جائیں حالانکہ یہ بات ہمارے مخالفین کے نزدیک بھی بالکل غلط ہے چنانچہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" ندائے غائبانہ ہونے کے باوجود نہ صرف جائز بلکہ بالاتفاق واجب ہے۔ اگر اسے شرک قرار دیا جائے تو معاذ اللہ عہد رسالت سے لے کر قیامت تک تمام نمازی مشرک قرار پائیں گے۔ اور چوتھی صورت میں علم وقدرت کے اعتقاد اور ندائے غائبانہ دونوں کے مجموعے کو شرک مانا گیا ہے۔ اس لئے اس کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ ان دونوں کا صرف مجموعہ شرک ہے۔ اگر ان دونوں اجزاء یعنی غیر اللہ کے حق میں علم وقدرت وتصرف کے اعتقاد اور ایک غیر خدا کیلئے ندائے غائبانہ کو ایک دوسرے سے الگ کر لیا جائے تو ان دونوں میں سے کوئی بھی شرک نہیں رہے۔ حالانکہ یہ صریح البطلان ہے ورنہ مخالفین کے نزدیک وہ تمام لوگ اصحاب توحید قرار پائیں گے۔ جو غیر اللہ کو غائبانہ طور پر کبھی نہیں پکارتے مگر اس کیلئے علم وقدرت اور تصرف فی الامور کے قائل ہیں۔

اب رہی پہلی صورت اور وہ یہ کہ "غیر اللہ کیلئے مافوق الاسباب امور میں علم وقدرت اور تصرف کے اثبات کو آپ شرک کہتے ہیں یا غیر مستقل ذاتی، غیر مقید باذن علم وقدرت اور تصرف کا اثبات کرنا بھی آپ کے نزدیک کفر وشرک ہے بر تقدیر اول

اس سے اختلاف نہیں۔ لیکن آج تک کسی مسلمان نے کسی غیر اللہ کیلئے مستقل اور علم وقدرت اور غیر مقید باذن تصرف ثابت نہیں کیا، پھر آپ خواہ مخواہ مسلمانوں پر شرک کا الزام کیوں لگاتے ہیں۔ اور دوسری تقدیر پر ہم عرض کریں گے، کہ غیر مستقل عطائی مقید باذن علم وقدرت اور تصرف کا اثبات غیر اللہ کیلئے اسی وقت شرک ہو سکتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کیلئے بھی اسی قسم کا غیر مستقل، عطائی، مقید باذن علم وقدرت وتصرف ثابت کیا جائے کیونکہ صفات الٰہیہ کا غیر اللہ کیلئے ثابت کرنا ہی شرک ہے۔ اگر غیر مستقل علم وقدرت اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں تو شرک کیسے ہوگا؟ اور اگر اللہ تعالیٰ کیلئے عطائی اور غیر مستقل صفت مانی جائے تو ایسا عقیدہ خود کفر وشرک ہے۔

ع وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اس کے بعد اس حقیقت کا انکشاف بھی ضروری ہے کہ معترض کے جواب میں جو عرض کیا گیا ہے اس کی اصل معترض کے مسلم بزرگوں اور اکابر کی کتابوں میں موجود ہے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی (امیر حمزہ کے بچاز دبھائی) نے اپنی آخری تصنیف بوادر النوادر حصہ سوئم صفحہ نمبر ۷۰۷ پر لکھا ہے۔ کہ مشرکین عرب اپنے آلہہ کیلئے قدرت مستقلہ کے قائل تھے۔

حاصل اس اعتقاد تاثیر وعدم اعتقاد تاثیر کے معیار فرق کا یہ ہے کہ بعض کا تو یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی خاص مخلوق کو جو اس کا مقرب ہے کچھ قدرت مستقلہ نفع وضرر کی اس طرح عطا فرما دی ہے کہ اس کا اپنے معتقد ومخالف کو نفع وضرر پہنچانا مشیت حق پر موقوف نہیں، گو اگر روکنا چاہے تو پھر قدرت حق ہی غالب ہے، جیسے سلاطین اپنے نائبین وحکام کو خاص اختیارات اس طرح دے دیتے ہیں کہ ان کا جز واس وقت بادشاہ اعظم کی منظوری پر موقوف نہیں آتا۔ گو روکنا چاہے سلطان ہی کا حکم غالب رہے گا سو یہ عقیدہ تو اعتقاد تاثیر ہے اور مشرکین عرب کا اپنے آلہہ باطلہ کے ساتھ یہی اعتقاد تھا۔

اس کے بعد تھانوی صاحب نے تقریر شرک کے دو مقدمے مقرر کر کے انہیں متعلق

در نقلی دلیلوں سے ثابت کیا ہے وہ دو مقدمے حسب ذیل بیان فرماتے ہیں۔

ایک یہ کہ مشرکین اس تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے، دوسرے یہ کہ مقید باذن کا قائل ہونا شرک، کبیر نہیں۔

شرک کی تفصیل میں جتنی عبارات پائی جاتی ہیں ان میں ایک مفہوم کو مختلف عنوانات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مثلاً کہیں شرک کے معنی اعتقاد تاثیر کے اور کسی جگہ قدرت مستقلہ کے عقیدے کو شرک کہا گیا ہے۔ بعض مقامات پر شرک کی تفصیل کے تحت تصرف غیر مقید باذن بولا گیا ہے ان مختلف عنوانوں کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی عنوان بھی اپنے مفہوم کے اعتبار سے مبہم نہیں رہا۔ لیکن بعض جہلاء نے معنی استقلال کے بیان میں مختلف جواس کا ثبوت دیتے ہوئے ایسا گول مول کلام کیا جس کا کوئی واضح مفہوم متعین نہیں ہوتا۔ البتہ بطور مثال اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ "مستقل ہونے کا مفہوم معترض کے نزدیک صاحب اختیار ہونا ہے جس کا قول علماء امت" سے آج تک کسی نے نہیں کیا۔ بلکہ حفظ الایمان کی عبارت کے پیش نظر معترض، مشرک قرار پاتا ہے۔ اس لئے کہ حفظ الایمان صفحہ نمبر ۱۵۷ میں صاف مذکور ہے انسان خود مختار ہے جب مختار ہونا مستقل کا مفہوم ٹھہرا تو ثابت ہو گیا کہ صاحب حفظ الایمان بندے کو مستقل فی الافعال مانتا ہے اور اس کا شرک ہونا معترض کے نزدیک مسلم ہے۔ اس لئے صاحب حفظ الایمان کا مشرک ہونا لازمی امر ہے۔

اب مولوی اشرف علی تھانوی کی تصریحات اسی مسئلہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

تھانوی صاحب نے کہیں قدرت مستقلہ کا لفظ بولا جیسا کہ ان کی عبارت میں آپ ابھی پڑھ چکے ہیں اور کسی جگہ تصرف غیر مقید بالاذن تحریر فرمایا۔ اس اختلاف تعبیر سے ہر عنوان کے معنی واضح ہو گئے۔ یعنی اعتقاد تاثیر اور قدرت مستقلہ کا عقیدہ، سب کا خلاصہ یہ ہے کہ تصرف غیر مقید باذن کا اعتقاد پایا جائے۔ معلوم ہوا استقلال کے جو معنی معترض کے کلام سے مفہوم ہوتے ہیں وہ قطعاً باطل ہیں۔ بلکہ اس کے صحیح معنی مفہوم غیر مقید بالاذن ہونا ہے اور بس۔

لیجئے بوادر النوادر سے تھانوی صاحب کی اور عبارت بھی ہمارے بیان کی تائید اور معترض کے رد بلیغ میں ملاحظہ فرمائیے۔ تھانوی صاحب بوادر النوادر حصہ سوم صفحہ نمبر ۷۰۵ پر لکھتے ہیں۔

اور جاہلان عرب کا مشرک ہونا نص سے ثابت ہے پس لامحالہ وہ تصرف غیر مقید باذن کے قائل تھے۔ (مقالات کاظمی حصہ سوم طبع ملتان ۹۹۵،)

چونکہ دیوبندی حضرات فقط فروعی مسائل میں ہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے ہیں اور عقائد و نظریات میں فرقہ وہابیہ نجدیہ کے ہمنوا ہیں۔ اس لئے علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں حضرات کے مسئلہ شرک میں تمام شکوک و شبہات کا ازالہ فرمایا۔ اور ثابت کیا ہے کہ اہلسنت کا مذہب چشمہ صافی کی مانند ہے جس میں کفر و شرک کی بدبو تک نہیں۔ رب کائنات آپ کی قبر مقدسہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

امیر حمزہ۔ "چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پانچ آیات کے بعد چھٹی آیت میں دوبارہ آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

"قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ"۔ (پ۲۰ سورۃ نمل ۶۵)

ترجمہ: "میرے رسول ان سے کہہ دو اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا اور انہیں تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے"۔

اور یہ بزرگ لوگ کہ جنہیں تم اللہ کے معاملات میں دخیل سمجھتے پھر رہے ہو، ہمارے وکیل کیا دیں گے وہ تو اس سے بھی بے خبر ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں میں کیا ہو رہا ہے مزید یہ کہ یہ کسی دوسرے کی خبر سے کیا واقف ہوں گے وہ تو اپنے آپ سے ناواقف ہیں۔ انہیں تو اپنے بارے میں بھی یہ تک نہیں معلوم کہ انہیں موت کے بعد کب اٹھا کر کھڑا کیا جائے گا۔ الخ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۵۳)

جواب

اس عبارت میں امیر حمزہ لکھتا ہے:

"اور یہ بزرگ لوگ کہ جنہیں تم اللہ کے معاملات میں دخیل سمجھ رہے ہو"

یہ اہلسنت پر سراسر صریح الزام ہے کہ ہم انبیاء و اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رب کائنات کے معاملات میں دخیل سمجھتے ہیں۔ (دخیل کا مطلب ہے دخل دینے والا) فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۲۶۰ طبع ۱۹۸۹ء)

اہلسنت کا عقیدہ

۱۔ مخلوق کے ہر کمال اور بندے کی ہر صفت کے متعلق مومن کا یہی اعتقاد ہے کہ یہ کمال اور یہ خوبی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور یہ بندہ اپنے اس کمال و خوبی میں علی الاطلاق مشیت جزئیہ کے ماتحت ہے اور کسی حال میں بھی معبود حقیقی سے مستغنی نہیں اور بے نیاز نہیں۔ الحاصل بندے کو کسی امر میں اللہ تعالیٰ کی مشیت جزئیہ کے ماتحت نہ سمجھنا یا اس کو کسی حال میں کسی اعتبار سے اللہ تعالیٰ سے مستغنی اور بے نیاز قرار دینا شرک جلی اور کفر خالص ہے۔ (مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۱۱۸ جلد ۳ طبع ملتان ۱۹۹۵ء)

۲۔ محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان میں خواص بشر کیلئے ثابت ہے اس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) عزم سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایات الٰہیہ کا ظہور ماننا ایمان و توحید ہے۔

(عقائد اہلسنت صفحہ نمبر ۱۵ از مولانا حشمت علی خاں طبع کانپور)

امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

پس جو کچھ تغیرات و تفاوت اطراف عالم و بنی آدم میں پیدا ہوتے ہیں کوئی بھی ان (اولیاء اللہ) کی قدرت سے خالی نہیں ہوتے اور نہ ان میں بذات خود کسی تصرف کی

ثابت ہے بلکہ رب العزت نے ان کو تصرفات عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر ان کے کاروبار ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ پس یہ بحکم خدا اپنی طاقت صرف کرتے ہیں اور طرح طرح کے تصرفات اور رنگا رنگ تغیرات عالم کون میں ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ اعتقاد کہ اولیاء اللہ متصرف ہیں محض شرک اور کفر ہے۔

(منصب امامت صفحہ نمبر ۱۱۲ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مقام قرب خداوندی پر بحث کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"جب تم اس مقام پر پہنچ جاؤ گے تو تمہیں ظاہری اجازت دے کر کائنات عالم میں تصرف کرنے کی قوت عطا ہوگی، اس میں کسی شک و شبہ کا تصور نہیں، آفتاب کی طرح روشن دلیل دلآویز کلام جو سب سے زیادہ لذیذ ہو، بے شک و شبہ سچا الہام جو نفسانی خطروں اور شیطانی وسوسوں سے پاک ہو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے بنی آدم! میں جس چیز کو "ہونے" کا حکم دیتا ہوں وہ ہو جاتی ہے۔ جب تم میرے فرمانبردار و تابع بن جاؤ گے تو تمہیں بھی ایسی ہی شان عطا کروں گا کہ تم بھی جس شے کو کہو گے "ہوجا" ہو جائے گی، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے انبیاء و اولیاء اور خاص بندوں کو اس نعمت سے نوازا ہے۔"

(فتوح الغیب صفحہ نمبر ۳۳ طبع لاہور مترجم)

آیت کریمہ کی تفسیر، مفسرین کرام کے ارشادات کی روشنی میں

ترجمہ آیت کریمہ ...

آپ فرمایئے (خود بخود) نہیں جان سکتے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں غیب سوائے اللہ کے اور وہ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ اٹھیں کب، اٹھایا جائے گا۔

(ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۴۸۳ جلد ۳ طبع لاہور طبع اول)

علامہ سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یعنی حق بات یہ ہے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا
نہیں جانتا، اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص خود بخود نہیں جان سکتا، اور خاص بندوں کا
علم ہے وہ یہ علم نہیں جس کی آیت میں نفی ہے بلکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی فیض رسانی سے
حاصل ہوا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی فیض رسانی کے متعدد وجوہات میں
ایک وجہ سے انہیں مرحمت فرمایا ہے۔

(روح المعانی صفحہ نمبر ۱۱ جلد ۲۰، بحوالہ ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۴۸ جلد ۳، ۲۰ طبع اول)

علامہ موصوف اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں۔

یعنی ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ علم غیب بلا واسطہ کلاً اور بعضاً اللہ تعالیٰ کی ذات
کے ساتھ خاص ہے یعنی سارا علم غیب بغیر اسکے بتائے کون جان سکتا ہے اور نہ بعض
جان سکتا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جان سکتا مگر اس کے بتانے اور سکھانے
آخر میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یعنی میں کہتا ہوں کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی
تعلیم اور سکھانے کے بغیر غیب کو نہیں جان سکتی۔ (تفسیر مظہری، سورۃ نمل، طبع دہلی)

امام ابن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ہم نے اس آیت کے بارے میں جو کچھ کہا اس کی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات
الہیہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر ۲۱۱ طبع قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

جبکہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ جمیع معلومات الہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا
محیط ہو جانا عقلاً و نقلاً دونوں طرح محال ہے۔ بلکہ اگر تمام اولین و آخرین کے سب علم
جمع کر لئے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی۔ یہاں تک
کہ وہ نسبت نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس...

...سے ہے۔ (الدولۃ المکیہ از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی صفحہ نمبر ... طبع کراچی)

زیر بحث آیت مبارکہ کا شان نزول

کفار مکہ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ جس قیامت سے آپ صبح و شام ہمیں ڈراتے
ہیں۔ ذرا یہ تو بتایئے کہ وہ کس سن میں کس تاریخ کو آئے گی۔ ان کے جواب میں
(فرمایا) کہ ان کو شعور نہیں کہ وہ کب آئے گی (یعنی مجھے قیامت کے آنے کا علم نہیں)۔

(ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۴۸ جلد ۳ طبع اول)

مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے رسول کریم ﷺ سے قیامت
کے آنے کا وقت دریافت کیا تھا۔ (ترجمہ کنز الایمان، سورۃ نمل ۶۱۲ حاشیہ ۱۱۲)

اہل سنت و جماعت کا مسلک

حضور ﷺ کے علم قدس کے بارہ میں ہمارا مسلک یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے
حبیب ﷺ کو روز اول سے روز آخر تک کا علم دیا ہے اور تمام علوم مندرجہ لوح محفوظ نیز
اپنی ذات و صفات کی معرفت سے متعلق بہت اور بے شمار علوم عطا فرمائے۔ جمیع
مغیبات کا علم دیا جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے۔ اور یہ تمام علم بتدریج
حاصل ہوا ہے اور نزول قرآن مکمل ہونے تک آپ کو جمیع مخلوقات کا علم ماکان و ما یکون
حاصل ہو گیا تھا۔

تو زیر بحث آیت مبارکہ کا جواب یہ ہے

(**جواب** نمبر ۱) ... ممکن ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہو آپ کو علم قیامت
عطا نہ کیا گیا ہو اور یہ بات ہمارے مسلک کے خلاف نہیں، کیونکہ ہم رسول اللہ ﷺ کیلئے
تدریج (نزول قرآن تک) علم "ماکان وما یکون" مانتے ہیں۔

(**جواب** نمبر ۲) ... جب آیت زیر بحث میں یہ احتمال موجود ہے تو پھر اس
آیت کو رسول اللہ ﷺ کے علم قیامت کی نفی میں پیش کرنا درست نہیں۔ مشہور قاعدہ وکلیہ

ہے۔ "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال"

《**جواب** نمبر۳》... ممکن ہے کہ آپ کو قیامت کے آنے کا علم ہو لیکن امت کو بتانے کی اجازت نہ ہو۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ یعنی قیامت کب آئے گی۔

《**جواب** نمبر۴》... نیز بعض مفسرین اور اولیاء کرام کا یہی نظریہ ہے

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واوتی علم کل شئی الا الخمس التی فی آیۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وقیل انہ اوتیھا ایضا بکتمھا والخلاف جار فی الروح۔

(الخصائص الصغریٰ صفحہ نمبر ۳۰۱، ۲۳۱ طبع لاہور ۱۹۹۰)

یعنی وہ تمام علوم جن کا عطا ہونا انسان کیلئے ممکن ہے

آپ کو ہر چیز کا علم عطا ہوا سوائے پانچ اشیاء کے جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ (ان اللہ عندہ علم الساعۃ، الخ) اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ان اشیاء کا علم تو دیا گیا مگر پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی گئی اور روح کے معاملہ میں بھی یہی اختلاف موجود ہے

نیز فرماتے ہیں:

ایک گروہ کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم تھا لیکن بتانے کا حکم نہ تھا۔ یہ اختلاف بالکل علم ساعت (قیامت) کے اختلاف کی طرح ہے۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور صفحہ نمبر ۳۱۰ طبع کراچی ۱۹۷۹)

شیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو دنیا و آخرت کے تمام مغیبات نہ بتا دیئے۔ لیکن ان میں سے بعض چیزوں کو چھپانے کا حکم حضور کو دیا گیا۔ (تفسیر صاوی صفحہ نمبر ۲۲۵ جلد ۲)

غوث العارفین حضرت عبدالعزیز دباغ قدس سرہ نے اپنے خلیفہ خاص حضرت احمد بن مبارک سجلماسی کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے (ان پانچ چیزوں کا علم جن کا تذکرہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ میں ہے) کس طرح مخفی رہ سکتا ہے جبکہ امت کے اہل تصرف اولیاء بغیر اس کے کہ ان پانچ کو معلوم ہوں اور بغیر تصرف عالم کی خدمت انجام نہیں دے سکتے۔ تو پھر سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مخفی کیسے رہ سکتی ہیں۔ (ابریز صفحہ نمبر ۲۵۹ طبع کراچی)

حدیث مبارکہ سے استدلال

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند چیزوں کے متعلق کسی نے سوال کیا تو آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ جب سوالات کی کثرت ہوئی تو آپ کو غصہ آ گیا اور فرمایا "سلونی" کہ مجھ سے پوچھ لو، ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ، میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا، تیرا باپ ابوحذافہ ہے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ کا آزاد کردہ ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غضب کے آثار دیکھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہو رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ بزرگ و برتر کی طرف رجوع کرتے ہیں (بخاری شریف صفحہ نمبر ۸۱۲ جلد ۳ مترجم طبع لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا "سلونی" مجھ سے پوچھو، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اگر آپ کو علم قیامت نہ ہوتا تو فرماتے "سلونی" پوچھو مگر علم قیامت کے بارے میں نہ پوچھنا، اور آپ کا مطلق فرمانا "سلونی" آپ کے علم قیامت پر آگاہ ہونے کی واضح دلیل ہے، چونکہ علم قیامت کو چھپانے کا حکم تھا اس لئے صحابہ کرام کے ذہن سے یہ بات نکال دی کہ وہ یہ سوال کریں کہ قیامت کب آئے گی۔ اگر صحابہ کرام یہ سوال کر دیتے تو آپ کو ضرور بالضرور بتانا پڑتا ورنہ آپ کا دعویٰ "سلونی" غلط ہوتا تھا۔

امیر حمزہ اور قرآن کریم کی آیت میں تحریف معنوی کا ارتکاب

آیت: مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ (پ۲۳ الزمر ۳)

موصوف مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ کرتے وقت مشرکین مکہ کا دامن بچانا چاہتے تھے

کہ وہ بتوں کی پرستش نہیں کرتے تھے، جیسا کہ انہوں نے خود لکھا ہے۔

غور فرمایئے۔ کہ بزرگوں کی عبادت سے مشرکین مکہ بھی انکار کرتے تھے

(شاہراہ بہشت صفحہ ۱۰۰)

اس قدر محو ہوئے کہ اوسان خطا ہو گئے ہوش و حواس قائم نہ رہے اور آیت مذکورہ کا غلط ترجمہ کر کے تحریف معنوی کے مرتکب ہوئے۔

ہم اس آیت کا ترجمہ کسی موجودہ سنی عالم دین کا نقل نہیں کرتے بلکہ غیر مقلدوں کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ اور ساتھ اپنی تائید میں خانوادہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مشہور حنفی عالم شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ پیش کرتے ہیں تا کہ قارئین کرام "امیر حمزہ" کی علمی قابلیت کا اندازہ لگا سکیں۔

امیر حمزہ کا ترجمہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر بات یہ ہے کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیتے ہیں۔ (شاہراہ بہشت ۱۴۰)

مولوی عطاء اللہ ثاقب (وہابی) کا ترجمہ

ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔ (ہدیۃ المستفید صفحہ نمبر ۵۲۸، جلد اول طبع لاہور)

شاہ عبدالقادر حنفی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ

کہ ہم ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف پاس کے درجہ میں۔ (ترجمہ قرآن کریم صفحہ نمبر ۵۹۷ طبع لاہور)

آیت مبارکہ "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" کا صحیح مفہوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثنا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تمجید ہے۔

حمد و ثنا اور تمجید کے بعد "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" سے دعا کا آغاز ہوتا ہے۔

علامہ علاؤ الدین علی خازن اپنی تفسیر لباب التاویل صفحہ نمبر ۶ جلد اول میں فرماتے ہیں یعنی بندوں کا "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" کہنا اس کی دعا ہے کہ اے اللہ ہم

تیری ہی عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ عبادت کے معنی ہیں اپنی انتہائی عاجزی اور کمزوری کے اعتقاد کے ساتھ کسی کو اس کے ذاتی استحقاق کی بنا پر معظم ماننا۔

مفسرین نے اسی مفہوم کو اقصیٰ غایۃ التذلل اور اقصیٰ غایۃ الخشوع سے تعبیر فرمایا ہے۔ عبادت کی تفسیر توحید کے ساتھ بھی کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو شریک سے پاک ماننا۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مستعان حقیقی سمجھ کر اس سے مدد طلب کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ ہاں اگر اللہ کے کسی نیک بندے کو غیر مستقل سمجھتے ہوئے محض واسطہ رحمت الٰہی جان کر اس سے ظاہری استعانت کرے تو یہ ہرگز شرک نہیں بلکہ جائز ہے۔ اس لئے کہ یہ استعانت در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ اگر ایسی استعانت کو شرک یا ناجائز قرار دے دیا جائے تو نہ دین کا نظام قائم رہ سکتا ہے نہ دنیا کا (التبیان صفحہ نمبر ۳۰، ۳۱ پارہ اول از علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت، اختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اسی کی ذات سے مختص ہے۔ (عقائد اہلسنت صفحہ نمبر ۲ طبع کانپور)

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز (متوفی ۱۲۳۹ھ) محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" کے تحت فرماتے ہیں۔ اس جگہ یہ سمجھنا چاہئے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اسی غیر پر ہو اور اسے حق تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے اور اگر توجہ محض اللہ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانہ اسباب پر نظر رکھتے ہوئے اس غیر سے ظاہراً استعانت کرے تو یہ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں روا اور جائز ہے اس قسم کی استعانت انبیاء و اولیاء وغیرہ سے کی ہے، در حقیقت استعانت کی یہ قسم غیر سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔

(تفسیر عزیزی صفحہ نمبر ۸ (فارسی) طبع مجتبائی دہلی)

تو پھر خواہ مخواہ درج ذیل آیت قرآنی کو ہمارے خلاف پیش کرنا سراسر جہالت ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ (پ۲۴ المومن۔۶۰)

ترجمہ "یعنی اللہ فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلت وخواری کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے"۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدعا ھو العبادۃ (ترمذی، ابوداؤد)۔

ترجمہ "پکارنا ہی تو عبادت ہے"۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۲۵)

جواب

دعا کی دو قسمیں ہیں

۱۔ دعا بمعنی عبادت۔

۲۔ دعا بمعنی سوال۔

عبادت کرنے والے کو بھی داعی کہتے ہیں اور سائل کو بھی داعی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرنا شرک ہے لیکن کسی سے مانگنا یا سوال کرنا شرک نہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖ۔ (پ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر۱۲)

ترجمہ "اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا ہمیں پکارتا ہے"۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ دعا بمعنی عبادت استعمال ہوا ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ۔ (القرآن)

ترجمہ "انہوں نے کہا (آپ کے) اپنے پروردگار سے ہمارے درخواست کیجئے"۔

اس آیت میں دعا بمعنی سوال کے استعمال ہوا ہے۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۳۲۳ مطبوعہ لاہور ۹۷ء)

کیا ہر پکار شرک ہے؟

تمام متقدمین مفسرین نے جہاں بھی مشرکین کا بتوں کو دعا (پکار) کرنے کا ذکر آیا ہے دعا کا معنی عبادت کیا ہے۔

تدعون ای تعبدون و قیل تدعونھا الھۃ۔

(تفسیر قرطبی از ابو عبداللہ محمد بن احمد متوفی ۶۶۸ھ)

ای تعبدونھم آلھۃ۔

﴿تفسیر بیضاوی از علامہ بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ﴾

﴿تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ متوفی ۱۲۲۵ھ﴾

ان الذین تدعون ایھا المشرکون الھۃ من دون اللہ و تعبدونھا۔

(تفسیر ابن جریر از ابو جعفر بن جریر متوفی ۳۱۰ھ)

بعض غیر ذمہ دار لوگ ان کلمات کے مفہوم کو صحیح نہ سمجھنے کے باعث جمہور اہل اسلام کی تکفیر اور ان کو مشرک ثابت کرنے میں اپنی زبان و قلم کا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم اس موضوع پر تفصیلاً گفتگو کرتے ہیں۔

حافظ ابن قیم نے لفظ دعا کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے۔

الدعاء نوعان دعاء عبادہ و دعاء مسالۃ والعابد داع والسائل داع۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء)

یعنی دعا کی دو قسمیں ہیں، ایک دعا بمعنی عبادت اور دعا بمعنی سوال ہے۔

عبادت کرنے والے کو بھی داعی کہتے ہیں اور سائل کو بھی داعی کہا جاتا ہے۔

۱۔ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖ۔ (پ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر۱۲)

ترجمہ "اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا ہمیں پکارتا ہے"۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ دعا بمعنی عبادت استعمال ہوا ہے۔

۲۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ۔ (القرآن)

ترجمہ "انہوں نے کہا (آپ کے) اپنے پروردگار سے ہمارے درخواست کیجئے"۔

اس آیت میں لفظ دعا بمعنی سوال استعمال ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرنا شرک ہے۔ لیکن کسی سے مانگنا یا
شرک نہیں۔ جن لوگوں نے قرآن حکیم میں کبھی غور و فکر کیا ہے ان پر مخفی نہیں
مشرکین کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا؟ وہ ان کو الٰہ مانتے تھے اور ان کی عبادت
کرتے تھے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (پ ۲۳ سورۃ صافات آیت نمبر ۳۵، ۳۶)

جب انہیں کہا جاتا ہے کہ کہو لا الٰہ الا اللہ تو وہ غرور کرتے ہوئے کہتے ہیں
ایک شاعر مجنون کے کہنے پر اپنے آلہہ (خداؤں) کو چھوڑ دیں۔

اگر آج بھی کوئی انسان کسی کو الٰہ مانے اور اس کی عبادت کرے خواہ وہ جس کو
مان رہا ہے اور عبادت کرتا ہے انسان ہو یا غیر انسان، زندہ ہو یا مردہ اس کو پکارتا ہو دور
سے ہو یا نزدیک سے شرک ہے لیکن محض ندا کرنا جبکہ منادیٰ کے متعلق ندا کرنے والے کا
یہ عقیدہ نہ ہو شرک نہیں۔ اور اس کو بھی شرک قرار دینا بہت بڑی جسارت اور زیادتی ہے
درحقیقت یہ ہے کہ جو دعا (پکارنا) شرک ہے۔ وہ ہر حال میں شرک ہے اور جو شرک نہیں، وہ
کسی حال میں بھی شرک نہیں، انسان ہو یا غیر انسان، زندہ ہو یا فوت شدہ، نزدیک ہو یا
دور کی قیود سب من گھڑت ہیں۔ آپ غور فرمایئے اگر دور سے پکارنا شرک ہو تو کیا کوئی
بت کے پاس بیٹھ کر اسے پکارنا شرک نہیں ہوگا۔ مگر آپ کہیں گے کہ کیوں کہ یہ بے
جان ہیں اس لئے ان کو نزدیک سے پکارنا بھی شرک ہے۔ تو آپ کا ان لوگوں کے
بارے میں کیا ارشاد ہے جو زندہ فرعون کی اس کے سامنے کھڑے ہو کر پرستش اور عبادت
کیا کرتے تھے۔ اور اس کے روبرو اس سے فریاد کیا کرتے تھے۔ یقیناً وہ بھی مشرک تھے
اگرچہ وہ دور سے پکار نہیں رہے، اگرچہ وہ بے جان کو پکار نہیں رہے تو جو چیز مابہ الامتیاز
ہے وہ یہ ہے کہ پکارنے والا جس کو پکار رہا ہے اس کے متعلق اس کا عقیدہ کیا ہے اگر وہ
اس کو الٰہ معبود اور خدا یقین کرتا ہے تو یہ شرک ہے خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے ہو زندہ
ہو یا مردہ قرآن کریم نے بار ہا اس کی تصریح کی ہے۔ لَا تَتَّخِذُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ کسی کو

الٰہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خدا سمجھ کر مت پکارو۔

اس لئے رسالت مآب ﷺ کے حضور میں عرض کرنا یا صلوٰۃ و سلام پیش کرنا شرک
نہیں جیسے بعض غلو پسند لوگوں نے سمجھ رکھا ہے جنہوں نے مسلمانوں کو مشرک بنانا اپنے
دینی خدمت کا کمال سمجھا ہوا ہے کیونکہ کوئی کلمہ گو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو الٰہ نہیں سمجھتا اور
نہ حضور کی عبادت کرتا ہے، بلکہ ہر نماز میں کئی بار وہ اعلان کرتا ہے کہ ''اَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے
اور رسول ہیں۔ وہ آیات جو مشرکین عرب کے حق میں نازل ہوئیں ان کو اہل اسلام
پر چسپاں کرنا خارجیوں کا شیوہ ہے۔ (ماخوذ تفسیر ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۳۱ جلد اول طبع اول لاہور)

علاوہ ازیں اگر کوئی شخص کسی کی محبت میں وارفتہ ہو کر اسے پکارے چاہے وہ شام،
مصر، عراق وغیرہ میں ہو تو یہ پکار بھی شرک نہ ہوگی۔ جیسا کہ امام بخاری (متوفی
۲۵۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔

خدرت رجل ابن عمر، فقال له رجل اذكر احب الناس اليك فقال
يا محمد صلى الله عليه وسلم۔

(الادب المفرد صفحہ نمبر ۲۵۰ از امام بخاری قدس سرہٗ)

(تحفۃ الذاکرین از علامہ شوکانی غیر مقلد)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا، تو کسی نے کہا، انسانوں میں
سے جس کے ساتھ (زیادہ) آپ کو محبت ہو یاد کرو، انہوں نے کہا یا محمد (ﷺ)

علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے

اگر اسے (کسی کو) دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو، جیسے عاشق
اپنے غائب معشوق کو حاضر تصور کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں ہو اور وہ بصرہ
میں تو اس سے وہی ظاہر ہوتا ہے جو عوام الناس کہتے ہیں، یعنی یا رسول اللہ، یا علی،
یا غوث (یعنی محبت میں وارفتہ ہو کر ان مقدس نفوس قدسیہ کو پکارا جاتا ہے) تو اس کی
وجہ سے ان پر شرک کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ (ہدیۃ المہدی صفحہ نمبر ۲۰ طبع فیصل آباد ۱۹۸۷ء)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا ۔ (پ ۲۴ سورۃ حم السجدہ، آیت نمبر ۳۱،۳۲)

ترجمہ "جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود) ہوگی، (یہ) مہمانی ")۔

اس آیۂ کریمہ میں تدعون بمعنی عبادت نہیں ہے۔ (مفردات القرآن)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے لشکر یمن سے حضرت کعب بن ضمرہ کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ فتح حلب کیلئے روانہ کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے پیچھے آرہا ہوں۔ لو یوقنا حاکم حلب کو اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ عرب ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ تمہارے شہر کی فتح کے ارادے سے آرہے ہیں، اور وہ شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ اس نے لشکر کو تیار کرکے آدھا اپنے ساتھ لیا اور آدھا کمین گاہ میں مقرر کیا۔ جب حضرت کعب کی نظر یوقنا کے لشکر پر پڑی تو اپنے لشکروں سے کہا کہ میرے اندازہ میں دشمن کا لشکر پانچ ہزار ہے۔ جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ غرض مقابلہ ہوا، یہاں تک کہ مسلمانوں کو فتح مبین کا یقین ہوگیا مگر اسی اثناء میں کمین گاہ سے یوقنا کا لشکر آپڑا جس کے سبب سے لشکر اسلام کا ایک حصہ بھاگنے لگا، دوسرے حصہ نے اہل کمین کا مقابلہ کیا، تیسرا حصہ حضرت کعب کے ساتھ جو مسلمانوں کیلئے بڑے بے چین تھے۔ اور ان کے بچاؤ کیلئے کوشش کر رہے تھے اور یوں پکار رہے تھے۔

يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ يَا نَصْرَ اللّٰهِ انْزِلْ ۔ یا معشر المسلمین اثبتوا انما ھی ساعة ویاتی النصر و انتم الاعلون۔ (فتوح الشام صفحہ نمبر ۱۰ جلد اول طبع مصر)

ترجمہ: "یا محمد یا محمد! اے نصرت الٰہی نزول فرما، اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو، یہی ایک گھڑی ہے مدد آنے والی ہے، تم ہی بلند رہو گے"۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ ۔

﴿پ ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۹۴﴾

ترجمہ: "(اے کفار) بے شک وہ جنہیں تم پوجتے ہو، اللہ کے سوا، بندے ہیں تمہاری طرح"۔

معلوم ہوا، کہ مشرکین مکہ اپنی مثل بندوں کو پوجتے تھے نہ کہ پتھر کے بتوں کو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مشرکین مکہ تو بتوں کے پرستار تھے اور بت پتھر یا لکڑی کے ہوا کرتے ہیں ان کو تمہارے جیسے بندے کیوں کہا گیا؟ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

۱۔ کیونکہ یہ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے اور دیکھتے ہیں اس لئے ان کے اعتقاد کے مطابق ان سے بات کی گئی۔ اور ان ساری آیتوں میں یہی اسلوب بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ یہ الفاظ بطور استہزاء استعمال کئے گئے ہیں یعنی اے عقل کے دشمنو! اگر تمہاری بات ایک منٹ کیلئے مان لی جائے کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے دیکھتے ہیں تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ تمہاری طرح انسان ہی ہوں گے۔ یہ آخر خدا کیونکر بن گئے۔ اور یہ اپنے جیسے انسان کی بندگی کا پٹہ گلے میں ڈالنا کہاں کی دانشمندی ہے۔

(تفسیر کبیر، سورہ اعراف)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بتوں کو عباد کہنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح اس کے مملوک ہیں، اور تمہاری طرح اس کے پیدا کردہ ہیں۔

(تفسیر قرطبی، سورہ اعراف)

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) لکھتے ہیں:

محض صوری مشابہت کی وجہ سے ان بتوں کو آیت إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ (پ ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۹۴)

ترجمہ "(مشرکو) جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح کے بندے

ـ

اس میں عباد امثالکم کہہ دیا ہے حالانکہ وہ بے جان مجسمے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کے متعلق فرمایا

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ۔ (پ ۱۴ سورۃ النحل آیت نمبر ۷۳)

ترجمہ "اور خدا کے سوا ان کو پوجتے ہیں جو ان کو آسمانوں اور زمینوں میں روزی دینے کا ذرہ بھر بھی اختیار نہیں رکھتے"۔

اس طویل گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود بھی ہے جو اپنی ذات میں مستقل ہے یا صفات میں اس کے مشابہ ہے یا افعال میں اس کا شریک ہے کہ پیدا کرتا اور روزی دیتا ہے اور جلاتا (زندہ) کرتا ہے، مارتا ضرر نقصان دیتا ہے اور نفع دیتا ہے ان باتوں میں مستقل بالذات ہے، اللہ تعالیٰ کے اذن وعطاء کا محتاج نہیں، تو یہ اعتقاد رکھنے والا یقیناً مشرک ہے، ایمان سے خارج اور ابدی جہنمی ہے، اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں یہی توحید کے منافی ہے، اصطلاحات شرعیہ میں جب مطلقاً (لفظ) شرک بولا جاتا ہے تو اس سے اکثر یہی مراد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شرک کا اطلاق ایک اور معنی پر بھی ہوتا ہے۔ اس کو شرک اصغر کہتے ہیں اور وہ یہ کہ بندہ عبادت میں اخلاص نہ کرے، بلکہ ریاکاری کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ریاکاری کو چھپا ہوا شرک کہا گیا ہے۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے حق میں سب سے خطرناک بات جس کا مجھے ڈر ہے شرک اصغر ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ شرک اصغر کیا ہے۔ ارشاد فرمایا ریا۔

واحمد) (ضیاء الغافلین صفحہ نمبر ۲۲ از جعفر بن محمد بن ابراہیم (متوفی ۲۷۵ھ)

لیکن اگر کسی کو مستقل بالذات نہیں مانتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا محتاج مانتا ہے اس کی عطاء سے یہ کمال اس میں حاصل مانتا ہے، مثلاً کسی کو سمیع و بصیر کہتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سمع و بصر عطاء فرمائی ہے۔ یہ سننے اور دیکھنے میں اللہ تعالیٰ کے کرم کا محتاج ہے وہ سننے اور دیکھنے کی قوت عطاء نہ فرمائے تو نہ سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے، یہ اعتقاد رکھنے والا بے شک مومن وموحد ہے، مشرک نہیں ہے، اس کو مشرک کہنے والا جاہل بے عقل ہے۔ کیونکہ اس کو مشرک کہنے کے یہ معنی ہوں گے کہ سننے اور دیکھنے کا عطائی کمال شرک ہے یعنی معاذ اللہ یہ عطائی کمال اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے۔ اور دوسرے کو اس میں شریک کرنا شرک ہے۔ یاد رکھیئے یہ سراسر گمراہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا نہیں ہر کمال اس کا ذاتی ہے۔ ثابت ہوا کہ عطائی کمال کسی کیلئے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں۔

یاد رکھیئے اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف اعتقاد مومن ہونے کیلئے کافی نہیں کہ یہ کمال اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اتنی بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے۔ بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطاء خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرمایا ہے وہ عطاء کے بعد حکم خداوندی، ارادہ اور مشیت ایزدی کے تحت ہے۔ ہر آن خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے ساتھ متعلق ہے۔ اور اس بندے کا ایک آن کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔

امیر حمزہ، نذر نیاز اور ایصال ثواب کی رسومات میں شرک کی آمیزش۔

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۶۸)

جواب ... اس عنوان کے تحت موصوف نے مسلمانوں کے مستحسن معمولات جن میں اموات المسلمین کے ساتھ بھلائی کا راز مضمر ہے اور گیارہویں شریف وغیرہ پر تنقید کی ہے اور ان کو شرک کی آمیزش سے تعبیر کیا ہے۔

اس میدان میں امیر حمزہ کیلئے ہی نہیں، بلکہ جس نے بھی محمد بن عبد الوہاب کی فیکٹری کا تیار کردہ سرمہ آنکھوں میں ڈالا، اس کے فوری ثمرات مرتب ہوئے وہ اپنے سوا کسی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا، تمام دنیا کے مسلمان مشرک نظر آتے ہیں انبیاء و اولیاء اور صلحاء پر تنقید کرنا اس کی زندگی کا ماحصل ہوتا ہے۔

مسئلہ ایصال ثواب اور اہلسنت وجماعت

ایصال ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض ونفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ وعقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے۔ ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود ہے۔ اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث میں سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا، انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا پانی انہوں نے کنواں کھدوایا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔

(ابوداؤد شریف صفحہ نمبر ۲۳۶ جلد اول)

معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا ہے اور فائدہ پہنچتا ہے۔ اب رہی تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے۔ یہ کوئی بھی نہیں کہتا کہ اس دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا تو نہیں پہنچے گا یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کیلئے لوگوں نے کر رکھی ہے۔ بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں یہ محض افتراء ہے، جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں

ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے پس جبکہ ہم "اصل کلی" بیان کر چکے تو ...کے احکام خود اس کلیہ سے معلوم ہو گئے۔ سوم یعنی تیجہ جو مرنے کے تیسرے دن ...ہے کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہیں اور بچوں ...اہل حاجت کو چنے بتاشے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقراء ومساکین کو ...تے ہیں یا ان کے گھروں پر پہنچاتے ہیں جائز و بہتر ہے۔ پھر ہر پنجشنبہ (جمعرات) ...حیثیت کھانا پکا کر غرباء کو دیتے یا کھلاتے ہیں، پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ...پھر چھ ماہ بعد ایصال ثواب کرتے ہیں اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اسی ...ال ثواب کے فروع ہیں اسی میں داخل ہیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت ...ے جائیں، نمائش نہ ہو، نمود مقصود نہ ہو ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصال ثواب۔

بعض لوگ اس موقع پر عزیز واقارب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں، یہ موقع ...کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح ...برات میں حلوہ پکتا ہے اور اس پر فاتحہ دی جاتی ہے۔ حلوہ پکانا بھی جائز ہے اور ...پر فاتحہ بھی اسی ایصال ثواب میں داخل ہے۔ ماہ رجب میں بعض جگہ سورۃ ملک ...س مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ...ب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز ہے اسی طرح ماہ رجب میں حضرت جلال ...ین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈے بھی ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکا کر کونڈوں میں بھرتے ...اور ختم دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ ...ہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں، وہیں کھاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے یہ ایک لغو ...ت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں اس ماہ ...ب میں بعض جگہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کیلئے پوریوں کے ...نڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز ہے مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے ...ندی کر رکھی ہے یہ بیجا پابندی ہے اس کونڈے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے

اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کریں۔۔۔ محرم دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصال کرتے ہیں کہ شربت پر فاتحہ دیتا ہے کوئی شیر برنج پر کوئی مٹھائی پر کوئی روٹی گوشت جس پر چاہو فاتحہ دینا جائز ہے ہر ماہ گیارہویں تاریخ کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے یہ بھی ایصال ثواب کی ایک صورت ہے اور پاک کی جب بھی کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے اول یا آخر شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ عرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے ناچ گانا مشروع حرکات سے روکا جائے اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ ہے۔

(بہار شریعت، از مولانا امجد علی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۱۵۱، ۸۴۹ طبع)

مزید تفصیل کیلئے راقم کی کتاب "قرآن خوانی، فاتحہ خوانی اور محفل قل خوانی کی شرعی حیثیت" کا مطالعہ فرمائیں۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزند بخورند مضائقہ نیست جائز است واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاء را ہم خوردن جائز است۔

(زبدۃ النصائح صفحہ ۱۰)

ترجمہ: "دودھ چاول (کھیر) کسی بزرگ کی فاتحہ کیلئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جائز ہے اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے"۔

مولانا محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عاشورہ کے یوم میں حضرت ائمہ اہل اطہار رضی اللہ عنہم کی طرف سے کر، شارہ ہوا کہ ان حضرات کی فاتحہ کرائی جائے چنانچہ

شیرینی منگوائی گئی اور قرآن مجید کا ختم کر کے فاتحہ دلائی گئی اور حضرت ائمہ اطہار کی ارواح طیبہ میں خوشی و مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ الخ

(القول الجلی فی ذکر آثار الولی صفحہ نمبر ۱۸ طبع لاہور اردو مترجم) ۳۳۰ھ ۱۹۹۹ء)

غیر مقلدین کے تاثرات

نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ کہ اگر وجود او در صدر اول در ایام ماضی می بود امام الائمہ و تاج المجتہدین۔ الخ۔ (اتحاف النبلاء صفحہ نمبر ۴۳۰)

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ نے تمام عمر قرآن پاک کے ایک ایک لفظ کی تفسیر و معانی کی تحقیق اور چھان بین میں صرف کر دی۔

(اہلحدیث امرتسر ۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء)

مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب سے خدا تعالیٰ نے ہندوستان پر خاص فضل کیا۔ (اہلحدیث امرتسر صفحہ نمبر ۲۹ جون ۱۹۴۳ء)

سید عبدالحئی ندوی لکھتے ہیں شیخ اجل، محدث اکمل، ناطق دوراں، حکیم زماں، فائق معاصرین اور زعیم عصر شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی۔

(نزہۃ الخواطر صفحہ نمبر ۳۹۸ جلد ۶ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۷۶ھ)

ایصال ثواب کا منکر بدعتی ہے۔

حافظ ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ) کا فتویٰ

حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں:

بعض اہل بدعت متکلم کا مسلک ہے کہ مردے کو نہ دعا کا ثواب پہنچتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے عمل کا ثواب پہنچتا ہے۔ (اس کے بعد حافظ صاحب نے منکرین ایصال ثواب کے دلائل کا جواب دیا ہے)۔ (کتاب الروح صفحہ نمبر ۲۱۹ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

مسئلہ نامزدگی

زید نے ایک بکری قیمتاً خریدی یا اپنے ریوڑ میں سے اپنے شیخ کیلئے نامزد کی۔ کہ

جب یہ موٹی تازی ہو جائے گی تو شیخ کی خدمت میں لے جا کر ہدیہ پیش کروں گا یا اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کر کے اس کا ثواب اپنے شیخ کو بخش دوں گا۔ تو ان حالتوں میں نامزد کیا ہوا جانور حرام نہ ہوگا۔ مروی حدیث میں ہے

”عن عبداللہ بن رواحۃ انہ سمی شاۃ من غنمہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واوصیٰ بھا جاریۃ لہ کانت فی الغنم فکان یتعاھدہ ینظر الیھا کلما اتی الغنم حتی سمنت وصحت“ الخ

(کتاب الآثار صفحہ نمبر ۲۰۷ بروایت امام محمد)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن رواحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری حضور ﷺ کے نام کی (یعنی آپ کیلئے نامزد کی) اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اس کی (خوب) نگہبانی کرے۔ وہ اس کی نگہبانی کرتی تھی۔ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ اس طرف دیکھتے تھے جبکہ بکریوں میں آتے یہاں تک کہ وہ بکری موٹی تازی ہو گئی“ الخ

(ف) یعنی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی یہ تمنا تھی کہ جب یہ موٹی تازی فربہ ہو جائے گی تو میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کر دوں گا (مگر ریوڑ میں سے گم ہو گئی) معلوم ہوا انبیاء و اولیاء کی طرف منسوب کردہ جانور حرام نہیں ہوتا“۔

ایک اہم مسئلہ

معیار کفر و ایمان میں مجازی نسبت کی اہمیت

مجاز کو نظر انداز کر کے صرف حقیقت لفظ کو ہر وقت سامنے رکھ کر فیصلہ کرنے لگیں تو نصوص کے درمیان تطبیق وتفریق کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہ جائے گا اور کلام الٰہی میں تعارض نظر آئے گا جبکہ کلام ربانی ہر قسم کے تعارض سے منزہ و مبرا ہے۔

صاحب علم القرآن لکھتے ہیں:

یہ بات مسلمہ ہے کہ قرآن مقدس میں حقیقت ومجاز دونوں کا استعمال موجود ہے۔ یہی لازم ہے کہ تدبر قرآنی اور فہم قرآنی کیلئے ان کی معرفت بھی ضروری ہے۔ الخ

(علم القرآن صفحہ نمبر ۹۰ از مولانا منظور احمد شاہ)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

لا خلاف فی وقوع الحقائق فی القرآن وھی کل لفظ بقی علی موضوعہ ولا تقدیم فیہ ولا تاخیر و اما المجاز فالجمھور ۔ الخ

(الاتقان فی علوم القرآن صفحہ نمبر ۳۶ جلد ۲ طبع مصر ۱۳۷۰ھ)

علامہ معانی نے اسناد (نسبت) کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ حقیقت عقلیہ۔

۲۔ مجاز عقلی۔

حقیقت عقلیہ یہ ہے کہ فعل کی نسبت ایسی شے کی طرف کی جائے کہ بظاہر متکلم کے نزدیک اس کی صفت ہو۔ جیسے انبت اللہ البقل (اللہ تعالیٰ نے سبزہ اگایا) سبزہ کا اگانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، جب اس کی نسبت اس ذات اقدس کی طرف کی جائے گی تو یہ حقیقت عقلیہ کہا جائے گا۔

مجاز عقلی یہ ہے کہ فعل جس کی صفت ہے، اس کی بجائے اس کے کسی متعلق کی طرف نسبت کر دی جائے اور ساتھ کوئی علامت بھی پائی جائے کہ یہ نسبت موصوف کی نہیں، بلکہ اس کے کسی متعلق کی طرف ہے، مثلاً فعل کی نسبت زمان، مکان یا سبب کی طرف کر دی جائے مثلاً بنی الامیر المدینۃ (امیر نے شہر بنایا) حقیقتاً شہر کی تعمیر معماروں اور مزدوروں کا کام ہے، لیکن امیر چونکہ سبب ہے، اس کے کہنے پر شہر تعمیر کیا گیا، اس لئے مجازاً تعمیر کی نسبت اس کی طرف کر دی گئی۔

پھر مجاز پر دلالت کرنے والا قرینہ (علامت) کبھی لفظی ہوگی اور کبھی معنوی۔

علامت معنوی کی مثال دیتے ہوئے علامہ تفتازانی، احوال الاسناد الخبری میں فرماتے ہیں، موسم بہار نے سبزہ اگایا۔ ایسا کلام صادر ہوگا تو حکم کیا جائے گا کہ یہ اسناد

مجازی ہے کیونکہ موحد (توحید پرست) کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اگانا موسم کا
ہے جب یہی بات اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر کہے گا تو اسے حقیقت کہا جائے گا
جیسا کہ علامہ تفتازانی (متوفی ۷۹۲ھ) فرماتے ہیں

کافر نے کہا کہ موسم بہار نے سبزہ اگایا، یہ نسبت اگرچہ اس کی طرف کی گئی ہے (کہ اگانا اس کی صفت ہے، بلکہ اس کے غیر کی طرف ہے لیکن اس میں علامت (حتیٰ کہ اسے مجاز کہا جاسکے) کیونکہ یہ تو اسکی مراد اور اس کا عقیدہ ہے اسی طرح طبیب نے مریض کو شفا دی (المطول صفحہ نمبر ۹۹، ۱۰۶ مطبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

خلاصہ یہ کہ کافر نے کہا کہ طبیب نے شفا دی، تو یہ حقیقت ہے کیونکہ وہ اسی تاثیر کا قائل ہی نہیں ہے۔ یہی بات اگر مومن نے کہی تو اسے مجاز عقلی کہا جائے گا۔ کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہوگا کہ وہ شفا کی نسبت طبیب کی طرف اس لئے کر رہا ہے کہ وہ شفا کا سبب ہے اس لئے نسبت نہیں کر رہا کہ فی الواقع طبیب نے اسے شفا دی، شفا دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے

اس گفتگو پر غور کر لینے سے مسئلہ استعانت کی حیثیت بالکل واضح ہو جاتی ہے کیونکہ انبیاء و اولیاء سے مدد چاہنے والا اگر مومن ہے تو اس کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے نزدیک کارساز حقیقی، مقاصد کا پورا کرنے والا، حاجتیں پوری کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ان امور کی نسبت انبیاء و اولیاء کی طرف مجاز عقلی کے طور پر ہے کہ وہ مقاصد پورا ہونے کیلئے سبب اور وسیلہ ہیں۔

مثال نمبر ۱

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

"اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا" ۔ (پ ۱۶ سورۂ مریم: ۱۹)

ترجمہ: "انہیں (جبرائیل) نے کہا کہ میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا ہوں، اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں"۔

علامہ راغب اصفہانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

یہاں فرشتے کا لڑکا بخشنے کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا محض سبب ہونے کی بنا پر ہے (ورنہ حقیقت میں بخشنے والا تو اللہ ہی ہے)۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۲۱۳، ۲۱۵ مطبع لاہور ۱۹۷۱ء)

مثال نمبر ۲

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ" ۔ (پ ۲۱ سجدہ: ۱۱)

ترجمہ: "تم کہو تمہیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے، جو تم پر مقرر ہے"۔

"اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا" ۔ (پ ۲۴ زمر ۴۲)

ترجمہ: "اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت"۔

ان آیات میں پہلی آیت میں موت دینے کی نسبت بحیثیت واسطہ (مجازی طور پر) فرشتہ کی طرف کی گئی ہے۔ حالانکہ موت اور زندگی کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

"الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا" ۔

(پ ۲۹ سورۂ ملک ۲)

ترجمہ: "وہ (اللہ) جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے"۔ (ترجمہ کنز الایمان)

مثال نمبر ۳

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے

"فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ" ۔ (پ ۹ انفال، ۱۷)

ترجمہ: "تو تم نے انہیں نہیں قتل کیا تھا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا تھا"۔

"وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" ۔ (پ ۹ انفال، ۱۷)

ترجمہ: اور وہ خاک جو تم نے پھینکی وہ تم نے پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی"۔

ان دونوں آیت میں قتل کی نفی اور کنکری پھینکنے کی نفی کر کے اسے اپنے لئے ثابت کیا ہے۔ یہاں قتل اور کنکری پھینکنے کی (غیر اللہ) سے نفی نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ قاتلین کا قتل اور کنکری پھینکنے والے کا کنکری پھینکنا اس معنی میں نہیں جو رب قادر قیوم کیلئے خاص ہے یعنی اختراع و تقدیر (جملہ) تو تم نے انہیں نہیں قتل کیا تھا (اور جملہ) اور وہ خاک جو تم نے پھینکی۔

ان دونوں جملوں میں قتل کرنے اور خاک پھینکنے کی غیر اللہ کی طرف نسبت، نسبت مجازی ہے۔

مثال نمبر۴

"وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ"۔ الخ (پ ۱۰ التوبہ ۵۹)

ترجمہ "اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو ان کو اللہ اور رسول نے دیا"۔

اس آیت مبارکہ میں دینے کی نسبت بوجہ سبب، رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت مجازی ہے۔ کیونکہ تمام کائنات کو عطا فرمانے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے۔

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ شفائے مریض، عطائے رزق، ازالہ تکالیف وغیرہ سب بطور استقلال و تحقیق اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ (عقائد اہلسنت صفحہ تیسرا طبع کانپور)

ایک ضروری وضاحت

ذات الٰہی کے اسمائے حسنیٰ اور اسمائے صفاتی مخصوصہ ذات محمد ﷺ کے ناموں میں
سے کسی شخص کو نامزد کر کے پکارنا اور لکھنا، ان میں سے بعض ایسے ذاتی و صفاتی اسماء ہیں
[illegible]ت سے نامزد کرنا اور پکارنا لکھنا جائز نہیں۔ مثلاً عربی زبان میں اللہ، خالق، رحمن اور
[illegible]دی میں ایزد، یزدان، پروردگار کے صفاتی و ذاتی لفظوں سے کسی مخلوق کو متصف نہیں کیا
[illegible]تا، اسی طرح بعض صفات رسالت و نبوت سے اس امت خیر یا اگلی امتوں میں سے

کوئی متصف نہیں کیا جاسکتا، جیسے نبی اللہ و رسول اللہ کی صفت سے، خواہ کسی نیت سے ہو پکارا نہیں جاسکتا کہ عرف مجاز میں بھی یہاں جائز نہیں۔ ہاں بعض صفات انبیاء و صفات رسالت سے کسی کو پکارنا یا مثال پیش کرنا شرعاً جائز ہے۔ (وھو ھذا) مثلاً حکیم، حافظ، ہادی، مولیٰ، عالم، شہید، بصیر، سمیع، عزیز، سلطان، ملیک وغیرہ۔ واقعی مذکورہ اسمائے صفاتی حقیقی تو رب العزت ہی کیلئے خاص ہیں کہ تمام اوصاف اس کے بالذات ہیں، عطائی نہیں۔ لیکن مذکورہ بالا اسمائے ربانی، عطائی صفاتوں سے نسبت کر کے مجازاً مخلوق پر بھی بولے جاتے ہیں۔

جیسے بعض صفات الٰہی سے مجازاً مخلوق کو متصف کرنا جائز ہے۔ ویسے ہی بعض صفات کل ختم رسالت و نبوت سے امت! میں سے، جزوی بعض صفات سے بعض بزرگوں کو نامزد کر کے پکارنا جائز ہے۔ مثلاً مذکورہ اسمائے صفاتی حسنیٰ باری تعالیٰ ذاتی و صفات حق تعالیٰ کیلئے مخصوص ہیں لیکن عطائے بارگاہ کبریا سے، کسی جزوی غیر قدیم بعض صفات حادث کی بنا پر انسان کو حکیم، حافظ، ہادی، مولیٰ، عالم، شہید، عزیز، سمیع، بصیر، سلطان، ملیک وغیرہ کے نام سے نامزد کرنا پکارنا و لکھنا ہمارا اور سے مذہب حق اہلسنت میں بے شک جائز ہے۔

مثال نمبر۱

اللہ تعالیٰ کا نام حکیم ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۲،۲۲) القرآن

حکیم حضور ﷺ کا بھی صفاتی نام ہے اور آیت کریمہ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ کی طرف اشارہ ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت ابو درداء ؓ کو حکیم الامت کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

علامہ ذہبی ؒ لکھتے ہیں۔

"وکان یقال هو حکیم هذه الامة"۔

(تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۴۲ جلد اوّل طبع احیاء التراث العربی)

ترجمہ "یعنی آپ کو اس امت (محمدیہ) کا حکیم کہا جاتا تھا"۔

حضرت احنف بن قیس (تابعی) کو علماء اسلام نے عاقل، مدبر اور حکیم لکھا ہے ۔(استیعاب صفحہ نمبر ۵۵، جلد اوّل)

سچ فرمایا اللہ کے انعام یافتہ لوگوں نے: ولایت نبوت کی اور نبوت ربوبیت کی مظہر ہوتی ہے۔ (تاجدار دارالاحسان صفحہ نمبر ۳۷، جلد ۳ طبع فیصل آباد ۱۹۹۸ء)

مثال نمبر ۲

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ"۔ (البقرہ آیت نمبر ۱۴۳)

اور نبی کریم ﷺ کے متعلق قرآن مجید میں ہے۔

"بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ"۔ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

مثال نمبر ۳

اللہ تعالیٰ کا اسم صفاتی شہید ہے۔

"وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ"۔ (سورۃ سبا آیت نمبر ۴۷)

رسول اللہ ﷺ کا اسم بھی شہید ہے۔

"وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا"۔ (پ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۳)

ترجمہ "اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ"۔

مثال نمبر ۴

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے:

"هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ"۔ (پ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۲۹)

ترجمہ "وہ عرش عظیم کا رب ہے"۔

ملکہ سبا کے تخت کے متعلق قرآن کریم ہے۔

"وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ"۔ (پ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۲۳)

اس آیت مبارکہ میں ملکہ سبا کے تخت کو مجازی طور پر عرش عظیم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ عرش الٰہی سے صرف نام کی حد تک ہم واقف ہیں اور اس کی حقیقت انسان کے فہم سے بالاتر ہے۔ اور وہ بادشاہ کے عرش کی طرح نہیں جیسا کہ عوام خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں تو عرش باری تعالیٰ کا حامل قرار پائے گا۔ نہ کہ محمول حالانکہ ذات باری اس سے بالاتر ہے کہ کوئی چیز اسے اٹھائے۔

جیسا کہ خود قرآن کریم میں ہے

خدا ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائیں اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو خدا کے سوا کوئی ایسا نہیں جو ان کو تھام سکے۔ (القرآن ۳۵،۴۱)

محبوب کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا

ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی مثال کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسے بیاباں میں ایک انگوٹھی پڑی ہوئی ہو اور یہی حقیقت عرش کے مقابلہ میں کرسی کی ہے۔ الخ

(معارف القرآن صفحہ نمبر ۸۶ طبع لاہور جنوری ۱۹۸۱ء)

یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ رب کائنات اور بندوں میں جو بعض صفات مشترک نظر آتی ہیں، یہ اشتراک صرف ظاہری اور لفظی ہے ورنہ خالق اور مخلوق کی صفات میں کیا مناسبت۔

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ازلی، ابدی، لامتناہی اور ذاتی ہیں۔

جبکہ مخلوق کی صفات محدود، متناہی اور عطائی ہیں۔

نسبت مجازی کے متعلق غیر مقلدین کا عقیدہ

لاہور سے ایک شخص نے مولوی عبدالقادر روپڑی (غیر مقلد) خطیب جامع مسجد

چونکہ والگراں کو ایک سوال ارسال کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

"قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ" ۔(پ ۱۳ سورۃ الرعد آیت ۱۶)

ترجمہ: "یعنی آپ کہہ دیجئے کہ خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی یکتا اور سب پر غالب ہے"۔

مگر دوسری جگہ قرآن کریم میں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ وہ مٹی سے پرندے خلق کرتے تھے۔ اَنِّىْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ (پ ۳ سورۃ آل عمران، آیت ۴۹) تو پھر عیسیٰ علیہ السلام پرندے خلق کرنے کی وجہ سے نہ نوں، جیسے تو شعبے بلکہ اللہ تعالیٰ جیسے ہوئے۔

غیر مقلدین نے اس کا جو جواب دیا ہم اس بحث سے خلاصہ نقل کرتے ہیں حافظ ثناء اللہ مدنی غیر مقلد جواب میں لکھتے ہیں: صفات الٰہیہ میں سے بعض ایسی صفات بھی ہیں جو بندوں اور خالق کے درمیان مشترک نظر آتی ہیں۔ مثلاً علم، سمع، بصر، رویت، ید وغیرہ وغیرہ لیکن یہ اشتراک صرف ظاہری اور لفظی ہے ورنہ بندے کی طرف ان کی اضافت اس کے مناسب حال عجز کے اعتبار سے ہے۔ اور خالق کائنات کی طرف ان کی نسبت اس کے کمال کے اعتبار سے ہے۔ قرآن کریم میں ہے "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" "اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے (اور) انسان کے بارے میں ہے۔ جَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا" تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔

(ملاحظہ ہو تنظیم اہلحدیث لاہور شمارہ ۱۵، جولائی ۱۹۸۸ء، صفحہ نمبر ۵)

نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے:

اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "واذ تخلق من الطين" الخ میں پیدا کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازاً کی گئی ہے، پس اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے درخواست کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردے کو زندہ کریں تو شرک اکبر نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص زندہ ولی یا نبی، یا ولی کی

روح سے یہ درخواست کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ولد دے یا اس کی بیماری کو دور کردیں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا۔ (ہدیۃ المہدی (عربی) صفحہ نمبر ۹ حاشیہ طبع سیالکوٹ)

مخلوق پر عطائے ربانی کا انکار... نصوص قرآنیہ کا انکار ہے

رب کائنات ارشاد فرماتا ہے

"وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" ۔(سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳)

ترجمہ: "اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے (ہماری راہ) خرچ کرتے ہیں"۔(بیان)

"وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ" ۔(پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۵۵)

ترجمہ: "اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک اور (تمہارے) مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا دیجئے ان صبر کرنے والوں کو"۔(البیان)

"قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ" ۔(پ ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: "کہئے اے اللہ ملک کے مالک تو سلطنت دیتا ہے جسے چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہے"۔(البیان)

"وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ" ۔(پ ۲۱ سورۃ لقمان آیت نمبر ۲)

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی"۔(البیان)

"يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا" ۔(پ ۲۵ سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۴۹، ۵۰)

ترجمہ: "جسے چاہے بیٹیاں دے دے اور جسے چاہے بیٹے عطا فرمادے یا (کسی کیلئے) جمع کردے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کردے"۔(البیان)

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" ۔

(پ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۷)

ترجمہ "اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو" ۔(البیان)

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ" ۔(سورۃ النور آیت نمبر ۵۵)

ترجمہ "اللہ نے وعدہ فرمایا ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے کہ انہیں زمین میں ضرور ضرور خلافت دے گا جس طرح ان لوگوں کو خلافت دی جو ان سے پہلے تھے" ۔(البیان)

"أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ" ۔(پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۵)

ترجمہ "یقیناً زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے" ۔(البیان)

"وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا" ۔

(پ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ "اور تمہاری سب مانگی ہوئی چیزوں میں سے تمہیں (بہت کچھ) دیا اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں گن نہ سکو گے" ۔(البیان)

"الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝" ۔

(سورۃ الرحمن آیت ۱تا۴)

ترجمہ "رحمن نے (رسول کل علم والا نبی کو) قرآن تعلیم فرمایا (اپنے محبوب رسول کامل) انسان کو پیدا کیا انہیں (علوم قرآن کا) بیان سکھایا" ۔(البیان)

"الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ" ۔(سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۹)

ترجمہ "سب خوبیاں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے" ۔(البیان)

"وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ" ۔(پ۲۳ سورۃ ص آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ "اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمائے" ۔(البیان)

"وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هٰرُونَ نَبِيًّا" ۔

(پ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۵۳)

ترجمہ "اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون نبی عطا فرمائے" ۔(البیان)

نبوت کو ہبہ ربانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بھی بیان کیا گیا ہے۔

"فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا" ۔(پ۱۹ سورۃ شعراء آیت نمبر ۲۱)

ترجمہ "میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا" ۔(البیان)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری (غیر مقلد) اسم وہاب کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا آیات (۲۱،۲۰،۳) پر غور کرنے سے واضح ہو گیا کہ اسم "وہاب" کے ساتھ رحمت کا ذکر ضروری ہے۔ اور غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ رب العالمین کی عطایا و نعم کا مدار اس کی رحمت ہی پر ہے اور رحمت ہی سے صفت وہابیت کا ظہور ہوتا ہے۔

وہاب وہ ہے کہ عطائے صوری و معنوی اور علیات دینی و دنیوی و اُخروی کا مالک وہی ہے۔ یہی اسم بتاتا ہے کہ بندہ کے پاس اس کے گھر کی کوئی شے نہیں، جو کچھ ہے سب الٰہی، جود و عطا الٰہی کا نتیجہ ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ صفحہ نمبر ۹۰ طبع لاہور)

رسول اللہ ﷺ کا جود و کرم اور سخاوت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ ﷺ نے انکار کیا ہو۔

(سنن دارمی صفحہ نمبر ۲۹ طبع کراچی)

(کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۷۷ جلد ۱ طبع لاہور ۱۹۸۰)

۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بڑے حیادار تھے
آپ (ﷺ) بڑے حیادار تھے آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو ضرور دیتے تھے۔
(سنن دارمی، صفحہ نمبر ۲۶ طبع کراچی)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سخاوت مثل
جواب نہیں اور رمضان المبارک میں تو آپ ﷺ کا دریائے کرم انتہائی طغیانی پر آجا
تھا۔ جب جبرئیل علیہ السلام آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ کو تیز چلنے والی ہوا
زیادہ سخی دیکھتے۔

﴿کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۸۷ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء﴾

﴿مسلم کتاب الفضائل صفحہ نمبر ۲۵۳ جلد ۲﴾

۴۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا سونا مرحمت فرمایا کہ وہ ا
اٹھا نہ سکے۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۸۷ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

۵۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بارگاہِ رسالت مآب میں نوے (۹۰) ہزار درہم پیش
کیے گئے۔ آپ (ﷺ) نے ایک چٹائی پر رکھوایا اور تقسیم فرمانے لگے، جب آپ
ﷺ سارے درہم تقسیم فرما چکے تو اس کے بعد ایک سائل آیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ
ہمارے نام پر اپنی ضرورت کی چیزیں خرید لو، جب کسی جانب سے مال آئے گا
تمہارے قرضے کی ادائیگی ہم کردیں گے۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے
کہ یا رسول اللہ ﷺ! جس کام کی استطاعت نہیں وہ اللہ نے ضروری قرار نہیں دیا۔
کریم ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ایک انصاری عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ (ﷺ)
آپ خرچ کرتے جائیں کیونکہ مالک آپ کو مال کی کمی کا اندیشہ کبھی لاحق نہیں ہو
دے گا۔ یہ بات سماعت فرما کر آپ ﷺ مسکرائے اور چہرۂ انور سے بشاشت کے آثار
جھلکنے لگے اور فرمایا کہ مجھے یہی حکم ملا ہے۔ (رواہ الترمذی)

۶۔ حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک طباق میں
تازہ کھجوریں اور چھوٹی چھوٹی ککڑیاں بارگاہِ رسالت میں پیش کیں آپ نے مجھے

... سونا مرحمت فرمایا۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۹۷ جلد اول طبع لاہور)

۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی آنے والی کل کیلئے ذخیرہ
نہ کرتے تھے۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۹۷ جلد اول طبع لاہور)

۸۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے زمین میں
... آپ کی کنیت ابوبکر اور اسم گرامی محمد بن مسلم بن عبیداللہ ہے۔ زہری آپ کا مشہور
... وطن مدینہ منورہ ہے۔ تابعی محدثین میں آپ بہت ہی جلیل القدر عظیم المرتبت
... اور علم حدیث میں اپنے دور کے مشہور متقی و امام ہیں۔ امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے
... نے سوال کیا کہ آپ کی نظر میں سب سے بڑا عالم دین (موجودہ دور) میں کون
... زہری رحمۃ اللہ علیہ آخری عمر میں مدینہ منورہ سے منتقل ہو کر شام میں سکونت اختیار
... ۱۲۴ھ میں انتقال ہوا۔ (اسماء رجال الحدیث صفحہ نمبر ۱۱۱ طبع لاہور)
... گھر والوں (کی بستیوں تک) کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اس مال کا
... دینے میں کسی کو نہ پایا۔ (سنن دارمی صفحہ نمبر ۲۴ طبع کراچی)

۹۔ ابو محمد (دارمی) کہتے ہیں کہ ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب آپ کے پاس کوئی
... ہوتی تھی تو وعدہ کرتے تھے۔ (سنن دارمی صفحہ نمبر ۲۴ طبع کراچی)

۱۰۔ قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی سخاوت کا یہی عالم اعلان
... سے پہلے بھی تھا۔ ورقہ بن نوفل کہا کرتے تھے کہ آپ (ﷺ) ہماری کنبے والوں
... لوگوں کی کفالت فرماتے اور محتاج لوگوں کیلئے مال کماتے۔

(کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۸۷ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۰ء)

۱۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے
... میں جس شے کا سوال کیا جاتا، آپ ضرور عطا فرماتے۔ ایک شخص آپ کی بارگاہ
... میں حاضر ہوا اور آپ (ﷺ) سے سوال کیا تو آپ نے اس کو صدقہ کی بھیڑ
... سے بھری ہوئی وادی عطا کردی۔ وہ اپنی قوم کی طرف لوٹا اور ان سے کہا اے
... قوم حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤ کیونکہ محمد (ﷺ) اتنا بخشتے ہیں اور عطا کرتے ہیں کہ

آپ کو اپنے فقر و فاقہ کا سرے سے اندیشہ ہی نہیں ہوتا۔

(الوفا از علامہ ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) صفحہ نمبر ۴۹۸)

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبیب خدا ﷺ کل کیلئے کوئی
کر کے نہیں رکھتے تھے۔ (الوفا از علامہ ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) صفحہ نمبر ۴۹۸ مطبع لاہور)

۱۳۔ حضرت ہارون بن رباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارگاہ اقدس میں ستر (۷۰) ہزار درہم پہنچے اور یہ مال تمام اموال سے زیادہ تھا جو کسی وقت بھی بارگاہ اقدس میں لائے گئے، آپ (ﷺ) نے ان کو چٹائی پر رکھ، پھر تقسیم فر، اور جو سائل بھی آیا اس کو عطا فرمایا، حتیٰ کہ سب تقسیم فرمایا اور ایک درہم بھی باقی نہ

(الوفا از علامہ ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) صفحہ نمبر ۴۹۸)

قارئین کرام ان تمام گزارشات کو اپنے ذہن میں رکھیں تاکہ آپ آگے کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

داتا گنج بخش

حل لغات: داتا: سخی۔ گنج: خزانہ۔ بخش: بخشنے والا، دینے والا۔

یہ حضرت سید علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۵ھ) کا مشہور لقب بطور مجاز ان کی طرف نسبت ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم چند ایک معروضات پیش کرتے ہیں۔

رب کائنات ارشاد فرماتا ہے

"وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ"۔ (پ ۱ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳)

"یعنی متقی لوگوں کی یہ بھی ایک نشانی ہے کہ وہ ہمارے دیئے ہوئے رزق (ہماری خوشنودی) کیلئے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی اکرم ﷺ سے مانگی گئی ہو اور آپ ﷺ نے انکار کیا ہو۔ (سنن دارمی صفحہ نمبر ۲۲ مطبع کراچی)

چونکہ اولیاء اللہ قرآن کریم اور اسوۂ رسول (ﷺ) کی عملی تفسیر ہوتے ہیں، اس لئے سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ میں سخاوت کا غلبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔

بعض صحابہ کرام اور تابعین اپنے بعض اوصاف کی وجہ سے دوسرے صحابہ کرام اور تابعین میں منفرد نظر آتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت۔

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت۔

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت۔

۴۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت، مشہور و معروف ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کو فقیہ امت کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو حکیم الامت کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

تابعین میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو تاریخ ثانی عمر (رضی اللہ عنہ) کے نام سے یاد کرتی ہے۔

چونکہ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بے حد سخی تھے۔ جو سائل در پر آیا، حتی المقدور اس کی امداد و استعانت فرمائی، مصائب و آلام میں گھرا ہوا اگر کوئی آیا تو اس کیلئے دست بدعا ہوئے تو رب العزت نے اپنے وعدہ (لان سالنی لاعطینہ) کے مطابق دعا کو شرف قبولیت بخشا، تو اس کے رنج و الم دور ہو گئے۔ یہ بڑی ہمت عالی ہے جو کہ اللہ نے اپنے خاص محبوب بندوں کو ایک نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے، جیسا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے بنی آدم! میں جس چیز کو "ہو جا" کا حکم دیتا ہوں، وہ ہو جاتی ہے، جب تم میرے فرمانبردار اور تابع بن جاؤ گے تو تمہیں بھی ایسا ہی بنا دوں گا کہ تم بھی جس شے کو کہو گے ہو جائے گی، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے کثیر انبیاء و اولیاء اور خاص بندوں کو اس نعمت سے نوازا ہے۔

(فتوح الغیب صفحہ نمبر ۴۲ مطبع لاہور)

مشیت ایزدی کے تحت مصائب کو دور فرمایا، اگر کوئی عرفانِ الٰہی کا پیاسا آیا تو اس کی پیاس بجھائی، اگر کوئی سالک آیا تو اس کو عارف بنا دیا۔ (لاہور) اور اس کے گرد و نواح کے لاتعداد افراد دولتِ ایمان سے مشرف ہوئے۔

اس لئے آپ لوگوں میں حضرت داتا گنج بخش کے لقب سے مشہور ہوئے اور آپ کا یہ لقب آپ کے فیضِ سخاوت کی عکاسی کرتا ہے (اس لقب کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے یاد رہے کہ آپ کا یہ وصف حادث، متناہی اور عطائی ہے جبکہ خالقِ کائنات کا یہ وصف قدیم، غیر متناہی اور ذاتی ہے۔ اس لئے اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اور اولیاء اللہ کے اوصاف کا انکار کرنا جہالت و گمراہی ہے۔ اللہ، اللہ ہے، بندہ بندہ ہے دونوں کو اپنے اپنے مقام پر سمجھنا اور اس پر ایمان لانا صراطِ مستقیم ہے۔ نیز حضرت سید علی ہجویری پر (یہ لفظ داتا گنج بخش) بطور مجاز استعمال ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں یہ لقب آپ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے عطا کردہ ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

جب خواجہ بزرگ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حصولِ مقاصد کے بعد قطبیت ہندوستان کی خلعت سے سرفراز ہوئے تو آپ حضرت سید علی ہجویری کے مزار گوہر بار پر حاضر ہوئے۔ چلہ فرمایا (چلہ گاہ اب تک موجود ہے)۔ رخصت کے وقت آپ کے مزار کی طرف منہ کر کے فرمایا۔

گنج بخش ہر دو عالم مظہرِ نورِ خدا
کاملاں را پیرِ کامل ناقصاں را راہنما

اسی دن سے آپ کا لقب گنج بخش مشہور ہو۔

(خزینۃ الاصفیاء صفحہ نمبر ۲۷، ۱۷۵ (اردو) طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اولیاء کاملین میں ہوتا ہے جن کی بدولت ہندوستان کے علاقہ راجپوتانہ میں اسلام کی شمع فروزاں ہوئی۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری (غیر مقلد) لکھتا ہے۔

سید معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶ رجب ۶۳۲ھ) وہ بزرگ ہیں جنہوں نے یوپی، راجپوتانہ، دکن، بہار میں تنظیم کے ساتھ سلسلہ تبلیغ شروع کیا۔

(رسائل عشرہ المعروف گلدستہ مضامین صفحہ نمبر ۱۹۵ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (غیر مقلد) لکھتا ہے۔

معین الدین چشتی، سنجری زبدۃ الاولیاء وقدوۃ الاصفیاء از غایت شہرت محتاج۔

(شمع انجمن صفحہ نمبر ۴۲۴)

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے:

راجپوتانہ (ہندوستان) میں اسلام کی اشاعت حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے ذریعہ ہوئی۔ آپ متبع سنت تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۵ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

امیر حمزہ میں اگر جرأت ہے تو خواجہ معین الدین چشتی کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں جنہوں نے سید علی ہجویری کو یہ لقب دیا ہے اگر لقب شرکیہ ہے تو خواجہ معین الدین کو ولی کامل تسلیم کرنے والے علمائے غیر مقلدین کو کس صف میں شمار کرو گے، مسلمان یا مشرک؟

قاضی محمد سلیمان منصور پوری (غیر مقلد) جو کہ ایک جید عالم اور فاضل شخصیت تھے اور قرآن کریم کی حقیقت ومجاز کی اصطلاحوں سے بخوبی واقف تھے، اسی لئے موصوف نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت سید علی ہجویری کو اسی لقب (یعنی گنج بخش) سے یاد کیا ہے۔ قاضی صاحب نے ۳۰ مارچ ۱۹۲۹ء میں انجمن اہلحدیث لاہور کے جلسہ میں یہ خطاب کیا۔ جس کا عنوان تھا "اسلام فی الہند" یعنی ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا۔

خطاب کرتے ہوئے کہا مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جو عوام کی زبان پر داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں۔ لاہور میں پانچویں صدی میں آ پہنچے تھے۔ اور ان کی تبلیغ سے پنجاب کے دو حصوں کا سلسلہ ایمان کو شوالک اور ملتان تک پہنچ گیا۔

(رسائل عشرہ المعروف گلدستہ مضامین صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

مولوی عبدالستار غیر مقلد لکھتا ہے

وچہ کتاب الٰہی دے حضرت گنج بخش فرمایا
اسرائیلیاں تھیں اک زاہد زہد کمال کمایا

(اکبر محمدی مصنفہ مولوی عبدالستار صفحہ نمبر ۱۱ طبع ۱۱)

کیا قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولوی عبدالستار، حضرت سید علی ہجویری کو گنج بخش کہہ کر مشرک ہوئے یا مسلمان ہی رہے؟

امیر حمزہ کی پیش کردہ درج ذیل آیت کا صحیح مفہوم

"قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ"۔ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۰) (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۸۶)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: "آپ فرما دیجئے کہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں"۔

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ آپ کہہ دیں، میں نہیں کہتا، میرے پاس خزانے ہیں۔ اللہ کے اور میں غیب نہیں جانتا، تحقیق ان کلمات سے مراد آنحضرت ﷺ کی تواضع اور کسر نفسی ہے اور خضوع و عبودیت کا اقرار کرنا ہے تاکہ مسلمان قوم نصاریٰ کی طرح یہ اعتقاد نہ کریں۔ جیسے انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو (خدا کا بیٹا) کہہ دیا

(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۲۲ جلد ۱۲ زیر آیت قل لا اقول ...)

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں۔

کہ اس آیت سے مراد تواضع اور کسر نفسی اور اعتراف عبودیت ہے۔

(تفسیر خازن صفحہ نمبر ۱۶ جلد ۲)

یعنی حضور پرنور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سارے خزانے میرے قبضہ میں ہیں، خود بخود جیسے چاہوں، ان میں تصرف کروں میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی

مشیت کے تحت ان میں تصرف کرتا ہوں، اور آیت کریمہ۔ ان اتبع الا ما یوحی الی (نہیں پیروی کرتا میں مگر اسی کی جو بھیجی جاتی ہے میری طرف) اس پر دلیل ہے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری (غیر مقلد) اسم "وہاب" کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ یہی اسم (وہب) جو بتلاتا ہے کہ بندہ کے پاس اس کے گھر کی کوئی چیز نہیں، جو کچھ ہے سب داد الٰہی اور جود نامتناہی کا نتیجہ ہے۔ (شرح اسماء حسنیٰ صفحہ نمبر ۹۹ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے پاس جو خزانے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں (جیسے کہ آپ کی شان کے لائق تھے) متناہی اور حادث ہیں۔

حضور پرنور سید دو عالم ﷺ نے فرمایا

میں تمہارے لئے سامان آخرت تیار کرنے کیلئے تم سے آگے جا رہا ہوں۔ میں اس وقت بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں یا فرمایا زمین کی چابیاں (عطا کی گئی ہیں) الخ۔

(بخاری صفحہ نمبر ۵۸۵ جلد ۲ مطبوعہ دہلی مکتبہ رشیدیہ)

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں

"واعطی من کنز العرش ولم یعط منه احد"۔ (الخصائص الصغریٰ صفحہ نمبر ۹ طبع ...)

ترجمہ: "حضور ﷺ کو عرش کے خزانے عطا کیے گئے جو آپ کے علاوہ کسی کو عطا نہیں ہوئے"۔

نیز امام موصوف فرماتے ہیں۔

آپ کو چار وزراء عطا ہوئے ہیں، حضرت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما۔

(خصائص صغریٰ (اردو) صفحہ نمبر ۱۰ طبع ... ۱۴۰۶ھ) (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۳۰ جلد ۳ (مترجم))

معلوم ہوا کہ رب کائنات نے آپ کو زمین و سما کی سلطنت عطا فرمائی ہے کیونکہ وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ھ) اطاعت الٰہی کرنے والے افراد کے متعلق لکھتے ہیں:

کہ ان کو بیس (۲۰) نعمتیں دنیا میں عطا کی جاتی ہیں جن میں سے اٹھارویں نعمت زمین کے خزانوں کی ملکیت ہے۔ وہ جب بھی ارادہ کرے زمین پر ہاتھ رکھتا ہے تو اسے خزانے مل جاتے ہیں، جب اپنے پاؤں زمین پر مارتا ہے تو ضرورت کے وقت پانی کے چشمے بہنے لگتے ہیں، وہ جہاں بھی اترتا ہے اگر اس کا ارادہ ہو تو کھانا بھی مل جاتا ہے۔

(منہاج العابدین صفحہ نمبر ۳۳۹ (اردو) طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء اللہ کا یہ مقام ہے تو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتوں، عظمتوں اور بلندیوں کا کون احاطہ کر سکتا ہے۔

غریب نواز اور داتا کا مفہوم

حل لغات: غریب نواز: غریبوں پر مہربانی کرنے والا۔

داتا: دینے والا، سخی

حقیقی طور پر خداوند قدوس ہی غریب نواز اور داتا ہے۔ لیکن جب مخلوق کی طرف ان الفاظ کی نسبت ہوگی تو وہ نسبت مجازی ہوگی۔ کیونکہ مخلوق کے پاس جو کچھ ہے وہ عطائے ربانی (رب کا دیا ہوا) ہے۔

حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حقیقت میں جواد اور سخی وہ ہے جو بلا غرض دے اور یہ امر آدمی سے محال ہے بلکہ حق تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ لیکن جو آدمی ثواب آخرت ہی پر اکتفا کرے تو ہم سے مجازاً سخی (داتا غریب نواز) کہہ سکیں گے۔ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۴۲۹ (مترجم) طبع لاہور)

جب یہ معلوم ہو گیا کہ مخلوق کے پاس جو کچھ ہے خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عطا میں سے مخلوق پر خرچ کرنے کو متقین (پرہیزگاروں) کی علامت بتایا ہے۔

"وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" ۔ (پ ۱ البقرہ آیت نمبر ۳)

ترجمہ: "اور اس سے جو ہم نے انکو دیا خرچ کرتے ہیں"۔

نیز مخلوق پر خرچ کرنے کے اجر کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں ارشاد فرمایا:

"مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ" ۔ (پ ۳ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۱، ۲۶۲)

ترجمہ: "مثل ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی سی ہے جس نے سات بالیں اگائیں ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ بڑھا دیتا ہے جس کیلئے چاہے اور اللہ بڑی وسعت والا بہت علم والا ہے جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد نہ احسان جتائیں اور نہ تکلیف دیں ان کیلئے ان کا ثواب انکے رب کے پاس ہے"۔ (البیان)

چونکہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بے حد غریبوں پر رحم فرمانے والے اور حق لمقدور ان کی امداد و معاونت فرماتے تھے اس لئے غریب نواز کے لقب سے مشہور ہوئے۔ یاد رہے آپ کا یہ وصف عطائی، متناہی اور حادث تھا۔ شرک جب ہوگا جبکہ مخلوق میں یہ وصف ذاتی، لامتناہی اور قدیم مانا جائے۔ جب ہمارا یہ مسلک ہی نہیں تو خواہ مخواہ اہلسنت کو مشرک کہنا کہاں کی دانشمندی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان میں سے ایک اس کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(صحیح بخاری صفحہ نمبر ۳۹۳ جلد ۳ (مترجم) طبع لاہور)

(ف) یعنی کسی نے کسی کو کافر کہا اور وہ کافر نہ تھا تو کفر اسی پر لوٹ جائے گا۔

خواجہ غریب نواز کا لنگر

شیخ محمد اکرم قدوسی لکھتے ہیں:

کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر میں اس قدر طعام پکتا تھا کہ سارے شہر کے

غرباء ومساکین سیر ہو کر کھاتے تھے۔ (اقتباس ملفوظات صفحہ نمبر ۲۷ تا ۱۲۲ تالیف ۱۱۳۰ھ طبع لاہور ۱۹۹۳ء)

غوث اعظم

حل لغوت۔ غوث۔ فریادرس، بزرگی کا ایک درجہ۔ اعظم بہت بڑا۔

(فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۳۴۳، ۲۵۰ (اسلام آباد ۱۹۸۹ء)

غوث اعظم، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مقام و درجہ کی طرف اشارہ ہے جس طرح اس کائنات کا ایک ظاہری نظام ہے۔ اسی طرح ایک باطنی نظام ہے۔ جس میں مختلف عہدوں پر اولیاء اللہ متعین ہیں۔ ان درجوں میں سے ایک درجہ (عہدہ) غوث کا ہے اور ان کی تعداد مختلف ادوار (زمانوں) میں کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ ان اغواث (غوث کی جمع) کے اوپر جو بزرگ نگران ہوتا ہے۔ اس کو غوث اعظم کہتے ہیں جس طرح ظاہری نظام میں صوبہ پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ کے وزراء (وزیر کی جمع) پر میاں نواز شریف اپنے دور میں نگران تھے اور انہیں وزیر اعظم کہا جاتا تھا۔

یاد رہے جہاں ولایت کی انتہا ہوتی ہے، وہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور خالق کائنات اپنے ہر وصف کے لحاظ سے لامتناہی ہے۔ ازلی وابدی ہے اس لئے سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث اعظم کہنے کا یہ ہرگز ہرگز مقصد نہیں کہ وہ "نعوذ باللہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا خداوند قدوس سے بھی بڑے ہیں۔ جس کا یہ عقیدہ ہو، وہ مشرک و کافر ہے اسے توبہ کرنی چاہیے۔ نیز شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مقام کا انکار کرنا بھی گمراہی و بے دینی ہے۔

چونکہ نظام باطنی کا تعلق، باطن سے ہے اس لئے اس کے اثبات کیلئے علماء باطن کی شہادتیں معتبر و مستند ہوں گی۔

حضرت سید علی ہجویری لاہوری المعروف داتا گنج بخش (متوفی ۴۶۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زمانہ ماضی میں ہم سے پہلے بھی اولیاء گزرے ہیں اور آج بھی موجود ہیں اور

قیامت تک ہوتے رہیں گے ... (ان میں بعض لوگوں کی ظاہری اصلاح کرتے ہیں) لیکن چار اولیاء اللہ مشکلات کو حل کرنے والے ہیں (یعنی لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اذن سے مشکل کشائی کرتے ہیں) اور حل شدہ کو بند کرنے والے ہیں، بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکری ہیں اور وہ تین سو افراد ہیں ان کو اخیار کہتے ہیں چالیس اور ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں، سات اور ہیں جن کو ابرار کہتے ہیں، چار اور ہیں ان کو اوتاد کہتے ہیں، تین اور ہیں ان کو نقباء کہتے ہیں ایک اور ہوتا ہے جسے قطب یا غوث بھی کہتے ہیں... الخ۔

(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۰۵، ۲۰۶ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں۔

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران (تدبیر کرنے والے) اور جہان برگزیدہ حضرت ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اس کا حل و عقد، بسط و کشاد ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ جہاں کیلئے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف ہیں۔

(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۱۷ طبع لاہور)

حضرت سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر غوث و قطب جو اصحاب تصرف ہیں جو کام یا تصرف بھی کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے کرتے ہیں، مگر پھر بھی اسے رسالت و نبوت نہیں کہا جاتا، مگر اکثر لوگ یہ بات نہیں سمجھتے۔ (ابریز (مترجم) صفحہ نمبر ۳۱۷ طبع لاہور)

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اہل تصرف (اولیاء کرام) بہت طرح کے ہیں۔ بعض ماذون و مختار ہیں۔ حق تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔

(ارشادات رحیمیہ از شاہ عبدالرحیم دہلوی صفحہ نمبر ۳۳ طبع دہلی ۱۳۳۳ھ)

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی ایک عظیم جماعت دنیا میں اس خدمت پر مامور ہے کہ ان کو عالم بالا سے جیسے الہام ہوتا ہے اس کے مطابق انسان اور دیگر حیوانات کے دلوں میں اپنی تاثیر

سے مختلف ارادے اور خیالات پیدا کرتے رہتے ہیں جو مقصود قدرت کے مناسب ہوتے ہیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ بحوالہ مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم صفحہ نمبر ۲۷ دفتر اول حصہ دوم از مولوی نذیر عرشی)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے تحت شارح مثنوی مولانا روم مولوی محمد نذیر عرشی لکھتے ہیں۔

اسی طرح بعید نہیں کہ فرشتوں کی طرح اولیاء کو بھی قدرت الٰہیہ نے کسی قدرت پر مامور فرمایا ہو۔

نیز لکھتے ہیں

اولیاء اللہ کی دو جماعتیں ہیں ایک وہ ہیں جن کے سپرد خلق اللہ کی ہدایت وارشاد، قلوب کی اصلاح نفوس کی تربیت اور قرب حق حاصل کرنے کی تعلیم ہے۔ یہ اہل ارشاد کہلاتے ہیں۔ دوسرے وہ حضرات ہیں جن کے متعلق معاش خلق کی اصلاح اور امور دنیا کا انتظام اور دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن اللہ ان امور میں تصرف کرتے ہیں ان کو اہل تکوین کہتے ہیں۔ ان کے کاروبار ان ملائکہ کی طرح ہیں جن کو مدبرات الامر فرمایا گیا۔۔۔ الخ

(مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۲۳، ۲۴، ۲۷ دفتر اول حصہ دوم طبع لاہور)

امیر حمزہ کے چچا زاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کے متعلق خدمت ارشاد، ہدایت واصلاح قلوب وتربیت نفوس وتعلیم طرق قرب وقبول عند اللہ ہے، اور یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے ہیں دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش، انتظام امور وتدبیر ودفع بلیات ہیں کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن اللہ ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ ہو وہ دوسروں پر حاکم ہوتا ہے اس کو قطب التکوین کہتے ہیں اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام ہوتی ہے، جن کو "مدبرات

الامر" فرمایا گیا۔ (التکشف صفحہ نمبر ۹۳ طبع دہلی)

امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں

ملائکہ کی دو قسمیں ہیں ایک ملاء اعلیٰ، دوسرے مدبرات الامر۔ ملاء اعلیٰ کی شان اتحادی ہے جو کسی خاص قوم یا شہر کی اصلاح کیلئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ ان کی نظر تمام عالم کی اصلاح تمام بنی آدم کی خدمت پر ہے۔ لیکن مدبرات الامر میں سے ہر یک ایک معین کارخانے پر عامل ہے، اور ان کی ہمت اس کام کیلئے صرف ہوتی ہے۔ کوئی ان سے کارخانہ ابر وباد پر عامل ہے، کوئی ارحام کے اندر صورت وشکل بنانے پر، کوئی بنی آدم کی حفاظت پر مامور ہے۔ ایسا ہی ان بزرگوں میں سے بعض تو کسی قوم کے متعلق حال کی اصلاح پر مامور ہیں ان شہر یا قوم کیلئے مخصوص نہیں۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام اور ابدال و دیگر افراد ہیں۔ مگر بعض دوسرے کسی خاص قوم یا کسی خاص لشکر یا شہر سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسا کہ قطب نجباء اور نقباء ان کو اہل خدمت سے کہتے ہیں پس اول قوم تو ملاء اعلیٰ کی نائب ہے اور دوسری قوم کا۔۔ الخ (منصب امامت صفحہ نمبر ۱۱۳، ۱۱۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

نیز لکھتے ہیں

امامت خفیہ (باطنی) انبیاء علیہم السلام کے مناصب وجاہت ومقامات ولایت کے ساتھ مشابہت کا حصول ہے اور عموماً سیادت جسے وساطت کہا جاتا ہے، رب العزت اور بندوں کے درمیان حصول فیوض غیبی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ باوجود یہ لوگ ہدایت کیلئے مبعوث نہیں ہوتے پس ضروری ہے کہ یہ وساطت حصول فیض تکوینی کیلئے متحقق ہوتی ہے۔ نہ کہ فیض تشریعی کیلئے۔ پس حکیم مطلق ان کو تصرفات کونیہ میں واسطہ بناتا ہے۔ مثلاً نزول بارش و پرورش اشجار، سرسبزی و نباتات وبقائے انواع حیوانات و آبادی قریہ وامصار، تقلب احوال و اوزار و تحویل فصول وادوار، سلاطین وانقلاب حالات اغنیاء ومساکین، ترقی وتنزل مقادیر و کبار، اجتماع وتفریق جنود وحسب کرہ، و دفع بد و دفع وباء وغیرہ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ملک شام میں چالیس ابدال ہوں گے جب ان میں سے کوئی شخص وفات پا جاتا

ہے تو اللہ تعالیٰ کسی اور شخص کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ہے ان کی برکت سے مینہ برستا ہے دشمنوں پر فتح ہوتی ہے۔ انہیں کی برکت سے شام والوں پر عذاب نہیں آتا۔

ان کی وساطت امور مذکورہ میں تین طرح سے ثابت ہوتی ہے۔

اوّل نزول برکت۔

دوم عقد و همت۔

سوم اوراد و ہمم۔

۱)۔ نزول برکت کی مثال یوں سمجھئے مثلاً اللہ تعالیٰ نے آفتاب کے جسم کو باعث ... عالم اور دافع تاریکی بنایا ہے۔ اگرچہ اشراق عالم میں نور کا پھیلانا اور روئے زمین ... سیاہی کا دور ہونا محض خدائے جل جلالہ کی قدرت کاملہ سے ہے اگر کوئی آفتاب کے نور ... خالق نور سمجھے گا تو کافر ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عادت اسی طرح جاری ہے کہ ... وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے تو تمام روشن (جہان) ہو جاتا ہے۔

۲)۔ اس طرح مقربان بارگاہ ملائکہ میں کہ جن کا وجود بمنزل آفتاب کے ہے ... چرخ ملکوت اوج پر چمکتا ہے۔

۳)۔ اور اس طرح چاند سے جبروت میں جو شب درخشاں ہے۔ ان تمام ... ساتھ غیب سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے۔ جو اصلاح عالم، انتظام بنی آدم، گردش ایام ... تغیرات حادثات زمانہ کا سبب ہوتا ہے۔ پس جو کچھ تغیرات و انقلاب طرف عالم بنی ... آدم میں پیدا ہوتے ہیں کوئی بھی ان کی قدرت سے نہیں ہوتے اور نہ ان میں بذ... کسی تصرف کی طاقت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تصرف عالم کے آثار کی قدرت ... فرما کر بنی آدم کے کاروبار ان کے سپرد کر دیئے ہیں پس یہ بحکم خدا اپنی طاقت ... کرتے اور گویا گوں تصرفات اور رنگارنگ عالم کون میں ظاہر کرتے ہیں ...الخ

نیز لکھتے ہیں ظہور اثر کی تفصیل یوں ہے کہ ان بزرگوں کا سینہ صاف و درخشاں ... شیشے کی مانند ہے جو انعکاس نور غیبی سے سر بسر درخشاں اور فیض خداوندی سے تمام عالم ... نور افشاں ہے عالم تقدیر میں جو کچھ مقدر ہوتا ہے اور ارادۂ ربانی اس کے صدور ...

ے متعلق ہوتا ہے تو اس چیز کے وجود کی خواہش ان کے صاف دلوں میں جوش مارتی ہے اور اس کے ظہور کیلئے دست بدعا ہوتے ہیں تو ان کی دعا درگاہ رب العزت میں قبول ہوتی ہے۔ ...الخ (منصب امامت صفحہ نمبر ۱۱۱ تا ۱۱۳ (تلخیصاً) طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

اس تمام تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ظاہری نظام کی طرح ایک روحانی (باطنی) نظام ہے جس میں اولیاء اللہ مختلف عہدوں پر متمکن ہیں ان میں ایک درجہ غوث کا بھی ہے اور ان تمام اغواث پر ایک نگران اعلیٰ ہوتا ہے جس کو غوث اعظم کہا جاتا ہے۔ (یعنی یہ ایک بزرگ کا درجہ ہے)۔

حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی غوثیت (یعنی آپ کا یہ عہدہ) قیامت تک برقرار رہے گا۔ اس لئے آپکو اولیاء کی جماعت میں ''غوث اعظم'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف ''انتباہ فی سلاسل الاولیاء'' مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی کے صفحہ نمبر ۱۸ پر لکھا ہے۔

غوث الفردیہ شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی۔

صفحہ نمبر ۱۹ پر لکھا ہے: ''حضرت غوث''۔

صفحہ نمبر ۲۵ پر لکھا ہے: ''غوث الثقلین''۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری تصنیف ''ہمعات'' (فارسی) مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ ۱۹۶۴ء کے صفحہ نمبر ۶۲ پر لکھا ہے ''حضرت غوث جیلانی''۔

صفحہ نمبر ۸۳ پر لکھا ہے: ''حضرت غوث الاعظم''

نیز شاہ صاحب نے اپنی تیسری تالیف ''انفاس العارفین'' (فارسی) مطبوعہ ملتان کے صفحہ نمبر ۳۲ پر ایک مرتبہ ''غوث الاعظم''

صفحہ نمبر ۳۵ پر دو مرتبہ ''غوث الاعظم''

صفحہ نمبر ۳۸ پر تین مرتبہ ''غوث الاعظم''

صفحہ نمبر ۴۳ پر ایک مرتبہ ''غوث الاعظم''

صفحہ نمبر ۸۷ پر دو مرتبہ ''غوث الاعظم'' لکھا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "ملفوظات عزیزی" مطبوعہ کے صفحہ نمبر ۶۲ پر غوث الاعظم لکھا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" طبع لاہور کے صفحہ نمبر ۱۳۲، ۱۴۷ پر غوث الاعظم اور صفحہ نمبر ۱۶۶ پر غوث الثقلین لکھا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تک پہنچی اور جب بزرگوار تک پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور آئمہ مذکورین اور حضرت شیخ درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا اور اس راہ میں فیوض و برکات کا حصول جس کسی کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ ہی کے واسطہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا علی افق العلی لاتغرب

ترجمہ: "پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا اور غروب نہ ہوگا"۔ (مکتوبات (مترجم) جلد سوم مکتوب نمبر ۱۲۳)

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے آں جناب (سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ) کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور و نزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں آپ کے ہمعصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیاء کرام کیلئے حصول ولایت اور وصول فیض کا وسیلہ کبریٰ اور واسطہ عظمیٰ ہیں

(غوث الثقلین صفحہ نمبر ۱۱۹ از مولانا فقیر اللہ قادری)

نیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اگر ان امور کے پیش نظر سالک کو کسی خاص روح سے مناسبت ہو جائے اور وہاں سے اسے فیض پہنچے تو اس واقعہ کی اصل حقیقت غالباً یہ ہوگی کہ اسے یہ فیض یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے حاصل ہوا ہے یا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ

پدری نسبت سے یا اس سے فیض حضرت غوث اعظم کی نسبت سے ملا۔

(ہمعات اردو ترجمہ تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ تاریخ صفحہ نمبر ۱۴۷)

حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

جس کسی کو ظاہری، باطنی فیض حاصل ہو ہے، سیدنا غوث اعظم کی وساطت سے ہی ہو خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو، کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور و معتبر نہیں ہو سکتا۔

(الاقتباس الانوار صفحہ نمبر ۱۹۳ طبع لاہور سال تالیف ۱۱۳۰ھ)

مشکل کشا

بے شک ذات باری تعالیٰ ہی حقیقت میں مشکل کشا، اور بگڑی بنانے والا ہے اور اس کی یہ صفت ذاتی ازلی اور لامتناہی ہے۔ جب بندہ کی طرف سے اس کی نسبت ہوگی تو یہ مجازی، عطائی، حادث اور متناہی ہوگی۔ انبیاء و اولیاء کے پاس جو مشکل کشائی کی قوت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ ہے۔ اور یہ نفوس قدسیہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اذن کے تحت یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔

امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتا ہے

پس حکیم مطلق ان (اولیاء اللہ) کو تصرفات کو دیے میں واسطہ بناتا ہے مثلاً نزول بارش و پرورش اشجار، سرسبزی جنات و بقائے انواع حیوانات و آبادی قریہ و امصار و تقلب احوال ادوار و تحویل افعال و دور سلاطین و انقلاب حادثات، ملکی و مساکین اور رزق و دفع بیماری، اجتماع و تفرق جنود و حسب کرو دفع بلا و دفع دیو و غیرہ و بیماری۔

(منصب امامت صفحہ نمبر ۲۰ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

خط کشیدہ الفاظ میں جن افعال کا ذکر کیا گیا ہے کیا یہ مشکل کشائی نہیں تو اور کیا ہے؟

نیز مولوی صاحب لکھتے ہیں

پس جو تغیرات اور انقلابات، اطراف عالم یعنی آدم میں پیدا ہوتے ہیں، کوئی بھی ان کی قدرت سے نہیں ہوتے ورنہ ان میں بذاتہ کسی تصرف کی طاقت ہے بلکہ سب

انحضرت نے ان کو تصرفات عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کاروبار کے سپرد کر دیے ہیں پس یہ بحکم خدا اپنی طاقت صرف کرتے ہیں گویا گویا تصرفات رنگا رنگ تغیرات عالم کون میں پیدا کرتے ہیں۔ ...الخ

(منصب امامت صفحہ نمبر ۱۲۰ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں۔

کہ جب بندہ اطاعت الٰہی میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو سب نعمتیں عطا فرماتا ہے، جس میں سے بیسویں نعمت یہ ہے۔

"کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگتا ہے اس کو دیتا ہے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہے تو وہ جس طرح چاہے اس کی قسم کو پورا کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی ان میں سے پہاڑ کی طرف اشارہ کرے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے وہ زبان سے سوال کرنے کا محتاج نہیں اگر کسی کے دل میں کسی چیز کا خیال آ جاتا ہے تو وہ حاضر ہو جاتی ہے اور وہ ہاتھ سے بھی اشارہ کرنے کا محتاج نہیں ہوتا"۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۲۳۹ طبع کراچی ۱۹۷۳ء)

اللہ تعالیٰ نے (اپنے رسول کریم ﷺ کی زبان اقدس پر) فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے اور جن چیزوں کے ذریعے بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری طرف قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں۔ الخ۔ (مشکوٰۃ، کتاب الدعوات صفحہ نمبر ۱۹۷ مکتبہ رحمانیہ ملتان)۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۶۳ مجتبائی)

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہٗ (رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ کتاب البر والصلۃ والادب)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بہت لوگ پریشان بال غبار آلود دروازوں سے دھکیلے ہوئے رہتے ہیں کہ اگر خدا کے اعتماد پر کسی بات کی قسم کھا بیٹھیں تو وہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ مشکل کشا ایسا نام نہیں کہ جس کا استعمال قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص قرار دیا ہو، اور دوسروں کے لئے یہ نام استعمال کرنا شرک ہو، ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ لفظ خالق و مخلوق دونوں پر بولا جاتا ہے۔ البتہ خالق کیلئے استعمال کرنے میں اس کے جو معنی ہوتے ہیں، مخلوق کیلئے وہ معنی مراد نہیں ہوتے جس طرح رؤف، رحیم، کریم، سمیع، بصیر، مولیٰ وغیرہ متعدد الفاظ قرآن و حدیث میں خالق و مخلوق دونوں کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ اوراق گزشتہ میں اس مسئلہ پر ہم تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ"۔

(پ ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۷)

ترجمہ "اور ان کے بوجھ ان سے اتارتے ہیں اور (دور کرتے ہیں) ان سے گلے کے طوق جو ان پر تھے"۔ (البیان)

"كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ"۔

(پ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر)

ترجمہ (یہ) کتاب ہے ہم نے اسے آپ کی طرف نازل فرمایا کہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے اجالے میں لائیں"۔ (البیان)

کیا انسانوں کو ظلمت اور گمراہیوں سے نکال کر راہ ہدایت کی طرف لانا یہ انسانوں کی مشکل کشائی نہیں تو اور کیا ہے؟

ان آیات میں انسانوں کو مشکل سے نکالنے کی نسبت حضور نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔

فرقہ وہابیہ فقاہت کی نعمت سے محروم ہے اس لئے اس فرقہ کو فرقہ وہابیہ کہنا بجا ہوگا

اس فرقہ کے لوگ نہ ماننے پر آئیں تو کتاب و سنت کے دلائل کو بھی ٹھکرا دیتے ہیں

اور دانت نکلنے پہ آئیں تو تمباکو کو مشکل کشا مان لیتے ہیں۔

حکیم مولوی محمد عبداللہ وہابی غیر مقلد (آف جہانیاں منڈی، خانیوال) درج عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

تمباکو کی مشکل کشائی

سوالشافی: داڑھ کے درد سے جو تکلیف ہو کرتی ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے تمباکو داڑھ کیلئے تریاق کا حل ہے۔ گو درد داڑھ کیلئے مجرب نسخہ دانتوں کی بیماریوں میں عرض کر چکا ہوں' تاہم ذیل میں اپنی حکایت بیان کرتا ہوں جس سے نسخہ خود بخود نکل آئے گا۔

حکایت: ایک دن میں اپنے احباب کے ساتھ دریائے گھگر پر مچھلیوں کا شکار کھیلنے کیلئے چلا گیا، اچانک جبڑے کی داڑھ میں سخت درد ہونے لگا' خشک سالی خزاں کا دور تھا' دریا پر کوئی بوٹی میسر نہ آسکی' عجیب کشمکش اور پریشانی میں مبتلا تھا کہ خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ تمباکو کے گل ساختہ سے مشکل کشائی کا کام لیا جائے۔ چنانچہ حقے کی چلم سے گل سوختہ نکال کر داڑھ پر ملوایا گیا۔ پانی نکل کر بالکل آرام آگیا۔ (عکس ملاحظہ ہو) ﴿خواص تمباکو صفحہ نمبر ۸۴، ۸۵ طبع لاہور﴾

باب پنجم

احوال و آثار

حضرت سید ابو الخیر نولکھ ہزاری رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر پاک و ہند میں جن اولیاء کرام نے توحید و رسالت کی شمع فروزاں کی اور گم گشتگان راہ کو کفر و شرک کی دلدل سے نکال کر اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ان میں حضرت ابو الخیر نولکھ ہزاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی سرفہرست آتا ہے۔ آپ کا اصل نام سید مراد شاہ بخاری ولد سید عمر حسینی ہے جو کہ حضرت عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اوائل عمر میں جبکہ آپ کی عمر ۱۲ سال تھی والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ حضرت معصوم قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بڑے بھائی تھے اور سید ناگی سرور رحمۃ اللہ علیہ آپ کے تایا زاد بھائی تھے۔ آپ کا سلسلہ امام تقی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق آپ ڈیرہ غازی خاں کے قریب وجوہ میں موضع تکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور پھر طلب علم میں یمن کا رخ کیا اور علوم ظاہری سے مالا مال ہوئے۔ اور سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے قصبہ بجور میں حضرت شاہ ابن فضل رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ قادریہ میں داخل ہوئے۔

جب آپ کے پیر و مرشد نے پسرور ضلع سیالکوٹ سے ڈیڑھ میل دور قیام فرمایا تو آپ نے اپنے شیخ کی بے حد خدمت کی اور طریقت کی منازل طے کیں۔ جو کچھ آپ کا حصہ مبارک تھا حاصل فرمایا۔

بعد ازاں آپ نے حضرت چوہڑ بندگی رحمۃ اللہ علیہ کی سلسلہ سہروردیہ میں بیعت کی اور انہی سے خرقہ خلافت پایا۔

نولکھ ہزاری کی وجہ

آپ نے اپنی زندگی میں نو لاکھ ایک ہزار مرتبہ کلام اللہ شریف ختم کیا اسی لئے نولکھ ہزاری مشہور ہوئے۔ (لاہور کے اولیاء سہروردیہ؛ یادگار سہروردیہ صفحہ نمبر ۱۷۶ طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

شاہ کوٹ میں آمد

اس کے بعد مرشد کامل نے فرمایا کہ سنڈل بار بمقام تیر تھ گڑھ جاکر قیام پذیر ہو جاؤ۔ (یہ شاہ کوٹ کا پرانا نام ہے) اور دین اسلام کی شمع روشن کرو۔ آپ تیرتھ گڑھ کی پہاڑیوں کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے جواب ایک جوہڑ ہے پر تشریف فرما ہوئے۔ تمام عمر تبلیغ اسلام میں بسر کی۔ سینکڑوں ہندوؤں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مشہور روایت کے مطابق ۱۵۰۶ء میں انتقال فرمایا۔ مزار مبارک اب تک مرجع خلائق ہے۔ (ماہنامہ القوس السدید لاہور، اپریل ۲۰۰۱ء تلخیص)

نبیرۂ وقت، آیت من آیات اللہ حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رضوی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا جب اس علاقے سے گزر ہوتا تو آپ ضرور حضرت ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے اور آپ نے کئی مرتبہ فرمایا کہ حضرت ابوالخیر قطب زماں تھے۔ (ماہنامہ القوس السدید لاہور، اپریل ۲۰۰۱ء تلخیص)

صوفی برکت علی لدھیانوی چشتی صابری قدس سرہ جن کو بعض علماء نے غیر مقلدین بڑے احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ سوانح نگار لکھتے ہیں:

سلسلہ قادریہ چشتیہ صابریہ اور قلندریہ کے بیشتر بزرگان کرام کے مزار شریف پوری آب و تاب کے ساتھ کرۂ ارض پر موجود ہیں۔ انوار و تجلیات کے یہ روحانی مراکز فیض رسانی سے ارواح و قلوب کو سیراب کر رہے ہیں۔ ہمارے شیخ بانی دارالاحسان مسلسل چودہ برس صابر صاحب کے مزار پر حاضری دیتے رہے۔ فرماتے ہیں کہ میں قبر مطہر پر چڑھائی گئی چادر کے نیچے منہ چھپا کر گھنٹوں بیٹھا رہتا۔ پاکستان آمد کے بعد آپ لاہور میں داتا گنج بخش اور میاں میر، پاکپتن میں بابا فرید الدین مسعود، نصیر پور میں قاری شاہ

عبدالکریم، سید و شریف میں شاہ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ کوٹ میں حضرت نولکھ ہزاری کے مزار پر حاضری دیتے، چادر چڑھاتے اور پھول پیش کرتے۔

(بانی دارالاحسان صفحہ نمبر ۹۵ جلد ۳ طبع فیصل آباد)

خاور سہروردی لاہوری لکھتے ہیں،

"تذکرہ نصیبہ" میں شیخ ابوبکر حاکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوالخیر شاہ اکثر عالم سکر میں رہتے تھے۔ ایک مرید نے شیخ محمد مدار رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت اگر ان جیسے مرد عالم ہوش میں ہوتا تو بہت سے لوگ فیض یاب ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عبدالجلیل چوہڑ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لاہور لے جاؤ، ان کی صحبت سے ہوش میں آجائے گا۔ اور اپنا نصیبہ بھی ان سے وصول کرے گا۔ چنانچہ آپ کو حضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ حضرت نے جونہی ان کا کان پکڑا یہ فوراً ہوش میں آگئے۔ اور جو فیض حاصل کرنا تھا پالیا۔

مدت العمر آپ کی یہ حالت رہی کہ کبھی عالم صحو میں آجاتے اور کبھی عالم سکر میں چلے جاتے، سلطان بہلول لودھی نے رسول کوٹ نام یک موضع اپنی صاحبزادی کو جہیز میں دیا تھا۔ حضرت عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ نے وہ زرخیز موضع شاہ ابوالخیر کو بخش دیا۔ یہ مقام سانگلہ ہل سے ۱۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ روضہ پختہ و مضبوط ہے۔ اور چیت کے مہینے میں آپ کے مزار پر عرس ہوتا ہے۔

(یادگار سہروردیہ صفحہ نمبر ۱۷۶، ۱۷۷ از خاور سہروردی لاہور طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

حضرت نولکھ ہزاری رحمۃ اللہ علیہ پر امیر حمزہ کے اعتراضات کا علمی محاسبہ

اعتراض نمبر۱

حضرت ابوالخیر نولکھ ہزاری کو ان کے مرشد نے قرآن پاک کی ایک آیت کا وظیفہ بتایا اور کہا کہ یہ وظیفہ نو لاکھ ہزار مرتبہ پڑھنا ہے۔ ہمارے حضرت کو وہ آیت بھول گئی، اب سوچا کیا کیا جائے؟ چنانچہ انہوں نے ایک ٹانگ پر پانی میں کھڑے ہو کر نولکھ ہزار

دفعہ پورا قرآن پڑھ ڈالا۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۹۲)

جواب

واقعی ایک انسانی قوت سے ایسا ہونا محال ہے مگر بطور کرامت ہونا محال نہیں۔ مذہب حق اہلسنت وجماعت میں اولیاء کاملین کی کرامات کا وقوع میں آنا برحق ہے۔ منکر کرامات اولیاء اللہ کا معتزلی ہے۔ نیز آپ نے ۳۱ دن میں نہیں بلکہ پوری زندگی میں اتنی بار قرآن کریم پڑھا ہے۔ جیسا کہ یادگار سہروردیہ صفحہ نمبر ۴۷۶ پر مرقوم ہے۔

۱۔ حضرت عبدالرحمن بن اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت وریاضت کی ایک جھلک

محمد بن اسحاق تابعی روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمن حج کے سلسلہ میں ہمارے یہاں آئے ان کے ایک پاؤں میں کچھ شکایت تھی مگر اس حالت میں وہ ایک پاؤں پر ساری رات صبح تک نمازیں پڑھتے رہے اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی
(تہذیب التہذیب صفحہ نمبر ۱۴۰ ج ۶)

۲۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک امتی کی کرامت

(حضرت سلیمان علیہ السلام) نے فرمایا: اے میرے درباریو! کون تم میں سے لے آئے گا میرے پاس اس (ملکہ سبا) کے تخت کو اس سے پہلے کہ وہ آجائیں میری خدمت میں فرمانبردار بن کر۔ عرض کی ایک عفریت نے جنات میں سے۔ حکم ہو تو میں لے آتا ہوں۔ آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کھڑے ہوں (مجلس سے)۔ عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا (جو آپ کا امتی تھا) اجازت ہو تو میں اس کو لے آتا ہوں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔ پھر جب آپ نے اسے دیکھا رکھا ہوا اپنے پاس تو فرمانے لگے (یہ) میرے رب کا فضل و کرم ہے۔
(سورۃ نمل آیت نمبر ۳۸ تا ۴۰)

واقعی ایک عظیم تخت کا دور دراز علاقے سے آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آنا انسانی

قوت سے باہر ہے مگر کرامت کے طور پر لے آنا محال نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم سے اظہر من الشمس ہے اسی طرح حضرت ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کا "نولکھ ہزار" بار قرآن کریم کا ختم کر لینا بطور کرامت محال نہیں۔

۳۔ خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت

آپ کی یہ کرامت بھی روایت صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ایک پاؤں رکاب میں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھ کر گھوڑے کی زین پر بیٹھنے جاتی دیر میں ایک قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔
(شواہد النبوت صفحہ نمبر ۲۱۰ از مولانا جامی (م ۸۹۸ھ))

اُمت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے قیامت کا پچاس ہزار سال کا دن ایک نماز سے دوسری نماز تک کا عرصہ ہوگا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن یعنی قیامت کے دن کے متعلق دریافت کیا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، اس کی درازی کیا ہے، فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مومن پر ہلکا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ اس پر فرض نماز سے بھی آسان ہوگی جس کو وہ دنیا میں پڑھتا رہا"۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۰۰ جلد ۳ (مترجم) (مکتبہ لاہور))

ممکن ہے کہ حضرت ابوالخیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور عوام الناس کے دیکھنے میں بظاہر وہ تھوڑا عرصہ ہو اور حقیقت میں وہ ایک عرصہ دراز ہو جس میں اتنی تعداد میں قرآن کریم کا پڑھ لینا ممکن ہو۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے یہ حقیقت ظاہر ہے اور اسی کا نام کرامت ہے جہاں انسانی عقل عاجز آجاتی ہے۔ مومن کیلئے قیامت کا پچاس ہزار برس کا دن، ایک وقت کی نماز پڑھنے میں جتنی دیر لگتی ہے اس عرصہ کے مانند ہوگا یا ایک نماز سے دوسری نماز کے درمیان جتنا وقفہ ہوتا ہے اس عرصہ کے برابر ہوگا۔

۴۔ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت

امام ابوالحسن الشطنوفی الشافعی (متوفی ۷۱۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت موصوف کی خدمت میں سال گزارے۔ میں نے ان کے خارقات اپنے بارے میں مشاہدہ کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دن میں نے ہاتھوں پر گرم پانی ڈالتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ کیا کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ارادہ کرتا ہوں، لیکن اس میں سے سوا سورۃ فاتحہ اور اخلاص کے اور کوئی سورۃ یاد نہیں رکھتا، اس کا حفظ کرنا مجھ پر بہت مشکل ہے۔ تب انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا تو میں نے اسی وقت قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور میں ان کے پاس سے نکلا تو اس کو پورا پڑھتا تھا اس میں مجھ پر کوئی آیت بھی اٹکی نہ تھی میں اب تک اس کے پڑھنے میں اور لوگوں سے محروم ہوں اور اس کے درس پر زیادہ قادر ہوں۔

(بہجۃ الاسرار تذکرہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۳۴۹ طبع لاہور ۱۹۹۵)

واقعی ایک منٹ میں قرآن کریم کا حفظ ہونا محال ہے۔ مگر بطور کرامت محال نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا حضرت عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سے ظاہر ہے۔

۵۔ شیخ ابوعمرو بن مرزوق قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت

ان کے پاس مصر میں دو شخص آئے ایک تو عربی تھا، جو عجمی کا ایک لفظ نہیں جانتا تھا۔ دوسرا عجمی آیا جو کہ عربی کا ایک لفظ نہ جانتا تھا۔ دونوں باتیں کرنے لگے، وہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھتے تھے۔ عربی نے کہا میں چاہتا ہوں کاش اعجمی زبان جانتا۔ عجمی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کاش میں عربی زبان جانتا۔ وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ پھر اگلے دن شیخ کی خدمت میں آئے تو یہ حال تھا کہ عربی تو عجمی زبان میں کلام کرتا تھا جیسے فصیح عجمی کرتے ہیں اور عجمی ایسی عربی بولتا تھا کہ کوئی بڑا فصیح عربی بول رہا ہے۔ عربی نے کہا کہ آج کی رات میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی، ان کے پاس شیخ ابوعمرو تھے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم ہماری عجمی زبان میں ان کو بھی زبان سکھا دو۔ شیخ نے میرے منہ میں لعاب ڈالا، تو جب میں جاگا تو میں عجمی بولی بولنے لگا۔ عجمی نے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، اور آپ کے پاس شیخ ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ ابوعمرو سے فرمایا کہ میری طرف سے ان کو عربی سکھا دو۔ تب شیخ ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ نے میرے منہ میں لعاب ڈال دیا اور جب میں جاگا تو عربی بولتا تھا۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۵۱۳ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

دیکھئے ایک منٹ میں عربی زبان پر عبور حاصل کر لینا محال ہے مگر بطور کرامت محال نہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا کرامت سے ظاہر ہے اور ہمارے دعویٰ پر دلیل ہے۔

۶۔ حضرت مقدام بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت مقدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے شیخ ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کیا اور شیخ ابومحمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بیٹھ گیا اور قرآن شریف پڑھتا رہتا تھا۔

ابومحمد دمیاطی کہتے ہیں کہ جنگل میں رہائش پذیر مشائخ کہتے تھے کہ شیخ مقدام نے شیخ ابومحمد شنبکی کی قبر پر تیس (۳۰) ہزار ختم کلام اللہ کیا۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۶۲۵ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

۷۔ اٹھارہ (۱۸) ہزار مرتبہ قرآن کریم کا ختم کرنا

امام ابوبکر بن عیاش المقری الکوفی نے ۱۹۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ یحییٰ حمانی کہتے ہیں کہ جب ابوبکر پر نزع کی حالت طاری ہوئی اور یہ دیکھ کر ان کی بہن رونے لگی تو فرمایا کیوں روتی ہو؟ اس کونہ کو دیکھو میں نے اس جگہ اٹھارہ (۱۸) ہزار قرآن مجید ختم کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی صفحہ نمبر ۲۶۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

۸۔ امام جلال الدین سیوطی محدث (متوفی ۹۱۱ھ) کی کرامت

آپ کے خادم خاص محمد بن علی مبارک کا بیان ہے کہ ایک روز قیلولہ کے وقت

(امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اگر تم مصر سے مرنے سے پہلے اس کا راز افشاں نہ کرو،
آج عصر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ آؤں گا؟ عرض کیا ضرور، فرمایا! آنکھیں بند کر لو،
ہاتھ پکڑ کر تقریباً ۲۷ قدم چل کر فرمایا آنکھیں کھول دو، دیکھا تو ہم باب معلاۃ پر تھے
حرم پہنچ کر طواف کیا، زمزم پیا، پھر فرمایا کہ اس سے تعجب مت کرو کہ ہمارے لئے طی
ارض ہوا بلکہ زیادہ تعجب اس کا ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمارے حضور
یہاں موجود ہیں مگر ہمیں تو نہ پہچان سکے، پھر فرمایا، چاہو تو ساتھ چلو ورنہ حاجیوں کے
ساتھ آ جانا، عرض کیا ساتھ ہی چلوں گا۔ باب معلاۃ گئے اور فرمایا آنکھیں بند کر لو،
مجھے سات قدم دوڑایا، آنکھیں کھولیں تو ہم مصر میں تھے۔

(ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۱۰۰ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

دیکھیے! اس مختصر وقت میں مصر سے مکہ معظمہ پہنچ جانا اور واپس مصر آ جانا انسانی
طاقت سے باہر ہے مگر بطور کرامت محال نہیں۔

۹۔ حضرت خالد بن معدان (تابعی) کا روزانہ (۷۰) ستر ہزار مرتبہ تسبیح پڑھنا

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ہر روز ستر ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے
...الخ

{تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۹۳ جلد اول طبع لاہور، تابعین از شاہ معین الدین ندوی صفحہ نمبر ۱۰۰ طبع اول ۱۹۷۷ء}

۱۰۔ امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا قلیل وقت میں ختم قرآن کرنا

مولوی محمد اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

کہ یہ (مولوی محمد اسماعیل) عصر سے مغرب تک (کے وقفے میں) قرآن ختم
کر لیتے ...لوگوں نے کہا مشاہدہ کرا دیجئے، جب گومتی کے پل پر لوگ اکٹھے ہوئے
(تو) مولانا نے ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں عصر سے مغرب تک قرآن ختم کر دیا۔

(ارواح ثلاثہ صفحہ نمبر ۷۰ طبع کراچی ۱۹۷۶ء (حکایت))

اگر مولوی محمد اسماعیل دہلوی قلیل وقت میں قرآن کریم ختم کر سکتا ہے تو حضرت

رحمۃ اللہ علیہ کا نو لاکھ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کر لینا (بطور کرامت) ناممکن کیوں؟

۱۱۔ مولوی عبد المنان وزیر آبادی غیر مقلد کا دو ہزار سے زائد حدیث کو ۴۱ گھنٹوں میں یاد کر لینا

(مولوی عبد المنان کہتے ہیں) بمبئی میں ایک شخص سلیمان شریف یمنی سے بھی
ملاقات ہوئی اس کو بخاری شریف حفظ تھی۔ ایسے نیک علماء و محدثین کی ملاقات سے مجھے
حدیث یاد کرنے کا شوق اور بڑھا۔ چنانچہ مولانا سلیمان یمنی نے حافظ صاحب کو
مشارق الانوار (علامہ صغانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جس میں بخاری و مسلم کی ۲۲۴۶
احادیث (اسناد حذف کر کے) جمع کی گئی ہیں) حدیث کی کتاب دی، جسے حافظ صاحب نے
صرف اکتالیس دن میں ازبر کر لیا۔ حالانکہ اس میں دو ہزار سے زائد حادیث ہیں اور
یہ ایک گھنٹہ وقت روزانہ دیتا تھا یعنی وہ کتاب ۴۱ گھنٹوں میں یاد ہو گئی۔

(سوانح حضرت مولانا حافظ عبد المنان وزیر آبادی از خواجہ عطاء الرحمن صفحہ نمبر ۹)

اعتراض نمبر ۲

امیر حمزہ لکھتا ہے کہ انہوں (ابو الخیر شاہ) نے ساری عمر نکاح نہیں اور عورت کا چہرہ
تک نہیں دیکھا۔ حضرت کی بزرگی اور پارسائی ظاہر کرنے کیلئے یہ بات ہم لوگ مریدوں
کو بتلایا کرتے تھے۔ مگر جب قرآن و حدیث کی روشنی سے ہمارا سینہ روشن ہوا تو پتہ چلا
کہ یہ تو رہبانیت ہے۔"

اس کے آگے ترمذی کی ایک طویل حدیث نقل کر کے درج ذیل حدیث نقل کی ہے
"اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ"۔
ترجمہ: "نکاح کرنا میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی اس
کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے"۔ (اس کے بعد موصوف لکھتا ہے)
اور یہاں ہم تھے کہ اپنے بزرگوں کی بے نکاح زندگی ظاہر کر کے گویا ان کا تعلق اور

اس کے رسول ﷺ سے توڑ رہے تھے اور انہیں اسلام اور اُمت سے خارج کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی عظیم سنتوں کی گستاخی کے مرتکب ہو رہے تھے۔

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۹۲)

جواب

یہ امیر حمزہ کا قصور نہیں بلکہ فرقہ وہابیہ کی قسمت میں ہی اہل اللہ پر تنقید کرنا لکھا ہے۔ قرآن وسنت کا خود ساختہ معانی ومطالب اخذ کر کے اولیاء امت پر تنقید کرنا اپنی زندگی کا مشن سمجھتے ہیں بزرگان دین نے تو دور دراز علاقوں سے آ کر برصغیر کے لوگوں کو مسلمان کیا۔ لیکن جب وہابیت نجد سے نکل کر میاں نذیر حسین دہلوی کے توسط سے ہندوستان میں آئی تو مسلمانوں کو مشرک بنانا شروع کیا اور آج تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے وہابی فرقہ اپنے علاوہ کسی کو مسلمان ہی تصور نہیں کرتا۔

مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں:

۱۸۵۷ء کے بعد آزادروی (غیر مقلدیت) کی وبا نجد سے نکل کر ہندوستان میں آ گئی جس نے ایک خاص طبقہ کو جنم دیا۔ (امام اعظم ابوحنیفہ صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع لاہور)

امیر حمزہ نے ابن ماجہ کی حدیث مبارکہ کا نصف حصہ نقل کیا ہے اور بقایا حصہ شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے ہیں اگر وہ پوری حدیث نقل کر دیتے تو انہیں حضرت ابوالخیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہرگز تنقید کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

ابن ماجہ کی مکمل حدیث درج ذیل ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ پس نکاح کیا کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی بناء پر دیگر اُمتوں پر فخر کروں گا، جو طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے اور جس میں طاقت نہ ہو تو روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے

(ابن ماجہ صفحہ نمبر ۵۱۸ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی وجہ سے انسان شادی نہ کر سکے تو رسول اللہ ﷺ نے روزے رکھنے کی تلقین کی ہے۔ کیونکہ روزہ شہوت کو کم کرتا ہے۔ اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نوجوانوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو چھڑ انٹھا رہے تھے آپ نے فرمایا، اے نوجوانو تم میں سے جو کوئی نکاح کر سکتا ہو تو وہ نکاح کرے اور جو نکاح نہ کر سکے، وہ روزے رکھے، کیونکہ روزے شہوت کو ختم کر دیتے ہیں۔

(عوارف المعارف، از شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) صفحہ نمبر ۲۱۳ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

علمائے تصوف نے قرآن وسنت کی روشنی میں نکاح نہ کرنے کی چند وجوہات بیان کی ہیں۔

۱۔ اگر کسی کے پاس مال ودولت وافر نہیں ہے اور اس نے شادی کر لی تو اس پر اہل وعیال کے گھریلو مصارف کا پورا کرنا واجب ہوگا، اگر کوئی شخص گھریلو اخراجات سے تنگ آ کر گھر سے بھاگ جائے تو اس کے متعلق حدیث میں وعید آئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہ جو شخص اہل وعیال سے بھاگتا ہے وہ بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے اور اس کا نماز، روزہ قبول نہیں ہوتا جب تک کہ پھر ان کے پاس نہ جائے۔ (کیمیائے سعادت از امام غزالی (م ۵۰۵ھ) صفحہ نمبر ۲۰۷ طبع لاہور)

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۲۔ "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"۔

(پ ۲۸ سورۃ المنافقون آیت نمبر ۹)

ترجمہ: "اے ایمان والو (کہیں) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں"۔ (تبیان)

پس جس شخص کو اس امر کا خوف ہو کہ عیالداری کا شغل جس طرح رسول اللہ ﷺ کو خدا کے ساتھ مشغول رکھتا تھا، اس کو نہ رکھ سکوں گا اور وہ یہ سمجھے کہ گر میں نکاح نہ کروں گا

تو ہمیشہ کے لئے ذکر میں رہوں گا، اور حرام کے نزدیک بھی نہ جاؤں گا، ایسے شخص کو نکاح نہ کرنا افضل ہے۔ پس جس شخص کو زنا کا خوف ہو اس کیلئے نکاح کرنا افضل اور جس کو زنا کا خوف نہ ہو اس کیلئے نکاح نہ کرنا افضل ترین ہے مگر جو شخص کسب حلال پر قادر ہو اور اپنے حسن اخلاق پر بھروسہ رکھتا ہو اور یہ جانے کہ نکاح اس کو ذکر الٰہی سے نہ روکے گا اور اگر وہ نکاح کرے گا تو بھی ذکر الٰہی میں مشغول رہے گا تو ایسے شخص کو نکاح اولیٰ تر ہوگا۔ (کیمیائے سعادت صفحہ نمبر ۲۰۹)

۳۔ اگر کسی شخص میں حقوق زوجیت پورا کرنے کی قوت نہ ہو تو اس کیلئے بھی نکاح نہ کرنا بہتر ہوگا، پہلے اپنا علاج کرائے پھر نکاح کرے۔ (واللہ اعلم)

حضرت عامر بن عبد اللہ بن قیس تابعی پر اعتراض اور آپ کا جواب

آپ چونکہ مجردانہ زندگی بسر کرتے تھے، اس لئے ایک شخص نے ان کی اس روش کے خلاف یہ دلیل پیش کی۔

ہم نے تمہارے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ان کیلئے جوڑے اور اولاد بنائی (سورۃ الرعد آیت نمبر ۳۸) یعنی جب انبیاء علیہم السلام نے جو خدا کے سب سے بڑے عبادت گزار بندے تھے ازدواج ترک نہیں چھوڑا تو ایک معمولی انسان کیلئے اس کا جواز کیونکر ہو سکتا ہے

عامر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم سے ہی اس کا جواب دیا۔

ہم نے جن اور انس کو صرف عبادت کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔

﴿سورۃ الذاریات آیت نمبر ۵۶﴾

ایک اور شخص نے کہا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے اس کی نئی توجیہ بیان کی کہ مجھ میں نہ نشاط و امنگ ہے اور نہ مال و دولت، ایسی حالت میں میں کسی مسلمان عورت کو دھوکا کیوں دوں۔ (تابعین از معین الدین ندوی صفحہ نمبر ۲۵۳ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

ظاہر ہے کہ جب سینے کے دل ہی ولولوں اور نشاط کی شراب سے خالی ہو تو پھر شادی کرنا عورت کی زندگی خراب کرنا ہے۔

امیر حمزہ صاحب! اٹھایئے قلم اور عامر تابعی کے متعلق بھی کچھ تحریر فرمایئے۔

قرآن کریم اور احادیث محمدی کی رو سے مومن کے حق میں بدگمانی حرام ہے اور ...ے کرام نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"۔

(پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ: "اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں" ۔(البیان)

حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے دور رہو، بدگمانی بدترین جھوٹ ہے ۔(رواہ الشیخان)

نیز حضور ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے کلمہ) کہا ہے یا نہیں۔ (رواہ مسلم)

سیدی شیخ عبدالغنی نابلسی حنفی (متوفی ۱۱۴۳ھ) شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

امام سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خبیث گمان صرف خبیث دل میں پیدا ہوتا ہے پاک دلوں میں ناپاک گمان کی گنجائش نہیں ہوتی۔

اب امیر حمزہ کیلئے بہتر یہی ہے کہ وہ تین وجوہ جو نکاح نہ کرنے کی درج کی گئی ہیں ان میں سے کسی ایک کو حضرت ابوالخیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر محمول کر کے ان سے بدظنی کا شکار نہ ہوں۔ حدیث قدسی کا ارشاد ہے۔

"مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ"۔

(مشکوٰۃ باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ پہلی فصل صفحہ نمبر ۱۹۷ (عربی) کتب خانہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: "یعنی جس نے میرے ولی کو تکلیف دی میں اسے اعلان جنگ کرتا ہوں"۔

اٹھو! توبہ کرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔

حدیث ترمذی کا جواب

ایک صحابی رسول ایک گھاٹی میں سے گزرا، جہاں میٹھے پانی کا چشمہ تھا۔ وہ جگہ کو بہت پسند آئی۔ دل میں کہا، اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ اس وادی میں ڈیرہ ڈال لوں۔ لیکن میں یہ کام رسول اللہ ﷺ سے اجازت لئے بغیر نہیں کروں گا تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا۔ تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا تمہارا اللہ کی راہ میں کھڑا ہونا اپنے گھر میں بیٹھ کر ستر سال نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخشے اور جنت میں داخل کر دے؟ اللہ کی راہ میں لڑائی کرو، جس نے اونٹنی کے دودھ دوہنے (میں صرف ہونے کے برابر) اللہ کی راہ میں لڑائی کی اس کیلئے جنت واجب ہو گی۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۹۲)

جواب

اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بالسیف کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ہمیشہ کیلئے گھر سے باہر جا کر الگ تھلگ رہنا اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ جبکہ صوفیاء کی گوشہ نشینی تمام عمر کیلئے نہیں ہوتی بلکہ کچھ عرصہ ایسا کرتے ہیں اس لئے اسے رہبانیت سے تعبیر کرنا خام خیالی ہے۔

اولیاء اللہ کے مختصر تعارف کیلئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جنہوں نے کتاب وسنت پر اس طرح عمل کیا کہ اس جامع ہدایت عظمیٰ ﷺ کا کوئی گوشہ تشنہ عمل نہ رہا۔ ان کی اس عملی زندگی پر خود مولیٰ تعالیٰ نے خوش ہو کر فرمایا:

۱۔ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ۔ (پ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۴)

۲۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (پ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۴)

۳۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (پ ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۲)

ایسے اکابر کی زندگی کو اعتراض کرنے کی نظر سے دیکھنے والے کتاب وسنت کی تفصیلات اور ان کے تحت حسن عمل کی جامعیت سے نا آشنا ہیں۔ وہ جاہل اہل اکا،

خرافات دینی سمجھ ہی نہیں سکتے وہ اپنی شکستہ حال اسلام فہمی کو اسلام سمجھتے ہیں اور تے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ صرف رونق محفل ہیں یا رونق محراب منبر (یعنی علماء ظواہر) لئے ہی تو یہ لوگ اولیاء اللہ کی گوشہ نشینی کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ صوفیاء نے لوگوں کو کاہلی ندگی کی ترغیب دی ہے، کبھی کہتے ہیں کہ انہوں نے رہبانیت کی زندگی بسر کی، جو قرآن کے خلاف ہے۔ یہ بدنصیب اس زندگی کو رہبانیت اس لئے کہتے ہیں کہ خود سے غار حرا کی عبادت بن نہیں پڑتی۔

ان اکابر کی زندگی اس امر کی آئینہ دار ہے کہ ہمہ وقت ان کا نصب العین کتاب و سنت کا اتباع ہوتا ہے۔ اسی اتباع سنت کے مقصد سے یہ بزرگ حضور ﷺ کی غار حرا کی عبادت کے اسلوب پر ایک خاص عرصہ تک گوشہ نشینی اختیار کرتے ہیں تاکہ بارگاہ قدس سے اپنی بندگی کا حسن قبول الہامی طور پر محسوس کریں۔ ان کا یہ عمل ترک ماسویٰ اللہ، قرآن کریم کے اس حکم کے تحت ہوتا ہے۔

"وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" ۔ (پ ۲۹ سورۃ مزمل آیت نمبر ۸)

ترجمہ: "اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اس کے ہو رہو"۔

۱۔ کیا یہ کاہلی ہے؟

۲۔ کیا یہ رہبانیت ہے؟

۳۔ کیا یہ قرآن کے منشاء کے خلاف ہے؟

قارئین کرام نے خود بھی ملاحظہ کیا ہوگا کہ خشک زاہد اور ظواہر علماء لوگوں سے تکبر سے پیش آتے ہیں۔ دوسروں کو حقیر خیال کرتے ہیں اور لوگوں سے منہ بسورے رکھتے ہیں۔ گویا کہ دو رکعت نماز زیادہ پڑھ کر لوگوں پر احسان جتلاتے ہیں۔ یا انہیں دوزخ سے نجات اور جنت کے داخلے کا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے۔ یا ان کو یقین ہو چکا ہے کہ ہم ہی نیک بخت ہیں باقی سب لوگ بدبخت اور شقی ہیں۔ یہی حال فرقہ وہابیہ کا ہے کہ بات بات پر لوگوں کو مشرک کہنے سے نہیں ڈرتے جیسے ان کے سوا کوئی مسلمان ہی نہیں اور صوفیاء سے بدظنی کا سب سے پہلے انہیں سبق پڑھایا جاتا ہے۔

اگر اس حدیث مبارکہ سے بقول امیر حمزہ گوشہ نشینی کی نفی ہوتی ہے تو اسی حدیث مبارکہ سے گھر میں نماز پڑھنے کی بھی تو نفی ہوتی ہے اس نے اس کو بھی ترک کر ... ہرگز اس حدیث کا مطلب نہیں کہ گھر میں نماز نہ پڑھو اور مخصوص وقت کیلئے گوشہ نشینی اختیار نہ کرو، بلکہ اس حدیث کا اولین مقصد جہاد بالسیف کی فضیلت بیان کرنا ہے۔

اعتراض نمبر ۳

امیر حمزہ درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"نولکھہ ہزاری ڈنڈا"

(تالاب) کے اس پانی پر ایک برہمن کا قبضہ تھا وہ پانی پینے والے سے ... وصول کیا کرتا تھا۔ پیر صاحب یہاں آئے تو انہوں نے برہمن کو پیسے لینے سے ... ہندو برہمن نے کہا کہ اپنی بزرگی دکھاؤ پھر میری بزرگی دیکھو، پیر صاحب نے کہا دکھا۔ چنانچہ برہمن نے لکڑی کے بنے ہوئے دو جوتوں جن کو "کھڑاویں" کہا جاتا ہے کو حکم دیا کہ آسمان کی طرف چڑھ جاؤ، وہ آسمان کی طرف اڑ گئیں۔ تب حضرت ... نے اپنے ڈنڈے کو حکم دیا ... ان کھڑاؤں کو اتار دو، ڈنڈا گیا، کھڑاؤں پر برسنے لگا نیچے گر گئیں۔ یہ جب برہمن نے دیکھا تو وہ یہاں سے بھاگ کر چلا گیا، تو پانی پر اور ... شاہ کوٹ پر حضرت نولکھہ ہزاری کا قبضہ ہو گیا۔

یہی قصہ لاہور کے علی ہجویری کے بارے میں بھی مشہور ہے۔ ... الخ

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۹۵)

جواب

فرقہ وہابیہ کے علماء اپنی تقریروں اور تحریروں میں یہ بڑھ کر کہتے ہیں کہ ہم کرامات اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے لکھا ہے۔

"کرامات کا کوئی منکر نہیں، جب کسی بزرگ کی کوئی کرامت بمدہ ثبوت پہنچ جاتی ہے تو اسے دلیل صداقت اسلام اور نتیجہ اتباع رسول انام صلی اللہ علیہ وسلم سمجھا جاتا ہے"

(رسائل عشرہ صفحہ نمبر ۲۵ طبع لاہور ۱۹۷۳ء)

مولوی عبدالمجید سوہدری لکھتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح جو "خوارق عادات عامہ" اتباع رسول اور خدا کی پرستش کا نتیجہ ہوں وہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں جن کے مبارک و محمود ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ الخ (کرامات اہلحدیث صفحہ نمبر ۲)

خدا جانے یہ کون سی کرامات کے قائل ہیں یا صرف مخلوق خدا کو دھوکہ دینے پر کمر بندھی ہوئی ہے۔ جب ان کے سامنے کسی ولی اللہ کی کرامت بیان کی جائے تو فوراً جھٹلا دیتے ہیں۔

یقیناً جیسے کہ کرامات نبی کے معجزات کی تصدیق کرتی ہیں۔ اور عصائے موسوی کا معجزہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

کہنے لگے قوم فرعون کے رئیس واقعی یہ شخص (حضرت موسیٰ علیہ السلام) بڑا ماہر جادوگر ہے۔ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہارے ملک سے تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو، بولے مہلت دو اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیجو شہروں میں ہرکارے، تاکہ وہ لے آئیں تمہارے پاس ماہر جادوگر کو اور آگئے جادوگر فرعون کے پاس۔ جادوگروں نے کہا یقیناً (آج تو) ہمیں بڑا انعام ملنا چاہیے اگر ہم (موسیٰ پر) غالب آ گئے۔ فرعون نے کہا بے شک اور (اس کے علاوہ) تم خاصان بارگاہ سے ہو جاؤ گے۔ جادوگروں نے کہا اے موسیٰ! یا تو تم (پہلے) ڈالو، ورنہ ہم ہی (پہلے) ڈالنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ہی ڈالو۔ پس جب انہوں نے ڈالا تو جادو کر دیا انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر اور خوفزدہ کر دیا انہیں اور مظاہرہ کیا انہوں نے بڑے جادو کا۔ اور ہم نے وحی کی موسیٰ (علیہ السلام) کو کہ ڈال دے اپنا عصا (ڈنڈا) تو فوراً وہ نگلنے لگا جو فریب انہوں نے بنا رکھا تھا۔ تو ثابت ہو گیا حق اور باطل ہو گیا جو وہ (جادو) کیا کرتے تھے۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۰۹ تا ۱۱۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم کی کرامت

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی خوفناک طغیانی آ گئی کہ سیلاب میں تمام کھیتیاں [illegible]
آب ہو گئیں۔ لوگوں نے آپ کو اطلاع دی، جب آپ نے ان کا پیغام سنا [illegible]
تیار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا جبہ و عمامہ مقدسہ اور چادر مبارک زیب تن [illegible]
گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگوں کی ایک جماعت جس میں حضرت امام حسن [illegible]
رضی اللہ عنہما بھی تھے، آپ کے ساتھ پیدل چل پڑے اور پل پر پہنچ کر اپنے عصا [illegible]
نہر فرات کی طرف اشارہ فرمایا تو نہر کا پانی کم ہو گیا۔ پھر دوسری مرتبہ [illegible]
تیسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو تین گز پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہو گیا۔ لوگوں نے شور [illegible]
امیر المومنین بس کیجئے، اتنا ہی کافی ہے۔

﴿شواہد النبوت از مولانا جامی (م ۸۹۸ھ) صفحہ نمبر ۱۶۲﴾

﴿تذکرہ مشائخ قادریہ صوفیہ از عبدالمجتبیٰ صفحہ نمبر ۹۳ طبع لاہور ۱۹۸۹ء﴾

حضرت ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ صحابی رسول کی کرامت

حضرت ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز [illegible]
پڑھا کرتے تھے اور بنی حارثہ کی طرف لوٹ جایا کرتے تھے۔ ایک شب نکلے تو [illegible]
اندھیری تھی تو آپ کی لاٹھی (یعنی ڈنڈا) روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ بنی حارثہ میں [illegible]
پہنچ گئے۔ (جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ، طبع لاہور)

حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کی کھڑ [illegible]
والی کرامت مشہور و معروف ہے انکار اس کا گمراہی اور بے دینی ہے۔ ان حضرات [illegible]
کرامت کی تصدیق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل کرامت سے [illegible]
ہے اور کرامت کا انکار کرنے والا معتزلی ہے۔

علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خبر دی ہم کو ابو المعالی موسیٰ بن شیخ [illegible]
ابو المعالی عثمان بن موسیٰ بقائی نے قاہرہ میں ۶۳۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے والد [illegible]

دمشق میں ۶۲۴ھ میں کہ خبر دی ہم کو دو شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی اور شیخ محمد عبدالحق حریمی نے بغداد میں ۵۲۹ھ میں ان دونوں نے کہا کہ ہم اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے مدرسہ میں اتوار کے دن ۳ رصفر ۵۵۵ھ میں تھے۔ آپ کھڑے ہوئے اور کھڑاویں پہنے ہوئے وضو کرنے لگے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو آپ بہت چلائے اور ایک کھڑاؤں پکڑ کر ہوا میں پھینکی تو وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئی، پھر دوبارہ چلائے اور دوسری کھڑاؤں پھینکی تو وہ بھی ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئی۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور کسی میں یہ جرأت نہ ہوئی کہ آپ سے پوچھے۔ پھر تیئیس (۲۳) دن کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا۔ اس نے کہا کہ ہمارے پاس شیخ کی نذر ہے۔ ہم نے آپ سے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے لے لو، تب انہوں نے ہم کو دریائی اور ریشمی کپڑے اور سونا اور شیخ کی وہ کھڑاویں جو آپ نے اس دن پھینکی تھیں، دیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کھڑاویں کہاں سے لیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اتوار کے دن ۳ رصفر کو سفر کر رہے تھے کہ اتفاقاً ہمارے سامنے عرب کا قافلہ نکلا۔ ان کے دو سردار تھے، انہوں نے ہمارا مال لوٹنا شروع کیا اور بعض کو قتل کیا۔ پھر وہ جنگل میں اتر کر مال تقسیم کرنے لگے۔ ہم جنگل کے ایک کنارے اترے اور ہم نے کہا کہ کاش ہم شیخ عبدالقادر کو اس وقت یاد کرتے اور ہم نے ان کیلئے کچھ مال نذر مانا کہ اگر ہم بچ گئے تو دیں گے۔ پھر ہم آپ کو یاد کرنے لگے تھے کہ ہم نے دو بڑی بلند آوازیں سنیں جس سے تمام جنگل بھر گیا۔ ہم نے ان کو دیکھا کہ وہ خوف زدہ ہیں۔ ہم نے گمان کیا کہ ان پر اور عرب آ گئے ہوں گے۔ پھر ان میں سے بعض ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو کہ ہم پر کیا آفت آئی ہے۔ پھر وہ ہم کو اپنے سرداروں کے پاس لے گئے اور ہم نے ان کو مردہ پایا اور ہر ایک کے پاس ایک ایک کھڑاؤں ہے جو کہ پانی سے تر ہے۔ تب انہوں نے ہمارا تمام مال و اسباب لوٹا دیا اور کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا واقعہ ہے۔

(بہجۃ الاسرار از امام ابو الحسن شطنوفی شافعی (متوفی ۷۱۳ھ) صفحہ نمبر ۱۹۱ طبع لاہور ۱۹۹۵ء مترجم)

اعتراض نمبر ۴

امیر حمزہ لکھتا ہے:

یہاں پر ایک پتھر میں ایک بڑا سا پیالہ بنا ہوا ہے ایک طرف شیر کے دو پنجے اور دوسری جانب بکری کے گھٹنے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے بارے میں مشہور کر رکھا ہے حضرت (ابوالخیر شاہ) نے شیر اور بکری کو ایک پیالے میں پانی پلایا۔ الخ

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۹۸)

اس کے بعد اس کرامت پر خوب تنقید کی ہے اور مفروضے قائم کر کے خوب بے وہابیت کا اظہار کیا ہے۔

جواب

علمائے محققین نے کرامات کی بہت سی اقسام بیان کی ہیں جن میں سے ایک

"حیوانات کا فرمانبردار ہو جانا ہے"۔ (طبقات الکبریٰ از تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابوالخیر شاہ صاحب کی زیر بحث کرامت کا تعلق اسی قسم کی کرامات سے ہے اور کرامات اولیاء پر تنقید کرنا معتزلہ کا وطیرہ ہے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کی کرامت

حضرت محمد المنکدر رحمۃ اللہ علیہ (تابعی م ۱۳۰ھ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک کشتی پر سوار تھا وہ ٹوٹ گئی تو میں ایک تختے پر سوار ہو گیا، مجھے پانی نے کنارے پھینک دیا تو مجھے ایک شیر ملا میں نے اسے کہا اے ابوالحارث (یعنی اے شیر) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ شیر نے سر جھکا لیا اور مجھے اپنے پہلو اور کندھے سے دھکیلتا رہا یہاں تک کہ راستے پر پہنچا دیا۔ پھر جب راستے پر پہنچا دیا تو بھونکنے لگا اس سے میں نے سمجھا کہ اب رخصت کرنا چاہتا ہے۔ (اسد الغابہ از علامہ ابن اثیر تذکرہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز ثانی عمر، تابعی (م ۱۰۱ھ) کی کرامت

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حسن قصاب نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور خلافت میں بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ چرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس وقت مجھے سخت تعجب ہوا اور میں نے کہا سبحان اللہ کہ بھیڑیا بکریوں میں اور پھر بکریاں نقصان سے محفوظ ہیں۔ ساربان نے کہا کہ جب سر صلاح پر ہوتا ہے۔ تو تمام جسم صحیح ہوتا ہے۔

موسیٰ بن اعین کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں کرمان میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ سب بکریاں اور بھیڑیے ساتھ ساتھ رہتے تھے اور بھیڑیا بکریوں کو نقصان نہیں پہنچاتا تھا۔ اچانک ایک روز ایک بھیڑیا بکری کو اٹھا کر لے گیا میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آج وہ مرد صالح دنیا سے رخصت ہو گیا۔ تحقیق کی تو واقعی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اسی روز انتقال ہوا تھا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر ۳۳۴، ۳۳۵ مطبع کراچی ۱۹۷۶ء)

شیر اور بکری کا ایک ہی گھاٹ سے پانی پینا واقعی عادتاً مشکل ہے مگر بطور کرامت محال نہیں، جیسا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سے ظاہر ہے۔

امیر حمزہ کیلئے لمحہ فکریہ

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ مؤذن بیت اللہ کا عمل

سائب کہتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنی پیشانی کے بال نہ کٹواتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تھا۔

(ابو داؤد مع شرح فلاح و بہبود صفحہ نمبر ۳۸۲ جلد اول ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت صفیہ بنت مجزاہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ حضرت ابو محذورہ کے سر کے اگلے بال اتنے دراز تھے جب وہ بیٹھ کر لٹکاتے تو زمین سے لگ جاتے کسی نے ان سے دریافت کیا کہ تم انہیں کٹواتے کیوں نہیں؟ فرمایا میں انہیں ہرگز کٹوانے

کیلئے تیار نہیں کیونکہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے چھوا ہے۔

(کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۳۷ جلد ۲ طبع لاہور)

صحابیِ رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل

حضرت قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور علیہ السلام کے منبر شریف کے اس مقام پر جہاں حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے وہاں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہاتھ رکھتے پھر ان کو اپنے چہرہ پر ملتے۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۴۷ جلد ۲ طبع لاہور)

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا عمل

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں جانور پر سوار ہو کر نہ چلتے اور فرماتے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں سواری کے جانوروں سے اس ارضِ مقدس کو پامال کروں جہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ (کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۴۷ جلد ۲ طبع لاہور)

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی، احمد بن فضلویہ زاہد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ غزوات میں (معروف) تیر انداز تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے اس کمان کو کبھی بغیر وضو نہیں چھوا، جب سے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک میں لیا۔

(کتاب الشفاء صفحہ نمبر ۴۷ جلد ۲ طبع لاہور)

امیر حمزہ بتائیے کہ وہ ان نفوسِ قدسیہ کو جن کے افعالِ مبارکہ کا ذکر کیا گیا ہے کس سے مشابہت دیں گے؟ "سکھوں، ہندوؤں یا عیسائیوں سے"؟

ایک مفید مشورہ

انبیاء اور صالحین سے نسبت رکھنے والے مشاہدات و مقامات مقدسہ کے ساتھ ادب و احترام کرنے پر مسلمانوں کی تکفیر یا ان پر حکم بدعت و ضلالت عائد کرنے میں کسی قسم کی جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ حسنِ ظن سے کام لیتے ہوئے یہ سمجھا جائے کہ مسلمانوں کا

مقصودِ اصلی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ ہے اور یہ سب امور تو اسباب و وسائل ہیں، لوگوں کے اندر ایمان و یقین میں اضافہ کرتے ہیں، باعثِ عبرت و نصیحت ہیں، اصحاب کے آثار و مشاہدات ان کی تاریخ کی یادگاریں ہیں اور اصحابِ اصلاح و تقویٰ سے آباد رہتی ہیں اور رحمت و رضائے ربانی اور انوار و تجلیاتِ الٰہی سے معمور ہیں۔ مراکز ہدایت و مقاماتِ خیر و برکت ہیں، جہاں نزول رحمت ہوتا ہے۔

اعتراض نمبر ۵

میر حمزہ درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"پیشاب سے نہانے کی برکتیں"

دریا کے قریب ایک جوہڑ (جوہڑ) ہے۔ پہلے اس میں پانی صاف ہوا کرتا تھا۔ مرد اور عورتیں یہاں نہایا کرتے تھے۔ عقیدہ یہ تھا کہ یہاں نہانے سے تمام جلدی بیماریاں خارش وغیرہ ختم ہو جاتی ہیں۔ اب اس جوہڑ میں شہر کا گوبر، پیشاب ملا گندہ پانی جمع ہوتا ہے مگر اس کے باوجود بعض لوگ اب بھی اس میں نہاتے ہیں۔

(شاہراہِ بہشت صفحہ نمبر ۱۹۷)

جواب نمبر ۱

بعض جہلاء کے افعال کو لے کر اہلسنت پر طعن و تشنیع کرنا سراسر جہالت ہے۔

جواب نمبر ۲

ممکن ہے کہ اس ملے جلے پانی میں ایسے جراثیم پیدا ہو جاتے ہوں جو کہ خارش کے مریض کے جراثیم کو ختم کر دیتے ہوں۔

جواب نمبر ۳

بطورِ علاج اونٹ کا پیشاب پینا جائز ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہے
عکل قبیلے کے لوگ مدینہ منورہ میں وارد ہوئے انہیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا راس

سائی در مرض استسقاء میں مبتلا ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں، پیٹ پھول چکے ہیں، اور اعضاء پر رعشہ طاری ہے آپ ﷺ نے یہ تجویز فرمایا کہ مدینہ منورہ سے باہر چلے جاؤ، وہاں بیت المال کے سرکاری اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو (بطور دوا)۔ الخ

(سفر السعادت (اردو) از علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی (م ۸۱۷ھ) صفحہ نمبر ۲۰۵)

علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی لکھتے ہیں

حاذق اطباء اس رائے پر متفق ہیں کہ اونٹنی کا دودھ اور پیشاب دونوں مرض استسقاء میں اکسیر ہیں۔

(سفر السعادت (اردو) از علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی (م ۸۱۷ھ) صفحہ نمبر ۲۰۵)

تو سے جلے پانی میں بطور علاج نہانا کیونکر نا جائز ہوگا؟

وہابیہ کے تین اہم فتاویٰ

پیشاب اور گوبر پاک ہے۔

سوال نمبر ۱ ... اونٹ کا پیشاب پینا مریض کیلئے حدیث میں ہے مگر بڑی مکروہ چیز ہے، کیسے جائز ہوا؟ ہندو لوگ عورت کو نفاس کی حالت میں گائے کا پیشاب پلاتے ہیں کیا باعث اعتراض نہیں ہے؟

الجواب ... حدیث شریف میں بطور دوائی استعمال کرنا جائز ہے جس کو نفرت ہو نہ پیے لیکن حلت کا جائز اعتقاد رکھے ایسی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے لا باس ببول ما یوکل لحمہ۔ (فتاویٰ ثنائیہ صفحہ نمبر ۶۷، جلد ۲ طبع سرگودھا)

سوال نمبر ۲ ... اگر کسی کپڑے کو گوبر یا پیشاب حلال جانور یعنی ماکول اللحم کا لگا ہو اور اس سے بچنا محال اور مشکل ہو جیسا کہ دیہاتیوں کیلئے مشکل ہے تو اس کپڑے میں نماز جائز و درست ہے یا نہیں اور ماکول اللحم کا گوبر یا پیشاب پاک ہے یا پلید؟ (ایک اعرابی)

الجواب ... ماکول اللحم کا بول و براز عند الشرع پاک ہے۔ (دیکھو مشکوٰۃ) اس

کپڑے پر وہ لگا ہوا اس میں نماز پڑھنی درست ہے۔ کراہت طبعی دیگر شئی ہے، گر دھولیا جائے تو بہتر ہے ورنہ کوئی قباحت شرعی نہیں خود رسول اللہ ﷺ مرابض الغنم بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے، نیز ماکول اللحم کا بول و براز بطور ادویات کے استعمال کرنا جائز ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چند اصحاب کو اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم فرمایا تھا (سنن نسائی وغیرہ)۔ ... الخ مفتی ابو محمد عبدالستار غفر له الحق و صانہ عن شرور الاشرار الجواب صحیح والرای نجیح ابو محمد عبدالوہاب امام جماعت غرباء اہلحدیث۔

(فتاویٰ ستاریہ جلد اول صفحہ نمبر ۰۵)

سوال نمبر ۳ ... اگر کسی کپڑے میں گوبر یا پیشاب ماکول اللحم کا لگا ہو تو اس کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں، اور ماکول اللحم گوبر یا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ماکول اللحم کا گوبر یا پیشاب پاک ہے اور جس کپڑے میں لگا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے طبعی شئے دیگر ہے گر دھویا جائے تو بہتر ہے ورنہ شرعاً قباحت نہیں، خود رسول اللہ ﷺ مرابض الغنم یعنی بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ و نیز بطور ادویات کے استعمال کرنا درست ہے چنانچہ آپ نے چند اصحاب کو اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم فرمایا۔ (کتب صحاح ستہ)

(فتاویٰ ستاریہ جلد اول صفحہ نمبر ۶۳)

جواب نمبر ۴

بعض افراد کا یہ فعل کوئی ایسا فعل نہیں کہ جس سے شرک لازم آئے، خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک بنانا کہاں کی عقلمندی ہے۔

اعتراض نمبر ۶

اسی طرح بے اولاد لوگ دربار کے صحن کے درختوں کے اڑھائی پتے کھاتے ہیں۔ یہ یقین کر کے کہ اب انہیں اولاد ملے گی، جس کا مرض لاعلاج ہو اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ حضرت کے جلنے والی آگ کی راکھ کھائے۔ (شاہراہ بہشت ۱۹۸)

جواب

اولاد دینے والی ذات رب العزت ہے جیسا کہ قرآن کریم سے ظاہر ہے، جس
اور بغیر توسط یا توسط سے اولاد دینا اسی کی شان ہے۔ چاہے ہوں یا خاک پا اور کوئی وہ
اس میں تاثیر پیدا کرنا اسی کا فعل ہے (یعنی خالق کائنات جل جلالہ کا) اور یہ بھی ایک
حقیقت ثابتہ ہے کہ ایک ہی دوائی ایک مریض کھاتا ہے تو وہ شفایاب ہوتا جاتا ہے گر
دوسرا کوئی فرد کھاتا ہے تو وہ شفایاب نہیں ہوتا، کیونکہ دوائی میں تاثیر کا پیدا ہونا ذات ہی
کی مشیت کے تحت ہے اس لئے جب کسی کو شفا مقصود ہوتی ہے تو وہ دوا اللہ تعالیٰ کے
اذن سے اثر پذیر ہو کر شفا کا موجب بنتی ہے۔

اسی لئے درخت کے پتے وغیرہ کو بطور توسط کہتے ہیں کہ خالق کائنات جس کیلئے
چاہتا ہے تو ان میں تاثیر پیدا کر کے کھانے والے کو صاحب اولاد کر دیتا ہے اور وہ قادر
مطلق اور شافی مطلق ہے وہ بے نیاز ہے اور اس کے فعل پر اعتراض کرنے والا کون ہے؟

نیز وہ واسطے اپنے محبوب بندے کا چرچا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

"فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ"۔

ترجمہ: "تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا"۔ (یعنی زمین و آسمان میں تمہارا
چرچا کروں گا)

یعنی مخلوق کے دلوں میں تمہاری محبت کا جذبہ موجزن کر دوں گا اور وہ تمہاری طرف
رغبت کرنے لگے گی۔ اور مرنے کے بعد تمہاری قبور کو مرجع خلائق بنا دوں گا۔ زندگی یا بعد
از وصال تم سے کرامت کا ظہور کروا کر تمہارا چرچا کروا دوں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ
تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں محبت کرتا
ہوں فلاں بندے سے تو بھی اس سے محبت کر پھر جبرائیل علیہ السلام محبت کرتے ہیں اس
سے اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے فلاں سے تم بھی محبت کرو

اس سے، پھر آسمان والے فرشتے محبت کرتے ہیں، بعد اسکے زمین والوں کے دلوں میں
وہ محبوب ہو جاتا ہے (رواہ المسلم عن ابی ہریرۃ، کتاب البر والصلۃ والادب)

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یوسف یمنی صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

فقیہ کبیر احمد بن موسیٰ بن عجیل سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی خواب میں
زیارت کی کہ حضور ﷺ ان کو فرما رہے ہیں، اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر علم کھول دے تو
محمد بن یوسف یمنی ادریسی کی قبر کی مٹی میں سے کچھ لو اور اس کو پھر نگل جاؤ۔ ان فقیہ نے ایسا ہی
کیا اور اس کی برکتیں ظاہر ہو گئیں۔ (جمال الاولیاء مترجم کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۲۰۴ طبع لاہور)

اعتراض نمبر ۷

امیر حمزہ لکھتا ہے

غرض ہم لوگوں نے یہاں یہ مشہور کر رکھا تھا اور اپنے مریدوں کا عقیدہ بنا دیا تھا کہ
اللہ کی سلطنت بہت وسیع ہے اس کا تخت آسمانوں سے بھی اوپر ہے کیسے وہ انتظام نہیں
چلا سکتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بزرگوں کو زمین میں اختیارات دے رکھے ہیں اور وہ
لوگوں کے حالات سے اللہ کو آگاہ کرتے رہتے ہیں، چنانچہ پیر کی خوشنودی اللہ کی
خوشنودی ہے۔ ۔۔۔الخ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۹۸)

جواب

مذکورہ چار سطور میں امیر حمزہ نے غلط عقائد و نظریات اہلسنت کی طرف منسوب
کر کے اپنی بد باطنی اور کذب بیانی کا ثبوت دے کر لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا ہے
(لعنۃ اللہ علی الکاذبین)۔

اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات

صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے۔ اس کا کوئی شریک نہ ذات میں
ہے نہ صفات میں۔ تمام کائنات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پرتو ہیں۔

وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

شفائے مریض، عطائے رزق، ازالہ تکالیف و مصائب بطور استقلال، حق کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص کیلئے ثابت کی گئی۔ ایسا منصب خیال کرنا جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) جبر سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور ... درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا عین ایمان و توحید ہے۔

اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ ... مومن ہونے کیلئے کافی نہیں، کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اتنی بات تو مشرکین ... اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی بندے کو عطا فرمایا ہے وہ عطاء کے بعد حکم خداوندی، ارادہ اور مشیت ایزدی کے ماتحت ہے ہر آن خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے ساتھ متعلق ہے اور اس بندے کا ایک آن کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔

اس لئے ایسے محبوب بندے کی اتباع کرنا، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے کیونکہ اس کا ہر فعل و قول رضائے الٰہی اور مشیت ایزدی کے تحت ہوتا ہے۔

اعتراض نمبر ۸

میر حمزہ درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

”تقلید سے تحقیق کی طرف“

دو دواخچ کو ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ پہلے ہی طواف کے بعد ہمارے قائد نے دو نفل نہ پڑھے کیونکہ یہ طواف بعد از نماز عصر ہوا تھا اور عصر کی نماز کے بعد نوافل ...

باعث ہے۔ چنانچہ نماز عصر کے بعد ہم حنفی لوگ ہر طواف کے بعد نفل چھوڑ دیا کرتے جبکہ اہلحدیث پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک روز میں نے ایک اہلحدیث عالم سے پیش ہو کر پوچھا ”تم لوگ واقعی گستاخ رسول ہو، حضور ﷺ عصر کے بعد نفل نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور تم باز ہی نہیں آتے!!! اہلحدیث عالم نے میری باتیں تحمل سے سنیں مشکوٰۃ شریف کی حدیث میرے سامنے رکھ دی، جس میں اللہ تعالیٰ کے گھر کو اس حالت سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

”یا بنی عبد المناف لا تمنعوا احدا طاف بھذا البیت او صلی اية ساعة شاء من لیل او نھار“۔

ترجمہ: ”اے بنی عبد مناف کسی کو مت روکو جو اس گھر کا کسی بھی دن یا رات کسی گھڑی میں طواف کرنا یا نماز پڑھنا چاہتا ہے“۔ (ترمذی)

اب میں یہ حدیث اپنے حنفی علماء کے پاس لے گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر حدیث کا انکار کر دیا کہ امام ابوحنیفہ نے اس پر عمل نہیں کیا۔ لہٰذا وہ ہمارے لئے دلیل نہیں بن سکتی، کیونکہ ہم تو امام اعظم کے مقلد ہیں۔ یہ بات میرے دل کو چھلنی کر گئی۔ میں نے سوچا کہ جن لوگوں کو میں گستاخ کہہ رہا ہوں وہ تو ہر بات پر حدیث رسول ﷺ کا حوالہ دیتے ہیں اور جو محب اور عاشق (رسول) بنے پھرتے ہیں وہ اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے قابل عمل ہونے کیلئے اس کو ایک امتی کے عمل کا محتاج بنا رہے ہیں۔ بھلا اس سے بڑھ کر ظلم اور گستاخی کیا ہو گی ... الخ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۲۰۲،۲۰۱)

جواب

اس خود ساختہ واقعہ میں امیر حمزہ نے عوام کو یہ تاثر دینے کی ناپاک کوشش کی ہے کہ حنفی سنی لوگ حدیث کے مقابلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے قول کو ترجیح دیتے ہیں اور حدیث رسول ﷺ پر عمل نہیں کرتے اور عصر کے بعد نفل پڑھنے سے روکتے ہیں جبکہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں اللہ کے رسول نے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

...یخ فرمایا حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

مخالفین امام، امام کے تقویٰ اور کمال علم کے معترف بھی ہیں اور پھر بھی ...
کلمات سے امام کو یاد کرتے ہیں اور سواد اعظم کے دل دکھاتے ہیں۔
چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔

جو لوگ اکابرین کو اصحاب رائے کہتے ہیں اگر مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ نصوص کو نظر انداز کر کے اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے تو (افتراء اور بہتان عظیم) یہ بھی لازم آتا ہے کہ سواد اعظم گمراہ اور مبتدع ہو بلکہ جرگہ اہل اسلام سے خارج ہو۔ کوئی جاہل یا زندیق ہی اس قسم کا عقیدہ رکھ سکتا ہے جو دین کے ایک بڑے حصے کو برباد کرنا چاہے۔ یہ لوگ چند حدیثیں یاد کر کے سمجھتے ہیں کہ دین کے تمام مسائل ان میں منحصر ہیں، جو ان کو معلوم نہیں وہ گویا موجود نہیں۔ ان تعصب پرستوں کے تعصب اور ان کی نظر کوتاہ پر افسوس صد افسوس۔ بانی فقہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تسلیم ہے کہ فقہ کا تین حصہ امام اعظم کیلئے مخصوص ہیں اور ایک چوتھائی میں امام مالک، امام شافعی، امام مالک وغیرہ جملہ شریک ہیں۔

مسئلہ فقہ میں امام ابو حنیفہ گویا صاحب خانہ ہیں اور دیگر تمام عیال، باوجودیکہ میں ان کے مذہب کا پابند ہوں مگر امام شافعی سے گویا مجھے ذاتی محبت ہے میں ان کو بزرگ مانتا ہوں اور نفلی اعمال میں ان کے مذہب کی تقلید کر لیتا ہوں مگر اس کا کیا علاج کہ کثرت علم و کمال کے باوجود دوسرے حضرات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں طفل مکتب معلوم ہوتے ہیں

﴿مکتوبات، صفحہ نمبر ۳۴۳، ۳۵۰ جلد سوم مکتوب نمبر ۵۵﴾

﴿علمائے ہند کا شاندار ماضی، از محمد میاں صفحہ نمبر ۱۲۷، ۱۲۸ طبع کراچی ۱۹۹۱ء﴾

صدر الائمہ ابو المؤید الموفق بن احمد مکی (م ۵۶۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

حسن بن صالح نے بیان کیا کہ ابو حنیفہ ناسخ حدیث کی منسوخ حدیث سے ... کے ساتھ جستجو کرتے تھے اور حدیث پر عمل کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور ... کے اصحاب سے ثابت ہو جاتی تھی اور آپ اہل کوفہ کی حدیث اور ان کی فقہ کے ...

تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کتاب اللہ ناسخ و منسوخ ہے اور حدیث میں بھی ناسخ و منسوخ ہے۔ اور آپ رسول اللہ ﷺ کے آخری فعل کی جس پر آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تھی نگہداشت رکھتے تھے۔ (المناقب ابو المؤید موفق کی رحمۃ اللہ علیہ)

ابن حزم اندلسی قرطبی ظاہری (م ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں۔

ابو حنیفہ کے تمام اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ ابو حنیفہ کے مذہب میں ضعیف حدیث قیاس اور رائے سے اولیٰ ہے۔ (مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبیہ صفحہ نمبر ۲۱)

کسی نے عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۰ھ) سے کہا کہ فلاں شخص ابو حنیفہ پر اعتراض کرتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے آپ سے اس لئے دشمنی کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ فضیلت عطا کی ہے جس سے آپ شرفاء پر فائق ہو گئے۔

(خیرات الحسان از ابن حجر مکی (م ۹۷۳ھ) صفحہ نمبر ۳۵ طبع کراچی)

علامہ ابن حجر مکی (۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

آپ سب سے پہلے قرآن سے اخذ کرتے ہیں اور اگر قرآن میں نہ پاتے تو سنت کی طرف رجوع کرتے ورنہ قول صحابہ کی طرف اور اگر ان میں بھی اختلاف پاتے تو جس کے قول کو قرآن و سنت کے زائد مطابق پاتے اسے قبول فرماتے اور ان کے قول سے پہلوتہی نہ فرماتے اور کسی صحابی کا قول نہ پاتے تو کسی تابعی کے قول کو نہ لیتے بلکہ خود اجتہاد فرماتے۔ فضیل بن عیاض نے کہا کہ اگر مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح ہوتی تو اس کی اتباع کرتے اور اگر صحابہ اور تابعین کا قول ہوتا تب بھی یہی کرتے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو قیاس فرماتے اور بہترین قیاس کرتے۔ (خیرات الحسان از ابن حجر مکی (م ۹۷۳ھ) صفحہ نمبر ۹۴، ۹۵ طبع کراچی)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانہ دعویٰ حدیث دانی و عمل بالحدیث کرتے ہیں حاشا و کلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے تو اہلحدیث کے زمرے میں کب شامل ہو سکتے ہیں بلکہ ایسے لوگ دین کے رہزن ہیں ان کے اختلاط سے احتیاط کرنا چاہئے۔

(شمائم امدادیہ از اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۲۸)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا موقف اور اس کے دلائل

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی طلوع و غروب کے وقت نماز نہ پڑھے۔ (موطا امام محمد صفحہ نمبر ۸۳ طبع کراچی)

۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو تین اوقات میں نماز پڑھنے یا مردوں کو دفن کرنے (مراد نماز جنازہ پڑھنے) سے منع فرمایا۔ جب سورج نکل رہا ہو، یہاں تک کہ نکل کر بلند ہو جائے اور جب زوال کا وقت ہو، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب کے قریب ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔ (مسلم شریف صفحہ نمبر ۲۷۶ جلد اول۔ بلوغ المرام از حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ)

۳۔ حضرت عبداللہ صنابحی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کا ایک سینگ ہوتا ہے، جب آفتاب بلند ہوتا ہے تو ہٹ جاتا ہے پھر جب عین سر پر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ مل جاتا ہے پھر جب سورج ڈھل جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اسی طرح جب غروب ہونے کیلئے قریب ہوتا ہے تو مل جاتا ہے جب غروب ہو جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ (موطا امام محمد صفحہ نمبر ۸۳ طبع کراچی)

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، صبح کے بعد کوئی نماز نہیں، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے اور نماز عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک سورج غائب ہو جائے۔ (بخاری صفحہ نمبر ۸۲ جلد اول، مسلم صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد اول)

حضرت عمر بن خطاب، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی ان دونوں اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی احادیث منقول ہیں۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں (یعنی صبح کی سنتیں پڑھے بغیر جماعت میں شامل ہو گیا ہو) تو انہیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔ (ترمذی صفحہ نمبر ۵۷ جلد اول)

پانچ مکروہ اوقات میں دوگانہ طواف اور نفل نماز ممنوع ہے

مندرجہ بالا احادیث اور صحابہ کے اقوال سے معلوم ہوا کہ درج ذیل اوقات سے نفل نماز مکروہ ہے اور دوگانہ طواف ممنوع ہے۔

۱۔ سورج طلوع ہونے کے وقت۔

۲۔ دوپہر کو جب کہ سورج سر پر ہو۔

۳۔ سورج غروب ہونے کے وقت۔

۴۔ صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک۔

۵۔ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک۔

نیز ان اوقات میں ممانعت نماز کی مطلق متواتر احادیث کے علاوہ درج ذیل خصوصی احادیث بھی حجت ہیں۔

۱۔ حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے نماز عصر یا نماز صبح کے بعد طواف کیا اور طواف کا دوگانہ نہیں پڑھا۔

آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (مسند امام احمد صفحہ نمبر ۲۱۹ جلد ۴ آثار السنن صفحہ نمبر ۱۹۳)

(ب) حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے نماز صبح کے بعد طواف کیا پس سوار ہوئے حتی کہ ذی طوی (ایک مقام کا نام) میں آکر دوگانہ طواف ادا کیا۔

﴿بخاری صفحہ نمبر ۲۲۰ جلد اول باب الطواف بعد الصبح والعصر﴾

﴿سنن بیہقی صفحہ نمبر ۴۶۳، جلد ۲ ☆ موطا امام مالک صفحہ نمبر ۳۱۹ طبع لاہور ۱۹۸۲ء (مترجم)﴾

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب تو نماز فجر یا نماز عصر کے بعد بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرے تو طواف کر نماز کو موخر کر، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے یا طلوع ہو جائے پھر سات چکروں کا ایک دوگانہ پڑھ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حافظ ابن حجر شافعی ؒ فرماتے ہیں.

وہذا اسناد صحیح۔ (فتح الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۳۹۲ جلد ۳)

افضل یہ کہ طواف کے بعد متصل دوگانہ طواف ادا کیا جائے اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم کے قریب پڑھا جائے۔ بلا عذر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا یا مسجد حرام سے باہر ادا کرنا خلاف سنت ہے۔

حضرت عمر ؓ کا افضلیت کی ان تمام وجوہ کو نظر انداز کرتے ہوئے مسجد حرام سے دور مقام ذی طویٰ میں تاخیر سے ادا کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں نماز صبح کے بعد دوگانہ طواف درست نہیں تھا۔ پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرام کے سامنے تھا لیکن کسی صحابی نے بھی اس پر اعتراض نہ کیا۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ نمبر ۳۰۷ جلد ۹)

۴۔ حضرت مالک بن انس، ابن شہاب زہری، حمید بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ان کے والد عبد الرحمن کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر ؓ کے ساتھ بعد نماز فجر خانہ کعبہ کا طواف کیا، جب حضرت عمر ؓ طواف کر چکے تو انہوں نے سورج کی طرف دیکھا کہ وہ نکلا نہیں، جب سورج کو نکلا ہوا نہ پایا تو پھر سوار ہوئے کہ مقام ذی طویٰ میں اپنے اونٹ کو بٹھایا اور یہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

امام محمد ؒ نے کہا کہ اس پر ہمارا عمل ہے کہ طواف کے بعد سورج نکل آئے تو دو رکعت نماز ادا کرے۔ یہی قول امام ابو حنیفہ ؓ اور عام فقہاء کا ہے۔

(موطا امام محمد صفحہ نمبر ۲۴۰ طبع کراچی)

امیر حمزہ صاحب آخر یا ذرا اپنے قول کو پڑھیے۔

اور جو محب اور عاشق (رسول) بنے پھرتے ہیں وہ اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے قابل عمل ہونے کیلئے اس کو ایک امتی کے عمل کا محتاج بنا رہے ہیں۔ الخ

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۲۰۲)

اور مندرجہ ذیل صحابہ کرام کے متعلق بھی اپنے قلم کو حرکت دیجئے۔

۱۔ حضرت معاذ بن عفراء ؓ۔

۲۔ حضرت عمر فاروق ؓ۔

۳۔ حضرت عبد الرحمن ؓ

۴۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ۔

کیا یہ نفوس قدسیہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف عمل کرتے تھے؟

مشکوٰۃ شریف کی حدیث کا جواب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنی عبد مناف جو شخص رات یا دن کے کسی حصہ میں بیت اللہ کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے تو اس کو مت روکو۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۹۵)

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ مکروہ اوقات میں نماز کی ممانعت کی احادیث متواتر ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا، اور یہ خبر واحد ہے، محدثین کرام کے ہاں متواتر کے مقابلہ میں خبر واحد مرجوح ہوتی ہے۔ دوسرے اس میں ارباب انتظام کو خطاب ہے کہ تم کسی مسلمان کو طواف اور نماز سے نہ روکا کرو (جیسا کہ انتظامیہ کی عادت ہوتی ہے کہ وہ وقت سے پہلے ہی دروازے بند کر دیتے ہیں) آپ کا مقصد یہ تھا کہ منتظمین عام مسلمانوں پر اللہ کے گھر پر پابندیاں نہ لگائیں اور ان کو پریشان نہ کریں۔ یہ ایک انتظامی ہدایت ہے اور اس کا رخ انتظامیہ کی طرف ہے، نمازیوں کی طرف نہیں، نماز پڑھنے والوں کو تو آپ نے بار بار کھول کر بتلا دیا کہ اوقات خمسہ میں نماز پڑھنا منع ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۰ جلد ۳ طبع الرشید)

نیز ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کا مندرجہ ذیل قول زیر بحث حدیث کی شرح کیلئے کافی ہے جو کہ ہمارے مسلک کی تائید کرتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا ارشاد ہے.

کہ جب تو نماز فجر کے بعد یا نماز عصر کے بعد بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرے تو

طواف کر اور نماز کو مؤخر کر یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے یا طلوع ہو جائے پھر سات چکروں کیلئے ایک دوگانہ پڑھ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حدیث متواتر: متواتر ایسی حدیث کو کہا جاتا ہے کہ جسے شروع سے لے کر حدیث نقل کرنے والے کے زمانے تک اتنے کثیر افراد نے روایت کیا ہو کہ اس قدر کثیر افراد کا کذب بیانی سے کام لینا بالکل ناممکن ہو، تو گویا متواتر وہ حدیث ہے جس میں حضور ﷺ سے صادر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو اور قرونِ اوّل میں بھی شہرت پا چکی ہو۔

(حدیث نبوی کی تشریحی حدیث صفحہ نمبر ۱۲ طبع ساہیوال)

متواتر روایت کا حکم

متواتر کے مطابق نظریہ رکھنا اور اس نظریے کے مطابق پھر عمل کرنا شریعت میں لازمی قرار دیا گیا ہے۔

وخبر الواحد فی اللغة: ما یرویه شخص واحد۔ (ایضاً)

وفی الاصطلاح: مالم یجمع شروط التواتر۔

(نخبۃ الفکر از حافظ ابن حجر عسقلانی صفحہ نمبر ۲۱)

یعنی لغت میں فقط ایک شخص اگر روایت کرے تو اسے خبرِ واحد کہتے ہیں اور اصطلاحِ حدیث میں جس حدیث میں متواتر حدیث کے شروط نہ پائے جائیں اسے خبرِ واحد کہتے ہیں۔

محدثین کے نزدیک متواتر کے مقابلہ میں خبرِ واحد مرجوح ہوتی ہے۔

غیر مقلدین کی ایک اور دلیل اور اس کا جواب

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز درست نہیں۔ مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، یعنی مکہ مکرمہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

(مسند احمد، دار قطنی، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۹۵)

ابن دقیق العید شافعی نے اپنی کتاب "الامام" میں اور محقق ابن ہمام نے فتح القدیر صفحہ نمبر ۲۲۳ جلد اوّل میں اس حدیث کو چار وجہ سے معلول اور ضعیف لکھا ہے کہ جس کی تفصیل نصب الرایہ میں درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

کہ یہ حدیث چار وجہ سے معلول ہے اور ضعیف ہے۔

۱۔ سند متصل نہیں۔

مجاہد اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی راوی محذوف ہے۔

۲۔ اس کا راوی ابن المؤمل ضعیف ہے۔

۳۔ اس کا دوسرا راوی حمید بھی ضعیف ہے۔

۴۔ اس کی سند میں اضطراب۔

اس حدیث کے راوی ابن مؤمل کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

احادیث ابن مؤمل مناکیر۔ کہ ابن المؤمل کی حدیثیں منکر اور ضعیف ہیں۔

نقادِ محدث یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ھو ضعیف الحدیث اور اس کے دوسرے راوی حمید کے متعلق امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حمید، لیس بالقوی۔

نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس سند کے متعلق لکھتے ہیں: مجاہد لم یدرک اباذر۔

(نصب الرایہ صفحہ نمبر ۲۵۲ جلد اوّل)

۱؎ نصب الرایہ فی تخریج لاحادیث الہدایہ جمال الدین یوسف زیلعی (م ۷۶۲ھ) نے احادیث ہدایہ کی تخریج کی ہے۔

(تذکرۃ المصنفین از اختر راہی صفحہ نمبر ۷۶ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

اس لئے نماز کی ممانعت کی متواتر احادیث کے مقابلہ میں ایسی ضعیف و مجروح روایت سے استدلال کرنا، کہاں کا انصاف ہے۔

ہمفرے کے اعترافات سے چند اقتباسات



تصویر

محمد بن عبدالوہاب نجدی

۱۔ان دنوں جب میں (بصرہ میں) ترکھان کا کام کرتا تھا، میری ملاقات ایسے شخص سے ہوئی جو وہاں آتا جاتا رہتا تھا اور ترکی، فارسی اور عربی زبانوں میں گفتگو کرتا رہتا تھا۔ اس کا نام محمد بن عبدالوہاب تھا وہ ایک اونچا اڑنے والا، ایک جاہ طلب اور نہایت غصیلا انسان تھا۔ اسے عثمانی حکومت سے سخت نفرت تھی۔

(ہمفرے کے اعترافات صفحہ نمبر ۲۸ طبع لاہور)

۲۔محمد بن عبدالوہاب (نجدی) ایک آزاد خیال آدمی تھا، اس کا ذہن شیعہ سنی تعصبات سے پاک تھا حالانکہ وہاں کے بیشتر سنی حضرات شیعوں کے خلاف تھے شیخ محمد (نجدی) کے نزدیک حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی مکاتب فکر میں سے کسی مکتب فکر کی کوئی خاص اہمیت نہیں تھی۔ وہ کہتا تھا کہ خدا نے جو کچھ قرآن میں کہہ دیا ہے۔ بس وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ (ایضا)

۳۔محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں عرض کروں کہ یہ شخص قرآن وحدیث کا اچھا مطالعہ رکھتا تھا اور اپنے افکار کی حمایت میں بزرگان دین کے اقوال و آثار کو بطور سند پیش کرتا تھا، لیکن کبھی کبھی اس کی فکر مشاہیر علماء کے خلاف ہوتی تھی۔ وہ بات بات پر کہتا تھا

پیغمبر خدا (ﷺ) نے صرف کتاب وسنت کو ناقابل تغیر اصول بنا کر ہمارے لئے پیش کیا ہے اور کبھی یہ نہیں کہا کہ صحابہ کرام اور آئمہ دین کے فرمودات اہل وحی منزل ہیں ۔پس ہم پر واجب ہے کہ ہم کتاب وسنت کی پیروی کریں۔ علاوہ، آئمہ اربعہ حتی کہ صحابہ کرام کی رائے خواہ کچھ بھی ہو ہمیں اتفاق واختلاف پر اپنے دین کو استوار نہیں کرنا چاہیے۔ (ایضا صفحہ نمبر ۴۷)

۴۔محمد بن عبدالوہاب (نجدی) سے میل جول اور ملاقاتوں کے ایک سلسلہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ برطانوی حکومت کے مقصد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے یہ شخص بہت مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اس کی اونچا اڑنے کی خواہش، جاہ طلبی، غرور، علماء ومشائخ اسلام سے اس کی دشمنی، اس حد تک خود سر کہ خلفائے راشدین بھی اس کی تنقید کا نشانہ ہے۔ اور حقیقت کے سر سر خلاف قرآن و حدیث سے استفادہ اس کی کمزوریاں تھیں جس سے بڑی آسانی سے فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا۔ (ایضا صفحہ نمبر ۵۰)

۵۔شیخ محمد بن عبدالوہاب ابوحنیفہ کی تحقیر کرتا تھا اور اسے ناقابل اعتبار سمجھتا تھا۔ محمد (بن عبدالوہاب) کہتا تھا "میں ابوحنیفہ سے زیادہ جانتا ہوں" اس کا دعویٰ تھا کہ نصف صحیح بخاری (نعوذ باللہ) بالکل بیکار اور بیہودہ ہے۔ (ایضا صفحہ نمبر ۵)

۶۔ایک اور دن میں نے اس (محمد بن عبدالوہاب) سے کہا کیا عورتوں کے ساتھ متعہ جائز ہے؟

اس نے کہا ہرگز نہیں۔

میں نے کہا: پھر قرآن نے اسے جائز قرار دیتے ہوئے کہا ہے اور جب تم ان سے متعہ کرو تو ان کا مہر ادا کرو۔

اس نے کہا ہاں آیت تو اپنی جگہ ٹھیک ہے مگر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسے یہ کہہ کر حرام قرار دیا کہ متعہ پیغمبر (علیہ السلام) کے زمانے میں حلال تھا، میں اسے حرام قرار دیتا ہوں اور اب جو اس کا مرتکب ہوگا، میں اسے سزا دوں گا۔

میں نے کہا: بڑی عجیب بات ہے۔ تم تو حضرت (عمر رضی اللہ عنہ) کی پیروی کرتے ہو

اور پھر اپنے آپ کو اس سے زیادہ صاحب عقل بھی کہتے ہو۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ حلال محمد کو حرام کریں۔ تم نے قرآن کو بھلا کر حضرت عمر کی رائے کو قبول کر لیا؟

محمد (بن عبدالوہاب نجدی) نے چپ سادھ لی اور خاموشی اس کی رضا مندی کی دلیل تھی۔ اس موضوع پر اس کے خیالات درست کر کے میں نے اس کے جنسی غریزہ کو ابھارنا شروع کیا وہ ایک غیر متاہل شخص تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم متعہ کے ذریعے اپنی زندگی کو پرمسرت بنانا چاہتے ہو؟

محمد (بن عبدالوہاب نجدی) نے رضا و رغبت کی علامت سے اپنا سر جھکا لیا۔ میں اپنے فرائض کے ابتدائی اہم موڑ پر پہنچ چکا تھا۔ میں نے اس سے وعدہ کیا کہ میں بہرحال تمہارے لئے اس کا انتظام کروں گا۔ مجھے صرف اس بات کا خدشہ تھا کہیں محمد (بن عبدالوہاب) بصرہ کے ان سنیوں سے خوف زدہ نہ ہو جائے جو اس بات کے مخالف تھے۔ میں نے اسے اطمینان دلایا کہ ہمارا پروگرام بالکل مخفی رہے گا۔ اس گفتگو کے بعد فوراً میں اس بدقماش نصرانی عورت کے پاس گیا جو انگلستان کے نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کی طرف سے بصرہ میں عصمت فروشی پر مامور تھی۔ اور مسلم نوجوانوں کو بے راہ روی پر ابھارتی تھی۔ میں نے اس سے تمام واقعات بیان کئے۔ جب وہ راضی ہو گئی تو میں نے اس کا عارضی نام "صفیہ" رکھا اور کہا کہ میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کو لے کر اس کے پاس آؤں گا۔

مقررہ دن میں شیخ محمد (بن عبدالوہاب) کو لے کر صفیہ کے گھر جا پہنچا ہم دونوں کے سوا وہاں اور کوئی نہ تھا۔ محمد (بن عبدالوہاب) نے ایک اشرفی مہر پر ایک ہفتہ کیلئے صفیہ سے عقد کیا، مختصر یہ کہ میں باہر اور صفیہ اندر سے محمد بن عبدالوہاب کو ہمارے پروگراموں کیلئے تیار کر رہے تھے۔ صفیہ نے احکام دین کی پامالی اور آزادی رائے کا پرکیف مزہ چکھا دیا تھا۔ (ایضا صفحہ نمبر ۵۳ تا ۵۵)

ے۔ میں اس تقریب کے تیسرے دن پھر محمد (بن عبدالوہاب) سے ملا اور ہم

یہ بار پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری کیا، اس بار گفتگو شراب کی حرمت کے متعلق تھی۔ میری کوشش تھی کہ میں ان آیات کو رد کروں جو محمد (بن عبدالوہاب) کے نزدیک حرمت شراب پر دلیل تھیں۔ میں نے اس سے کہا: کہ معاویہ، یزید خلفائے بنو امیہ اور بنی عباس کی شراب نوشی ہمارے نزدیک مسلم ہو تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ تمام پیشوایان دین و مذہب گمراہی کی زندگی بسر کرتے ہوں، اور صرف تم سچے راستے پر ہو؟ بے شک وہ لوگ کتاب الٰہی اور سنت رسول کو ہم سے زیادہ بہتر جانتے تھے۔ پس یہ بات سامنے آتی ہے کہ ارشادات خدا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ان بزرگوں نے استنباط کیا تھا وہ شراب کی حرمت نہیں بلکہ اس کی کراہت تھی۔ اس کے علاوہ یہود و نصاریٰ کی مقدس کتابوں میں صراحت سے شراب پینے کی اجازت ہے۔ حالانکہ یہ بھی الٰہی ادیان ہیں اور اسلام ان ادیان کے پیغمبروں کا معتقد ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ شراب اللہ کے بھیجے ہوئے ایک دین میں حلال اور دوسرے میں حرام ہو؟ کیا یہ سب ادیان برحق یا خدائے یکتا کے بھیجے ہوئے نہیں ہیں۔ ہمارے پاس تو یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اس وقت تک شراب پیتے رہے جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی "کیا تم شراب اور جوئے سے دستبردار نہیں ہو گے" اگر شراب حرام ہوتی تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی شراب نوشی پر حد جاری فرماتے مگر آپ کا ان پر حد جاری نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ شراب حرام نہیں ہے۔

محمد (بن عبدالوہاب) جو بڑے غور سے میری گفتگو سن رہا تھا اچانک سنبھلا اور کہا، روایات میں ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) شراب میں پانی ملا کر پیتے تھے تاکہ اس کی وہ کیفیت دور ہو جائے جو نشہ پیدا کرتی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ شراب کی مستی حرام ہے نہ کہ خود شراب، وہ شراب جس سے نشہ طاری نہ ہو حرام نہیں ہے۔

محمد (بن عبدالوہاب) حضرت عمر کے اس نظریہ کو اس آیت کی روشنی میں درست جانتا تھا جس میں ارشاد ہوتا ہے "شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے دشمنی پیدا کرے اور تمہیں یاد خدا اور نماز سے باز رکھے۔"

اگر شراب میں مستی اور نشہ نہ ہو تو پینے والے پر اس کے اثرات مرتب نہیں ہوں گے اور اس لئے وہ شراب جس میں مستی نہیں حرام نہیں ہے۔

میں نے محمد (بن عبدالوہاب) کے ساتھ شراب سے متعلق گفتگو کو صفیہ کے گوش گزار کیا اور تاکید کی کہ موقع ملتے ہی محمد (بن عبدالوہاب) کو نشہ میں چور کر دو، وہ ہو سکے شراب پلا دو۔

دوسرے دن صفیہ نے مجھے اطلاع دی کہ اس نے شیخ کے ساتھ دل کھول کر شراب نوشی کی یہاں تک کہ وہ آپے سے باہر ہو گیا اور چیخنے چلانے لگا۔ رات کی آخری گھڑی میں کئی مرتبہ میں نے اس سے مقاربت کی اور اب اس پر نقاہت کا عالم طاری ہے، چہرے کی آب و تاب ختم ہو چکی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں اور صفیہ پوری طرح محمد (بن عبدالوہاب) پر چھا چکے تھے۔ اس منزل پر مجھے نو آبادیاتی علاقوں کی وزیر کی وہ بات یاد آئی جو اس نے مجھے الوداع کہتے وقت کہی تھی اس نے کہا تھا:

"ہم نے اسپین کو کفار (مراد اہل اسلام ہیں) سے شراب اور جوئے کے ذریعے دوبارہ حاصل کیا۔ اب انہیں دو طاقتوں کے ذریعے دوسرے علاقوں کو بھی ہم دوبارہ اپنے ساتھ واپس لینا ہے۔" (ایضاً صفحہ نمبر ۵۵ تا ۵۸)

۸۔ ایک دفعہ میں نے (محمد بن عبدالوہاب) سے کہا کہ نماز واجب نہیں؟

اس نے پوچھا کیوں؟

میں نے کہا: اس لئے کہ خدا وند عالم نے قرآن میں کہا ہے کہ مجھے یاد کرنے کیلئے نماز قائم کرو۔ پس نماز کا مقصد ذکر الٰہی ہے اور تمہیں چاہیے کہ تم اس کا نام اپنی زبان پر جاری رکھو۔

محمد بن عبدالوہاب نے کہا ہاں میں نے سنا ہے کہ بعض علماء دین نماز کے وقت اللہ کے نام کی تکرار شروع کر دیتے ہیں اور نماز ادا نہیں کرتے۔

میں محمد (بن عبدالوہاب) کے اس اعتراف سے بہت خوش ہوا، مگر احتیاطاً کچھ دن میں نے اسے نماز پڑھنے کی تلقین بھی کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے نماز کی پابندی

چھوڑ دی۔ پر وہ کبھی نماز پڑھتا اور کبھی نہ پڑھتا۔ خاص طور سے صبح کی نماز غالباً اس نے ترک ہی کر دی تھی۔ ہم لوگ دیر تک رات کو جاگتے، جس کی وجہ سے صبح اٹھنے اور وضو کرنے کی اس میں ہمت باقی نہیں رہتی تھی۔ (ایضاً ۵۹، ۶۰)

۹۔ میرا مقصد محمد بن عبدالوہاب کو رہبری اور پیشوائی کی فکر دینا ہو گیا۔ مجھے اس کے قلب و روح میں شیعہ سنی فرقوں کے علاوہ اسلام میں ایک تیسرے فرقے کی رہبری کی پیش کش کو اس کیلئے قابل عمل بنانا تھا۔ اس مقصد کے حصول کیلئے ضروری تھا کہ پہلے میں اس کے ذہن کو بے جا الجھنوں اور مذہبی تعصبات سے پاک کر دوں اور اس کے ذہن سے اس کی آزاد خیالی اور بلند پروازی کو تقویت پہنچاؤں۔ اس کام میں صفیہ بھی میری مددگار تھی، کیونکہ محمد بن عبدالوہاب اسے دیوانوں کی طرح چاہتا تھا اور ہر ہفتہ متعہ کی مدت بڑھاتا جاتا تھا۔ مختصر یہ کہ صفیہ نے محمد بن عبدالوہاب سے صبر و قرار اور اس کے تمام اختیارات چھین لئے تھے۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۶۱)

۱۰۔ ایک دن میں نے اسے اپنا جھوٹا خواب بیان کیا اور کہا رات میں نے جناب ختمی مرتبت کو بالکل اسی سراپا کے ساتھ کرسی پر بیٹھے دیکھا، جیسے ذاکرین اور واعظین منبروں پر بیان کرتے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء اور بزرگان دین نے جن سے میری کوئی واقفیت نہیں تھی چاروں طرف سے ان کو گھیر رکھا تھا۔ ایسے میں، میں نے دیکھا کہ اچانک تم اس مجمع میں داخل ہو گئے تمہارے چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ جب تم رسالت مآب (ﷺ) کے سامنے پہنچے تو انہوں نے کھڑے ہو کر تمہاری تعظیم کی اور تمہارا چہرہ چوما اور کہا اے میرے ہم نام محمد تم میرے علم کے وارث اور مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی امور کو سنوارنے میں میرے جانشین ہو۔

یہ سن کر تم نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) لوگوں پر اپنے علم کو ظاہر کرتے ہوئے مجھے خوف محسوس ہوتا ہے۔ جناب رسالت مآب (ﷺ) نے فرمایا خوف کو اپنے دل میں جگہ نہ دو، کیونکہ جو کچھ تم اپنے بارے میں سوچتے ہو اس سے کہیں زیادہ صاحب مرتبہ ہو۔

محمد (بن عبدالوہاب) نے میرے اس من گھڑت خواب کو سنا تو وہ خوشی سے پھول

تنہا کیا وہ بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کیا تمہارے خواب سچے ہوتے ہیں؟ اور میں مسلسل اطمینان دلاتا رہا۔ میں نے محسوس کیا کہ خواب کے تذکرے کے ساتھ اس نے اپنے دل میں نئے مذہب کے اعلان کا مصمم ارادہ کر لیا۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۴۳،۴۲)

(ف) اس طرح اس نے فرقہ وہابیہ نجدیہ کی داغ بیل ڈالی۔

انصاف کیجئے

کسی مقام مقدسہ پر اتفاقیہ کسی غیر شرعی حرکت کا ہو جانا ممکن ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اس کو پیش نظر رکھ کر تمام مزارات اولیاء اللہ کو تنقید و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔ ایسی نازیبا حرکات تو مساجد میں بھی وقوع پذیر ہو چکی ہیں اور کئی بار یہ خبریں اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں کہ فلاں علاقہ میں امام مسجد یا خطیب، مسجد میں نازیبا حرکات کرتے ہوئے پکڑے گئے، نیز ملک میں ایسے کلب اور ہوٹل بھی اس کام کیلئے وقف ہیں۔ وجہ ہے کہ ان دیگر مقامات کو پس پشت ڈال کر فقط مزارات اولیاء اللہ کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور لوگوں کو ان افراد قدسیہ کے فیوض و برکات کے حصول سے روکنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔ ان ذوات مبارکہ کو ہدف کا نشانہ بنانے سے پہلے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نمبر ۲ کارناموں کا بھی بنظر عمیق مطالعہ فرمائیں اور اپنی قلم سے لکھیں تاکہ تمہاری حقانیت کھل کر منظر عام پر آ سکے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

حجاز میں نجدیوں کی طرف سے مسٹر گاندھی پر سلام

سلام اہل یا خاندی

وحلل الزہر من عندی

(اخبار الاعتصام دہلی، جزء ثانی صفحہ نمبر ۲۳۵ ☆ بحوالہ علمائے اسلام صفحہ نمبر ۲ مطبع ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۰ء)

روزنامہ جنگ ۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء کا تبصرہ

سرزمین حجاز میں دار الخلافہ ریاض میں بھارتی وزیر اعظم مسٹر نہرو کے

جب رسول السلام" جیسے جو ننگ اسلام اور اسلام سوز قسم کے نعرے لگائے گئے تو نہ صرف یہ کہ مسلمانان عالم کے دینی جذبات غیرت کو ناقابل برداشت صدمہ پہنچا بلکہ متولی حرمین شریفین کی اس موحدانہ دینداری کا بھی پول کھل گیا ہے جس کا ڈھول اسلام میں ڈنکا پیٹا جا رہا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ سرزمین توحید اور گہوارہ اسلام میں ایک صنم پرست بلکہ منکر خدا اور اللہ کے نبی کو دعوت تکریم دینا اور جو رسوں میں ایسے موحدین مردوں اور عورتوں سے خیر مقدم و مستقبل کرانا پاسبان حرم کیلئے کہاں تک زیب دیتا ہے۔ خود یہ بات بھی اپنی جگہ انتہائی شرمناک اور غیر اسلامی ہے کہ ایک ملحد کیلئے "رسول السلام" جیسے اصطلاحی لفظ استعمال کئے جائیں۔ الخ۔ لفظ رسول السلام، قرآن کریم کی مخصوص اصطلاح ہے جس کی حیثیت شعائر اللہ اور شعائر اسلام کی سی ہے، جیسے قرآن، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ وغیرہ قسم کے بے شمار الفاظ اسلامی شعائر ہیں، جو اپنے لغوی معنوں سے نکل کر اصطلاحی معنی کیلئے خاص ہو گئے ہیں۔ اب ان الفاظ کو لغوی معنوں میں استعمال کرنا بالخصوص ان لوگوں کی طرف سے جن کو عربی زبان کے استعمال کرنے کیلئے حدود دین کا پاس رکھنا ضروری ہے قطعاً ناجائز اور حرام بلکہ شعائر اللہ کی کھلی ہوئی بے حرمتی ہے۔ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ الخ

اگر اللہ کے نبی کے احترام میں آج ناموس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ کہہ کر بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے کہ رسول کے معنی قاصد کے ہیں تو آئندہ تمام شعائر اسلام کی حرمت بھی باقی نہ رہ سکے گی۔

پھر سلامتی اور امن کا استعمال بھی کس قدر حیا سوز اور عزت کش ہے۔ کہ جس ملک میں آئے دن خون مسلم سے ہولی کھیلی جاتی رہی ہو وہ قاصد امن تو کیا ہوتا اس میں امن و سلامتی کا دلی شائبہ بھی موجود نہیں۔ خدا کی شان ہے کہ مردم خور درندوں کو قاصد امن کے لقب سے یاد کیا جائے

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ہم آخر میں پاسبانِ حرم سے صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ حرمین
مسلمانانِ عالم کی امانت ہے اور ان پاسبانوں کی طرف سے ناموسِ رسول کی
کبھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔ (جنگ کراچی)

مرزائیوں کا وہابیوں سے سوال

ایک مذہبی سوال لفظ رسول کے استعمال سے متعلق ہے تو آج
(وہابیوں، نجدیوں) کو یہ تاویل سوجھ آرہی ہے کہ رسول کے معنی قاصد ہوتے
جب بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے رسول کے معنی مامور اور تابع شریعت امتی نبی کے
تھے تو یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ یہ شرعی اصطلاح ہے۔ اس لفظ کے اطلاق
ہے کہ ایک شخص نئی شریعت لانے کا مدعی ہے، مگر اس موقع پر نجدیوں (وہابیوں)
لفظ رسول کی وسعت کا احساس ہو جائے اور وہ اپنی غلطی کو ... تو ہم سمجھتے ہیں کہ
کی غلطی مفید ثابت ہوتی ہے۔ (الفرقان ربوہ فروری ۱۹۵۷ء)

اب ہم آخر میں اس سلسلہ کی آخری کڑی ماہنامہ نقاد کراچی کا نہایت دلچسپ
طنز و مزاح سے بھرپور اور نہایت، ہم تبصرہ پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

... ماہنامہ نقاد کراچی بابت ماہ نومبر ۱۹۵۶ء

قاطع بدعات و مناہی مقصد (بن) عبد الوہاب نجدی محافظ حرمین
جلالت الملک شاہ سعود کے نام۔

... فدایانِ رسول و عاشقانِ اسلام کا پیغام

جلالت الملک اللہ آپ کو محبت رسول دے، خدا معلوم آپ کو معلوم ہے یا
ہندوستان کے کروڑ مسلمانوں نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے نام سے ایک نیا
بنایا تھا۔ اس نوزائیدہ ملک کے بنتے ہی دشمنانِ اسلام و مسلمین نے مسلمانانِ
نرغے میں لے لیا تھا پھر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ہندوستان سے
مسلمانوں نے اپنے آبائی وطن اور گھروں سے بھاگ بھاگ کر مرتے کھپتے

کیا کیا مصائب برداشت کرنے کے بعد پاکستان میں سکونت اختیار کر لی۔ لیکن اس کے
بعد اب بھی ہندوستان میں (ساڑھے چار) چار، پانچ کروڑ مسلمان موجود ہیں جہاں نہ
ان کی جانیں محفوظ نہ ان کی عورتوں کی عصمتیں۔

لیکن اے کلید بردارِ حرم!

جب آپ پچھلے دنوں ہندوستان کے سرکاری دورے پر آئے تھے تو ان حالات
کے باوجود آپ نے ہندوستانی حکومت کو یہ سندِ شاہی عطا فرما دی کہ میں بحیثیت محافظ
حرمین شریفین اس بات سے مطمئن ہوں کہ ہندوستان میں مسلمان امن و سکون سے ہیں
اور ان کی جانیں محفوظ ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یقین کیجئے شاہ! آپ کی اس سندِ شاہی کی تشہیر کے بعد ہمیں محمد شاہ رنگیلے کے
فرامین بے ساختہ یاد آگئے تھے۔ اور ہم بھی یہ سمجھ گئے تھے کہ ترکی کے مسلمان قوم آپ
اور آپ کی حکومت سے کیوں غیر مطمئن رہی ہے۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے ایک غیر مسلم سربراہ مملکت کو سرزمین حجاز مقدس کے
سرکاری دورے کی دعوت دی اور ۲۲ ستمبر ۱۹۵۶ء کو بھارت کے وزیراعظم پنڈت جواہر
لعل نہرو جب آپ دارالخلافہ ریاض پہنچے تو آپ کی حکومت کے دکھنے کے عوام نے
"یا رسول السلام نہرو" کے شرمناک نعروں سے ان کا استقبال کیا۔ اس استقبال کرنے
والوں میں عرب کے وہ قبائلی بدو اور عورتیں بھی شریک کئے گئے تھے جو کسی دشمن اسلام
کیلئے اپنے دلوں میں جذبات احترام نہیں رکھتے تھے۔ پھر سب سے بڑا ستم جو آپ
جیسے "قاطع بدعات" نے کیا وہ یہ تھا کہ عرب کی خواتین کو غیر محرموں کے ہجوم کثیر میں
لا کر ان سے ایک غیر محرم غیر مسلم کا استقبال سرزمین حجاز پر "رسول" جیسے متبرک و مقدس
خطاب سے کرایا۔

عیسائیوں کی قبروں پر پھول

سعودی عرب کے وزیر دفاع میر فہد ابن سعود نے جو شاہ سعود کے ہمراہ امریکہ

آئے۔کل امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن کی قیام گاہ کی سیر کی اور جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول چڑھائے۔(کوہستان ۲۱ فروری ۱۹۵۷ء)

اور پھر ایک گمنام سپاہی کی قبر پر پھول چڑھائے۔(نوائے وقت ۲ فروری ۱۹۵۷ء)

گاندھی کی مڑھی پر پھول

میر فیصل ۱۹۵۵ء میں ہندوستان پہنچے تو قیام کے دوران ڈاکٹر راجندر پرشاد، ڈاکٹر رادھا کرشنن اور پنڈت نہرو سے ملاقاتیں کیں اور راج گھاٹ پر مہاتما گاندھی کی سمادھ پر پھول چڑھائے گئے۔

(نوائے وقت لاہور ۱۹ دسمبر ۱۹۵۵ء بحوالہ پھول کے کنڈے از صاحبزادہ چشتی صفحہ نمبر ۱۵۲ء)

جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے۔

"کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے"۔

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا، قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا، قال اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا فاظنه قال فی الثالثة، ھناك الزلازل والفتن و بھا یطلع قرن الشیطان"۔

(بخاری شریف صفحہ نمبر ۱۰۵۱ جلد اول طبع کراچی ☆ مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۲۸۳ جلد سوم طبع ...)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں برکت ڈال، اے اللہ ہمارے یمن میں برکت ڈال، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اور ہمارے نجد میں بھی۔ آپ نے فرمایا! اے اللہ ہمارے شام ہمارے یمن میں برکت ڈال۔ صحابہ نے کہا اور نجد کیلئے بھی دعا فرمایئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے تیسری بار فرمایا اس جگہ زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا

سینگ ظاہر ہوگا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے"۔

امیر محمد بن اسماعیل یمنی صنعانی (المتوفی ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۶ء) لکھتے ہیں:

"سلام علی نجد ومن حل بالنجد"۔

ترجمہ: "نجد پر سلام اور جو نجد میں آجائے اس پر بھی سلام ہو"۔

(محمد بن عبدالوہاب (نجدی) از مسعود عالم ندوی صفحہ نمبر ۱۲۸ طبع مالیگاؤں)

سعودی عرب میں گرجے

عالمی عیسائیت کے صدر مقام اور مقدس شہر ویٹی کان (روم) کی طرف سے سعودی عرب پر مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ سعودی حکومت اپنے ملک میں عیسائیوں کو عبادت کرنے کیلئے گرجا تعمیر کرنے کی اجازت دے۔ گزشتہ دنوں اٹلی کے کیتھولک چرچ سے تعلق رکھنے والے ایک سینئر پادری سکارن نے ایک اٹالین اخبار "لبریو" میں ایک تیز و تند مقالہ کے ذریعے مسلمانوں پر سنگین الزامات لگائے ہیں۔ اور انہیں وحشی اور بے رحم قوم قرار دیا ہے۔ کہا کہ مسلمان امن کے دشمن ہیں اور اس وقت پوری دنیا میں فتنہ و فساد اور دہشت گردی کی جڑ ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ کسی قسم کی رورعایت نہیں برتنی چاہیئے۔ اور ان کے ساتھ انتہائی سخت برتاؤ کرنا چاہیئے۔ پادری سکارن نے اٹلی کی حکومت سے بالخصوص اور باقی یورپی ممالک سے بالعموم زور دے کر کہا ہے کہ مسلمانوں کو یورپ سے نکال دیا جائے۔ اور انہیں یہاں اپنی ثقافت اور تہذیب پھیلانے سے روکا جائے۔ پادری نے مسلمانوں کے مذہب اور شعائر کو بھی اپنی تنقید اور استہزاء کا نشانہ بنایا ہے۔ ویٹی کان نے نہ صرف مسلمانوں کے یورپ سے نکال باہر کرنے کا مطالبہ کیا ہے بلکہ انتہائی جارحانہ انداز میں سعودی عرب سے بھی ارض مقدس میں گرجے بنانے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔

ویٹی کان روم دنیائے عیسائیت کیلئے اتنا ہی مقدس ہے جتنا کہ مسلمانوں کیلئے مکہ مکرمہ، روم کا چرچ کیتھولک فرقے کی نمائندگی کرتا ہے جو عیسائی دنیا میں اکثریت رکھتا

ہے۔ اس لئے پوپ کو عیسائی دنیا میں ایک انتہائی معزز اور مقدس شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا جب روم کے کلیسا سے کوئی آواز اٹھے گی تو اسے پورے عالم عیسائیت کی مشترکہ اور متفقہ مذہبی آواز سمجھا جائے گا۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ سعودی عرب اور خلیج میں امریکہ اور یورپ کی ۳۰ لاکھ فوج اپنے جدید ترین ہتھیاروں سمیت اس خطے کے تمام فوجی اڈوں پر قبضہ جمائے بیٹھی ہے۔ اور قبلہ اول کے بعد حرمین شریفین عملی طور پر عیسائی اور یہودی افواج کے براہ راست نرغے میں ہے۔ کلیسائے روم کی طرف سے سعودی عرب کی حکومت کے سامنے یہ مطالبہ رکھنا کہ عیسائیوں کو اپنی مذہبی عبادت کیلئے وہاں گرجے بنانے دیئے جائیں، ایک انتہائی خطرناک اور معنی خیز مطالبہ ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ ایک عام مسلمان بھی اس بات کو سمجھتا ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے حکمران خصوصاً عرب حکمران انہی یہود و نصاریٰ کی دوستی پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں اور وہ کسی صورت میں یورپ اور امریکہ کے احکامات کی تعمیل کرنے میں پس و پیش نہیں کر سکتے ان کے اس طرز عمل نے ملت مسلمہ کو یہ دن دکھلائے کہ آج حرمین شریفین کی سرزمین، یہودی اور عیسائی دندناتے پھر رہے ہیں

قارئین کی معلومات کیلئے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جب سے امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کی فوجیں سعودی عرب اور خلیج میں اتری ہیں ہر سال اس مشترکہ فوج میں شامل یہودی (جن کی تعداد پچاس ہزار کے لگ بھگ ہے) مدینہ منورہ سے متصل بستی خیبر میں اپنی مذہبی عبادت کرتے ہیں۔ جس کے لئے ربی حاخام (مذہبی پیشوا) اسرائیل سے بلائے جاتے ہیں۔ امت مسلمہ کی بے خبری اور مدہوشی کا یہ عالم ہے کہ اسے اپنے مقدس مقامات کے بارے میں بھی علم نہیں کہ ان پر یہود و نصاریٰ کا تسلط اب کس قدر مستحکم ہو چکا ہے۔

اس تناظر میں کلیسائے روم کی طرف سے سعودی عرب میں چرچ بنانے کا پُرزور مطالبہ اور مسلسل دباؤ اور اصل امریکہ و یورپ کی طرف سے مذہبی قیادت کی آڑ میں سعودی عرب کی مقدس سرزمین پر اپنی مستقل عبادت گاہیں بنانے کا مکروہ منصوبہ ہے۔ کیونکہ اسوقت سعودی

عرب کی سرزمین پر لاکھوں کی تعداد میں عیسائی موجود ہیں۔ الخ بہرحال اس مطالبے سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ مغرب نے پہلے قبلہ اول پر یہودیوں کے تسلط میں اسرائیل کی بھرپور حمایت کی اور یہ دیکھ لیا کہ مسلمانوں کا ردعمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس سے شہ پا کر اب مغرب نے سعودی عرب میں دیدہ دلیری سے گرجے بنانے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے؟

(الارشاد انٹرنیشنل، اسلام آباد شوال ۱۴۲۱ھ فروری ۲۰۰۱ء)

امیر حمزہ صاحب!... اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر تنقید کرنے سے سوائے بدبختی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اگر کہیں خامی ہے تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں نہ کہ ان اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں پر طعنہ زنی کر کے اپنی آخرت خراب کریں۔ کیونکہ وہ اب عالم دنیا کے مکلف نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں برائی مسجدوں، مدرسوں، ہوٹلوں اور کلبوں وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس کو بھی دور کرنے کی سعی فرمائیں۔ فقط مزارات اولیاء اللہ کو نشانہ بنا کر تنقید کرنا جہالت ہے۔

کیا یہ داڑھیاں سنت نبوی کے مطابق ہیں؟

۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ (متفق علیہ)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے داڑھیاں پوری کرو اور لبیں کتاؤ اور یہود و نصاریٰ سے مشابہت نہ کرو۔ (مسند احمد)

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجوسیوں کی مشابہت نہ کرو، داڑھیاں پوری کرو۔ (مسند بزار)

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم آل محمد داڑھیاں پوری رکھتے ہیں اور لبیں کتاتے ہیں۔۔۔ الخ (مسند فردوس)

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: داڑھیاں پوری رکھو اور لبیں کتاؤ۔ (طبرانی)

۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
ڈاڑھیاں بڑھانے اور لبیں کترنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (مسلم)

۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لبیں
اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ (سنن نسائی)

۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لبیں لینا
ڈاڑھیاں بڑھانا فطرت اسلام سے ہے، بے شک مجوس لبیں بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں
کتاتے ہیں، پس تم ان کی مخالفت کرو لبیں کتر و داڑھیاں بڑھاؤ۔

(اسلامی شکل وصورت از سید محمد شریف گھڑیالوی سابق امیر اہلحدیث صفحہ نمبر ۱۲ تا ۱۶ طبع جامعہ اہلحدیث ۱۹۸۳ء)

مولوی محمد شریف غیر مقلد کا فیصلہ

مولوی علی محمد سعیدی غیر مقلد صاحب "فتاویٰ علمائے حدیث" لکھتے ہیں کہ مرض
موت کے وقت حضرت شاہ صاحب (محمد شریف صاحب گھڑیالوی مرحوم سوالے رسالہ
) کی بیمارداری کیلئے یہ عاجز ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو دوران گفتگو دریافت کیا گیا
جو شخص داڑھی کے درمیان سے بال کتاتا ہو یا اس کو ہلکی کرتا ہو اس کو امام بنانا کیسا ہے؟
شاہ صاحب مرحوم نے جواب دیا کہ بھائی۔۔ ......ان کو امام بنانا کس طرح جائز ہے؟
(اسلامی شکل وصورت صفحہ نمبر ۲۰ حاشیہ نمبر ۱)

مولوی عبدالمجید سوہدری کا فتویٰ

سوال: جو شخص داڑھی منڈاتا ہو کیا وہ امامت کرا سکتا ہے؟
جواب: اسے خود شرم ہونی چاہیے اور امامت سے الگ رہنا چاہیے، کسی فاسق فاجر
کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔
حضور ﷺ فرماتے ہیں: اجعلوا ائمتکم خیارکم، امام نیک وصالح ہونا
چاہیے۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۹ ش ۲۷ و فتاویٰ علمائے حدیث صفحہ نمبر ۲۲۳ حصہ اول)

......شاہ عبدالعزیز



میگزین نوائے وقت ۲۳ اپریل ۱۹۸۷ء

شاہ فیصل



تکبیر پڑھاتے وقت ۱۳ اپریل ۱۹۸۷ء

شاہ فہد



تکبیر پڑھاتے وقت ۱۳ اپریل ۱۹۸۷ء



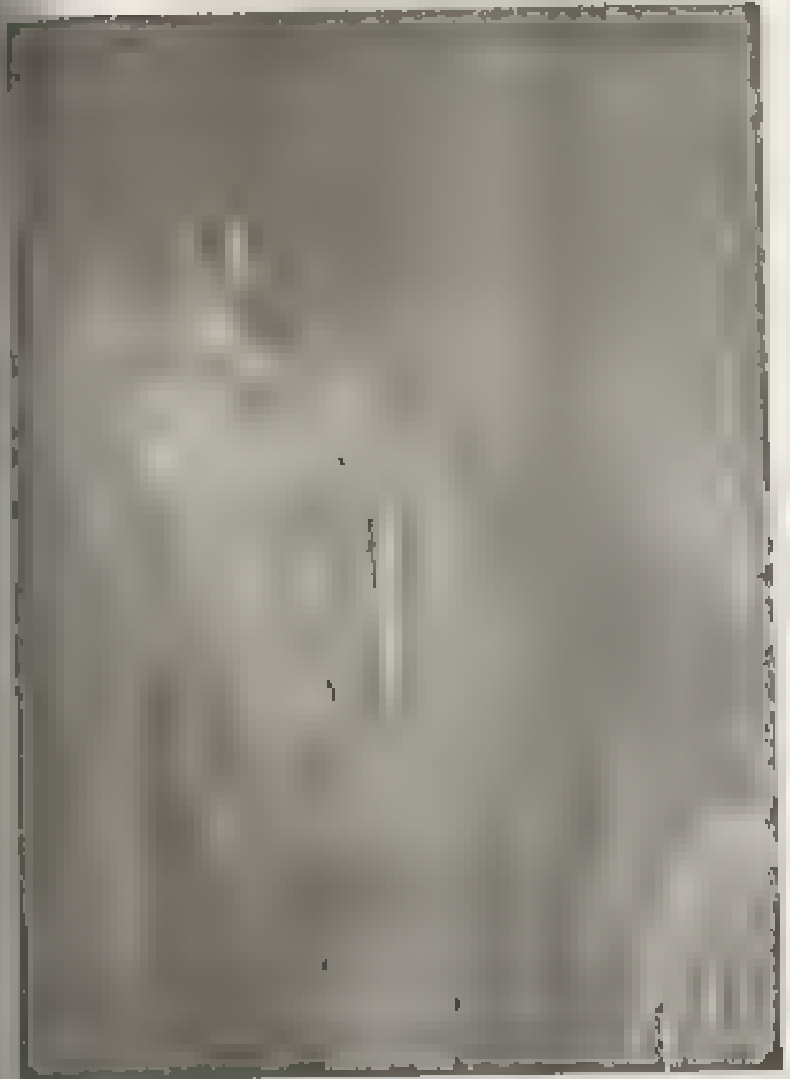
محمد بن عبدالوہاب نجدی

......نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (غیر مقلد)



(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، از پروفیسر محمد ایوب قادری)

لارنس آف عریبیا (انگریز) کے کارنامے



لارنس کی یہ تصویر ہمارے دوست گلزار محمد فخر الوی (آرٹسٹ) خانیوال نے عطا کی

لارنس

جو کہ آئرلینڈ کے ایک نواب کا ناجائز بیٹا تھا۔ لیکن وہ صحرائی خیمے میں ایک عرب شیخ نظر آتا تھا۔ اسے عربی اور فارسی میں غیر معمولی عبور حاصل تھا۔۔ وہ عربی لباس پہنتا اور عربی زبان بولتا تھا۔ چنانچہ لارنس کی آنکھوں میں فتح مندی کی ایک خبیث چمک پیدا ہوئی اور اسی شیطانی جذبہ کے تحت اس نے ناپاک قدم صحرائے عرب میں رکھا۔

برطانوی جاسوس ٹی ای لارنس آف عریبیا نے آخر اس قبیلہ سے تعلق قائم کر لیا، جو سعودیہ نجد میں رہتا تھا۔ جو شیخ نجدی کے پیروکار تھے جنہیں ترک سلطان محمد غازی نے ۱۸۷ء میں شکست فاش دے کر پسپا کر دیا تھا جو مزارات صحابہ کرام اور روضہ رسول کو مسمار کر دینا مشن سمجھتا تھا۔ دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھتا تھا۔ جو تمام مسلمانوں کے قتل کو واجب اور ان کے مال کو مال غنیمت سمجھتا تھا، جو ترک حکومت کو اپنا سب سے بڑا مخالف سمجھتا تھا۔ چنانچہ ترکوں کی شکست کے بعد یہ نجدی قوم انگریزوں سے جا ملا اور معاہدہ طے پایا۔ جس کے تحت یہ طے پایا کہ یہ نجدی قوم بعد ازاں حملوں، جنگوں، چھاپوں اور دہشت گردی کے ذریعے ترک حکومت کو اتنا تنگ کرے کہ وہ صحرائے عرب میں انگریز حملہ آوروں کی طرف بالکل توجہ نہ دے سکے۔ اس کے بدلے انگریزوں نے نجدیوں سے یہ بھی عہد کیا کہ اگر وہ جنگ جیت گئے تو پہلے نجد اور پھر جزیرہ نما عرب پر نجدی قبیلے کو حکومت عطا کر دے گا۔ اس مذموم مقصد کی تکمیل کیلئے لارنس آف عریبیا نے انتہائی اہم کردار ادا کیا اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مسلم سلطنت عثمانیہ کا اصل قاتل ٹی ای لارنس آف عریبیا ہی تھا۔ جو حقیقت میں ایک برطانوی کرنل تھا۔ برطانوی اور فرانسیسی جاسوس اداروں نے اسے غازی صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ کی فتوحات اور صلیبی جنگوں میں اپنا بدلہ چکانے کیلئے اور تیل کے ذخیروں پر قبضہ جمانے کیلئے ایک تاجر کے بھیس میں صحرائے عرب بھیجا۔ مصر میں ان دنوں انگریز فوج کی کمان ملر بی کے پاس تھی۔ اس نے لارنس سے کہا کہ عرب میں ترکوں کے

خلاف بغاوت کی جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے سرد نہیں ہونا چاہیے۔" جنرل [illegible] نے لارنس کو یہ بھی یقین دلایا کہ اس کی مدد کیلئے اسلحہ، خوراک اور سونا بھیجا جائے گا۔ پھر لارنس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا: یہ معرکہ تمہیں انگریز تاریخ میں حیات جاوداں عطا کرے گا۔

اس نے قوم پرستی، نسلی عصبیت اور لسانی عداوت کے بل بوتے پر بہت جلد ابن عبدالوہاب نجدی کے نامور، طاقتور اور سرکش پیروکار قبائل کے سرداروں سے دوستی پیدا کر لی۔ لارنس آف عریبیا نے بہت عیاری اور چالاکی سے صحرائے عرب کی [illegible] ان نجدی سرداروں کی قبائلی عصبیت کو عثمانی خلافت کے خلاف اپنی پسند کے بھرپور طور پر استعمال کیا۔

لارنس آف عریبیا لغویت کا ماہر ہونے کے علاوہ عربوں کی طرح عربی بولتا تھا۔ بدوؤں کے چھوٹے چھوٹے اجتماعات میں سب سے پہلے یہ حدیث پڑھتا تھا "الائمۃ من قریش" یعنی امام قریش میں سے ہوگا۔

اس کے بعد سوال کرتا، جب رسول اللہ ﷺ نے اس وضاحت سے تشخیص فرما دی تو آپ نے ظالم اور نیم وحشی ترکوں کی امامت اور خلافت کیسے تسلیم کر لی۔

﴿عالم اسلام کے خلاف سازشیں صفحہ [illegible]﴾

﴿[illegible]﴾

باب دہم

احوال و آثار

حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

اور آپ کی قبر منورہ

حضرت شیخ سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سلطان الطریقت ہیں، گنج حقیقت ہیں، برہان شریعت ہیں۔

خاندانی حالات

آپ سادات حسنی سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت سیدنا زید شہید بن امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسن پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد غزنی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے دادا کا نام علی (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام عثمان ہے۔

ولادت: آپ غزنی میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام علی ہے۔ ہجویر شہر کا نام نہیں ہے بلکہ غزنی کے ایک محلے کا نام ہے۔ اس لئے آپ "علی ہجویری" کہلاتے ہیں۔

کنیت: آپ کی کنیت "ابوالحسن" ہے۔

لقب: آپ داتا گنج بخش کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

لقب کی وجہ تسمیہ

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے مزار مبارک پر اعتکاف فرمایا، چلتے وقت حضرت خواجہ غریب

نواز نے حسب ذیل شعر پڑھا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اس روز سے آپ داتا گنج بخش مشہور ہوئے۔

تعلیم و تربیت

آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے استاد شیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ آپ سے فرماتے تھے کہ
فقیر کیلئے حاضری مرشد سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ دامن مرشد کی رکھے۔ مرشد وہ ہوتا ہے۔ جو کہ حواس ہونے کے متصل۔ فقیر کو چاہیے کہ اگر میں قوت پائے تو تب بیعت کرے اور اپنے میں قوت نہ ہو تو دونوں خراب ہوں گے

بیعت و خلافت

آپ شیخ ابو الفضل بن حسن ختلی کے مرید ہیں۔ وہ مرید حضرت خضری کے اور حضرت شیخ شبلی کے ہیں۔

سیر و سیاحت

آپ نے خراسان، ماوراء النہر، مرو، آذربائیجان وغیرہ کی سیر و سیاحت کی اور بے درویشوں سے ملے اور بہت سی برگزیدہ ہستیوں سے استفادہ کیا۔ حضرت ابو القاسم گرگانی، حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر اور حضرت شیخ ابو القاسم قشیری کے روحانی فیض سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

پیر و مرشد کا حکم

آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے ہندوستان تشریف لائے۔ واقعہ اس طرح کہ آپ نے ایک رات اپنے پیر روشن ضمیر کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں

تم کو لاہور کا قطب بنایا گیا ہے، اور تمہارے سپرد کیا گیا، لاہور جاؤ، آپ نے خواب ہی میں اپنے پیر سے عرض کیا کہ لاہور میں پہلے سے خواجہ حسن زنجانی موجود ہیں ان کی موجودگی میں میرا لاہور جانا بے کار ہے۔ آپ کے مرشد نے آپ کو جواب دیا کہ بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں، دیر نہیں لگانا چاہیے، جلد روانہ ہونا چاہیے

روانگی

حکم پاتے ہی لاہور روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور بعض لوگ اس سے متفق نہیں، ان کا کہنا ہے کہ آپ شیخ احمد حمادی سرخسی اور شیخ ابو سعید ہجویری کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے

نماز جنازہ

لاہور پہنچ کر رات ہو جانے کی وجہ سے آپ نے شہر سے باہر قیام کیا۔ صبح کو جب شہر میں داخل ہوئے تو ایک جنازہ آتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسن زنجانی کا جنازہ ہے۔ جن کا گزشتہ شب انتقال ہو گیا تھا، جنازہ کی نماز آپ نے پڑھائی۔

لاہور میں سکونت

اب آپ کو معلوم ہوا کہ پیر و مرشد کے فرمان میں کیا مصلحت تھی۔ آپ نے لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر لی، اور تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

وفات

آپ نے ۴۶۵ھ میں اس جہان فانی سے سفر دار الآخرت فرمایا۔ بعض کے نزدیک آپ کا وصال ۴۵۶ھ میں ہوا۔ مزار پرانوار لاہور میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

سیرت

آپ قطب زمانہ تھے۔ ذکر و فکر، مراقبہ و محاسبہ اور عبادت و ریاضت میں " " رہتے تھے۔ دنیاوی آلائش سے پاک و صاف تھے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات سے بہت سے بندگانِ خدا کو فیض پہنچا ہے تصرفات آپ کے بے شمار ہیں۔

علمی ذوق

آپ ایک عالم تھے آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ علم تصوف پر "کشف المحجوب" آپ کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔

(حدیقہ تذکرہ اولیائے پاک و ہند از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب دہلوی صفحہ نمبر ۳۰ طبع لاہور مکتبہ اقبال)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

سید ہجویر مخدوم امم — مرقد او پیر سنجر را حرم
خاک پنجاب از دم او زندہ گشت — صبح ما از مہر او تابندہ گشت

شاہد اللہ فریدی "کشف المحجوب" کے انگریزی ترجمہ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں

...s not known when or why Hujwiri first came to Lahore ...t that it was probably after the death of his Sheikh in Syria ... spirit left the world, while his head was in the lap of his ...y pupil Hujwiri according to Dhahabi in the year 460 H. It ... therefore appear that Hujwiri came to Lahore after this date ... reason for his coming is also not will "among persons ... genial" and that at the time of writing the present work his ... were still in Ghazni (p 91). This seems to point to an ... ned journey or a stay which he himself only considered to ... ively, but for some reason became permanent for the rest ... life. The tradition is that during this last period he became an ... ion of spiritual teaching in himself and converted large ...s of Hindus to Islam, and this we can readily believe. His ...oleum has apparently been a centre of attraction in all ages.
...eword Kash Al-Mahjub. (p 7 Printed (Pakistan 1976

صاحب مآثر لاہور لکھتے ہیں۔

(داتا گنج بخش) قرن پنجم (گیارہویں صدی عیسوی) میں طویل سیر و سیاحت اور وسیع علم و معرفت کے ساتھ لاہور آئے اور صدی کے نصف ثانی میں انتقال فرمایا۔ مزار آج بھی شہر کے سب سے قدیم متبرک آثار میں موجود ہے۔

(مآثر لاہور از سید ہاشمی فرید آبادی صفحہ نمبر ۲۰ عاشق لاہور ۱۹۶۷ء)

صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں:

علی مخدوم جلابی غزنوی ہجویری معروف داتا گنج بخش لاہور آپ اولیائے متقدمین میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی، عابد، زاہد، متقی، مظہر خوارق و کرامت اور حنفی المذہب تھے۔ غزنی سے آکر لاہور کو تبلیغ کا مسکن بنایا۔ تمام عمر تبلیغ دین میں بسر کی۔ ۴۶۵ھ میں وصال ہوا اور اپنی تعمیر کردہ خانقاہ میں دفن ہوئے۔

(حدائق الحنفیہ از مولانا فقیر محمد جہلمی صفحہ نمبر ۲۲۳ (مجلس) طبع لاہور)

ڈسٹرکٹ اینڈ سٹیٹس گزیٹرز آف دی پنجاب (پاکستان) میں مرقوم ہے۔

tomb of Sayad Izhak in the quadrangle of Wazir Khan's Mosque, and lastly the tomb of Data Ganj Bakhsh, a learned divine of Baghdad, the St. Odo of his day, who accompanied the victorious army of Mahmud of Ghazni in the character of spiritual adviser and died at an advanced age at Lahore.

EXTRACTS
FROM THE
DISTRICT & STATES GAZETTEERS
OF THE
PUNJAB PAKISTAN
PRINTED
Research Society of Pakistan
University of the Punjab, Lahore

ترجمہ "مسجد وزیر خان (لاہور) کی چار دیواری میں سید اسحاق کا مقبرہ ہے۔"

اور آخر میں داتا گنج بخش کا مزار ہے۔ جو کہ ایک جید عالم تھے۔ ان کا
(بحیثیت روحانی تعلیم) بغداد سے تھا اپنے وقت کے صوفی بزرگ تھے، جو کہ
کشمیر کے حضور پر محمود غزنوی کی فاتح فوج کے ساتھ آئے تھے۔ اور طویل عمری میں
میں وفات پائی۔

حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مقدسہ

آپ کی قبر شریف لاہور بھاٹی گیٹ کے باہر مسجد کے شرقی جانب ایک گنبد
عمارت میں واقع ہے جو کہ مرجع خلائق ہے۔ پاکستان کے مسلمان ہی نہیں بلکہ بیرونی
ممالک کے مسلمان بھی آپ کے مزار پر انوار کی حاضری کو سعادت سمجھتے ہیں اور یہ
آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنی قیام گاہ کے قریب بنائی تھی۔ جس کی عمارت میں مختلف
ادوار میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔ موجودہ مسجد کی عمارت قابل دید ہے۔

﴿سفینۃ الاولیاء بحوالہ خزینۃ الاصفیاء تالیف مفتی غلام سرور لاہوری صفحہ نمبر ۲۱۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء﴾

ڈاکٹر ظہور احسن شارب دہلوی لکھتے ہیں۔

لاہور میں سکونت اختیار کرنے کے بعد حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسجد
تعمیر کرانا شروع کی۔ مسجد کی سمت قبلہ درست نہ ہونے کی وجہ سے علماء نے اعتراض کیا۔ آپ
نے کسی کے اعتراض کا جواب نہ دیا۔ اس مسجد کی محراب جنوب کی طرف معلوم ہوتی تھی
مسجد کی تعمیر کا کام ہوتا رہا۔ جب مسجد بن کر تیار ہو گئی۔ آپ نے علماء و مشائخ کو
سب نے وہاں نماز پڑھی، آپ نے امامت فرمائی۔

نماز سے فارغ ہو کر آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ذرا غور کریں کہ کعبہ کس
طرف واقع ہے، آپ نے توجہ فرمائی، حجابات اٹھ گئے، سب نے دیکھا کہ کعبہ سامنے
ہے اور مسجد کی سمت صحیح ہے۔

﴿جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند صفحہ نمبر ۱۱ مطبوعہ لاہور﴾

﴿سفینۃ الاولیاء (فارسی) از دارا شکوہ صفحہ نمبر ۱۹۲ ☆ نقوش لاہور نمبر صفحہ نمبر ۳۰۵ مطبوعہ لاہور﴾

امیر حمزہ (غیر مقلد) نے کوئی نئی بات نہیں کی۔ بلکہ آج سے کافی عرصہ پہلے مولوی
احمد علی لاہوری (مقلد وہابی) نے بھی یہ بات پھیلائی تھی کہ موجودہ قبر جو کہ بھاٹی گیٹ
کے باہر ہے، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی قبر نہیں ہے بلکہ ان کی قبر بادشاہی قلعہ کے
قریب ہے۔ اس وقت علمائے اہلسنت نے اس کا تحریری اور تقریری رد بلیغ فرمایا۔ اور علاقہ
قصور کے ایک صوفی صاحب نے یہ چیلنج کیا کہ مولوی موصوف حضرت داتا گنج بخش سید
علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے موجودہ مزار شریف پر آجائیں تو میں ان کو زیارت کرواؤں گا کہ
حضرت سید علی ہجویری اسی قبر میں جلوہ گر ہیں۔ مگر مولوی احمد علی لاہوری کو سامنے
آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ انہیں خجالت و شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

تقویۃ الایمان پر ایمان رکھنے والے جب کشف اور استخارہ کا دعویٰ کرتے ہیں تو
ہمیں ان کی اس مذہبی خودکشی پر حیرت ہوتی ہے کیونکہ تقویۃ الایمان میں "شرک" کی
ایک بات کا بیان کر کے صاف صاف لکھا ہے کہ۔

"اور کشف اور استخارہ کا دعویٰ کرنے والے سب اس میں داخل ہیں"۔

﴿تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۰ مطبوعہ اہلحدیث اکادمی لاہور﴾

"کوئی کشف کا دعویٰ کرتا ہے کوئی استخارہ کا عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترا نکالتا
ہے، کوئی رمل اور قرعہ پھینکتا ہے کوئی فال نامہ لئے پھرتا ہے، یہ سب جھوٹے اور دغاباز"۔

اس عبارت کے بعد کسی دیوبندی یا غیر مقلد کا دعوائے کشف یا تصدیق کشف بقلم
خود شرک اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر دیوبندی مولویوں کے دعوے کشف پر تو
ہمیں اس لئے بھی حیرت ہوتی ہے کہ یہ حضرت "براہین قاطعہ" میں ایک بے اصل
حدیث کو اپنے عقیدے کی بنیاد مانتے ہوئے بطور حدیث لکھ چکے ہیں کہ "مجھے دیوار کے
پیچھے کا بھی علم نہیں"۔ ﴿براہین قاطعہ صفحہ نمبر ۵۱﴾

کشف قبر اور دیوار کا علم بظاہر دو مختلف علم ہیں، مگر مٹی کا حائل ہونا تو دونوں جگہ
موجود ہے۔ جو علم یہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ماننے پر تیار نہیں ہوتے وہ ایک مولوی
صاحب کیلئے مانتے ہوئے کتنی خوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے نزدیک

اوّلاً تو مولوی احمد علی لاہوری کا دعوائے کشف ہی سرے سے جھوٹا ہے۔

ثانیاً یہ کشف من جانب شیطان ہے قرآن مجید میں ہے۔

"إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ"۔

﴿پ۸ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۱﴾

ترجمہ "بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں"۔

ثالثاً بفرض محال اگر یہ کشف اللہ کی جانب سے مانا جائے تو بھی یہ

"وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ"۔ ﴿پ۶ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۷﴾

ترجمہ "حالانکہ نہیں قتل کیا انہوں نے اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا لیکن ان کیلئے (کسی کو عیسیٰ کا) ہم شکل بنادیا گیا"۔

کے قبیل سے شمار ہوگا۔ جس طرح دشمنانِ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اشتباہ میں ڈال دیا اور کسی کو عیسیٰ علیہ السلام کے روپ دکھایا، اسی طرح حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے منکروں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اشتباہ میں ڈال دیا۔

رابعاً قبر کے بارے میں متواتر کا مقابلہ کشف نہیں کرسکتا، شروع ہی سے ہر دور میں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق رہا ہے۔ کسی دور میں منہدم یا مستور نہیں رہا تو پھر اس تواتر کے خلاف کسی کے جاہلانہ کشف کی کیا حیثیت ہے؟

کشف دلیل ظنی ہے مگر تواتر دلیل قطعی ہے، قطعی کو چھوڑ کر ظنی کا اتباع کرنا صحیح نہیں ہوتا

"مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ"۔ (پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۷)

ترجمہ "انہیں ان کا کچھ علم نہیں مگر یہی کہ وہ محض گمان کی پیروی کرتے ہیں"۔

"إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ"۔

﴿پ۸ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۱۶﴾

ترجمہ "وہ (یقین کو چھوڑ کر) صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں اور صرف

قیاس آرائی کرتے ہیں"۔

"إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا"۔ ﴿پ۱۱ یونس آیت نمبر ۳۶﴾

ترجمہ "بے شک گمان حق سے کچھ بھی بے نیاز نہیں کرسکتا"۔

خامساً ہر دور کے اولیاء کرام (اصحاب کشف) اس مزار شریف پر حاضری دیتے رہے ہیں کسی سے بھی اس مزار کے خلاف منقول نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہر دور کے اہل کشف صحیح کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک یہی ہے۔

فرقہ وہابیہ فقاہت اور روحانیت سے کورا ہے۔ اور تحقیق کی اہلیت نہیں رکھتا۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے سرخیل وہابیان احسان الٰہی ظہیر نے مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر یہ بہتان باندھا تھا کہ ان کے استاذ مولانا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بھائی تھے۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی اور مولانا احمد رضا بریلوی کے استاذ مولانا غلام قادر بیگ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ ان کو ایک کہنا دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔ مرزا غلام قادر (قادیانی) کی وفات ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ جبکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے استاذ گرامی مولانا غلام قادر بیگ نے ۱۹۱۷ء میں وصال فرمایا۔ جو کہ ظہیر صاحب کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اسی طرح قلعہ کے قریب مدفون بزرگ کا نام بھی علی ہے اور حضرت داتا گنج بخش کا اسم گرامی بھی علی ہے یہ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

صاحب "کشف المحجوب" حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُر انوار بھاٹی گیٹ کے باہر واقع ہے۔ اور اسی مزار مبارک پر مشہور اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے چلہ کشی کی ہے، اور روحانی فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ ہم اپنے اس دعویٰ پر چند محققین علماء کی شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

بیانِ المطلوب ترجمہ اردو کشف المحجوب از مولوی فیروز الدین کے ناشر لکھتے ہیں،

مستند تواریخ کی رو سے آپ کا مزار فصیل شہر سے چند گز کے فاصلے پر جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کی تشریف آوری کے وقت یہاں ایک گھاٹ تھا، جسے عبور کر کے آپ دریا کے اس پار تشریف لائے اور وہیں اب وہ مقیم رہ کر تبلیغ واشاعت میں مشغول رہے اور جب وصال فرمایا تو وہیں دفن ہوئے۔

بعض ارباب تحقیق کہتے ہیں کہ علی نام کے دو بزرگ غزنی سے تشریف لائے تھے۔ ان میں سے ایک قلعہ لاہور کے اندر فصیل کے ساتھ ہی دفن ہوئے ...اور دوسرے یہی کشف المحجوب حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو بھاٹی دروازے سے باہر آرام فرما ہیں۔ اور جن کے مزار پرانوار پر جناب سلطان الہند اجمیری اور جناب بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اکتساب فیض کیلئے حاضر ہوئے تھے جو اب مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

﴿بیان المطلوب ترجمہ اردو کشف المحجوب از مولوی فیروز الدین صفحہ نمبر ۱۱ طبع لاہور ۱۹۷۶ء مقدمہ نمبر﴾

طاہر لاہوری لکھتے ہیں

آپ کا وصال ۴۶۵ھ میں ہوا۔ مزار بھاٹی دروازہ لاہور کے باہر ہے۔

﴿بلاد لاہور از طاہر لاہوری صفحہ نمبر ۴۰ طبع لاہور﴾

مولانا فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

وفات آپ کی ۴۶۵ھ میں ہوئی اور اپنی تعمیر کردہ خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ لاہور میں جس قدر آپ کے مزار پر اہل حاجات کا رجوع ہے اس قدر اور کہیں نہیں۔ (اور کثرت ہجوم بھاٹی گیٹ کے باہر مدفون حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش ہی کے مزار پرانوار پر ہے اگر کسی کو شک ہو تو لاہور جا کر مشاہدہ کر سکتا ہے)۔

﴿حدائق الحنفیہ از مولانا فقیر محمد جہلمی صفحہ نمبر ۲۲۳ طبع لاہور﴾

نواب محمد خادم حسن شاہ اجمیری لکھتے ہیں۔

خواجہ معین الدین چشتی اپنے مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی گئے۔ وہاں آپ کے مرشد نے آپ کی مقبولیت کی دعا کی اور آپ کو بشارت دی اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ مرشد سے رخصت ہو کر مختلف مقامات ـ

بزرگوں سے ملتے ہوئے وارد لاہور ہوئے اور شیخ علی بن عثمان ہجویری (م ۴۶۵ھ) کے مزار پرانوار پر چند روز معتکف رہے۔ الخ اور بھاٹی گیٹ کے باہر واقع مزار داتا گنج بخش پر ہی آپ کی (یعنی خواجہ معین الدین) چلہ گاہ اب تک بنی ہوئی ہے۔

﴿معین الارواح از نواب محمد خادم حسن شاہ اجمیری طبع ۱۹۵۶ء اجمیر شریف﴾

مولوی نور احمد چشتی لکھتے ہیں،

بھاٹی دروازے کے باہر پیر علی گنج بخش ہجویری کہ صاحب تصنیف اور بڑے بزرگ تھے ان کا مزار موجود ہے۔ وہ اس ملک میں بہت مشہور بزرگ ہیں۔ بہت دور دور سے خلقت ان کی زیارت کو آتی ہے۔ الخ (یادگار چشتی از مولوی نور احمد چشتی صفحہ نمبر ... طبع لاہور ۱۹۷۵ء)

نقوش لاہور نمبر میں مرقوم ہے۔

حضرت علی ہجویری کی وفات ۴۶۵ھ میں ہوئی۔ اس وقت سلطان ابراہیم غزنوی افغانستان اور پنجاب کا بادشاہ تھا۔ اسی بادشاہ نے آپ کا مقبرہ بھی تعمیر کروایا۔ شہزادہ دارا شکوہ لکھتا ہے۔ کہ جمعہ کو خلقت انبوہ در انبوہ روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوتی ہے گویا کہ (۹۰۰) نو سو سال سے ہر جمعرات کو بے شمار مخلوق مزار پر فاتحہ خوانی کیلئے جاتی ہے۔ الخ

آپ کے احاطہ مزار کے اندر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے حجرہ اعتکاف اور مسجد کے علاوہ نواب امام الدین صوبہ کشمیر کی قبر اور کئی اور قبریں ہیں۔

آپ کے مزار پر پہلے گنبد نہیں تھا۔ ۱۲۷۸ھ میں حاجی نور محمد ایک بزرگ نے گنبد تعمیر کروایا۔ اور مسجد قدیم کو گلزار شاہ قیصر کی حسن سعی سے دوبارہ مرمت نصیب ہوئی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے علاوہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور کئی دیگر مشائخ نامدار یہاں سے فیوض و برکات حاصل کر چکے ہیں۔ شہنشاہ اکبر نے بھی اس مزار پرانوار پر اپنی عقیدت کے پھول چڑھائے ہیں۔ میر عبدالعزیز زنجانی اس مزار کے متعلق لکھتے ہیں۔

مزار در قمار شاہ ہجویری ندیدنی

کہ کُل اسباب ہیں نوش جوشِ انس و جاں بینی

(نقوش لاہور نمبر ۹۹،۱۰)

مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ لکھتے ہیں

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُر انوار زمانہ قدیم سے خلائق کی عقیدت گاہ اور مرجع فیض رہا ہے۔ پرانے زمانے اور موجودہ زمانے کے لوگ آپ کے مزار سے حاجت روائی کرتے، معتقد اولیاء اللہ دینی اور دنیوی فوائد حاصل کرتے رہے ہیں خواجہ بزرگ معین الدین چشتی قطب الہند، فرید الدین گنج شکر قدس سرہم جیسے اولیاء کبار اور مشائخ نامدار آپ کے مزار پُر انوار سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔ یہ بزرگ ایک عرصہ تک اس مزار پر خلوت گزیں رہے۔ اب تک آپ کا خلوت کدہ آپ کے مزار کے پہلو میں موجود ہے اور حضرت خواجہ فرید کا مقام چلہ کشی اب تک موجود ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حصول مقاصد کے بعد قطبیت ہندوستان کی خدمت سے سرفراز ہوئے تو آپ حضرت (داتا گنج بخش) کے مزار گوہر بار پر حاضر ہوئے اور رخصت کے وقت آپ نے مزار کی طرف منہ کر کے فرمایا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

(خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری صفحہ نمبر ۲۳۷، ۲۵۱، طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

پروفیسر عبدالصبور (شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور) لکھتے ہیں۔

آپ کا مزار پُر انوار بھاٹی دروازہ کے باہر جانب مغرب واقع ہے۔ آپ کا دربار دور دراز سے مرجع خلائق ہے، جہاں خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ محمد اسماعیل عرف میاں وڈا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ جیسے باکمال اولیاء اللہ فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔

اس عہد کے مشہور صاحب کشف و کرامات بزرگ حضرت سید جلال شاہ گیلانی قادری چک سادہ شریف (گجرات) و امام العارفین حضرت شیخ فضل نور قادری نوری و حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری اور حضرت خواجہ میاں علی محمد خان صاحب چشتی ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے مزار پر بالالتزام حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور دامن مراد بھر کر لوٹتے تھے۔ انکو حضرت داتا گنج بخش سے شرف ہمکلامی حاصل ہوتا رہا۔ چنانچہ حضرت سید جلال شاہ صاحب گیلانی قادری اور حضرت میاں صاحب شرقپوری حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہمکلامی کا بعض اوقات خواص میں ضرورتاً ذکر بھی فرماتے تھے۔

(سوانح حیات ہجویر، کشف المحجوب مترجم صفحہ نمبر ۱۳، ۱۵، طبع لاہور)

آخر میں ہم حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوّل شیخ ہندی کی اولاد کے ایک نامور محقق جناب ابوالعاصم محمد سلیم حماد کا زیر بحث مسئلہ کے متعلق ایک محققانہ مضمون اور دیگر ۵ راہم مضمون لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

تحقیق مزار حضرت سید علی ہجویری

المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ چند غلط فہمیوں کا ازالہ

اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر انسانوں کے متلاطم سمندر میں خواہشات و مکروہات کے بھنور میں پھنسی کشتیوں کو کنارے لگانے کیلئے اہل امت کا ایک خانوادہ مشیت ایزدی کے اشارے کا منتظر پھرتا ہے۔ سبب و علل کے اس جہان پرفسوں میں اولیاء کرام اس کے حواس خمسہ ہیں جن کے ذریعے وہ دیکھتا، سنتا، سونگھتا، بولتا اور پکڑتا ہے۔ اس کے یہ چاہنے والے اپنی چاہتوں کو مٹا کر اسے چاہتے ہیں، اور وہ ان کو حسن کا نمائندہ مقرر کر دیتا ہے۔ یہی وہ بوریا نشین بانصیب لوگ ہیں۔ جن کے در پر شہنشاہ گداگر بنے پھرتے ہیں، خواص و عوام کلیجے مرادوں سے جھولیاں بھرتے ہیں۔ یہ گل توحید کی مہک میں جو چمنستان دہر کی ہر روش کو مہکا دیتے ہیں روحوں کو جلا اور دلوں کو بدی سے دور رکھتا ہے

کرنے کی سعادت انہی کو نصیب ہے۔ کتنی بار ان کی آفاقی رنگا رنگیوں سے ظاہر بینوں کی بے نور آنکھیں ٹکرائیں، کتنی بار ان کے برق داموں پردہ پرستوں نے بے گناہی کی کالک

ا۔قریب العہد بزرگوں کے نام اس لئے لکھے گئے ہیں کہ چند سال ہوئے لاہور کے ایک مدعی کشف سنی نما وہابی (احمد علی لاہور) نے از راہ حسد یہ اعلان کیا کہ یہ مزار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے۔ اسی وقت ایک اللہ والے نے کشف کے مدعی مولوی صاحب کو بذریعہ اخبار زمیندار چیلنج دیا کہ آپ میرے ساتھ دربار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوں۔ میں آپ کی بات چیت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کرا دوں گا۔ اس پر مولوی صاحب کا کشف حجاب بن کر رہ گیا۔ (اردو ترجمہ کشف المحجوب صفحہ نمبر ۵ حاشیہ نمبر ا طبع ۱۹۸۰ء)

تھوپنے کی کوشش کی مگر ان نفوسِ قدسیہ کے تقدس کو مکدر نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ کفرستانِ ہند میں شہنشاہوں کی قوت و جبروت وہ کام نہ کر سکی جو اس صوفی کامل (حضرت سید علی ہجویری) نے کر دکھایا۔ اپنے اسلامی کردار سے لوگوں کے دل مسخر کر کے ان پر اسلام کی مہر لگا دی۔ آج بھی آپ کا فیض جاری وساری ہے۔ قدیم شہر لاہور میں بھاٹی دروازہ کے باہر جانب جنوب مغرب آپ کا مزار صدیوں سے مرجع خلائق ہے۔ دوسری جمہوریہ پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا حضرت سید علی ہجویری کی تبلیغی مساعی کا نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر این میری شمل لکھتی ہیں کہ "قبر داتا گنج بخش کے سامنے والوں میں تو
صبح کی نماز مسجد دربار میں روحانی سکون اور عرفان کیلئے ادا کرتے تھے۔

پروفیسر مسعود الحسن صاحب کی تصنیف "داتا گنج بخش" میں یوں لکھا ہے کہ "اقبال کو مسلمانوں کیلئے علیحدہ ریاست کا خیال اسی مسجد میں نماز کی ادائیگی سے حاصل ہوا"

مزارات اولیاء کو شرک و بدعت کا مرکز سمجھنے والے چند مخصوص نقطہ نگاہ کے حامل افراد جب اپنی تحریروں اور تقریروں سے مزارات پر جانے والی اکثریت کو نہ روک سکے تو انہوں نے اولاً تحقیق، خود ساختہ حوالوں اور اپنے ظن وقیاس سے

مزار اور مزارات کے بارے میں مختلف انداز میں تشکیک پیدا کرنے کی شعوری کوششیں کیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ان کا پہلا ہدف حضرت داتا گنج بخش کا مزار اور دوسرا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا مزار تھا۔ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تقریباً ساڑھے نو سو برس بعد ایک مخصوص مکتبہ فکر کے فرد نے ۱۵ جنوری ۱۹۵۹ء روزنامہ وفاق لاہور اور ثانیاً ۲۲ جون ۱۹۹ روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور میں مندرجہ ذیل تحریروں سے حقائق کو مسخ کرنے کی شعوری کوششیں کیں۔

پہلے معترض نے دارا شکوہ کی تصنیف سفینۃ الاولیاء کی محض اس عبارت "قبر در بیرون شہر لاہور مغربی قلعہ واقع شدہ" کو کشف کا رنگ دے کر روزنامہ وفاق میں یہ شوشہ چھوڑا کہ "سید علی ہجویری کا موجودہ مزار (بیرون بھاٹی گیٹ) کسی اور بزرگ کا مدفن ہے اصل مزار کا مجھے علم ہے لیکن میں بتاؤں گا نہیں۔ کیونکہ لوگ اس جگہ کی پرستش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نور قلب اور کشف بخشا ہے بصیرت سے میں سید علی ہجویری کے انوار قلعہ لاہور میں دیکھتا ہوں اور انگلی رکھ کر بتا سکتا ہوں کہ علی ہجویری کا سر کہاں اور پاؤں کہاں ہیں۔

دوسرے معترض نے روزنامہ پاکستان ٹائمز میں داتا صاحب اور خواجہ اجمیر کے مزارات کو محض نمائش اور جعلی قرار دیتے ہوئے لکھا کہ "ان (سید علی ہجویری) کی جائے تدفین کے بارے میں وثوق سے نہیں کہا جا سکتا۔ لاکھوں لوگ موجودہ جگہ کو ان کا مزار سمجھ کر زیارت کرتے ہیں جبکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور جگہ کیر قلعہ میں ایک کونے میں مدفون ہوں گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ فلسفہ بھی کوئی نتیجہ خیز نہیں، کیونکہ جعلی قبر جو ان کی قسمت ہو اس کو غسل دینا، کپڑے کی چادریں چڑھانا اور پھول نچھاور کرنا، بت پرستی کی ایک قسم ہے شہنشاہ اکبر نے اجمیر میں بھی یہی کام کیا تھا جہاں معین الدین چشتی ایک قریبی پہاڑی پر مدفون ہیں جبکہ کی درگاہ اور دربار شہر کے بڑے بازار میں ہے ایسا محض زائرین کی سہولت کیلئے کیا گیا تھا۔" راقم ظن وقیاس کی بجائے تاریخی حقائق سے ثابت کرتا ہے کہ بیرون بھاٹی دروازہ جانب مغرب حضرت کا موجودہ مزار حقیقی اور اصل مزار ہے۔

آج سے تین صدیاں قبل مغل شہزادہ دارا شکوہ اپنی تصنیف سفینۃ الاولیاء میں رقمطراز ہے کہ سید علی ہجویری نے ایک مسجد خود تعمیر کی تھی۔ آپ کی قبر اپنی مسجد کے جنوب کی سمت میں ہے۔ ہر جمعرات آپ کے روضہ اطہر پر ہزاروں آدمی حاضر ہوتے ہیں۔" مشہور ہے کہ جو شخص چالیس جمعرات یا چالیس دن تک روضہ پر حاضری دے تو اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔ آج دارا شکوہ کا بیان کردہ حرف بہ حرف لاہور میں موجود مزارات میں سے صرف اور صرف سید علی ہجویری کے موجودہ مزار پر ہی صادق آتا ہے۔ آپ کی تعمیر کردہ مسجد کے محراب کی جگہ پر چوکور سنگ مرمر پتھر آج بھی بطور یادگار مزار شریف کے جنوب مغربی ستون کے ساتھ نصب ہے جو دارا شکوہ کے بیان کردہ مسجد کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور یہ اس بات کی شہادت ہے کہ مزار اور مسجد متصل ہیں۔

دارا شکوہ کی اس عبارت "قبر شہر لاہور کے درمیان مغربی قلعہ میں واقع ہے" کو درست مان لیا جائے تو پھر مزار کے متعلق اس کے دیگر جملہ مشاہدات نادرست قرار پائیں گے جو محال ہے اس لئے کہ مضمون کے جز کو کل پر فوقیت دینا نادانی ہے۔

جملہ محققین، مورخین تذکرہ نگاروں اور مضمون نگاروں نے دارا شکوہ کی عبارت "قبر درمیان شہر لاہور مغربی قلعہ واقع شدہ" سے یہی اخذ کیا ہے کہ حضرت سید علی ہجویری معروف داتا گنج بخش کا مزار مبارک قلعہ لاہور کے مغرب میں واقع ہے۔

کتاب "سیر پنجاب کامل (منقسم بہ دو حصہ) حصہ اول ۱۸۷۲ء مصنفہ کالی رائے اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع انبالہ رئیس قصبہ سلطان پور اور حصہ دوم مصنفہ و مرتبہ لالہ رام جی حقیقی کالی رائے جلگانہ ضلع سہارنپور قوم اگروال، مطبع علمی نولکشور واقع چھاپہ ۱۸۷۲ء میں طبع ہو کر سید محمود علی کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ اس کتاب میں یوں درج ہے۔

نام فرقہ	نام اولیاء	کیفیت
مسلمان	حضرت پیر علی ہجویری مشہور بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	بیرون بھاٹی دروازہ ۴۶۵ھ میں اس ولی نے وفات پائی

مذکورہ کتاب کے مندرجات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بیرون بھاٹی در

موجودہ مزار ہی حضرت سید علی ہجویری مشہور بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی اور حقیقی مزار ہے۔

نور احمد چشتی، تحقیقات چشتیہ میں لکھتے ہیں: واضح ہو کہ یہ خانقاہ بیرون دروازہ بھاٹی کے مغرب رویہ مکان عالیشان مشہور و معروف ہے۔

عبد الفتاح بن محمد نعمان بدخشی مرید حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے مفتاح العارفین قلمی ذخیرہ شیرانی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۲۳۰۹ میں صفحہ نمبر ۲۰ پر لکھا ہے کہ ان (حضرت داتا گنج بخش) کا مزار لاہور شہر کے درمیان قلعے کے مغربی جانب واقع ہے۔

شیخ اکرام اپنی تصنیف آب کوثر میں لکھتے ہیں

شیخ ہندی کی اولاد آپ کے مزار کے خادم و مجاور ہیں جو صدیوں سے اندرون بھاٹی دروازہ آباد تھا۔ اس درگاہ سید علی ہجویری کے زیر سایہ آباد ہے۔

قدیم و جدید ملکی اور غیر ملکی محققین، تذکرہ و مضمون نگاروں کا اس پر مکمل اتفاق ہے کہ لاہور شہر میں بیرون بھاٹی گیٹ موجودہ مزار حضرت داتا گنج بخش ۹۵۰ سال سے آپ کا مدفن ہے۔

جب لاہور پر سکھوں کا قبضہ تھا تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی قیام گاہ شاہی قلعہ میں تھی وہ پاپیادہ قلعہ سے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیا کرتا تھا۔ اگر حضرت کا مزار قلعہ میں واقع ہوتا تو رنجیت سنگھ موجودہ مزار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر بار بار حاضری نہ دیتا اور نذر و پیش نہ کرتا۔

حضرت سید علی ہجویری اور خواجہ معین الدین چشتی کے موجودہ مزارات کے محل وقوع پر تشکیک پیدا کرنا یا ان مزارات کو جعلی قرار دینا در حقیقت مسلمہ بڑے طریقت کے شیوخ اور ان کے خلفاء اولیاء نفوس قدسیہ کی ولایت، بزرگی، روحانی کرامات، بصیرت اور کشف و کرامات سے انکار اور اہل ارادت و عقیدت کو کھلا چیلنج دینے کے مترادف ہے (اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے ناپاک عزائم کو کچلنے کیلئے ہر ممکن کوشش کریں)۔ (تلخیص)

محقق العصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی ضیائی رحمۃ اللہ علیہ

درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں

مزار پُرانوار

دارا شکوہ مزار شریف کے محل وقوع کے بارے میں لکھتا ہے۔

قبر درمیان شہر لاہور مغربی قلعہ واقع شدہ۔	ان کی قبر لاہور شہر میں قلعہ سے مغرب کی جانب واقع ہے۔

اس جملے کا محمد وارث کامل نے یوں ترجمہ کیا ہے۔۔۔۔

مزار مبارک لاہور کے مغربی قلعہ میں واقع ہے۔

لاہور کا نقشہ تبدیل ہو جانے کے سبب دارا شکوہ کی یہ تحریر مبہم ہو گئی ہے اور ترجمہ کرنے والے نے غلطی کھائی تو آج سے تقریباً ۱۵ سال قبل لاہور کے ایک ایسے مولوی نے جو صوفیاء کے مزارات پر حاضری بدعت و شرک لکھتے تھے یہ اعلان داغ دیا کہ یہ مزار داتا صاحب کا نہیں ان کا مزار تو قلعہ لاہور میں ہے۔ اس وقت مولوی صاحب موصوف کے اس بیان کے خلاف متعدد مضامین شائع ہوئے تھے۔ دارا شکوہ کے اس ابہام کو مولوی محمد شفیع نے اس طرح حل کیا ہے

"دارا شکوہ نے یہ کہا ہے کہ "قبر شہر لاہور کے درمیان" قلعہ کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ کچھ عجیب سا بیان ہے اس لئے کہ قبر شہر کے فصیل کے باہر ہے۔ البتہ شہر بیرونی آبادی کے درمیان ہے اور قلعہ کے مغرب کی بجائے جنوب مغرب کہنا درست تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دارا شکوہ کے زمانہ میں قلعہ سے مغرب کو آتے تھے تو شاید اس وقت تھی ہی نہیں۔ پہلا قابل ذکر مقام دریائے راوی کا گھاٹ تھا۔ دریا اس قلعہ کے نیچے سے بہتا تھا۔ اس گھاٹ کو کاٹ کر جانے والی سڑک عبور کرتی تھی اس کے بعد داتا صاحب کے مزار والا علاقہ ہی قابل ذکر تھا۔ چنانچہ ایک انگریز سیاح نے جو ۲ ہ یعنی جہانگیر بادشاہ کے عہد میں سادھے چھ ماہ کے قریب لاہور میں رہا

اسی ترتیب سے اس مواضع کا ذکر کیا ہے۔ گو وہ مسجد شکر گنج کہتا ہے بجائے مسجد گنج بخش۔

﴿مقدمہ کشف المحجوب از ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صفحہ نمبر ۲۰۷﴾

ظہیر الدین دور سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود کے عہد میں حضرت داتا صاحب عہد حکومت میں واصل الی اللہ ہوئے تھے۔ اور اسی سلطان نے حضرت کا مزار تعمیر کرایا تھا (بغیر گنبد کے) اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت کے ساتھ جو دو قبریں ہیں، وہ شیخ احمد حمادی سرخسی اور شیخ ابو سعید ہجویری کی ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب) تحقیقات چشتی صفحہ نمبر ۲۵۰۹

﴿مقدمہ کشف المحجوب از حکیم محمد موسیٰ امرتسری طبع لاہور ۱۳۹۲ھ﴾

صاحب مآثر لاہور لکھتے ہیں:

داتا صاحب کے خوارق و کمالات کی کوئی حد نہیں۔ بارہا انہوں نے تجرید و توکل کے قدموں سے سیاحت کی اور بہت کچھ سیاحی کرنے کے بعد دارالسلطنت لاہور پہنچے اور اقامت اختیار کی۔ اس شہر کے باشندے کئی ان کے مرید و معتقد ہو گئے۔ لاہور ایک بڑا اور متبرک شہر ہے ان کی وفات سن ۴۵۶ھ اور دوسرے قول کی رو سے ۴۶۵ھ میں ہوئی قبر شہر کے اندر (جغرافیائی حدود سے ۱۲) قلعے کے مغرب کی طرف واقع ہے۔ ۔ ۔ ۔ الخ۔

﴿مآثر لاہور از سید ہاشمی فرید آبادی صفحہ نمبر ۱۸۱ طبع لاہور ۱۹۷۶ء﴾

لاہور "پاسٹ اینڈ پریزنٹ" کے مصنف محمد حنیف رضا لکھتے ہیں

TOMB OF HAZRAT DATA GANJ BUKHSH

The tomb of Hazrat Data Ganj Bukhsh attracts a large number of people from all corners of Pakistan daily. The nine hundred years old tomb of Data Sahib is built on a raised platform which is reached from the main bazar by a flight of three steps on the north as well as east side. The shrine is close to the junction of the lower Mall and the circular road. Attached to the shrine there was a mosque which has now been rebuilt and enlarged.

Data Ganj Bukhsh had come to Lahore with Mahmud Ghaznavi as his religious adviser but never returned to Ghazni. He settled down in Lahore and commenced his religious mission. the

...ing of Islam. His well known Persian work Kashf-ul-Mahjub ... already been translated into many languages including English ...d Russian and enjoys to position of being a classic. Hazrat ...een-ud-Din Chishti of Ajmer (India) held his chilla i.e. 40 days of ...sion at his shrine.

The annual urs is held in the month of Safar which is ...brated for two days. It is one of the most popular events of ...ore and a large number of people from all parts of Pakistan join the festival. For their benefit a very large number of stalls of ...eet-meats, fruits, and other eatables are set up in the Bazar. ...e food is also distributed to the poor.

(Lahore past and present, p 131 printed Islamabad (Pakistan)

حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے متعلق پیر آف گھنگول شریف کا ارشاد گرامی.....

جناب عبدالرشید ارشد (سابق ناظم اے ٹی آئی پنجاب) نے فرمایا کہ میں آخری عرس منعقدہ ۱۹۹۸ء کے موقع پر پیر صاحب کی زیارت کیلئے ایک رفیق کار سوئی نادرن گیس کے ایک سینئر انجینئر محمد علیم صاحب جو کہ پیر صاحب کے مرید بھی تھے، کی ہمراہی میں گھنگول شریف (کوہاٹ) حاضر ہوا راستے میں ان کے ساتھ بہت موضوعات پر گفتگو رہی علیم صاحب کو ان کے ملنے والوں میں سے بعض افراد نے "داتا گنج بخش کی قبر" متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا کر رکھا تھا۔ اور مولوی احمد علی لاہوری کا حوالہ دیتے ہو کہتے تھے کہ انہوں نے کہا ہے کہ داتا گنج بخش وہاں اس موجودہ قبر میں نہیں ہیں۔ میں کہا، آج یہ عقدہ آپ کے پیر صاحب سے حل کر لیں گے، پیر صاحب کی زیارت قریب سے موقع ملا، کچھ دیر ان کی خدمت میں رہے اور پھر حضرت داتا صاحب کی کے متعلق ان سے سوال کیا۔ پیر صاحب نے کامل یقین سے جواب دیا، ایسے افراد گمراہی پھیلاتے ہیں۔ داتا صاحب اپنی اسی قبر میں جلوہ گر ہیں جو کہ مرجع خلائق ہے۔

عبدالرشید ارشد سینئر انجینئر سوئی نادرن گیس ہیڈ آفس

امیر حمزہ کے چچازاد بھائی / مولوی اشرف علی تھانوی کا مکاشفہ

"سیرت اشرف" میں منشی عبدالرحمن خان لکھتے ہیں۔

جناب مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ۶ مئی ۱۹۳۸ء کو جب لاہور پہنچے تو داتا صاحب کے (موجودہ) مزار کی زیارت کی اور فاتحہ خوانی سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا بہت بڑی شخصیت ہیں عجیب رعب ہے وفات کے بعد بھی سلطنت کر رہے ہیں۔

(سیرت اشرف ج ۲ صفحہ نمبر ۱۹۲، از مولوی منشی عبدالرحمن ملتانی طبع ملتان)

٭ مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے ہم نے صاف لکھا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں (وہابیوں دیوبندیوں) میں بھی بعض اوقات نزاع ہو جاتی ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح چچازاد سگے بھائیوں میں بھی کبھی نزاع ہو جاتی ہے۔ (اہلحدیث (امرتسر) یکم شعبان ۱۳۳۹ھ)

٭ مسلک ہاسلاہور و گلوتو صفحہ نمبر ۵ شائع لاہور۔ (ابو خلیل قیس علوب)

قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اس واقعہ کو یوں نقل کیا ہے:

حضرت تھانوی وفات سے تقریباً دو سال قبل دانت درست کرانے کیلئے تشریف لے گئے۔ تو واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قبرستانوں کی زیارت کیلئے بھی نکلے، سلاطین کی قبروں پر گئے، اور مساکین کی قبریں بھی دیکھیں، فاتحہ پڑھی، ایصال ثواب کیا، اسی سلسلہ میں حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔

وصل صاحب بلگرامی ساتھ تھے اور انہوں نے ہی یہ واقعہ تھانہ بھون میں بیان فرمایا تھا کہ داتا گنج بخش کے مزار سے لوٹتے وقت فرمایا کہ کوئی بہت بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں، میں نے مزار ہا مانگ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ سلاطین کے مزاروں پر پہنچا تو انہیں مساکین کی صورت میں دیکھا کہ جیسے کوئی پرسان حال نہ ہو اور مساکین کو سلاطین کی صورت میں پایا۔

(عالم برزخ از مولوی قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۲۵، ۲۶ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفےٰ (ﷺ) کے دوران مفتی محمود صاحب اور حضرت مولوی (احمد علی) لاہوری کے جانشین فرزند نے مختلف اوقات میں ہزاروں عقیدت مندوں اور راقم (ابوالعاصم محمد سلیم حماد) کی موجودگی میں حضرت داتا گنج بخش (رحمۃ اللہ علیہ) کے موجودہ مزار پر فاتحہ خوانی اور حاضری دی گویا کہ بیٹے نے اپنے والد کا دعویٰ عملاً غلط ثابت کر دیا۔

مولوی عبدالرحمن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کی مزار داتا گنج بخش پر بارہا حاضری کا راقم (محمد سلیم حماد) چشم دید گواہ ہے۔

کیا تربت گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تہہ خانہ میں ہے؟

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی قبر موجودہ مزار شریف کے نیچے تہہ خانہ میں ہے۔ حالانکہ یہ بات قطعاً غلط اور خلاف تحقیق ہے۔

صاحب تحقیقات چشتی لکھتے ہیں

مزار گوہر بار حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ چبوترہ سنگ مرمر سفید پر واقع ہے۔ مزار کے دو در بنے ہیں۔ ایک چبوترہ دو فٹ اونچا اور اس پر دوسرا ایک فٹ بلند جس پر تعویذ ہے۔ بڑے چبوترے پر دو اور چھوٹے چھوٹے مزار (حضرت ابو سعید ہجویری اور احمد حمادی سرخسی) واقع ہیں۔ آپ کی قبر پر ہمیشہ کخواب کا غلاف پڑا رہتا ہے۔ اس چبوترے پر ایک چوبی پنجرہ (لکڑی کی جالیاں) ہشت پہلو واقع ہے۔ یہ پنجرہ چوبی میاں جیون خاں تحصیلدار نے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے ۱۲۴۰ھ میں بنوایا، دروازہ پنجرہ کا جنوبی رویہ ہے۔ گنج میں مزار پُر انوار حضرت کا ہے۔ چبوترہ اور لوح مزار سلطان ابراہیم ظہیر الدولہ غزنوی نے بنوائے۔ (تحقیقات چشتی مصنفہ نور احمد چشتی صفحہ نمبر ۱۹۵، ۱۹۶ طبع ۱۸۶۴ء)

حضرت داتا صاحب کا مزار شریف ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ ان تقریباً ۳۶ سالوں میں دربار محکمہ اوقاف کا ریکارڈ اس بات کے گواہ ہیں۔ قدیم عمارت یا احاطہ کے کسی حصہ میں کوئی زمین دوز راستہ، تہہ خانہ یا موجودہ تربت کے علاوہ کوئی دوسری حضرت داتا صاحب کی قبر دریافت نہیں ہوئی ہے۔

راقم کے جد امجد حضرت عبداللہ المعروف شیخ ہندی کا خانوادہ تقریباً ایک ہزار برس سے حضرت داتا صاحب کی زندگی اور وصال کے بعد آج تک مزار شریف کی تعمیر و توسیع، تغیر و تبدل اور حقائق کا چشم دید چلا آرہا ہے کہ حضرت کا مسور مرقد تہہ خانہ یا کسی دوسرے مقام پر موجود نہیں، موجودہ مزار ہی حقیقی مزار ہے۔

(ابوالعاصم محمد سلیم حماد کے مضمون کی تلخیص نقل کی گئی ہے)

واہ داتا (رحمۃ اللہ علیہ) تجھے وہابی بھی مان رہے ہیں

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" لاہور نے بھی ان الفاظ دربار داتا گنج بخش کی منظر کشی کی ہے کہ سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کے دربار پر دنیا بھر سے زائرین آتے ہیں، پاکستان کا ہی نہیں، غالباً یہ دنیا کی واحد ہستی کا دربار ہے جہاں ۲۴ گھنٹے لنگر جاری رہتا ہے۔ سچی بات تو یہی ہے کہ اس دربار سے کئی سفید پوش بھی لنگر لے کر اپنے بچوں کے پیٹ کی بھوک مٹاتے ہیں۔ یہاں بے پناہ عبادت بھی ہوتی ہے، اس قدر قرآن خوانی شاید ہی ملک کے کسی دربار پر ہوتی ہو۔

(ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ۱۰ مارچ ۲۰۰۰ء بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ جلد ۴۳ شمارہ ۵ مئی ۲۰۰۱ء)

امیر حمزہ کے چچا زاد بھائی مولوی عبدالرحمن اشرفی دیوبندی (مقلد وہابی) نے یوں بیان کیا ہے کہ: حضرت (داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ) کو میرے ساتھ پیار ہے۔ اس لئے میں مہینے میں ایک مرتبہ ضرور دربار شریف پر حاضر ہوتا ہوں اور جب حاضری کی میں دیر لگا تا ہوں تو حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ خود مجھے بلا لیتے ہیں۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور مئی ۱۹۹۹ء بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ جلد ۴۳ شمارہ ۵ مئی ۲۰۰۱ء)

امیر حمزہ

اب رہی بات "مظہر نور خدا" ہونے کی جس کا مطلب خدا کے نور کا ظہور یا دیدار تو یہ تصور ایسے شرکیہ عقیدہ کا حامل ہے کہ جس کا تعلق اسلام کے ساتھ ہرگز نہیں ہے۔

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۲۲۲)

جواب

یہ فرش زمین، آسمان، ندی، نالے، دریا، سمندر، فلک بوس پہاڑ، شجر، پھول، چاند، سورج اور ستارے غرضیکہ کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہیں۔ جن سے اس کی خالقیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح انبیاء و اولیاء اس کی ذات و صفات کا مظہر ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور دیگر صفات کا اظہار ہوتا ہے۔

اس عقیدہ کو شرک سے تعبیر کرنے والے خود حقیقت شرک سے ناآشنا ہیں۔

امام المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

خیر الوریٰ امام الرسل مظہر اتم

یعنی (اے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم آپ بہترین مخلوق، امام الانبیاء اور مظہر کامل ہیں۔

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۱۴ طبع کراچی)

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ والد گرامی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم و اکمل ہیں۔ اور اس کے حسن و جمال کی جلوہ گاہ ہیں، جن کا نام پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ واصل ہیں۔ (انفاس رحیمیہ بحوالہ تسکین الخواطر از علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۲۹،

سراج الہند مولانا شاہ عبدالعزیز (متوفی ۱۲۳۹ھ) محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "ایاک نستعین" کے تحت فرماتے ہیں۔ اس جگہ یہ سمجھنا چاہیے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اسی غیر پر ہو اور اسے حق تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے، اور اگر توجہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت و کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہراً استعانت کرے تو یہ راہ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں روا اور جائز ہے۔ اس قسم کی استعانت انبیاء و اولیاء سے کی ہے اور حقیقت استعانت کی یہ قسم غیر سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔

﴿تفسیر عزیزی صفحہ نمبر ۸ (فارسی) طبع مجتبائی دہلی﴾

کیا (معاذ اللہ) درج ذیل محدثین (بقول آپ کے) مشرک تھے؟

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ)۔

۲۔ شیخ عبدالرحیم فاروقی دہلوی والد شاہ ولی اللہ دہلوی۔

۳۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ)۔

خدا کا خوف کرو، خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک بنانے پر تلے ہوئے ہو۔ مظہر عون ہو سکتا ہے تو مظہر نور خدا ہونا کیونکر نا ممکن ہے؟

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مقدسہ

امیر حمزہ شاکر رضوانی کے حوالے سے لکھتے ہیں شہنشاہ اکبر نے اجمیر میں بھی یہی کام کیا تھا۔ جہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قریبی پہاڑوں میں مدفون ہیں جبکہ ان کی درگاہ اور دربار شہر کے بڑے بازار میں ہے، ایسا محض زائرین کی سہولت کیلئے کیا گیا تھا۔ (یعنی آپ کا موجودہ مزار شریف جعلی ہے)۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۲۱۶)

جواب

اتنا بڑا دعویٰ اور دلیل ندارد، نہ ہی شاکر رضوانی نے اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کی اور نہ ہی امیر حمزہ نے تحقیق کرنے کی زحمت گوارہ کی۔ موصوف کا اندھے دھند شاکر رضوانی کے مضمون کو نقل کرنا، سوائے کتاب کے حجم بڑھانے کے کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

حضرت خواجہ ذین العابدین سید محمد اسماعیل حنفی چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اجمیر شریف دامن کوہ میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ آباد ہے۔ درمیان شہر پہاڑی کے نیچے جس پر ایک درگاہ کسی بزرگ کی مع تبرکات بغداد شریف وہاں مدفون ہیں۔ چنانچہ وہ مکان بسبب تبرک حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے چلہ شریف کے نام سے مشہور ہے، بنی ہوئی ہے۔ پھر آستانہ مبارک حضور خواجہ معین الحق والدین حسن سنجری ثم اجمیری قدس سرہ العزیز کا ہے۔ گنبد مبارک حضور کا شیخ خواجہ حسین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان ابراہیم لودھی بن سکندر لودھی کے عہد میں ۹۳۹ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ گنبد مبارک

کے شمال شرق رو ایک دالان سنگ مرمر کا جس میں صندل رہتا ہے، وہ گنبد شریف کا ہے جو جہاں آرا بیگم کا تعمیر کردہ ہے۔ گنبد شریف کی وسط میں مزار فائض الانوار حضور خواجہ غریب نواز کا ہے جو کہ ہمیشہ عطر، صندل وغیرہ خوشبویات سے معطر رہتا ہے۔

﴿تذکرۃ الحسین فی ذکر الکاملین صفحہ نمبر ۱۸۸ از سید علامہ زین العابدین طبع لاہور﴾

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ ششم رجب سنہ ثلث وثلثین وستمائہ وقیل فی ذی الحجہ سنہ المذکورۃ واقع شد الخ در اجمیر کہ موضع اقامت او بود مدفون گشت اول قبر خواجہ از خشت بود بعد ازاں صندوقی از سنگ مرمر بر بالای آن ساختند وقبر خشتین را ہم بحال خود گزاشتند و بلندی قبر شریف از جہت آمدہ ست اول کسیکہ در مقبرہ خواجہ عمارت کرد خواجہ حسین ناگوری بود بعد ازاں دروازہ وخانقاہ بعضے از ملوک۔ الخ

﴿اخبار الاخیار (فارسی) صفحہ نمبر ۲۲ ناشر مکتبہ رضویہ سکھر﴾

سید جلال الدین بخاری (متوفی ۷۸۵ھ) المعروف جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفرنامہ میں "اجمیر" کے حالات میں لکھتے ہیں اور بیچ شہر اجمیر کے خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ سوتے ہیں۔ (سفرنامہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت صفحہ نمبر ۸۶ طبع لاہور ۱۹۲۹ء (اردو))

شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

آپ کا وصال ۶ رجب ۶۳۳ھ یعنی سلطان شمس الدین التمش کے عہد حکومت میں واقع ہوا۔ آپ کی عمر ستانوے سال اور دوسری روایت کے مطابق ایک سو سات سال تھی۔ اس میں سے چالیس برس آپ نے اجمیر شریف میں بسر کئے اور وصال کے بعد اپنے حجرہ خاص میں دفن ہوئے۔ کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ آپ کی قبر مبارک پکی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی، بعد میں سنگ مرمر کی صندوق اس قبر پر بنائی گئی۔ اور پہلی قبر بھی بحال رکھا گیا۔ قبر مبارک کی بلندی اسی وجہ سے ہے۔ روضہ مبارک کا چبوترہ دروازہ، خانقاہ متعلق بعد میں مالوہ کے ایک بادشاہ نے تعمیر کرائے سب سے پہلے جس شخص نے حضرت اقدس کے روضہ مبارک کی تعمیر کرائی، سلطان التارکین حضرت شیخ حمید الدین

سوالی (جو کہ خواجہ غریب نواز کے خلیفہ تھے) کے پوتے خواجہ حسین ناگوری تھے۔ اس سے پہلے آپ کے روضہ اقدس پر عمارت نہ تھی۔ یہ سنگ سفید کا گنبد جو اس وقت مزار شریف پر بنا ہوا ہے۔ خواجہ حسین کا تعمیر کردہ ہے۔ روضہ اقدس کے ساتھ شہاب الدین بادشاہ نے سنگ مرمر سے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی جس کا طول ۹۷ گز شرقی اور عرض ۸۰ گز ہے مسجد کے سامنے چبوترہ بھی سنگ مرمر کا ہے جس کا عرض ۲۷ گز ہے۔

﴿اقتباس الانوار، از شیخ محمد اکرم قدوسی صفحہ نمبر ۹۹۳ طبع لاہور، سن تالیف ۱۱۳۰ھ﴾

جلال الدین اکبر بادشاہ پیادہ پا زیارت کے واسطے فتح پور سیکری سے اجمیر شریف تشریف لائے اور کئی دن اجمیر میں رہے۔ الخ ﴿اکبر نامہ صفحہ نمبر ۳۳۹ جلد ۲﴾

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے

موجودہ مزار مقدس پر حاضریاں

دور گزشتہ کے بعض اولیاء کاملین کی حاضریاں۔

۱)۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔

۲)۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳)۔ حضرت مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴)۔ حضرت شیخ بدیع الدین عرف شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ۔

۵)۔ حضرت شیخ سلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ (فتح پور سیکری)۔

۶)۔ حضرت مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷)۔ حضرت شیخ عبداللہ بن سید رحمۃ اللہ علیہ بن سید حسین حنبلی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸)۔ حضرت سید ابو العلاء رحمۃ اللہ علیہ (اکبر آباد)۔

۹)۔ حضرت سید احمد بن سید میر محمد کالپی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۰)۔ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱)۔ حضرت شیخ غلام علی شاہ مرشد آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲)۔حضرت شاہ سید امام ابدالی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۳)۔حضرت شاہ محمد سجاد ابوالعلائی دانا پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴)۔حضرت حاجی وارث علی شاہ (دیوہ شریف) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۵)۔حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۶)۔حضرت سید سلطان حسین چشتی صابری امروہوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۷)۔حضرت عزیز الرحمن شاہ مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۸)۔حضرت سید پیر جماعت علی شاہ (علی پور سیداں پاکستان) رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۹)۔حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)۔

۲۰)۔حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۱)۔حضرت مولانا حکیم امجد علی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف بہار شریعت)۔

سلاطین امراء اور حکام و دیگر اہل علم کی حاضریاں

۱)۔سلطان شہاب الدین غوری۔

۲)۔سلطان شمس الدین التمش۔

۳)۔سلطان محمود خلجی۔

۴)۔سلطان ظفر خاں۔

۵)۔شیر شاہ سوری۔

۶)۔سلطان جلال الدین اکبر۔

۷)۔سلطان نور الدین جہانگیر۔

۸)۔سلطان شہاب الدین شاہجہاں۔

۹)۔سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیر۔

۱۰)۔شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ خاں۔

۱۱)۔نواب حامد علی خاں والی رامپور۔

۱۲)۔میر عثمان علی خاں نظام حیدر آباد دکن۔

۱۳)۔مولانا محمد علی جوہر۔

۱۴)۔مولانا حسرت موہانی۔

۱۵)۔علی سکندر جگر مراد آبادی۔

۱۶)۔قاضی عبد الغفار مراد آبادی۔

۱۷)۔مولوی احمد سعید دہلوی۔

۱۸)۔شبیر حسین خاں جوش ملیح آبادی۔ ...﴿معین الارواح طبع انڈیا﴾

اس قدر شواہد و دلائل کے ہوتے ہوئے نقشبند کر رضوانی کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے داتا گنج بخش علی ہجویری اور خواجہ معین الدین کی قبور مقدسہ کو جعلی قرار دینا سراسر جہالت اور ظلم عظیم ہے۔ اور زمانہ کے تغیر و تبدل اور آبادیات بڑھ جانے کی وجہ سے شہروں کی ہیئت میں تبدیلی آجانا ایک حقیقت ثابتہ ہے۔

توبہ کرو! ...ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

امیر حمزہ

مسلمانوں کے (ولی) عیسائیوں کے (سینٹ)۔ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۳۴۷)

﴿جواب﴾

اولیاء کاملین اور محققین صوفیہ عظام اور عیسائیوں کے راہبوں کو یک ہی صف میں کھڑا کرنا سراسر گمراہی و بے دینی ہے۔

مقام ولایت

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" کے مطابق سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔ مگر سلسلہ ولایت قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ مشکوٰۃ نبوت کے برکات، انوار و تجلیات ہمیشہ سے اولیاء کاملین کے اذہان و قلوب پر برستے

رہے، بدل رہے ہیں اور بدلتے رہیں گے۔ ان سے وابستگی ذریعہ نجات، ان سے دوری خدا سے دوری، ان کی تعلیمات، اخلاق و عادات کو اپنانا اور زندگی کے ہر گوشہ میں ان پاکیزہ نفوس کی زندگی کو دستور حیات اور مشعل راہ بنانا، دنیا و آخرت میں سرفرازی، کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہے۔ ان کا وجود اہل جہان کیلئے رب العزت جل شانہ کی نعمت عظمیٰ و عنایت کبریٰ ہے۔

خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"۔

﴿پ ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۲﴾

ترجمہ "سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم"۔

لفظ ولی کے لغوی معنی

۱۔ ولی یہ علیم اور قدیر کی طرح فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا۔ ایسی ذات جس کی طاعات مسلسل رہیں۔ معصیت و گناہ ان طاعات میں خلل نہ ڈالیں۔

۲۔ قتیل اور جریح کی طرح فعیل کے وزن پر ہو، مگر معنی مفعول کا دے جس طرح کہ قتیل و جریح بمعنی مقتول و مجروح ہیں تو اس صورت میں معنی یہ ہوگا، وہ ذات جس کی حفاظت و نگرانی ہر قسم کے معاصی سے مسلسل اللہ کریم فرماتا رہے اور اسے ہمیشہ طاعات کی توفیق سے نوازے۔

۳۔ ولی لغت میں قریب کو بھی کہتے ہیں تو جب بندہ کثرت طاعات اور زیادتی اخلاص کی وجہ سے حضرت خداوندی کے قریب ہو جاتا ہے اور اللہ جل شانہ اپنی رحمت، فضل اور احسان سے اپنے بندے کے قریب آ جاتا ہے۔ تو یہ دونوں قرب مل کر ولایت کا خمیر اٹھاتے ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۴۳ طبع لاہور)

صاحب قاموس لکھتے ہیں۔

ولی کے معنی قریب اور نزدیک تر ہے۔ فعیل اس سے اسم ہے۔ اس کا معنی ہے قریب، محب، صدیق، اور مددگار۔

پھر فرماتے ہیں قرب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ قرب جو ہر انسان کو بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنے خالق سے ہے اور اگر یہ قرب نہ ہو تو کوئی چیز موجود نہ ہو سکے۔ "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ" (اور ہم شہ رگ سے بھی اس کے قریب ہیں) میں اس قرب کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا قرب وہ ہے جو صرف خاص بندوں کو میسر آتا ہے۔ اسے قرب محبت کہتے ہیں، اور اس کیلئے ایمان شرط ہے۔

﴿تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی صفحہ نمبر ۳۸ جلد ۵ طبع دہلی﴾

لفظ ولی کے اصطلاحی معنی

صوفیاء کی اصطلاح میں ولی اس کو کہتے ہیں جس کا دل ذکر الٰہی میں مستغرق رہے۔ شب و روز وہ تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے۔ اس کا دل محبت الٰہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش نہ ہو، وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ کیلئے کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ کیلئے، یہی وہ مقام ہے، جسے فنافی اللہ کا مقام کہتے ہیں۔

﴿تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی صفحہ نمبر ۳۸ جلد ۵ طبع دہلی﴾

ولایت کی حقیقت

حقیقت ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان و اعمال صالحہ کے یقین و عرفان، اسماء و صفات ذات حق بطور وجدان، بہ برکت ذکر و تلاوت و صوم و صلوٰۃ دائمی طور پر جب عبد صالح کو حاصل ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینہ پاک میں پیدا ہوتے ہیں۔

اخلاص، تواضع، زہد، صبر، شکر، خوف، رجا، توکل، رضا، فقر، محبت پس وہ ماسوائے حق سے معرض ہوتا ہے۔ اور خوف و رجا میں مستغرق۔ اس حالت میں ان مقامات کے آثار افراد بشر پر دو طور سے ظاہر ہوتے ہیں، خوارق و ترببیت مریدین۔ پس اس کو ولی و

عصمت کے بجائے (جو کہ خواص اولیاء میں سے ہیں) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے۔ جس کے باعث وہ وارث نبی و خلیفہ برحق قرار پاتا ہے۔ اور لفظوں کا مصداق ہوتا ہے۔ (عقائد اہلسنت صفحہ نمبر ۱۴۳ طبع اختر)

کرامات اولیاء

اللہ تعالیٰ کے نیک اور پسندیدہ بندوں میں سے خارق عادت امور کا ظہور کرامات اولیاء کہلاتا ہے۔ اور آئمہ اہلسنت ان کے جواز کے قائل ہیں۔ اور معتزلہ میں ابوالحسن بصری اور اس کا دوست محمود خوارزمی کرامات اولیاء کے قائل ہیں۔ باقی سب معتزلہ منکر ہیں۔

اور اگر یہ خوارق مردود الطاعۃ سے صادر ہوں تو انہیں استدراج کہا جائے گا۔

(جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۸۵ جلد اول طبع لاہور)

احادیث نبویہ

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی، میرا اس سے اعلان جنگ ہے اور جن چیزوں کے ذریعے بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری طرف نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں، اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر کسی بری چیز سے بچنا چاہے تو میں اسے ضرور بچاتا ہوں۔

(بخاری جلد دوم صفحہ نمبر ۹۶۳ طبع کراچی، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۷ (عربی))

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کر لیتا ہے تو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت سمعہ و بصرہ فرمایا ہے۔ جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ بندہ قریب اور دور سے برابر سنتا ہے۔ جب یہی نور اس کی بصر بن جاتا ہے تو قریب اور بعید سے برابر دیکھتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا یہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ خشکی و تری میں قریب و بعید میں تصرف پر برابر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۹۱ ج ۲۱)

حضرت امام غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث قدسی کی شرح میں لکھتے ہیں۔

جس وقت قلب وحشت اور جفا کی کدورت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قلب اور عالم ملکوت کے درمیان سے حجابات اٹھا دیتا ہے تاکہ یہ قلب علم غیب کے حقائق کو دیکھے اور یہی وہ کرامت ہے جب قوی ہو جاتی ہے تو وہ اس کا نور اپنے تمام حواس میں محسوس کرتا ہے اور بہت فاصلے سے کلام سن لیتا ہے اور وہ دور دراز کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے اور تھوڑی سی مدت میں مسافت بعید طے کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کاملین سے بن جاتا ہے اور نوافل و فرائض کی ہمیشگی سے خدا کا ایسا مقرب بن جاتا ہے کہ اللہ اس کے کان، ہاتھ اور آنکھیں بن جاتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔ جب وہ جسم پستی سے بلند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نور جلال کے سرمہ سے اس کی بینائی منور کر دیتا ہے جس سے وہ امور غیبیہ کو دیکھ لیتا ہے اور جب وہ ناظر و مبصر ہو جاتا ہے تو آسمان و زمین کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی۔ (تجربات غزالی صفحہ نمبر ۱۴۷ طبع لاہور)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کئی پراگندہ حال، غبار سے اٹے ہوئے اور پھٹے کپڑوں والے ہوتے ہیں۔ ان کی انسان کوئی پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر وہ "قسم خدا" کسی بات پر کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔

(رواہ المسلم، کتاب البر والصلۃ والادب)

علامہ مہائی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

حضور ﷺ نے ان کی قسم کو کسی خاص چیز سے وابستہ نہیں کیا، جس سے پتہ چلا

ہے جو بھی قسم کھا لیں، اللہ کریم سے پورا فرما دیتا ہے۔

﴿جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۹۵ جلد اول طبع لاہور (مترجم)﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابدال شام میں چالیس آدمی ہیں جب ان کے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے سے بدل دیتا ہے۔ ان کی برکت سے باران رحمت مانگی جاتی ہے اور دشمنوں پر ان سے مدد دی جاتی ہے اور شام والوں سے ان کے ذریعے سے بلائیں دور کی جاتی ہیں

﴿رواہ احمد فی المسند ☆ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۷۰ ☆ التکشف از مولوی اشرف علی صفحہ نمبر ۳۰۴﴾

حضرت امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اگر کوئی مرد کامل تم کو ایسا مل جائے جس کی صورت و سیرت تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے تو اس کا ساتھ دو اور اس کو غنیمت سمجھو اور اس سے الگ نہ ہو کہ عاقل کے حق میں اس کا وجود اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس کی مجلس میں بیٹھنا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ (مکتوبات غزالی طبع لاہور)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

انہی نفوس قدسیہ کی بدولت ہلاک سے بچے ہوئے ہیں۔ یہ عدد سے ملنے کا ورود ہو۔ ان کی برکت سے عالم دنیا پر عذاب نہیں ہوتا۔

﴿عوارف المعارف صفحہ نمبر ۱۷۳ طبع لاہور ۱۹۹۲ء﴾

حضرت داتا گنج بخش ہجویری (متوفی ۴۶۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو کائنات کا والی بنایا ہے ان کے قدموں کی برکت آسمان سے بارش ہوتی ہے۔ اور ان ہی کی پاک جانوں اور بلند ہمتوں کا صدقہ کافروں پر فتح ہوتی ہے۔ ﴿کشف المحجوب صفحہ نمبر ۳۰۵ طبع لاہور﴾

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (متوفی ۵۶۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ انسان کامل کے متعلق فرماتے ہیں جب تو خدا کا محبوب اور مقرب بن جائے گا اور تیری شان میں لوگوں کی بالکل سچ اور بجا ہوگی تو ہر قسم کے امراض روحانی کیلئے بذات خود اکسیر بن جائے گا

تیرے پاس کسب فیض کیلئے دنیا آئیں گے، تجھ سے خلق خدا کی مشکلات حل ہوں گی۔ تیری دعا سے باران رحمت کا نزول ہوگا، تیری برکت سے کھیتیاں اگائی اور سرسبز و شاداب کی جائیں گی اور تیری دعاؤں سے ہر خاص و عام، اہل سرحد ... رعایا، حاکم و محکوم، آئمہ، امت، فرادا، الغرض مخلوق کی مصیبتیں اور بلائیں رفع ہوں گی۔

﴿فتوح الغیب صفحہ نمبر ۳۳ طبع لاہور﴾

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، محدث محاملی بغدادی (م ۳۳۰ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں: محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس عہد کے مشہور بزرگ تھے، بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔

"حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے بطفیل و برکت محاملی رحمۃ اللہ علیہ بلا کو دفع کرتا ہے"۔

﴿بستان المحدثین صفحہ نمبر ۱۲۲ طبع کراچی﴾

اولیاء کرام اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

﴿پ ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱﴾

ترجمہ: "(اے محبوب) آپ فرمادیجئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ"

غور و فکر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان نفوس قدسیہ نے جو کچھ بھی اونچے مدارج و مراتب پائے ہیں صرف اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے پایا ہے۔ صدیقیت، امامت، خلافت، امارت، شہادت، غوثیت، قطبیت، ولایت اور ہدایت سب کچھ اتباع رسول ہی کا ثمرہ و نتیجہ ہیں۔ لیکن جو شخص متبع رسول نہیں، ہزار ولایت کے دعوے اور کرامت کی ڈینگیں مارے، ہوا پر پرواز کرکے دکھاوے اس کا ولی ہونا تو درکنار اس کی مسلمانی میں بھی شبہ کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خلاف پیمبر کسے را گزید
ہرگز بمنزل نخواہد رسید

خواجہ ابوالحسن خرقانی فرماتے ہیں۔

شیخ کامل وہ ہے جو سر سے قدم تک خدا کی یاد میں ہو اور متابعت سنت نبوی میں مستغرق رہے۔ (الفقر فخری از مولانا ابوالفیض قلندر علی سہروردی طبع لاہور)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ خیال بڑا ہی ناپختہ ہے کہ ہم طریق تصوف کو شریعت و سنت کا مخالف سمجھتے ہیں حاشا وکلا! ان دونوں چیزوں میں کوئی تفاوت و اختلاف نہیں۔ ملت اسلامیہ کے خاص الخواص افراد تو صوفیاء کرام ہیں، یہ لوگ نور سنت سے استفادہ کرتے ہیں۔ (الفقر فخری)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت جنید بغدادی اور ان کے رفقاء طریقت، بڑے پختہ ایماندار تھے۔ یہ لوگ کتاب و سنت کے عامل تھے اور شریعت و طریقت کی تمام ظاہری و باطنی حدود کا احترام کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی ظاہر شریعت اور باطنی طریقت میں تغافل و تساہل سے کام نہیں لیا۔ ان حضرات نے لکھا ہے کہ ہماری طریقت کی بنیادیں کتاب و سنت پر ہیں، جو ان کی حفاظت نہیں کرتا، ہم اسے منکر احکام شریعت جانتے ہیں (الفقر فخری)

حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ ممکن ہے کہ ایک آدمی ہوا میں اڑے، پانی پر چلے، اس کیلئے آسمان اور زمین کی طنابیں کھینچ سکتی ہیں۔ مگر اس وقت وہ درجہ ولایت پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ رفتار و گفتار و کردار میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش پا کی اتباع نہ کرے۔

(اولیاء بہاولپور از شہاب دہلوی تذکرہ سید جلال الدین بخاری [illegible])

حضرت آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (مرشد برحق مولانا احمد رضا نور اللہ مرقدہ)

سے وقت رحلت لوگوں نے استدعا کی کہ حضور! کچھ وصیت فرما دیجئے۔ بہت اصرار فرمایا مجبور کرتے ہو تو لکھ لو! "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ"۔ بس یہی کافی ہے اور اسی میں دین و دنیا کی فلاح ہے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ از عبدالمجتبیٰ تذکرہ سید آل رسول، طبع لاہور)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شریعت اور طریقت میں بال برابر فرق نہیں، جو طریقت و معرفت کو خلاف شرع کہے وہ مردود و زندیق ہے۔ (الفقر فخری)

مولانا ابوالفیض لاہوری (شاگرد رشید مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں۔

صوفی علم شریعت کا حامل اور طریقت کا عامل ہونا چاہیے۔ کیونکہ بغیر شریعت کے مکر نفس و شیطان کا ہر وقت خدشہ ہے۔ اور وہ منازل کی شناخت اور مقامات و مشاہدات کی تصدیق نہیں کر سکتا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ایک ساتھی سفر پر روانہ ہوئے راستہ میں ایک بستی سے گزر ہوا کہ وہاں ایک ولی رہتے تھے۔ جب ان کی ملاقات کیلئے گئے تو اتفاقاً وہ گھر سے مسجد میں نماز کیلئے آرہے تھے۔ دونوں ساتھی ان کے ساتھ ہو لئے تو انہوں نے (مسجد میں) خلاف سنت پہلے بایاں پاؤں رکھا۔ حضرت جنید بغدادی کے ساتھی نے کہا کہ حضرت چلو، جو شخص خلاف سنت کام کرے وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

کس قدر غور کا مقام ہے کہ جو اہل اللہ اتنی سی کوتاہی پر ایک بزرگ کی ہم نشینی کو گوارہ نہیں کر سکتے وہ بھلا یہ کب جائز رکھتے ہیں کہ ایک نام نہاد بلا عذر شرعی، خلاف شرع افعال کرنے والا اور بغیر غلبہ حال کے اعمال سنت کو چھوڑنے والا "ولی اللہ" تسلیم کر لیا جائے۔ (الفقر فخری)

حقیقت یہ ہے کہ تصوف کی ساری بنیاد ہی اسی پر ہے کہ آداب شریعت کی پابندی رہے حرام اور مشتبہ چیزوں سے ہاتھ کھینچا جائے۔ ناجائز اوہام و خیالات سے حواس کو آلودہ نہ کیا جائے اور غفلتوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں وقت گزارا جائے۔

خواہشات نفسانی کو ترک کیا جائے۔ جو درویش شریعت کے ابتدائی امور سے واقف نہیں، وہ طریقت و حقیقت اور معرفت سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا:

لو کان حبك صادقاً لاطعته

ان المحب لمن يحب مطيع

یعنی گر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اپنے محبوب کی اطاعت میں سرگرم رہتا، کیونکہ محب تو ہمیشہ اپنے محبوب کا مطیع ہوا کرتا ہے۔

یہی وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کے متعلق کلام الٰہی بیانگ دہل کہتا ہے کہ یہ وہ افراد ہیں، جو اپنے رب کی خاطر تمام رات قیام و سجود میں گزار دیتے ہیں۔ (القرآن)

خبردار اولیاءاللہ پر کوئی خوف و ہراس نہیں، اور وہ نہ غمناک ہوں گے۔ (القرآن)

یہی وہ عباد الرحمٰن ہے "جو زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے"۔

اور ملا علی قاری حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الفناء الی دار البقاء"

﴿مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۲۱ حاشیہ نمبر ۱ طبع کراچی﴾

یہی وہ صالحین ہیں کہ سینکڑوں سال گزرنے کے بعد بھی ان کی قبور مرجع خلائق ہیں، رنج و غم کے مارے یہاں آ کر سکون پاتے ہیں اور انہی نفوس قدسیہ کے توسل سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

یہی وہ اتنے معتبر لوگ ہیں جنکی راہ پر چلنے کی دعا ہر نمازی، نماز کی ہر رکعت میں کرتا ہے

یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی معیت میں رہنے کا رب کائنات نے حکم دیا ہے۔

یہی وہ مقبولان بارگاہ خداوندی ہیں کہ برصغیر پاک و ہند کا چپہ چپہ ان کی عظمت، رفعت اور بلندی و ارتقاء کا شاہد و عادل ہے۔

مگر افسوس صد افسوس

ان افراد پر جو ان افراد قدسیہ کو "راہبوں" کی صف میں کھڑا کرتے ہیں۔ اور بتوں کے رد میں نازل شدہ آیات قرآنیہ کو ان پر چسپاں کرتے ہیں۔ ...... یہ اسلام نہیں بلکہ خارجیت ہے۔۔ وقت ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے...... ہوش و خرد سے کام لو کل بروز محشر رب قدوس کے دربار میں کیا جواب دو گے؟

صوفیاء کے طبقات

(۱) صوفی۔ (۲) متصوف۔ (۳) متصوف کے مشابہ افراد۔ (۴) ملامتیہ۔ (۵) قلندریہ۔ (۶) مجذوب۔

صوفی کی شراب معرفت خالص ہے۔ متصوف کی شراب (معرفت) میں اس کی آمیزش ہے۔ اور مشابہ افراد کی شراب (معرفت) میں متصوف کی شراب (معرفت) ملی ہوئی ہے۔

لہٰذا صوفی بہ ما قرب سے روح کے مرکز تک سبقت لے گیا۔ اور ایک متصوف، صوفی کے مقابلہ میں ایسا ہے، جیسا کہ زاہد کے مقابلہ میں متزہد ہے۔ اس کے عمل میں تکلف اور کوشش کا دخل ہے اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ تصوف اور روحانیت کے طریقہ پر گامزن ہے اور اس راہ میں محنت کر رہا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چلتے رہو کہ مفردون سبقت لے گئے، جب آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ مفردون کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر میں شوق کے ساتھ مشغول ہیں۔ اس ذکر نے ان کے سر سے ان کا بوجھ اتار دیا ہے۔ اس لئے وہ قیامت کے دن ہلکے رہیں گے۔

اس حدیث شریف کے مطابق صوفی مفردون کے مقام پر ہیں اور متصوف سائرین اور سالکین کے درجہ پر، وہ اس روحانی سیر میں خدا کے ذکر اور قلبی مراقبہ کے ذریعے قلب کے مرکز تک پہنچ جائیں گے۔ اس طرح ایک صوفی مقام روح میں پہنچ کر

صاحبِ مشاہدہ ہو جاتا ہے اور صوفی مقامِ قلب تک پہنچ کر صاحبِ مراقبہ اور متشابہ (متشبہ) نفس کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے صاحبِ مجاہدہ و محاسبہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا ایک صوفی کی رنگ آمیزی اس کے قلب کے وجود سے ہے اور صوفی کی رنگ آمیزی اس کے نفس کے وجود سے ہے مگر ایک متشابہ فرد (متشبہ) میں کوئی تلوین اور رنگ آمیزی نہیں کیونکہ یہ حالی رنگ صاحبِ حال پر پڑتا ہے اور متشابہ افراد اس تک اور طالبِ حقیقت ہیں۔ اور ابھی تک صاحبِ حال نہیں ہوئے۔ بہرحال یہ تمام جماعتیں دائرہ اصطفا (برگزیدگی) میں شامل ہیں۔ جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے: (ترجمہ) پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے انتخاب کر لیا تھا۔ ان میں سے کچھ اپنے نفس کے اوپر ظلم کرنے والے تھے، کچھ معتدل تھے اور کچھ خدا کے حکم سے نیکیوں میں سبقت کرنے والے تھے۔ (سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۲)

مذکورہ بالا آیت کی تشریح میں ایک بزرگ کا قول یہ ہے، ظالم سے مراد زاہد اور مقتصد سے مراد عارف اور سابق عشقِ الٰہی ہیں۔

حضرت احمد بن عاصم انطاکی کا قول ہے، ظالم صاحبِ اقوال ہیں، مقتصد صاحبِ اعمال اور سابق صاحبِ حال ہیں۔

ایک بزرگ کا قول ہے ظالم وہ ہے جو غفلت کے ساتھ اور عادت کے مطابق عبادت کرے۔ مقتصد وہ ہے جو رغبت اور خوف کے ساتھ مصروفِ عبادت ہو اور سابق وہ ہے جو ہیبت اور احسان کے ساتھ خدا کی عبادت کرے۔

(عوارف المعارف مترجم شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) صفحہ نمبر ۱۰۷-۱۰۸ اعتقاد ۱۹۹۳ء)

فرقہ ملامتیہ

ان کے افراد اخلاص کے اصول پر خصوصیت کے ساتھ کاربند ہیں۔ وہ اپنا حال اور عمل لوگوں سے چھپانا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور انہیں پوشیدہ رکھتے ہیں اور اس قدر لذت محسوس کرتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ ان کا کوئی حال اور عمل کسی پر ظاہر ہو جائے

تو انہیں اس اظہار سے اس قدر وحشت ہوتی ہے جس قدر ایک گنہگار کو اپنے گناہ سے وحشت ہوتی ہے اس طرح ایک ملامتی اخلاص میں اس قدر فنا ہو گیا ہے کہ اسے اپنے اخلاص کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔

حضرت امام الانبیاء ﷺ سے اخلاص کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اخلاص میرا ایک بھید ہے جسے میں نے اپنے محبوب بندوں کے قلوب میں امانت کے طور پر پوشیدہ رکھا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اخلاص کی تین نشانیاں ہیں۔

۱۔ مخلص کیلئے لوگوں کی تعریف اور برائی یکساں ہو۔

۲۔ عمل کر کے اسے بھول جائے۔

۳۔ آخرت میں عمل کے ثواب کی خواہش نہ کی جائے۔

حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ نفس کو کسی صورت میں حظوظ نہ ہونے دیا یہ عوام کا اخلاص ہے، خواص کا اخلاص یہ ہے کہ خواہ حالات ان کے خلاف ہوں مگر وہ حظ اور شہود کے بغیر اطاعت میں مشغول رہتے ہیں۔

(عوارف المعارف صفحہ نمبر ۱۲۲-۱۲۳ اعتقاد ۱۹۹۳ء)

قلندر

کسی خاص وضع کا پابند نہیں ہوتا۔ اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی شخص اس کا حال جانے نہ جانے۔ وہ تو صرف اپنی خوش دلی میں مگن رہتا ہے اور وہی اس کا کل سرمایہ ہے۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۱۲۹ اعتقاد ۱۹۹۳ء)

قلندر کے مقام کو متعین کرنے کیلئے عارفانِ حق نے بڑے بڑے عمدہ نکتے بیان کئے ہیں۔ کتابیں لکھیں، مقالات پر قلم کے اوصاف لکھے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ کے دوستوں کا ایک ایسا مقام ہے جو مجازی اور دنیوی خواہشوں کے گرداب کے الفاظ میں نہ سما سکا۔ بوعلی شاہ قلندر فرماتے ہیں (ترجمہ شعر) یہ شخصیت (یعنی قلندر) نہ عبادت میں

سما سکتی ہے نہ اشارات کے دامن میں سمٹ سکتی ہے نہ اسے الفاظ کے کوزے میں بند کیا جا سکتا ہے نہ معانی و بیان کے پیمانے میں ناپا جا سکتا ہے۔ (ترجمہ شعر) حقیقت یہ ہے کہ قلندر کی بلند پروازیاں دین و دنیا کی حدود و قیود کو توڑ کر آگے نکل جاتی ہے۔ وہ کوچہ محبوب کیلئے دیر و حرم سے بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔

(مقدمہ احوال ابدال پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے صفحہ نمبر "ک، ی" طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

سالک مجذوب

سالک مجذوب وہ ہے جس کی روحانی زندگی کا آغاز مجاہدت اور ریاضت سے ہوتا ہے اسکے تمام معاملات میں خلوص ہوتا ہے اور وہ روحانیت کی تمام شرائط پوری کرتا ہے بعد ازاں اسے مجاہدہ کی تپش سے نکال کر حال اور روحانی کیفیات سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ یہاں آ کر وہ تلخ حنظل کے بعد شیریں شہد سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اور اس پر خدا کا فضل و کرم نازل ہوتا ہے۔ وہ مجاہدہ کی تنگ وادی سے نکل کر آرام و سہولت کے میدان میں پہنچ جاتا ہے۔ اور قرب الٰہی کی خوشبوؤں سے مانوس ہوتا ہے تا آنکہ اس پر مشاہدہ حق کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور اسے اپنی (دکھ درد) کی دوا مل جاتی ہے۔ نہ اس کا ظرف فیض یاب ہوتا ہے بلکہ خود اس کی زبان سے حکمت کے کلمات صادر ہونے لگتے ہیں قلوب اس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور اس پر غیبی فتوحات کی لگاتار بارش ہونے لگتی ہے اس طرح اس کا ظاہر بند ہو کر باطن مشاہدہ میں آ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ جلوۂ الٰہی کے قابل بن جاتا ہے اور جلوت میں خلوت کا مزہ لیتا ہے وہ غالب رہتا ہے، مغلوب نہیں رہتا، خود تصرف کرتا ہے مگر کوئی دوسرا اس پر تصرف نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص شیخ بننے کے اہل ہے کیونکہ اس نے مرجعین کا راستہ اختیار کیا اور وہ نیک بندوں جیسے عمل کر کے اس سلسلے میں داخل ہوا اور اسے مقربین بارگاہ کے احوال و کیفیات عطا ہوئے۔ اس کے علوم و فنون اس کے پیروؤں میں منتقل ہوتے رہیں گے۔ اور اس کے طریقہ کو برکت عطا ہوگی

مجذوب

مگر کبھی سالک مجذوب اپنے حال میں مقید ہو جاتا ہے اور اس کی بیڑیوں میں جکڑا جاتا ہے اور روحانیت کے اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ اس دائرہ میں محدود رہتا ہے۔ تاہم یہ بھی ایک بلند مرتبہ ہے اور اسے مجذوب کہتے ہیں۔ جیسا کہ اہل علم کے درجات ہوتے ہیں۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۳۰، ۱۳۱ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی لکھتے ہیں

صوفی پر مختلف مقام آتے جاتے رہتے ہیں اتجیات وارد ہوتی رہتی ہیں وہ معانی متوسط کے مقام پر پہنچ جاتا ہے پھر وہ "مجذوب کامل بن جاتا ہے۔ یہ مجذوب واصل ہو کر مقام تمکین پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ مقام صمدانی تجلی ہے۔ اور اس مرتبہ پر فائز صوفی کو مجذوب سالک کہتے ہیں۔ (مقدمہ احوال ابدال صفحہ س طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

چونکہ مجذوب حسن الوہیت میں گم ہو کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے اور ہر لمحہ مشاہدہ حق میں سرشار رہتا ہے۔ اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے اس لئے ایسے شخص پر شریعت مطہرہ کے قوانین نافذ نہیں ہوتے۔

یاد رہے کہ جس طرح بعض ولی اللہ مادر شکم ہی سے ولی پیدا ہوتے ہیں اسی طرح بعض مجذوب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ فاروقی صاحب کہتے ہیں

صوفیائے اسلام کے مجذوبین کی ایک خاص تعداد ہی ہے جسے تاریخ اور سیر نے اپنے دامن میں جگہ دی ہے مجذوبین کا یہ طبقہ اصلاح عام کے کسی مقام پر متعین نہیں ہوتا اور نہ ہی انہیں جذب حقیقی سے ان کی فرصت ہے کہ خلق کی اصلاح کا کام اپنے ذمہ لیں، بایں ہمہ بعض حضرات کے معاملات ان مجاذیب کے گوشہ ابرو کی جنبش سے حل ہوتے ہیں۔ (مقدمہ احوال ابدال صفحہ نمبر ل طبع لاہور ۱۳۹۶ھ)

مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے خزینۃ الاصفیاء میں مندرجہ ذیل مجاذیب کا ذکر کیا ہے۔

۱)۔ سرمتا مجذوب قدس سرہٗ۔
۲)۔ کوبکن مجذوب قدس سرہٗ۔
۳)۔ حسن مجذوب قدس سرہٗ۔
۴)۔ الہ دین مجذوب قدس سرہٗ۔
۵)۔ معروف مجذوب قدس سرہٗ۔
۶)۔ منصور مجذوب قدس سرہٗ۔
۷)۔ علاؤالدین مجذوب قدس سرہٗ۔
۸)۔ شیخ حسن بودلہ مجذوب قدس سرہٗ۔
۹)۔ شاہ ابو الغیث مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۰)۔ شاہ عبداللہ ابدال مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۱)۔ باہن مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۲)۔ بابا کپور مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۳)۔ سوگر مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۴)۔ یوسف مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۵)۔ جتی شاہ مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۶)۔ محمد یوسف مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۷)۔ شاہ بدیع الدین مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۸)۔ داؤد مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۹)۔ محمد یوسف مجذوب قدس سرہٗ۔
۲۰)۔ شاہ مرتضیٰ مجذوب قدس سرہٗ۔
۲۱)۔ شاہ نا مجذوب قدس سرہٗ۔
۲۲)۔ شاہ فیروز مجذوب قدس سرہٗ۔
۲۳)۔ بابا خوشگلی مجذوب قدس سرہٗ۔

۲۴)۔ درویش محمد مجذوب قدس سرہٗ۔
۲۵)۔ مٹھو مجذوب قدس سرہٗ۔
۲۶)۔ شاہ عبداللہ مجذوب قدس سرہٗ۔
۲۷)۔ نانو مجذوب قدس سرہٗ۔
۲۸)۔ حافظ طاہر مجذوب قدس سرہٗ۔
۲۹)۔ معصوم شاہ لاہوری مجذوب قدس سرہٗ۔
۳۰)۔ مستقیم شاہ لاہوری مجذوب قدس سرہٗ۔
۳۱)۔ تاجی شاہ مجذوب قدس سرہٗ۔
۳۲)۔ نظام شاہ مجذوب قدس سرہٗ۔
۳۳)۔ مستان شاہ لاہوری مجذوب قدس سرہٗ۔ ﴿حدیقۃ الاصفیاء طبع لاہور ۹۸۳،﴾

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے درج ذیل متقدم ومتاخر بعض مجاذیب کا ذکر کیا ہے۔

۱)۔ شاہ ابو الغیب بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔
۲)۔ میاں معروف رحمۃ اللہ علیہ۔
۳)۔ علاؤالدین مجذوب رحمۃ اللہ علیہ۔
۴)۔ مسعود نخاسی رحمۃ اللہ علیہ۔
۵)۔ شیخ حسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ۔
۶)۔ شیخ حسن بودلہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
۷)۔ شیخ عبداللہ دہلوی ابدال رحمۃ اللہ علیہ۔
۸)۔ میاں سوگر قدس سرہٗ۔
۹)۔ بابا کپور مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۰)۔ بابن مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۱)۔ الہ دین مجذوب قدس سرہٗ۔
۱۲)۔ شاہ منصور قدس سرہٗ۔

۱۳)۔ شیخ یوسف قدس سرہ۔

۱۴)۔ سوکھن مجذوب قدس سرہ۔

(اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۴۸۷ تا ۵۰۳ مطبع اکبر)

مولوی اشرف علی تھانوی مقلد وہابی نے درج ذیل مجذوب کا ذکر کیا ہے۔

۱)۔ بشیر شاہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۲)۔ رام پور کے ایک اور مجذوب (ان کا نام درج نہیں)۔

۳)۔ قصبہ لوہاراں کے ایک پنجابی مجذوب (جن کا نام درج نہیں)۔

۴)۔ حافظ عبدالقادر دہلوی۔

(حکایات اولیاء صفحہ نمبر ۲۷۶ تا ۲۸۱ از مولوی اشرف علی تھانوی طبع کراچی ۱۹۶۶ء)

میر حمزہ کے چچازاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی تو مجاذیب کو اولیاء میں شمار کرتے ہیں اور امیر حمزہ ان پر کیچڑ اچھالتا ہے، خدا ہی بہتر جانے دونوں میں کون سچا ہے؟

مسئلہ مجاورت

مجاور اس کو کہتے ہیں جو قبر کا انتظام رکھے، اگر قبر پر عمارت بنی ہوئی ہو تو کھولنے اور بند کرنے کا مجاز ہو وغیرہ وغیرہ۔

محمد عبداللہ خاں خویشگی لکھتے ہیں۔

مجاور۔ پڑوسی، درگاہ کا خدمتی، طالب علم۔

(فرہنگ عامرہ صفحہ نمبر ۴۵۵ طبع پاکستان ناشر مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۸۷ء)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منتظمہ تھیں جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو زیارت کرنی مقصود ہوتی تو ان سے ہی کھلوا کر زیارت کرتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئیں اور آکر عرض کیا کہ مجھے حضور علیہ السلام کی قبر انور کی زیارت کرا دو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ

شریف کھلوا، انہوں نے زیارت کی اور زیارت کرکے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرما گئیں۔ (کتاب [illegible] صفحہ نمبر ۱۰۱ [illegible] طبع لاہور)

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے روضہ رسول اور حضرت صدیق و فاروق کی قبروں کی زیارت کرادیں۔ انہوں نے حجرہ مبارک میرے لئے کھولا تو دیکھا کہ یہ تینوں قبریں نہ تو بہت اونچی تھیں اور نہ ہی زمین سے ملی ہوئی اور ان پر بطحا کی سرخ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔ (ابوداؤد)

(مشکوٰۃ مترجم صفحہ نمبر ۳۹۵ جلد اول طبع لاہور)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لے کر آج تک روضہ رسول پر مجاور رہتے چلے آتے ہیں لیکن کسی نے ان کو ناجائز نہیں کہا، اس پر ہم دو واقعات پیش کرتے ہیں:

محب طبری (متوفی ۶۹۴ھ) نے ہارون سے بیان کیا ہے اس نے اپنے والد عمر بن زعب سے بیان کیا ہے۔ اس نے بتلایا کہ میں آج عجیب و غریب واقعہ سنانا چاہتا ہوں، آپ ذرا اس طرف توجہ مبذول کریں، وہ بیان کرتا ہے، میں ... میں مقیم ہوا تھا اور آنحضرت ﷺ کے خادموں کا شیخ وہاں پر شمس الدین صواب ... بھی موجود تھا (جو کہ روضہ منورہ اور مسجد نبوی کا خادم تھا) میرے اور اس کے درمیان محبت تھی۔

میرا ایک دوست تھا جو بادشاہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور اس کے دربار کی خبریں مجھے دیا کرتا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا آج ایک عظیم واقعہ رونما ہوا۔

حلب سے کچھ لوگ آئے ہیں انہوں نے امیر کو کچھ مال و دولت دے کر خوش کر لیا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے حجرہ مبارک سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو نکالنا چاہتے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد امیر کا پیغام آیا اور پیغام لانے والے نے کہا کہ آپ کو امیر

صاحب نے کیا کیا ہے چنانچہ میں ان کے پاس گیا وہ مجھے کہنے لگا سوال ہے دیکھو کہ آج رات لوگ مسجد میں آ جائیں گے۔ آپ اپنے حجرے کا دروازہ کھول دیں۔ یہ جو کچھ کرنا چاہیں آپ ان کے کام میں مداخلت نہ کریں اور ان کے کسی کام پر نکتہ چینی نہ کریں۔ میں نے کہا بہت خوب۔ پھر عشاء کی نماز پڑھ کر میں نے تمام دروازے بند کر دیے۔ تھوڑی دیر کے بعد کسی نے باب السلام پر دستک دی میں نے دروازہ کھولا جو یاد پڑتا ہوں کہ وہ کون ایک گروہ عظیم یہاں جمع ہے۔ ... کے بعد وہ لوگ اندر آنے لگے ان کے ہاتھوں میں کدال اور دیگر آلات کھدائی تھے۔ وہ کل چالیس آدمی تھے۔ وہ سیدھے حجرہ شریف کی طرف چلے لیکن ابھی منبر تک بھی نہ پہنچے پائے تھے کہ ان کو زمین نے نگل لیا اور ان کا سامان بھی ان کے ساتھ نگل لیا۔ الخ

﴿تاریخ حرمین شریفین صفحہ نمبر [illegible] مطبوعہ [illegible]﴾

[illegible]ھ میں حجرہ شریف کے اندر ایک آواز دھماکے کی سی آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمارت میں کچھ گرا ہے۔ حجرہ شریف میں ایک شخص کو بھیجنا تجویز کیا گیا جو متقی صوفیاء میں سے تھے اور طہارت، متقی، علم و عبادت جیسی صفات سے موصوف تھے۔ انہوں نے حرم ... اور پانی کیلئے چند روز تک ... استعمال کی۔ ان کے بعد اپنے کو رسی سے باندھ کر کھڑکی کی راہ سے نیچے اتارا گیا۔ کچھ مٹی چھت سے گری ہوئی تھی اس کو دور کیا اور باقی مٹی کو جھاڑ کر آستانے کی صفائی کی۔ اسی دن ... کے قریب ہی قریب کسی اور دوسری مصلحت سے جو اس مقام شریف کی صفائی سے تعلق رکھتی تھی ایک اور شخص کو جو حجرہ شریف کی خدمت پر مامور تھا ... کے حوالے کے ساتھ نیچے اتار کر اس مکان مقدس کی صفائی کرائی۔

﴿جذب القلوب صفحہ نمبر [illegible] شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبع [illegible]﴾

حضرت جہانیاں جہاں گشت (المتوفی [illegible]ھ) اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں

بعد اس کے ... کے سیر کرنا ... زیارت روضہ شریفہ علیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے گیا میں نے خادموں سے کہا کہ دروازہ کھولو تاکہ میں روضہ رسول کی

زیارت کروں۔ خادموں نے کہا کہ ہم تیسرے روز میں دروازہ کھولتے ہیں مگر اس کیلئے یہ حضرت محمد کائنات ﷺ کی آل پاک سے ہونا ہے صرف انہی کیلئے کھولتے ہیں اور کسی کیلئے دروازہ نہیں کھل سکتا۔ میں نے خادموں سے کہا کہ میں سید ہوں اور آل پاک حضرت سے ہوں..... میں نے پہلے ... عرض کی۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا جدی ... پاک سے آواز آئی وعلیکم السلام یا حسن ولدی ... دروازہ روضہ ... خود کھل گیا اور میں روضہ مبارک کے اندر گیا ..... الخ ﴿سفرنامہ [illegible]﴾

علامہ الحاج عباس کرارہ مصری گنبد خضراء کی تعمیرات کے باب میں لکھتے ہیں کہ ناصر حسین بن محمد بن قلاوون کے زمانہ میں اس گنبد کی دوبارہ مرمت کی گئی اور سکے کی تختیاں اتاری گئیں ... کے خطرہ سے اس کی تجدید کی گئی اور ملک اشرف شعبان بن حسین بن محمد کے زمانہ میں [illegible]ھ میں یہ تختیاں مضبوط کر کے نصب کی گئیں۔ [illegible]ھ میں اس کی کچھ لکڑیاں بوسیدہ ہو گئیں تو شمس بن الزمن نے جو اس وقت عمارت کا متولی تھا ... لکڑیاں لگا کر اسے مضبوط کر دیا۔ الخ

﴿تاریخ حرمین شریفین صفحہ نمبر [illegible] عباس کرارہ مصری [illegible]﴾

حجرہ کی جالی کو جو اس کے گرد ... ہے ... اور ... کو ... کہتے ہیں۔

ہمارے شہر ... کی مشہور ... شخصیت جناب حکیم محمد عالم صاحب جو کہ اہلحدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے موصوف نے راقم الحروف کو بتلایا کہ مفتی محمود صاحب کے ساتھ حج اور دیگر ساتھیوں کے سعودی عرب کے دورہ پر گئے ... مدینہ منورہ کی حاضری بھی نصیب ہوئی۔ حکام وقت نے خوب خاطر تواضع کی اور فرمایا اگر آپ کی کوئی خواہش ہو تو بیان فرمائیں۔ ہم نے عرض کیا کہ قبر انور (ﷺ) کی زیارت کرا دیں۔ انہوں نے کہا کہ ... کی چابی ... (... الملوک) میں ہے وہاں سے چابی لانا مشکل ہے۔ ہم نے کہا جس طرح بھی ہماری آرزو پوری کریں۔ آخر

ریاض سے چابی لا کر انہیں قبر انور (ﷺ) کی زیارت کرائی گئی۔

شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی (م ۶۶۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں پانچ سال تک روضہ نبوی ﷺ کی جاروبی کی۔

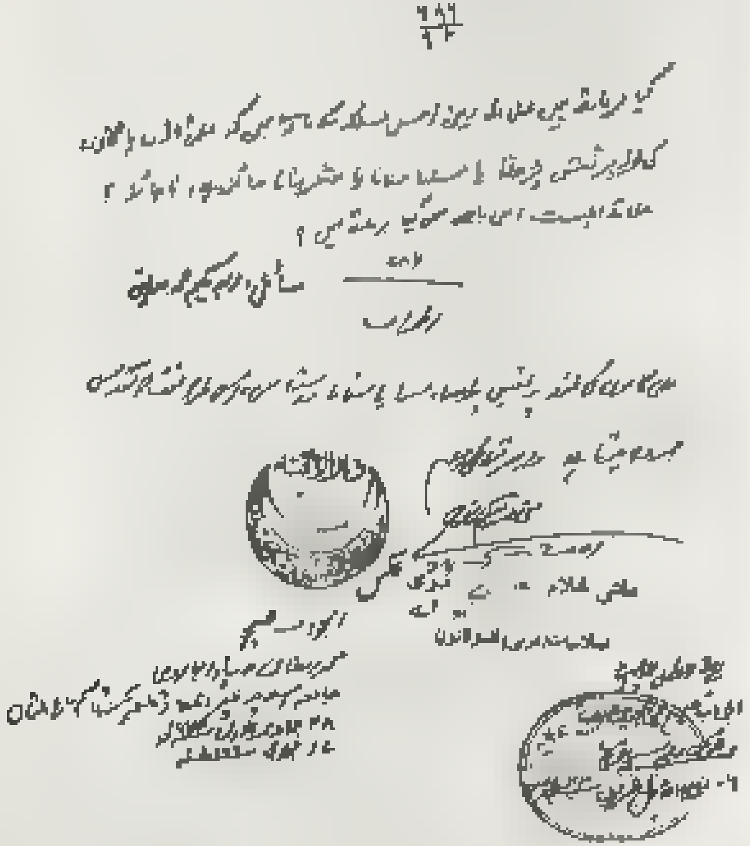
شیخ کمال الدین محمد یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ برس تک بحیثیت مجاور حرم نبوی ﷺ کی خدمت کی۔

﴿بلوچستان میں تحریک تصوف از ڈاکٹر انعام الحق کوثر مطبوعہ لاہور﴾

ضمیمہ

ایک اہم مسئلہ: نعت کا فلمی گانوں کی طرز پر پڑھنا یا سننا

علماء اہلسنت کے نزدیک فلمی گانے کی طرز پر نعت شریف پڑھنا یا سننا، نعت کے تقدس کو پامال کرنا ہے۔ جس سے احتیاط لازمی ہے۔ اس ضمن میں ہم اہلسنت کی قدیم مرکزی درسگاہ مدرسہ انوار العلوم ملتان کے مفتی صاحب کا فتویٰ لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔


۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں

علمائے اہلسنت اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب

الجواب صحیح

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فلمی گانوں کی طرز پر نعتیں پڑھنا یا سننا یا سنانا یا شعر بنانا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ علمائے اہلسنت اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

سائل ابوکلیم محمد صدیق

۷۸۶

الجواب

فلمی گانوں کی طرز پر نعتیں پڑھنا سننا یا سنانا درست نہیں، اس طرح نعت کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی — مہر دار و رقم

مدرسہ انوار العلوم ملتان

۲۳/۵/۲۰۰

تصدیقات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب صحیح والمجیب مصیب
محمد شوکت علی سیالوی
(مدرسہ جامع العلوم خانیوال)
۶ / ربیع الاول شریف ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح
محمد رمضان ضیاء دہاروی
جامعہ اسلامیہ خیر المعاد قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان
۲۸ / جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ / ۱۷
جولائی ۲۰۰۴ء

غیر معتبر شعراء کا کلام تائید و تنقید کی نظر میں

مالک کون و مکاں ذات رسول عربی
احمد بے میم عیاں ذات رسول عربی

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۹۱)

جواب

پہلے مصرعہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کون و مکاں کا مالک

بنایا ہے، اور آپ کی یہ ملکیت عطائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت، رضا اور اذن کے تحت عالم میں تصرف فرماتے ہیں اس مسئلہ پر اوراق گذشتہ میں ہم تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔

دوسرے مصرعہ میں ایک شاعرانہ تخیل پایا جاتا ہے کہ اگر لفظ احمد کی میم حذف (ختم) کر دی جائے تو لفظ احد (جو کہ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال ہوتا ہے) میں لفظی یگانگت پیدا ہو جائے گی۔

مثلاً لفظ رحیم قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال ہوا ہے اور اسی طرح یہ لفظ قرآن مجید میں رسول خدا ﷺ کیلئے بھی منقول ہے۔ مگر یہ صرف لفظی مناسبت ہے، حقیقت میں ایسا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم، ذاتی، قدیم اور غیر متناہی ہے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صفت عطائی، حادث اور متناہی ہے۔

شاعر کا مقصود یہ ہے کہ جس طرح تمام کائنات میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ثانی نہیں، اسی طرح حضرت محمد ﷺ کا تمام جہانوں میں کوئی مثل نہیں آپ اپنی ذات میں بے مثل اور بے مثال ہیں۔

یاد رہے کہ اس قسم کے دقیق اور عوام الناس کی سمجھ سے بالاتر اشعار عام لوگوں میں پڑھنے سے گریز کیا جائے کیونکہ گمراہی پھیلنے اور صراط مستقیم سے بھٹکنے کا خطرہ ہے۔

وہ خدا نہیں بخدا نہیں
وہ مگر خدا سے جدا نہیں

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۹۱)

پہلے مصرعہ کا مفہوم ظاہر ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خدا نہیں اور یہ بات شاعر نے دوبارہ خدا کی قسم کھا کر کہی ہے۔ اور دوسرے مصرعہ (وہ مگر خدا سے جدا نہیں) کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے وہ قرب حاصل ہے کہ جس کو انسانی عقل بیان کرنے سے قاصر ہے۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ (متوفی ۱۰۱۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع لازم جان۔ اور محمد کو خدا کا غیر مت جان اور نہ خدا کو محمد کے اندر منحصر کر، جان تو کہ محمد خدا نہیں اور خدا محمد نہیں، خدا، خدا، خدا۔ محمد محمد بھی کس، اور اللہ زیادہ جانتا ہے حقیقت حال کو اور وہی ہے حال کی حقیقت۔

(رسالہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں. قرب کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ قرب جو ہر انسان کو بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنے خالق سے ہے اور اگر یہ قرب نہ ہو تو کوئی چیز موجود نہ ہو سکے۔ اور فرمان الٰہی، اور ہم شہ رگ سے بھی اس کے قریب ہیں. میں اس قرب کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا قرب وہ ہے جو صرف خاص بندوں کو میسر آتا ہے، سے قرب محبت کہتے ہیں اور اس کیلئے ایمان شرط ہے۔

(تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۳۶ جلد ۵ طبع دہلی)

اس لئے جو قرب حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے ہے انسان اس کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ مگر ایسے اشعار کو عوام مجالس میں پڑھنے سے گریز کیا جائے۔

مصطفے کے نور میں ہے ذات باری جلوہ گر
مصطفے کا نور یوں کہئے خدا کا نور ہے

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۹۱)

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح صنعت سے صانع کا پتہ چلتا ہے، اسی طرح ذات نور محمدی کو دیکھنے سے رب العزت کی خالقیت و الوہیت کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حسن الوہیت کی تجلی اول کو حقیقت محمدیہ کی صورت میں ظاہر (پیدا) فرمایا ہے۔

نور احمد خاں فریدی لکھتے ہیں.

کہ ذات احدیت یعنی ذات لاتعین نے پہلی تجلی پر پہلا تعین فرمایا تو حقیقت محمدیہ کا ظہور ہوا۔ (شرح دیوان فرید از نور احمد خاں فریدی صفحہ نمبر ۶۹)

اس لئے شاعر کہتا ہے کہ مصطفے کا نور یوں کہئے خدا کا نور ہے اور "نور من نور اللہ"

کی تشریح ہم اوراق گزشتہ میں تفصیلاً کر چکے ہیں۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں۔

تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظام
تو زمیں کا نور ہے تو آسماں کا نور ہے

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۹۲)

پہلے مصرعہ میں مشہور حدیث قدسی "اے محبوب اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آسمان پیدا نہ کئے جاتے" کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حقیقت محمدی جو حقیقت الحقائق ہے مراتب ظلال طے کرنے کے بعد آخرکار اس فقیر پر ظاہر ہوئی، محبت کا تعین در ظہور ہے جو تمام مظاہر کی مبداء اور مخلوقات کی پیدائش کا منشاء ہے، جیسے حدیث قدسی میں ہے "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا۔ اول جو چیز اس پوشیدہ خزانہ سے ظاہر ہوئی محبت ہے کہ جو مخلوق کی پیدائش کا سبب ہوئی اگر یہ محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں راسخ اور مستقر رہتے۔ حدیث قدسی (اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو آسمان پیدا نہ کئے جاتے، جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں آئی ہے اسکا بھید بھی اسی میں ڈھونڈنا چاہیے۔ اور اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا کی حقیقت کو اسی مقام پر طلب کرنا چاہیے۔

(مکتوبات دفتر سوم حصہ نہم صفحہ نمبر ۱۲۸ مکتوب نمبر ۱۲۲)

ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث لولاک لما خلقت الافلاک قال الصغانی موضوع کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح فقد روی الدیلمی عن ابن عباس مرفوعاً اتانی جبرئیل فقال قال اللہ یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار انتہی ذکر العسقلانی فی المواہب اللدنیہ والزرقانی فی شرحہ ان الحاکم اخرج فی المستدرک کہ عن عمر مرفوعاً ان آدم رای اسم محمد مکتوباً علی العرش وان اللہ تعالیٰ قال لآدم لولا محمد ما خلقتک الخ

(الاسرار المرفوعہ از ملا علی قاری صفحہ نمبر ۲۰۳ طبع کراچی)

دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان آپ کی ذات با برکات کی وجہ سے ظاہر ہوئے ہیں اور نور کہتے ہیں روشنی کو جس سے اشیاء ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے شاعر نے آپ کی ذات مبارکہ کو زمین و آسمان کا نور کہا ہے۔ کیونکہ تمام کائنات کا ظہور آپ ہی کی ذات اقدس کے سبب سے ہوا ہے یعنی آپ مقصود کائنات ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حقیقت محمدی (ﷺ) جو ظہور اول میں سب سے بڑی حقیقت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے تمام حقائق کیا انبیاء علیہم السلام اور کیا ملائکہ عظام کے حقائق سب اس کے اظلال کی مانند ہیں اور وہ تمام حقائق کا اصل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں ....پس یہی حقیقت باقی تمام حقائق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے واسطے کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ تمام انبیاء اور مرسلین کے بھی نبی ہیں اور آپ کا تشریف لانا جہان کیلئے رحمت ہے۔ الخ (دفتر سوم حصہ نہم صفحہ نمبر ۱۷ مکتوب نمبر ۱۲۲)

دو عالم میں کوئی کیا کر سکے وصف بیان ان کا

خدائے دو جہاں خود بن رہا ہے مدح خواں ان کا

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۹۳)

پہلے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں کون ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مدح و توصیف کا حق ادا کر سکے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی (متوفی ۴۲۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج اور معرفت الٰہی کی انتہا مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکی یعنی ان کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء از فرید الدین عطار صفحہ نمبر ۱۹۱ طبع کراچی)

تو ایسی عظیم المرتبت ہستی (ﷺ) کی کون مدح سرائی کا حق ادا کر سکتا ہے

دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ خود رب کائنات جل جلالہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و توصیف کرنے والا ہے کہ اس نے قرآن مجید میں جا بجا اپنے محبوب ﷺ کی

توصیف و تعریف کی ہے جیسا کہ قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں۔

اللہ دی پڑھے نعت جہدی آپ ظہوری

حق اوہدیاں گلاں دا ادا کون کرے

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۹۳)

نعت کے معنی ہیں، سرور کائنات ﷺ کی تعریف و توصیف کرنا خواہ نثر میں ہو یا نظم میں۔ ظہوری مرحوم فرماتے ہیں اے ظہوری جن کی نعت یعنی تعریف و توصیف ذات باری تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں جابجا کی ہے انسانوں میں کون ہے جو ان کی مدح سرائی کا حق ادا کر سکے۔

اللہ کا دیدار ہے دیدار مصطفیٰ ﷺ

حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی (متوفی ۵۶۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ غیب اور ظاہر کا عالم ہے ... بے نیاز ہے کہ اس کا کوئی بچہ ہے نہ وہ کسی کا بچہ، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اس کا کوئی مثل نہیں، وہ سننے والا دیکھنے والا ہے اس کی کوئی شبیہ ہے نہ نظیر .....وہ جسم نہیں کہ اس کو ٹٹولا جائے وہ جوہر نہیں کہ محسوس کیا جائے، عرض نہیں کہ جاتا رہے، مرکب نہیں کہ اس کے اجزاء ہو سکیں، صاحب آلہ نہیں کہ اس کی شکل ہو۔ اس کی ترکیب نہیں کہ اس کی کیفیت بیان کی جائے .. (یہ درست نہیں) کہ اس کو کسی کے مشابہ بنائیں۔ الخ

(بہجۃ الاسرار، از علامہ شطنوفی (م ۷۱۳ھ) مترجم صفحہ نمبر ۲۳۰، ۲۳۲ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محمد خدا نہیں اور خدا محمد نہیں۔ (رسالہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۳)

مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کیلئے نہ مکان ہے نہ کوئی چیز ایسی جس پر سوار ہو اور بے شک حرکت اور سکون اور چلنا اور ٹھہرنا جسم کی صفتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ احد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت نہیں رکھتی۔ (قوارع القہار صفحہ نمبر ۹ طبع بریلی شریف)

مولانا مفتی محمد شوکت علی سیالوی صاحب اس مصرعہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

درج بالا کلام اپنے ظاہر پر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ خالق ہے اور ہمارے آقا مصطفےٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ مخلوق کو دیکھنا بعینہٖ خالق کو دیکھنا کیسے تصور ہو سکتا ہے؟

قرآن پاک نے فرمایا "لیس کمثلہ شیء" "اس اللہ کی مثل کوئی شی نہیں ہے"۔

جو شخص اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ میں اتحاد ذاتی مان کر یہ عقیدہ رکھے گا کہ اللہ اور نبی ﷺ باعتبار ذات ایک ہی ہیں لہٰذا نبی ﷺ کا دیدار، خدا کا دیدار ہے۔ ایسے شخص کے مشرک و کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

درج بالا مصرعہ سے مراد میرے آقا نبی کریم ﷺ کا بارگاہ خداوندی میں اظہار قرب ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ" الخ (سورۃ الفتح)

"بیشک جو لوگ آپکی بیعت کر رہے ہیں یہی بات ہے وہ اللہ کی بیعت کر رہے ہیں"

یہاں بھی مقام قرب کا اظہار ہے ورنہ اتحاد ذاتی کا قول تو یہاں بھی شرک قرار پاتا ہے

"وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی" (القرآن)

"مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (القرآن)

بہر حال درج بالا کلام مقام قرب کے اظہار کیلئے ہے اور ایسا کہنا شرعاً اظہار قرب کیلئے ہو تو جائز ہے۔

ہمارے محدثین میں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور کئی اکابر علماء نے "مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ" یعنی جس نے مجھے دیکھا اس نے حق یعنی خدا تعالیٰ کو دیکھا۔ کی اس معنی پر بھی توثیق فرمائی ہے۔

کلام مصرعہ مذکورہ میں درست ہے لیکن اتحاد ذاتی مراد نہیں ہے۔ البتہ آمنا ضرور عرض کروں گا کہ قرب قیامت ہے علم اٹھ رہا ہے۔ عوام لوگ ایسا کلام سمجھنے سے عموماً عاجز ہوتے ہیں اور فرقہ وہابیہ قالیہ بھی فتنہ و راشتعال سے کام نہیں لیتا۔ لہٰذا مجمع عام میں ایسے کلام سے احتراز رہے تو بہت اچھا ہو۔ نیز یہ کہ مصرعہ مذکورہ کا تعلق مسئلہ وحدت الوجود سے بھی بنتا ہے جس میں کلام کرنے سے بڑے بڑے علمائے ظاہر نے پرہیز کیا ہے۔ لہٰذا یہ پرہیز ہی کیا جائے۔ ﴿فتویٰ ثوری محررہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ مملوکہ راقم الحروف﴾

کن دے پہارے تاں ہن ..... آدم دے گارے تاں ہن

عرشاں دے تارے تاں ہن ..... ندی کنارے تاں ہن

قاعدے سپارے تاں ہن ..... دن دے نظارے تاں ہن

ہر شئے خدا بنائی ..... میرے پیار دا صلہ

کن تے کل دی گل اے ..... اک ذات اے خدا دی دوجا نور مصطفےٰ

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۹۵)

شاعر کہتا ہے کہ خالق باری تعالیٰ کا کن کہہ کر تمام کائنات کو عدم سے وجود میں لانا یہ بعد کی بات ہے، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے نور مبارک کو پیدا فرمایا۔ جیسا کہ درج ذیل مشہور حدیث سے ثابت ہے۔

اے جابر "ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک"..... الخ

﴿مصنف عبد الرزاق صفحہ نمبر ۶۳ جلد اول مع ... مواہب لدنیہ صفحہ نمبر ۹ جلد اول طبع کراچی﴾

ترجمہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے (تمام) اشیاء سے قبل تیرے نبی (ﷺ) کے نور کو پیدا فرمایا"۔

اور کائنات کو وجود میں لانے سے پہلے ذات باری تعالیٰ اور نور مصطفےٰ (ﷺ) کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور امیر حمزہ کا یہ کہنا کہ شاعر کے نزدیک دونوں یعنی اللہ جل مجدہٗ اور حضور علیہ السلام ایک ہی ہیں، بہتان تراشی کے سوا کچھ نہیں، جبکہ ہمارے نزدیک رب

کائنات خالق ہے اور محمد ﷺ مخلوق ہیں۔ اور ہر سال حضور ﷺ کا یوم میلاد منا کر ہم اہلسنت تمہارے اس بہتان کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ اور ہمارا کہنا ہے کہ حضور ﷺ مخلوق ہیں، ہم ان کو خالق نہیں مانتے۔

اور درج ذیل شعر کا مفہوم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت سے واضح ہو جاتا ہے۔

ہر شے خدا بنائی

تیرے پیار دا صدقہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حقیقت محمدی جو حقیقت الحقائق ہے مراتب ظلال طے کرنے کے بعد آخر کار اس فقیر پر ظاہر ہوئی محبت کا تعین اور ظہور ہے جو تمام مظاہر کی مبدا اور مخلوقات کی پیدائش کا منشاء ہے جیسے حدیث قدسی میں آیا ہے میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ پس میں نے خلق کو پیدا کیا۔ اول جو چیز اس خزانہ سے ظاہر ہوئی محبت ہے کہ جو مخلوق کی پیدائش کا سبب بنی اگر یہ محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں راسخ اور مستقر رہتے۔ حدیث قدسی اگر آپ کو پیدا نہ کرتا ہوتا تو آسمان پیدا نہ کیے جاتے جو خاتم الرسل کی شان میں آئی ہے، کا بھید بھی اس میں ڈھونڈنا چاہیے۔ اور اگر آپ کو پیدا نہ کرتا ہوتا تو اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرنے کی حقیقت کو اسی مقام پر طلب کرنا چاہیے۔ (مکتوبات دفتر سوم حصہ نہم ۱۲۸ مکتوب نمبر ۱۲۲)

شاہِ مدینہ یثرب کے والی، سارے نبی تیرے در کے سوالی

جلوے ہیں سارے تیرے ہی دم سے!

آباد ہیں عالم تیرے کرم سے!

باقی ہر اک شے نقشِ خیالی، سارے نبی تیرے در کے سوالی

تیرے لئے ہی دنیا بنی ہے

نیلے فلک کی چادر تنی ہے

تو گر نہ ہوتا دنیا تھی خالی، سارے نبی تیرے در کے سوالی

مذہب ہے تیرا سب کی بھلائی

مسلک ہے تیرا مشکل کشائی

دیکھ اپنی امت کی خستہ حالی، سارے نبی تیرے در کے سوالی

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۷۹)

پہلے بند میں لفظ یثرب استعمال ہوا ہے جو کہ اہلسنت کے نزدیک مدینہ منورہ کو کہنا جائز نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ابن زبالہ جو مؤرخین مدینہ کے پیشوا مانے جاتے ہیں اور تبع اصحاب مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں، نیز دوسرے حضرات نے بھی علماء سے روایت کیا ہے کہ مدینہ منورہ کو یثرب نہ کہیں۔ امام بخاری کی تاریخ میں ایک حدیث آئی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ یثرب کہے تو اس کو لازم ہے کہ اس کی تلافی اور تدارک کیلئے دس مرتبہ مدینہ کہے اور احمد اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا کہ اگر کوئی شخص مدینہ کو یثرب کہے تو چاہیے کہ جناب باری تعالیٰ میں استغفار کرے اس کا نام طابہ ہے اور بعض احادیث میں جو مدینہ منورہ کا نام یثرب آیا ہے، اس کے جواب میں علماء کہتے ہیں کہ یہ ممانعت سے پیشتر کا ہے۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۷ طبع کراچی)

اور پہلے بند کے مصرعہ میں "سارے نبی تیرے در کے سوالی" میں درج ذیل حدیث شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن لوگ آمد و رفت کریں گے، آدم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنے رب کے ہاں سفارش کریں وہ کہیں گے اس بات کا حق نہیں رکھتا لیکن تم ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کیونکہ وہ رحمن کے خلیل ہیں، لوگ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن تم موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، وہ موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے، میں اس کا

اہل نہیں ہوں۔ لیکن تم عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کی روح ہیں، میں اس کا اہل نہیں ہوں، تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ، وہ میرے پاس آئیں گے میں کہوں گا میں ہی اس کا اہل ہوں۔ الخ (مشکوٰۃ (مترجم) صفحہ نمبر ۴۲ جلد ۳ طبع لاہور)

خواہ مخواہ شعر کا مطلب سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے اس کے رد میں آیات قرآنی کا بے محل استعمال کرنا عقلمندی نہیں۔

اگلے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ یا رسول اللہ یہ تمام کائنات آپ ہی کی ذات بابرکات کی وجہ سے قائم و دائم ہے۔ زمین پر پچھلی امتوں کے گناہوں سے زیادہ گناہ ہو رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کی وجہ سے درگزر فرما رہا ہے۔

دوسرے بند میں درج ذیل حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے۔

"اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو آسمان پیدا نہ کئے جاتے"۔

(مکتوبات دفتر سوم حصہ نہم صفحہ نمبر ۱۲۸ مکتوب نمبر ۱۲۲)

دوسرے بند کے آخری شعر "تو گر نہ ہوتا دنیا تھی خاک" میں درج ذیل حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محبوب (ﷺ) اگر تجھ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ (مکتوبات دفتر سوم حصہ نہم صفحہ نمبر ۱۲۸ مکتوب نمبر ۱۲۲)

تیسرے بند کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ آپ جو دین لے کر مبعوث ہوئے ہیں، وہ جس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے کا درس دیتا ہے اور لوگوں کی مشکلات، ان کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے حل فرمانا آپ کا فرض منصبی ہے آپ اپنی امت کی خستہ حالی ملاحظہ فرمائیں اور ان کیلئے دعائے رحمت فرمائیں، مشکل حل فرماتے ہیں۔

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

(نوٹ) اس مسئلہ پر ہم اوراقِ گزشتہ میں تفصیلاً گفتگو کر چکے ہیں قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۳)

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ سابقہ امتوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کی اور ایسے ایسے گناہوں کا ارتکاب کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا، ان کی بستیوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ بعض بستیوں کو افراد سمیت زمین میں دھنس دیا، اور کئی بستیوں کو اٹھا کر نیچے پھینک دیا اور صفحہ ہستی پر ان کا نام و نشان باقی نہ رہا، بعض انسانوں کی شکلیں تبدیل ہو گئیں۔

آج زمین کی دھرتی پر وہ تمام گناہ ہو رہے ہیں جو سابقہ امم فرداً فرداً کرتی تھیں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچے ہوئے ہیں، کیا یہ ہماری دعاؤں اور بندگی کا نتیجہ ہے تو شاعر کہتا ہے کہ یہ ناممکن ہے، کیونکہ خداوند قدوس سے مانگنے کا نہ تو ہمیں سلیقہ ہے اور نہ ہی ہماری بندگی، بندگی ہے کیونکہ ہم حق بندگی ادا نہیں کر سکے۔ اس لئے ہم پر عذاب نہ آنا نہ تو ہماری دعاؤں کا سبب ہے اور نہ ہی ہماری بندگی کا نتیجہ ہے۔ عذاب نہ آنے کا سبب فقط اور فقط حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے کہ آپ کی رحمۃ للعالمینی کی وجہ سے ہم عذاب الٰہی سے محفوظ ہیں۔ جیسا کہ رب کائنات نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔

"وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ"۔ (سورۃ الانفال آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ "اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو"۔ (کنز الایمان)

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ"۔ (پ ۱۷ الانبیاء)

ترجمہ "نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر"۔ (کنز الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں،

"هو رحمة الكافر في الدنيا بتاخير العذاب عنهم ورفع المسخ والخسف والاستيصال"۔

(تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) صفحہ نمبر ۲۳۹ جلد ۶ طبع دہلی)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں کافروں کیلئے رحمت ہیں بایں معنی

۱)۔عذاب میں تاخیر ہونا۔

۲)۔چہروں کا (گناہ کے سبب) مسخ نہ ہونا

۳)۔زمین میں (گناہ کے سبب) نہ دھنسنا۔

۴)۔ اور کفار کی بستیوں کا (گناہوں کے سبب) جڑ سے اکھاڑ کر تباہ و برباد نہ کرنا۔

کملی والے میں قربان تیری شان پہ

سب کی بگڑی بنانا تیرا کام ہے

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۲)

شاعر کہتا ہے کہ اے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں تیری شان و رفعت پر قربان ہو جاؤں کہ لوگوں کو کفر و شرک اور گناہوں کی دلدل سے نکال کر، راہ ہدیٰ دکھانا آپ کا فرض منصبی ہے اور عالم برزخ میں تشریف لے جانے کے بعد بھی امت کے گناہوں کی مغفرت طلب کرنا آپ کا مشغلہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بہت سے فرشتے ایسے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین پر پھرتے ہیں، اور مجھ کو میری امت کے اعمال پہنچاتے ہیں اور آپ نے فرمایا میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے اس لئے کہ تمہارے اعمال جب میرے سامنے پیش کئے جائیں گے تو جو نیک عمل ہوگا اس پر خدا کا شکر ادا کروں گا اور جو برے ہوں گے اس پر تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

(رواہ البزار) (جذب القلوب صفحہ نمبر ۲۲۲)

مولوی صمصام غیر مقلد لکھتا ہے:

تسیں دسو محمد پاک مثال

سارا پاپیاں دا چارا کون کرے

(گلشن صمصام صفحہ نمبر ۱۲)

خود محمد ہیں تشریف لائے ہوئے

کس قدر جانفزا آج کی رات ہے

باد نبی کا گلشن مہکا مہکا لگتا ہے

محفل میں موجود ہیں آقا ایسا لگتا ہے

سب پہ میں علی کے قربانے اشک آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں

یہ ہو رہا کہہ رہی ہے آقا تشریف لائے ہوئے ہیں

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۳)

یہ تمام اشعار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے والہانہ محبت کی ترجمانی کرتے ہیں اور شعراء حضرات فرماتے ہیں کہ محافل ذکر خدا و ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک خاص کیفیت و نورانیت کا طاری ہو جانا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان محافل پر خصوصی توجہ فرمانا ہے جیسا کہ علامہ نبہانی نے لکھا ہے۔

ایک ولی اللہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر مقدس سے نکل کر باہر کھڑے ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نورانی شعاعیں نکل کر عالم کی طرف پھیل رہی ہیں مگر ایک خاص سمت کو شعاعیں خصوصیت کے ساتھ منتقل ہو رہی ہیں۔ بیدار ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ اس وقت فلاں جگہ ایک بزرگ نے محفل ذکر و محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) منعقد کی ہوئی ہے اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاص فیضان اس طرف منتقل ہو رہا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء طبع لاہور تلخیص)

کدیں آویں تے وکھڑے ستاواں عرش تے جان والیا

تیری راہ وچ اکھاں وچھاواں عرش تے جان والیا

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۰۴)

شاعر کہتا ہے کہ اے شب معراج عرش بریں پر جانے والے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ خواب میں تشریف لائیں تو میں آپ کو اپنی رنج و الم کی کہانی سناؤں اور اگر میری قسمت کا ستارہ جگمگا اٹھے تو میں آپ کی آمد پر آپ کی راہ میں آنکھیں بچھاؤں۔ سبحان اللہ کا

صیغہ ہے جس سے حضور اکرم ﷺ سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرنا مقصود ہے۔

محدث ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں بعض عشاق نے کہا ہے

اتیتک راجلا و وددت انی
ملکت سواد عینی امتطیه
ومالی لا اسیر علی المآقی
الی قبر رسول اللہ فیه

(الوفا صفحہ نمبر ۸۱۹ طبع لاہور)

ترجمہ ”میں پا پیادہ چلتا ہوں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ مگر دلی خواہش یہ تھی کہ کاش آنکھوں کی پتلیوں پر سوار ہوتا ان کو سواری بنا کر حاضر ہوتا“۔ میں آنکھوں کے بل اس قبر مکرم کی طرف کیوں نہ چلوں جس میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ آرام فرما ہیں۔

مولوی صمصام (وہابی، غیر مقلد) لکھتا ہے۔

اللہ بھلی بھلیکے میرے گھر میں آوے
اور سرور تے شاہکار مدینے دا

(گلشن صمصام صفحہ نمبر ۱۹۸)

یارسول اللہ آکر دیکھ لو
یا مدینہ میں بلا کر دیکھ لو
اس جمیل قادری کو بھی حضور
اپنے در کا سگ بنا کر دیکھ لو

(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۸۰)

جناب جمیل قادری فرماتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) میں آپ کی غلامی کا دم بھرتا ہوں، کیا میں اس دعویٰ میں سچا ہوں؟ اس کے پرکھنے کی یہی صورت ہے کہ خواب میں تشریف لائیے یا مدینہ منورہ میں بلا کر آزمائیں، یا پھر مجھے اپنے در کا سگ

(خادم) بنا کر دیکھیں کہ میں اپنے دعویٰ غلامی میں کس قدر سچا ہوں۔

حدیث مسلم کا جواب

عن ابی سعید ن الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبراً بشبر وذراعاً بذراع حتی لو دخلوا فی حجر ضب لاتبعتموھم قلنا یارسول اللہ الیھود والنصاری قال فمن۔ (مسلم کتاب العلم)(شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۱۲۵)

علامہ وحید الزماں غیر مقلد (وہابی) نے اس حدیث مبارکہ کا یوں ترجمہ کیا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا البتہ تم چلو گے اگلی امتوں کی راہوں پر (یعنی گناہوں میں اور دین کی مخالفت میں شرک و کفر اختیار کرو گے) بالشت برابر بالشت کے اور ہاتھ برابر ہاتھ کے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسیں گے تم بھی ان کے ساتھ گھسو گے، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ، اگلی امتوں سے مراد یہودی و نصاریٰ ہیں آپ نے فرمایا اور کون؟

اس حدیث مبارکہ سے لفظ اہلسنت کو نشانہ بنانا جہالت ہے بلکہ آپ ﷺ کا یہ پیغام تمام دنیا کے مسلمانوں کے نام ہے۔ علامہ وحید الزماں غیر مقلد اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ہمارے زمانہ میں تو یہ حدیث ایسی پوری ہوئی کہ کسی کو شک نہ رہا۔ ہند کے مسلمانوں نے خصوصاً حیدر آباد اور علی گڑھ وغیرہ کے مسلمانوں نے ہر بات میں نصاریٰ کی مشابہت شروع کر دی، کیا کھانے میں کیا پینے میں کیا پہننے میں۔ بلکہ بعض مسلمانوں کو دیکھ کر دھوکا ہوتا ہے کہ یہ نصرانی تو نہیں ہے۔

افسوس اس پر ہے کہ اس بے دینی اور بے تمیزی کے ساتھ عقل سلیم سے بھی کام لینا چھوڑ دیا ہے اگر نصاریٰ کی مشابہت ایسی ہی پسند ہے تو عمدہ باتوں میں ان کی تقلید کرتے ان کا سا تعلق دن کی ہی اولوالعزمی اور ان کا سا علم حاصل کرتے یہ تو سب کچھ بھلا بیٹھے

خلاق رکھ کر صرف لباس اور وضع اور اکل و شرب میں جو یک آسان امر ہے ان کی مشابہت کرتے ہو عقلمندی کا تو یہ کام تھا کہ نصاریٰ کی طرح وہ علم حاصل کرتے جس سے ان کی دنیاوی قوت اور شوکت درست ہوتی ہے اور دین کی عظمت روز بروز بڑھتی، مسجدیں آباد ہوتیں، مدرسے بنائے جاتے، قومی اتفاق کو ترقی ہوتی جس پر تمام دنیاوی اور دینی ترقی کا دارومدار ہے۔

(صحیح مسلم شرح نووی، کتاب العلم صفحہ نمبر ۷۲ حصہ ۶ ترجمہ علامہ وحید الزماں طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

علامہ وحید الزماں کے ترجمہ حدیث اور شرح سے مندرجہ ذیل باتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں۔

۱۔ مسلمان، یہود و نصاریٰ کی گناہوں اور دین کی مخالفت میں مشابہت کریں گے۔ جیسے شراب پینا، زنا کرنا، داڑھی منڈوانا اور ان کا قومی لباس پہننا اور کرسیوں اور میز پر کھانا کھانا وغیرہ

۲۔ مسلمان ان کے عقائد کفریہ اختیار نہیں کریں گے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا خدا کی بیٹی ہیں۔

۳۔ یہود و نصاریٰ سا علم حاصل کرنا تاکہ دین کے ساتھ دنیاوی ترقی بھی ہو اور ان کی اچھی عادات، اتفاق اور دیوالعزمی وغیرہ کو اختیار کرنا برا نہیں۔

۴۔ بجلی کا استعمال، ریل گاڑی کی سواری، جہاز پر سفر کرنا، اور کرسی میز پر کھانا وغیرہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ (مگر ایسا کرنا کفر نہیں)

کیا پاکستان میں رہنے والے تمام غیر مقلدین معصوم عن الخطاء ہیں کہ ان سے گناہ کا صدور ممکن نہیں، ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔ اگر ممکن ہے تو کیا وجہ کہ اس حدیث کو فقط سنی مسلمانوں پر چسپاں کیا جاتا ہے۔ رہا محافل عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انعقاد تو اہلسنت فقط محبت رسول کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں اور ان کو اس سعی جمیلہ پر ضرور بالضرور اجر ملے گا جیسا کہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔

"یعنی حب رسول اور تعظیم نبی کے تحت جو لوگ میلاد مناتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت اور کوشش و سعی کا ثواب دے گا"۔

(اقتضاء الصراط صفحہ نمبر ۲۹۷ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

مسئلہ آخری چہار شنبہ

مفتی محمد اعجاز ولی رضوی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

آخری چہار شنبہ کو سرور انس و جاں سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مرض شدیدہ میں مبتلا تھے۔ اور غسل صحت و سیر باغ و دیگر لوازمات محض اسرائیلی روایات و یہودی اختراعات ہیں۔ ہاں ہاں! جب کہ یہود مدینہ و منافقین ملاعنہ کو علالت شدیدہ کا پتہ چلا، تو انہوں نے بلاشبہ اس دن خوشی کا اظہار کیا کہ علالت سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کیلئے باعث فرحت و سرور اور مسلمانوں کیلئے جانکاہ و جاں گداز تھی۔ اور بعض افراد کا یہ کہنا کہ اس دن کچھ افاقہ محسوس کرتے ہوئے غسل فرمایا، اور کچھ سیر بھی فرمائی۔ لیکن بعد غروب مرض قدیم نے عود کیا اور حالت نہایت نازک صورت اختیار کر گئی۔ اور نماز عشاء سرکار صدیق پاک رضی اللہ عنہ نے باجماعت ادا فرمائی۔ الخ

یہ بات بنانے کیلئے تو کہہ جا سکتا ہے۔ لیکن حقیقت سے دور کا بھی اس سے واسطہ نہیں۔ سترہ دن والی روایت کی صحت کی صورت میں تو جمعہ ۲۴ ر صفر المظفر سے علالت شدیدہ معلوم ہوتی ہے۔ اور اس سال آخری چہار شنبہ ۲۹ ر صفر المظفر کو تھی اور سترہ دن کے بعد دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو وصال حقیقی سے سرفرازی ہوئی۔ اور ۹ ر اور ۲ ربیع الاول تاریخ وصال کی روایت ضعیفہ کی بنا پر تیرہ دن کی علالت شدیدہ ۱۸ ر صفر المظفر بروز سہ شنبہ سے بر تقدیر ۲ ربیع الاول دو یوم یوم وصال شروع ہوتی ہے اور آخری چہار شنبہ ۲۶ صفر المظفر کو آتا ہے اور یہ دن اس روایت پر یقیناً علالت شدیدہ کے دن میں ہے۔ اور ۹ ربیع الاول کی تاریخ وصال تسلیم کرنے پر ۲۶ ر صفر المظفر آخری چہار شنبہ سے علالت شدیدہ کا آغاز معلوم ہوتا ہے۔ اور ۳۰ دن کے طور پر ۲۹ ر صفر المظفر کو آخری چہار شنبہ کو علالت شدیدہ کا آغاز ہوتا ہے اور یہی صحیح اور محقق ہے کہ آخری چہار شنبہ ۲۹ ر صفر المظفر

۱۰ء کو حضرت سرکار اقدس سید عالم ﷺ بوجہ علالت شدیدہ مسجد نبوی میں تشریف آوری نہ فرما سکے، غسل فرمانا بحالت صحت نہ تھا بلکہ شدت بخار کو کم کرنے کیلئے بار بار غسل فرمایا

یہی مسلک حقہ، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، حضرت اقدس صدر الشریعہ آقائے نعمت مصنف بہار شریعت اور حضرت علی تاجدار اہلسنت صدر الافاضل قدس سرہم کا ہے۔

(چہار روزہ سواد اعظم لاہور، یکم تا چہار جنوری ۱۹۷۹ء)

ایک اہم مسئلہ کی وضاحت

امیر حمزہ لکھتا ہے کہ عرس داتا گنج بخش کے موقع پر لوگ ڈھول وغیرہ کے ساتھ چادریں چڑھاتے ہیں۔ الخ (شاہراہ بہشت صفحہ نمبر ۲۲۰)

اسی قسم کے ناجائز کام جو عرس کے موقع پر ہوتے ہیں، علمائے اہلسنت اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں اس موقع پر اہلسنت کے ماہنامہ جرائد و رسائل میں ان ناجائز کاموں کی تردید کی جاتی ہے اور مختلف اشتہار بھی اس کی روک تھام کیلئے ملک میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اور محکمہ اوقاف سے بھی ان ناجائز امور کو روکنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ہمارا کام ہدایت کی راہ دکھلانا ہے اور ہدایت کا تخلیق کرنا منصب خداوندی ہے۔

علمائے کرام و مبلغین شب و روز حرام اور ناجائز کاموں سے عوام کو روکنے کیلئے اجتماع اور جلسے وغیرہ منعقد کرتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ملک میں ان ناجائز کاموں کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے تو کیا اس وجہ سے اسلام کو برا کہا جائے گا، ہرگز نہیں! ایسے لوگوں کے ذاتی افعال ہیں جن کے وہ بارگاہ قدس میں خود جوابدہ ہوں گے۔

معلوم ہوتا ہے کہ امیر حمزہ صاحب ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ یہ یہاں تو ایک آنکھ سے نظر آ گئیں، لیکن وہاں مسلمان جو نیک کام کرتے ہیں، ان کو لکھنے کی زحمت گوارہ نہیں کی، مثلاً ۲۴ گھنٹے تلاوت قرآن کا ہونا، لوگوں کا نوافل ادا کرنا، صدقات و خیرات کرنا، لنگر تقسیم ہونا (جس کی وجہ سے بعض غریب اور سفید پوش حضرات زندگی گزار رہے ہیں)

محافل ذکر و فکر اور درود و سلام جیسے نیک امور بھی تو ہوتے ہیں۔ نیز صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے محفل سماع کے کچھ آداب و ضوابط مقرر کیے ہیں جن کا ہونا ضروری ہے اور واصل حق ہو کر قوالی سننا جائز ہے۔ جس طرح اگر نماز شرائط کے ساتھ ادا نہ کی جائے گی تو بے وبال جان ہوگی اسی طرح اگر محفل سماع کے قواعد و ضوابط کا خیال نہ رکھا جائے تو سماع کے اچھے اثرات مرتب نہ ہوں گے۔ (واللہ اعلم)

مشہور غیر مقلد عالم علامہ ابن حزم (ظاہری) اور سماع مزامیر

جناب سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں۔

مشہور عالم حدیث جو اپنی سخت گیری و ظاہریت میں شہرت عام رکھتے ہیں یعنی علامہ ابن حزم جیسی ہستی مزامیری و غیر مزامیری ہر قسم کے غنا کی اباحت و جواز کے مدعی ہیں۔ (پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت صفحہ نمبر ۶۱ جلد ۲ حاشیہ)

اللہ! میری توبہ

جب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی والدہ فاطمہ ہاشمیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ حضرت ﷺ نے ان کو اپنے قمیص میں کفن دیا کیونکہ نزدیک حضرت کے بمنزلہ ماں کی تھیں اور اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری و عمر بن خطاب اور ایک غلام اسود کو حکم دیا کہ ان کی قبر کھودیں، چنانچہ بقیع میں قبر کھودی گئی، پھر خود قبر میں اتر کر دست مبارک سے اس کو گہرا کیا اور مٹی باہر نکالی پھر اس میں لیٹ کر کہا:

"اللھم اغفر لامی فاطمة بنت اسد و لقنها حجتها ووسع مدخلها بحق نبيك محمد والانبياء الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين"۔

(تحفۃ المؤمنین ترجمہ مناقب خلفاء ... تصنیف نواب محمد صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد طبع ۱۳۰۰ھ)

قارئین کرام!

اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں اپنے توسل اور اس جہاں سے پردہ فرمانے والے انبیاء کرام کے توسل سے دعا مانگی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی سرہندی (م ۱۰۳۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شرف الدین المعروف بہ سعدی (المتوفی ۶۹۱ھ) کا یہ شعر مکتوبات میں نقل کیا ہے۔

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

(مکتوبات، دفتر دوم، حصہ اوّل مکتوب نمبر ۳۰۲)

وہابیہ نجدیہ کا عقیدہ

جب کوئی کہے کہ خدایا بجاہ نبی یا بحق نبی یا بجاہ عبادک الصالحین یا بحق فلاں بندے کے میں یہ چاہتا ہوں تو یہ بدعت مذمومہ ہے۔ الخ ۔

(دو سرا رسالہ امام عبداللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب صفحہ نمبر ۶۶ طبع امرتسر ۱۹۲۷ء)

استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ

ابو حسان سید اسماعیل مشہدی لکھتے ہیں:

(مولانا عبدالمجید غزنوی) کو حضرت امام (سید محمد شریف گھڑیالوی سابق امیر جمعیت اہلحدیث) صاحب سے بے حد عقیدت ہوگئی اور امام صاحب کو آپ سے محبت ہوگئی۔ تبھی محبت کہ آپ کی استدعا پر حضرت امام صاحب متعدد بار گھڑیالہ میں تشریف لائے۔ حضرت امام صاحب آپ سے متعلق بہت حسن ظن رکھتے تھے۔ چنانچہ مولوی عبداللطیف راور میاں ابراہیم ساکنان کوٹلی رائے ابوبکر ضلع لاہور اپنے باپوں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ دونوں یعنی ان راویوں کے باپ امرتسر میں امام صاحب کے درس میں بیٹھے ہوئے تھے دوران درس حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب صفہ میں سے کسی صحابی کو دیکھنا چاہتا ہے تو گھڑیالہ میں شاہ محمد شریف کو جا دیکھے ۔ الخ (اسلامی شکل و صورت صفحہ ۱۲ طبع دوم ۱۹۸۲ء لاہور ادارہ)

حضرت بلال مؤذن کا شام سے روضہ رسول کا قصد کر کے آنا

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتے، اسی وقت بلال اپنی سواری کے ذریعے مدینہ منورہ (روضہ رسول کی زیارت) کے قصد سے روانہ ہوگئے، جب قبر شریف پر پہنچے تو اشکبار ہوکر عاجزی کے ساتھ روئے نیاز خاک پر رکھا۔ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما حجرہ سے باہر نکلے ان کو گود میں لے کر سر و چشم کو چوما۔ ۔ الخ (جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۰۰ طبع کراچی)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شام سے حضرت کعب احبار کو لے کر روضہ رسول ﷺ کی زیارت کیلئے آنا

جب امیر المؤمنین نے شام کو فتح کیا اور بیت المقدس کے باشندوں سے صلح کرلی اور کعب احبار آکر مشرف باسلام ہوئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام سے بے حد مسرت ہوئی۔ واپسی کے وقت ان سے فرمایا اے کعب اگر چاہو تو ہمارے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم (کے روضہ منورہ) کی زیارت کرلو۔ کعب احبار نے کہا بہت خوب، اے امیر المؤمنین میں ایسا ہی کروں گا۔ مدینہ منورہ میں آنے کے بعد سب سے پہلا کام جو امیر المؤمنین نے کیا وہ (روضہ رسول پر حاضر ہوکر) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام تھا۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۲۱ طبع کراچی)

عمر ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا عمل

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ملک شام سے مدینہ منورہ کو قاصد بھیجا کرتے تھے تاکہ ان کا سلام رسالت پناہ کی جناب میں عرض کریں۔ ان کا یہ عمل تابعین کے وسط زمانہ میں تھا۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۲۲۲ طبع کراچی)

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا فتویٰ

جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہیں۔ حدود اللہ اور اوامر و نواہی پر ان کی نگاہ ہے ایسے

علماء میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے یہ لکھا ہو کہ محض زیارت قبر کریم ﷺ کی، دور قبر کیلئے رخت سفر باندھنا جائز ہے۔ بلکہ جید علمائے کرام نے ایسے سفر کو حرام قرار دیا ہے۔ جس کا سفر ہی برگناہ ہو وہ نماز میں قصر کیسے کرسکتا ہے پس ایسا شخص قصر نہ کرے۔

(محب الوہابی دارالقاہرہ صفحہ نمبر ۲۰ طبع فیصل آباد)

استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ

قاری محمد جاوید قریشی نقشبندی (سابق غیر مقلد وہابی) لکھتے ہیں

(زمانہ وہابیت کے دوران) ۶/۱۰ ربیع ۱۹۸۳ء کو ایک کانفرنس بسلسلہ سیرت النبی ﷺ بموضع ۱۵۔ر چک سینجا لوالہ ضلع وہاڑی میں منعقد ہوئی۔ جس میں خطابات کیلئے یزدانی صاحب کا نام اور میرا نام لکھا ہوا تھے۔ دوران سفر میں نے یزدانی سے کہا کہ اس علاقہ کے لوگ زیادہ تر پیر پرست ہیں۔ مہربانی فرما کر پیروں کے متعلق کچھ نہ کہنا۔ قصہ مختصر کہ حاصل پور کے علاقہ میں پیر رنگیلا شاہ صاحب کا دربار تھا اور یزدانی نے دوران خطاب کچھ ایسے الفاظ پیر رنگیلا صاحب کے متعلق کہے جو کہ برداشت سے باہر تھے، بہر کیف تھا۔ اس چک کا نمبردار چوہدری فتح محمد ڈوگر پیر رنگیلا شاہ صاحب کا مرید تھا۔ وہاں پر جھگڑا شروع ہو گیا۔ نمبردار کے لڑکے نے یزدانی کے سر پر لاٹھی مارنا چاہی تو میں نے دیکھتے ہی اپنا بازو یزدانی کے سر کے قریب کیا جس کی وجہ سے میرے بائیں بازو کی کلائی ٹوٹ گئی جو کہ زندہ ثبوت ہے اور ہمیں تین دن تک زیر حراست ایک کمرہ میں رکھا گیا۔ نمبردار اثر ورسوخ والا آدمی تھا۔ اس لئے پولیس والوں نے مزاحمت نہ کی۔ جس کمرے میں بند تھے، وہاں ہی کھانا پینا اور پیشاب پاخانہ، کیا لکھوں قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ ۳ دن کے بعد میں نے کمرہ کے اندر ہی سے نمبردار کی منت سماجت کی، اس نے کہا پہلے میرے پیر کی تعریف کرو .. پھر جان چھوٹے گی۔ میں نے کہا جناب نمبردار صاحب میرے بازو کی تو کلائی بھی ٹوٹ چکی ہے، مہربانی فرما کر پٹی تو کروا دیں۔ میں نے نمبردار کو اس کے پیر کا واسطہ دیا، تب جا کر اس نے مجھے باہر نکالا اور پٹی وغیرہ کی۔ میں نے سوچا کہ اب موقع ہے کوئی بریلوی پیر کی کرامت نمبردار کو سناؤں شاید جان

بچ جائے۔ مختصراً میں نے دو تین بریلویوں کے پیروں کی کرامتیں پڑھی تھیں۔ جو کہ ذہن میں تھیں، ایک پیر مہر علی شاہ صاحب اور دوسری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی، بعد میں جس طرح آزادی ملی بس تفصیل ہے۔ (واپسی پر) راستہ میں میں نے یزدانی سے کہا، یہ بتاؤ کہ اب کاسوگی واپس جا کر لوگوں کو کیا جواب دیں گے کہ اتنے دن کہاں رہے؟ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ دوسری جگہ کے پروگرام تھے وہاں پر چلے گئے تھے، جھوٹ نمبر ۱ پھر میں نے کہا کہ اگر لوگوں نے سوال کیا تمہارا بازو کیسے ٹوٹا؟ تو کیا جواب دوں گا، کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ کیلے کے چھلکے سے پھسل گیا، دوسرا جھوٹ۔ پھر میں نے کہا کہ یہ گاڑی جس کا نمبر ۱۹۶۰/LNM ہے اس کے شیشوں اور سکرین کے متعلق سوال ہوا تو پھر کیا جواب دوں، کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ بریلویوں نے گاڑی پر آتی دفعہ پتھراؤ کر دیا تھا، تیسرا جھوٹ۔ مختصر واپس کاسوگی آئے تمام رام کہانی سنائی لیکن مسجد کی انتظامیہ مشکوک نظروں سے میری رام کہانی سن رہی تھی۔ آخر ۴ دن کے بعد والد محترم نے پوچھا تو میں نے تمام کچھ سنا دیا جو جو ہمارے ساتھ ہوا تھا، عادت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یزدانی کا ساتھ چھوڑ دیا۔

(میں وہابی سے سنی کیسے ہوا از قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی صفحہ نمبر ۲۵ تا ۲۶ طبع لاہور)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد وہابی......

اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں زندگی میں مجھے بھی ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ ۱۲۷۵ھ کا ذکر ہے میں مرزاپور سے براہ جبل پور بھوپال جا رہا تھا۔ ایک سیلاب سے واسطہ پڑا، بارش کا زور تھا ندی چڑھ آئی، اس خیال سے کہ پانی تھوڑا ہے۔ گھوڑا مع سواری اس میں ڈال دیا اس کا ڈالنا تھا ندی چڑھ آئی قریب تھا کہ ہم سب اس میں ڈوب جائیں، میں گاڑی سے کود کر پانی میں کود پڑا۔ پانی گاڑی کو بہا لے گیا۔ میں نے فوراً بلند آواز سے تین بار پکارا۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ بس یہ کہنا تھا کہ گاڑی پانی سے نکل کر ایک اونچے پتھر پر آ کھڑی ہوئی۔ اس موقع پر میرے کوچوان کے سوا وہاں کوئی دوسرا شخص نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس بھنور سے ہم کو نجات بخشی۔ واللہ الحمد (حیات امام ابن جریری مع حسن حصین از عبدالحلیم چشتی صفحہ نمبر ۵۴ طبع کراچی)

ابن تیمیہ کا فتویٰ

انبیاء و صالحین کو ان کی قبروں پر سے یا ان کی عدم موجودگی میں پکارنے والے لوگ ان مشرکین کے گروہ میں داخل ہیں جو غیر اللہ سے رجوع کرتے ہیں۔ الخ

(الوسیلہ صفحہ نمبر ۹۰ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(اگر قبر پر کھڑے ہو کر یوں کہیں) اے فلاں بزرگ حق تعالیٰ سے میری حاجت روائی کیلئے آپ عرض کریں اور میری سفارش کریں اور میرے لئے دعا کریں تو ظاہرا جائز ہے، اس واسطے کہ اس صورت میں شرک لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ بحالت حیات استمداد کرنا اس طور سے جائز ہے کہ ان سے عرض کیا جاوے کہ درگاہ الٰہی میں میری حاجت روائی کیلئے آپ دعا و التجا کریں۔۔۔۔۔ الخ

(فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۰ طبع کراچی ۱۳۹۴ھ)

نیز شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت امام شافعی (م ۲۰۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قبر امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ مجرب تریاق ہے دعا قبول ہونے کیلئے ۔۔۔ الخ

(فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۲۸ طبع کراچی ۱۹۷۳ء)

علامہ ابن حجر مکی (متوفی ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۴ھ) جب بغداد میں تھے تو آپ کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں ابو حنیفہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت پڑھ کر ان کی قبر کے پاس آتا ہوں اور اس کے پاس اللہ سے دعا کرتا ہوں تو وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

(الخیرات الحسان صفحہ نمبر ۲۳۰ طبع کراچی ☆ مشکوٰۃ باب زیارت القبور صفحہ نمبر ۱۵۴)

علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں آپ کا وصال ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ میں ہوا آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ "قبر معروف مجرب لقضاء الحوائج" یعنی معروف کرخی کا مزار مقدس حاجتیں پوری ہونے کیلئے مجرب ہے۔ (یعنی ان کے توسل سے بارگاہ قدس میں جو نیک دعا مانگی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت بخشتا ہے)۔ (تاریخ بغداد صفحہ نمبر ۱۲۲، ۲۳ جلد اوّل)

ابو علی خلال (متوفی ۲۳۹ھ) جو مشہور بزرگ گزرے ہیں فرماتے ہیں۔ جب مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے اور میں حضرت موسیٰ ابن جعفر کاظم کی قبر پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے دعا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میری مراد بر لاتا ہے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ نمبر ۵۷ طبع لاہور)

صاحب ظفر المحصلین، صاحب شاطبیہ علامہ محمد قاسم (م ۵۹۰ھ) کے متعلق لکھتے ہیں:

لوگ اب بھی آپ کی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور برکات حاصل کرتے ہیں۔ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا آپ کی قبر کی زیارت کی ہے وہاں دعا بڑی جلد قبول ہوتی ہے۔ (ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ نمبر ۷ طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا فتویٰ

زیارت کی دوسری قسم بدعی زیارت ہے اور اس سے مقصود ایسی زیارت ہے جس میں مردہ (یعنی صاحب قبر) سے منت ماننا، دعا چاہنا (یعنی اے صاحب قبر میرے لئے دعا کریں) شفاعت طلب کرنا (یعنی میری دعا کی قبولیت کیلئے شفاعت کریں)۔ براہ راست خدا سے یہ سمجھ کر دعا کرنا ہوتا کہ اس کی بزرگی کی وجہ سے (یہاں) دعا مقبول ہوگی اس قسم کی تمام زیارتیں بدعت ہیں بلکہ یہ اقسام شرک ہے اور ان کے ذریعے شرک کے مزید دروازے کھلنے کا خطرہ ہے۔ (الوسیلہ از ابن تیمیہ صفحہ نمبر ۲۹ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

امیر حمزہ تا کیں کیا!

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت امام شافعی، علامہ ابن حجر مکی، علامہ خطیب بغدادی، ابوعلی خلال رضوان اللہ علیہم اجمعین مشرک تھے یا مسلمان، اگر یہی نفوس قدسیہ مشرک تھے (بقول تمہارے عقیدہ کے) تو مسلمان کون ہیں؟ توبہ کرو، توبہ کرو توبہ کرو توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اسی حالت میں نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں ایک طویل قصیدہ بزبان عربی لکھا۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے حضور ﷺ کے سامنے قصیدہ پڑھا۔ آپ ﷺ نے کسی شعر پر اعتراض نہ فرمایا، بلکہ خوش ہو کر اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی۔ جب صبح کو امام بوصیری اٹھے تو بالکل تندرست تھے۔

امام الوہابیہ شیخ عبدالرحمٰن بن حسن نجدی کا فتویٰ

امام بوصیری مشرک تھے۔ (قرۃ عیون الموحدین صفحہ نمبر ۱۵۰ جلد دوم طبع لاہور)

علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

۹۰۹ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے، قرآن کریم حفظ کیا۔ جامع ازہر میں داخلہ لیا اور اس زمانہ کے نامور علماء سے علوم معقول اور منقول کی تکمیل کرکے ۱۹ برس کی عمر میں سند فراغت حاصل کی۔ ۹۳۳ھ میں حجاز گئے، حج کیا پھر کچھ عرصہ حرم میں رہ کر قاہرہ واپس آگئے۔ اور حسب دستور درس و تدریس، اور تصنیف و تالیفات میں مشغول ہوگئے۔

۹۳۷ھ میں جب کسی عالم نے ان کی کتاب ”روض مقری“ کی شرح کو چرا لیا تو دل برداشتہ ہو کر مع اہل و عیال حرم (مکہ مکرمہ) ہجرت کر گئے۔ اور تاحیات حرم میں ہی درس دیتے رہے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔

علامہ خفاجی حنفی (م ۱۰۶۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

علامۃ الدہر خصوصا الحجاز وتوجہت وجوہ الطلب الی قبلتہ ان حدث عن اللغۃ والحدیث ...... الخ (ریحانۃ الالباء صفحہ نمبر ۱۹۳)

شیخ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وہ متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں اور فتویٰ دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا انصاری کے بعد ان ہی کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے اور مکہ کے فقیہ واعظ اور محدث تھے۔

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی صفحہ نمبر ۲۳۱ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ)

محمود شکری آلوسی غیر مقلد نجدی وہابی لکھتا ہے

ابن حجر کا عمل و کردار اس کے سراسر خلاف ہے۔ آپ اس کی کتابیں دیکھیں گے کہ وہ بدعات کو رواج دیتا ہے۔ .. اتباع سنت کی مخالفت اور اہلحدیث (غیر مقلدین) کے ساتھ دشمنی کرتا نظر آئے گا .... اس کی زبان قلم، جھوٹ و افتراء پر خوب چلتی ہے اس کے فتاویٰ حدیثیہ، جس کو فتاویٰ بدعتیہ کہنا مناسب ہے۔ الخ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) (غایۃ الامانی (اردو ترجمہ انوار رحمانی) محمود شکری غیر مقلد صفحہ نمبر ۱۷۱ طبع جہلم (پاکستان)

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا عقیدہ

ابن تیمیہ لکھتا ہے:

شیطان لوگوں کی شرک میں مدد کرتے ہیں اور شیطان ان لوگوں کیلئے آدمیوں کی صورت میں اس طرح سامنے آتے ہیں کہ وہ لوگ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور شیطانوں میں سے کوئی کہتا ہے میں ابراہیم ہوں، میں مسیح (عیسیٰ) ہوں، میں محمد ہوں، میں خضر ہوں، میں ابوبکر ہوں، میں عمر ہوں، میں عثمان ہوں، میں علی ہوں، میں فلاں شیخ ہوں، نیز وہ شیطان ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ یہ تو فلاں نبی ہے یا یہ خضر ہے۔ حالانکہ یہ تمام کے تمام جنات (شیاطین) ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) ﴿التوسل والوسیلہ صفحہ نمبر ۷، عربی﴾

﴿الوسیلہ (مترجم) احسان الٰہی ظہیر غیر مقلد، تالیف ابن تیمیہ صفحہ نمبر ۳۱ طبع لاہور ۱۹۸۳ء﴾

جبکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولا یتمثل الشیطان بی"۔ (بخاری جلد ۲، مسلم جلد ۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے سوتے میں میری زیارت کی تو عنقریب جاگتے میں بھی میری زیارت سے مشرف ہوگا۔ شیطان کوشش کے باوجود میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

ابن تیمیہ کا انجام

جناب مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

قصہ یہ ہے کہ ان ہی دنوں میں جب ایک ہندی عالم دمشق میں مقیم تھا...... ان کی چونکہ بے پناہ تلوار اس طرح چل رہی تھی کہ معاصر علماء چیخ اٹھے، بیسیوں نئے نئے مسائل پیدا کر کے اہل علم کی محفلوں میں وہ ہلچل ڈالتے رہتے تھے (مثلاً طلاق ثلاثہ یعنی تین طلاق تین ہے۔ آئمہ اربعہ کے اس مسلک کے خلاف تین ایک ہے کا نظریہ قائم کیا۔ مدینہ منورہ اس نیت سے جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کریں گے حرام ہے۔ اسی طرح مسئلہ صفات میں بھی قریب قریب مجسمہ کی سی باتیں کرتے تھے یوں بھی ان کے منفردات کی ایک طویل فہرست ہے)۔ ان ہی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے جو مسئلہ حمویہ کے نام سے مشہور ہے۔ تنگ آ کر دمشق کے علماء نے آخر حکومت کو دست اندازی پر مجبور کیا...... دمشق کا امیر اس زمانہ میں امیر تنکز تھا۔ اس نے ابن تیمیہ سے مناظرہ کرانے کیلئے علماء کی ایک مجلس طلب کی۔ ابن تیمیہ بھی بلائے گئے۔ السبکی نے لکھا ہے کہ: علماء نے جمع ہو کر بالاتفاق فیصلہ کیا کہ شیخ ہندی کو بلایا جائے...... امیر نے اسی بنیاد پر ان کو طلب کیا۔ سبکی نے یہ بھی لکھا ہے:

امیر تنکز ہندی کی بڑی عزت کرتا تھا اور ان کا بڑا معتقد تھا۔

بہر حال "شیخ ہندی" بھی مجلس میں آ کر شریک ہوئے، لکھا ہے کہ مناظرہ کی اس تاریخی مجلس میں ہندی ہی ان تمام علمائے شام کا شیخ اور سردار تھا، جو اس مجلس میں موجود تھے۔ شیخ ہندی نے ابن تیمیہ کو مخاطب کیا، غالباً السبکی بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ بہر حال ان کا بیان ہے۔ اس وقت شیخ ہندی کی جو حالت تھی گویا اس کی تصویر ہے۔

تقریر میں ہندی بہت دراز نفس واقع ہوئے تھے۔ کسی پہلو پر تقریر شروع کرتے تو کچھ اس طرح اس کو بیان کرتے کہ جتنے شبہات یا اعتراضات کا امکان ہو سکتا تھا اپنی تقریر ہی میں ان کی طرف اشارہ کر جاتے تو اعتراض کرنے والے کیلئے اس کا جواب سخت ہو جاتا۔

شیخ ہندی کے اس طرز تقریر کا کیا اثر مرتب ہوا۔ السبکی سے وہ بھی سن لیجئے۔

ابن تیمیہ نے جلد بازی سے کام لینا شروع کیا جیسا کہ ان کی عادت ہے اور ایک بات کو چھوڑ کر دوسری طرف نکل گئے۔ (یہ کیفیات ان پر طاری ہوگئی)

ابن تیمیہ کے اس انداز کو دیکھ کر شیخ صفی الدین سے نہ رہا گیا اور باوجود ان کی جلالت شان کے شیخ کو کہنا پڑا:

ابن تیمیہ میں تمہیں نہیں پارہا لیکن اس چڑیا کی طرح جو ادھر سے پھدک کر اُدھر جاتی ہے۔ اور اُدھر سے ادھر۔

ابن حجر نے درر میں شوکانی نے بدر میں، شیخ ہندی کی طرف ان ہی الفاظ کو منسوب کیا ہے۔ لیکن السبکی جن کا بیان سب سے زیادہ قابل وثوق ہے انہوں نے لکھا ہے کہ شیخ نے کہا: ابن تیمیہ میں تمہیں چڑیا کے مانند پاتا ہوں، جہاں چاہتا ہوں کہ پکڑوں، تو وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ چلے جاتے ہو۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن تیمیہ پر پھدکنے والی چڑیا کی کیفیت جو طاری ہوگئی تھی وہ شیخ ہندی کی ان گرفتوں کا نتیجہ تھا جس سے تڑپ کر دوسری شاخ پر بیٹھنے کی کوشش کرتے تھے، شیخ ہندی وہاں بھی ان کو چین نہیں لینے دیتے تھے یوں ہی...... کود...... پھاند ...... اچھل اور پھدک...... کا ایک سلسلہ تھا جو جاری رہا تھا۔

تاہم امیر تنکز نے جو یہ فیصلہ کیا، جیسا کہ السبکی نے لکھا ہے:

''نودی علیہ فی البلاد و علی اصحابہ و عزلوا عن وظائفھم''۔

ترجمہ: ''ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کے متعلق سارے ملک میں اعلان کرایا گیا اور حکومت کے عہدوں سے سب معزول کر دیئے گئے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ

''و حبس ابن تیمیہ بسبب تلک المسئلۃ''۔

ترجمہ: ''اس مسئلہ کی وجہ سے ابن تیمیہ کو جیل دے دیا گیا''۔

﴿پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت صفحہ نمبر ۲۷۳ تا ۲۷۶ جلد اول﴾

﴿از مناظر احسن گیلانی طبع لاہور) (تلخیص)﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط

۱۲ر جولائی ۲۰۰۴ء/۱۴۲۵ھ بروز پیر

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

محبت کی باتیں

تالیف

ابو کلیم محمد صدیق فانی

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

دیوبندی تالیف

رضاخانی مذہب کا علمی و تحقیقی جائزہ



آئینہ اہلسنت

تالیف

ابو کلیم محمد صدیق فانی

حسب ارشاد

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

اویسی بک سٹال [illegible]

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630





ضیاء العلوم پبلی کیشنز